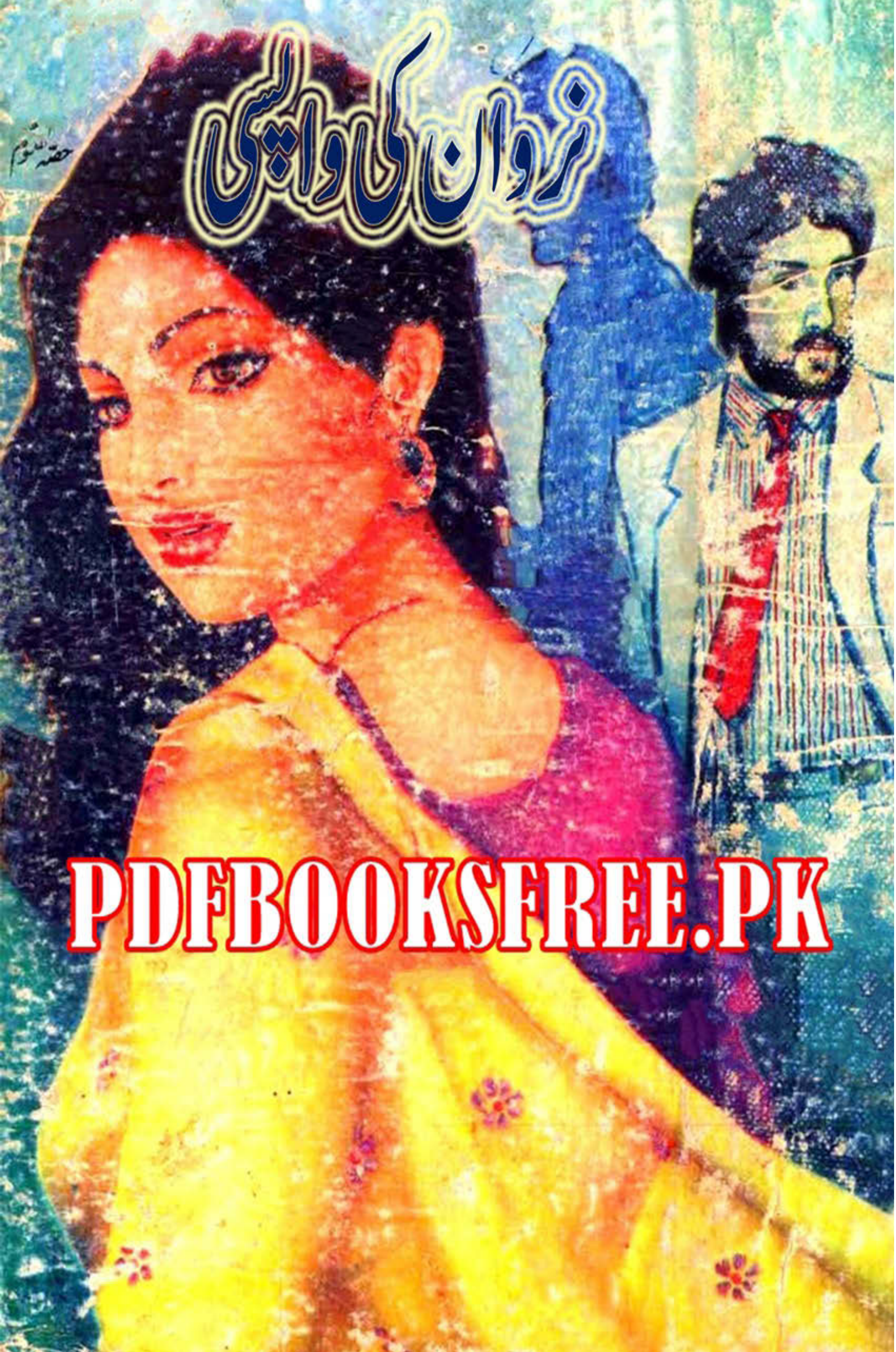
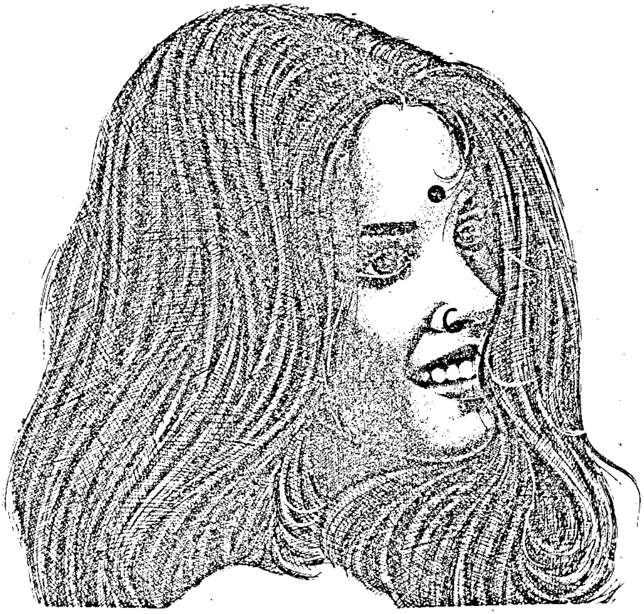


نروان کی واپسی
حصہ سوم



ایک شخص کی کہانی جو ناقابلِ تسخیر قوتوں کا مالک تھا

سلسلہ: اُس اِنسان کی کہانی جِس نے شرافت کا لبادہ اوڑھ لیا تھا، وہ سابقہ زندگی سے تائب ہو گیا تھا، لیکن جب اسے شرافت کی زندگی سے پھر واپس اُس گناہ آلود زندگی کی طرف لوٹ جانے پر مجبور کیا گیا تو۔۔؟

سراج دین عالمگیر کا وہی جیالا راجہ جو ہر معرکہ جو بولی سے نبرد کرتا

روپ مالا کا تعلق اگر ڈنگو سے نہ ہوتا تو میں اس معصوم سی عورت کو کسی قیمت پر دھوکا دینا پسند نہ کرتی۔ وہ اتنی ہی معصوم تھی کہ اس کی شخصیت بُری طرح متاثر کرتی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ انٹرویو دینے کے لیے تیار ہو گئی۔ میں مسکراتی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے انداز میں ایک عجیب سا اشتیاق جھلک رہا تھا جس میں بچوں کا سا تجسس تھا۔ اپنے انٹرویو کے سلسلے میں وہ بہت زیادہ جذباتی ہو گئی تھی۔ میں نے چند لمحات کے بعد سوال کیا۔

"آپ کا نام؟"

"گنگا وتی۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کا چہرہ فق ہو گیا۔ مم میرا مطلب ہے۔ روپ روپ مالا۔ وہ بدحواس سے انداز میں بولی۔

"گنگا وتی عرف روپ مالا۔ یا صرف روپ مالا۔ میں نے پھر پوچھا۔

"نہیں نہیں کون گنگا وتی، کیسی گنگا وتی، میرا نام تو روپ مالا ہی ہے بچپن سے یہی ہے۔ اس نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی۔ لیکن جھوٹ کے تاثرات اس کے چہرے سے عیاں تھے، یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اپنے پرانے نام کو چھپانا چاہتی ہے۔ پھر میں نے اس موضوع کو ٹال دیا۔

"آپ شادی شدہ ہیں۔؟ میں نے دوسرا سوال کیا اور وہ چھوئی موئی کی طرح لجا گئی۔

"نہیں۔ اس نے جواب دیا۔"

"کیوں ابھی تک آپ نے شادی کیوں نہیں کی؟"

"کر لیں گے۔ جلدی کیا ہے؟"

"کیا آپ نے شادی کے لیے اپنا کوئی ساتھی چن لیا ہے؟

"کیوں نہیں۔ دل میں جھانکنا آتا ہو تو ہمارے دل میں جھانک لو کبھی کبھی آتے ہیں وہ ہمارے پاس، میں تمہیں ان کی تصویر دکھا سکتی ہوں، وہ شرماتے ہوئے بولی لیکن اس کے انداز میں بے پناہ محبت جھلک رہی تھی میرے ذہن میں شرارتیں کلبلانے لگیں بہر طور میں روپ مالا سے مختلف سوال کرتی رہی اور وہ مجھ سے بے تکلف ہو گئی پھر اس نے مجھ سے رازداری سے کہا۔

"میری تصویر اخبار میں چھپے گی نا۔؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ اس کے بغیر تو گزارہ ہی نہیں ہے۔

"تو میرے ساتھ اس کی تصویر بھی چھپوا دو۔ وہ کہنے لگی۔

"کس کی؟"

"میرے محبوب کی۔ اس نے کہا اور دوہری ہونے کی کوشش کرنے لگی جس میں وہ ناکام رہی تھی۔ بہر طور تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور کہنے لگی۔

"میں اس کی تصویر لے کر ابھی آتی ہوں۔ اور میرے جواب کا انتظار کیے بغیر وہ باہر نکل گئی۔ میں ایک گہری سانس لے کر اس سمت دیکھنے لگی تھی۔ جدھر سے روپ مالا باہر گئی تھی۔

یہ جسمانی طور پر بہت زیادہ، لیکن ذہنی طور پر بہت کم تھی لیکن عورت ڈنگو کو بہت چاہتی تھی، لیکن یہ جوڑا میری سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ ڈنگو مچھر اور یہ ہاتھی پتہ نہیں یہ ڈنگو کا مذاق تھا یا اس کا۔ پتہ نہیں دونوں میں سے کسی نے کس کے ساتھ مذاق کیا تھا یا پھر شاید یہ دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہی ہوں گے۔ بہر طور مجھے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ کم از کم روپ مالا ڈنگو کے سلسلے میں غیر سنجیدہ نہیں ہے۔ چند ساعت کے بعد وہ واپس آ گئی۔ ڈنگو کی تصویر اس کے ہاتھ میں تھی اس میں ایک ڈیڑھ جوڑا کھڑا نظر آ رہا تھا۔ ایک سمت روپ مالا کھڑی تھی۔ اور اس کے نزدیک ہی ڈنگو موجود تھا۔ لیکن دونوں کے چہرے سے جو تاثرات نظر آتے تھے اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ دونوں ہی بے حد مسرور ہیں اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے مذاق نہیں کر رہا۔

روپ مالا میرے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ میں نے اسے مایوس نہیں کیا اور بڑے متاثر لہجے میں بولی۔

"بڑی پیاری جوڑی ہے تم دونوں کی۔ تم لوگ شادی کر لو۔ ابھی تک تم نے شادی کیوں نہیں کی۔؟

"کر لیں گے۔ ہم تو پیدا ہی ایک دوسرے کے لیے ہوئے ہیں۔ روپ مالا نے جواب دیا۔ اور میں گہری سانس لے کر گردن ہلانے لگی۔

"مسٹر ڈنگو بھی آپ کو بہت زیادہ چاہتے ہیں۔ میں نے سوال کیا؟"

"ہاں۔ کیوں نہیں۔

"ٹھیک ہے میں آپ لوگوں کی یہ تصویر آپ کے انٹرویو کے ساتھ اخبار میں چھپوا دوں گی، ویسے ذاتی طور پر بھی مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ میں نے کہا۔

"تو میری دوست بن جاؤ نا۔"

"مشکل ہو جائے گا۔"

"کیوں؟"

"اگر میں نے آپ کا انٹرویو اخبار میں چھپوا دیا، تو پھر میری

اور آپ کی دوستی نہیں ہو سکے گی۔ لوگ یہی سوچیں گے کہ میں نے جان بوجھ کر یہ کہا ہے۔

"اگر ایسی بات ہے تو انٹرویو کو چھوڑو، تم میری دوست بن سکتی ہو، تمہاری باتیں بڑی اچھی ہوتی ہیں، بڑے پیار سے تم نے مجھ سے ڈنگو کے بارے میں معلومات حاصل کی ہے۔

"اس کا فیصلہ ہم کر لیں گے، ویسے یہ انٹرویو ہفتے دو ہفتے بعد ہی آ سکتا ہے، لیکن میری خواہش ہے کہ تم کسی سے اس کا تذکرہ مت کرنا۔

"ٹھیک ہے میں کسی سے نہیں کہوں گی۔ میرا وعدہ، لیکن تم مجھ سے دوبارہ ملو گی ضرور۔"

"ٹھیک ہے، میں وعدہ کرتی ہوں کہ بہت جلد تم سے دوبارہ ملاقات کروں گی۔ میں نے کہا۔ روپ مالا مجھے گیٹ تک چھوڑنے آئی تھی، اس نے بڑی محبت سے مجھے رخصت کیا۔ یقیناً اس کے انداز میں کسی قسم کی بناوٹ نہیں تھی، معصوم سی عورت یا لڑکی تھی، بہرصورت میں واپس اپنی رہائش گاہ میں آ گئی۔

بستر میں لیٹ کر میں نے اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا، میں سو جانا چاہتی تھی۔ اس وقت اگر ذہن میں کوئی خیال آتا تو پھر نیند مشکل تھی، سو گئی اور خوب سوئی۔ جاگی تو شام ہو چکی تھی۔ طبیعت بے حد بھاری بھاری تھی۔ ذہن میں سنسان ہوائیں چل رہی تھیں۔ بڑی ویران سی کیفیت تھی دل و دماغ کی، اپنی اس کیفیت کے بارے میں بیٹھی سوچتی رہی اور نجانے کیسے کیسے خیالات میرے ذہن کو چھوتے ہوئے گزرتے رہے۔ اپنی چھوٹی سی بستی یاد آئی اپنا چھوٹا سا گھر یاد آیا۔ وہ ماحول یاد آیا۔ جہاں میں ایک معصوم لڑکی کی حیثیت سے زندگی گزارتی تھی، میرے رکھوالے تھے، میرے محافظ تھے، اور میں سکون کی زندگی بسر کر رہی تھی لیکن زمانے کے بے رحم ہاتھوں نے میرا یہ سکون چھین لیا اور مجھے در در بھٹکا دیا۔ اور آج میری شخصیت اس قدر مسخ ہو کر رہ گئی تھی کہ اپنے بارے میں غور کرتی تو خود کو مضحکہ خیز محسوس کرتی تھی۔ آہ ان تمام کوششوں میں میرا تو کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ ظالم رادھن سنگھ نے اپنی ہوس کے ہاتھوں ہمارے چھوٹے سے گھر کو تباہ و برباد کیا تھا۔ اور اب اس گھر میں رہ کون گیا تھا، کوئی بھی نہیں ۔ کوئی بھی تو نہیں۔ صرف روپا تھی، میری بہن۔ میری بیٹی، میری معصوم بچی۔ کتنا عرصہ ہو گیا تھا اس کو دیکھے ہوئے، اس کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ اب کہاں ہے۔

کنول کماری سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش بھی ابھی بالکل منزل لگتی تھی۔ کم از کم، کچھ وقت تو صرف ہونا چاہیئے۔ اس سلسلے میں میرے اپنے اطراف میں پھیلے ہوئے دشمنوں کا کوئی حل تو ہو میرے سامنے۔ رادھن سنگھ کم بخت کے ہاتھ اتنے وسیع تھے کہ یہاں بھی مجھے نہیں چھوڑا گیا تھا۔

میرے ہونٹ بھنچ گئے، میرے دانت سختی سے ایک دوسرے پر جم گئے۔ رادھن سنگھ کم بخت میں تجھ تک ضرور پہنچوں گی، لیکن پہلے تیرے ارد گرد پھیلے ہوئے ان محافظوں کی قطار کو ختم کر دوں۔ ذہن میں پھر ڈنگو ابھر آیا۔ وہ عورت روپ مالا ذہن میں آئی۔ لیکن کسی پر رحم کرنا یا کسی کے بارے میں کچھ سوچنا اس وقت میرے لیے ممکن نہیں تھا، میں خود جن حالات کا شکار تھی، اس میں قابل رحم تھی، بھلا میں کسی کے ساتھ رحم کا انداز کیسے اختیار کر سکتی تھی۔ دماغ پر جنون سا سوار ہو گیا، میں اپنی جگہ سے اٹھی اب میں وہ نہیں تھی جو کچھ عرصہ پہلے تھی، زمانے نے مجھے جو کچھ دیا تھا۔ وہ میں زمانے کے سامنے لانا چاہتی تھی۔ چنانچہ میں نے لباس وغیرہ تبدیل کیا اور خوب صورت سا میک اپ کرنے کے بعد باہر نکل آئی۔

اب میرا رخ ڈنگو کے اڈے کی جانب تھا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں ایک مکروہ شکل اختیار کیے ہوئے فحاشی اور بدکاری کے اس اڈے پر پہنچ گئی، منشیات کا دھواں اور مکروہ قہقہے چاروں طرف سے ابھر رہے تھے۔ میں نے کسی خالی سیٹ کے لیے نگاہیں دوڑائیں اور پھر ایک طرف بڑھ گئی، اس اڈے پر آ کر میرا خون کھولنے لگا تھا۔ ذہن میں اپنا ماضی تازہ تھا۔

میں نے ان لوگوں کو نگاہوں میں رکھا جو یہاں پر منتظموں کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی کارکردگی دیکھنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ایک سگریٹ نکال کر سلگا لیا تھا، تاکہ میں اسی روپ میں نظر آؤں، جو میں نے اختیار کر رکھا ہے، میں سگریٹ کے کش، لیتی رہی اور ویٹر میرے نزدیک پہنچ گیا۔

"جی۔ اس نے پوچھا۔؟"

"بیٹھ جائیں۔ میں نے کرخت لہجے میں کہا۔"

"اوکے میڈم۔ اُس نے گردن خم کی اور چند قدم پیچھے ہٹا اور رک کر مجھے دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے؟" میں نے اس کے رکنے پر اس کی شکل دیکھی۔ ویٹر کے چہرے پر شیطانیت پھیلی ہوئی تھی۔

"میرے پاس اس وقت بہترین آسامی ہے میڈم! چالیس فیصد اڈے کا کمیشن، بیس فیصد میرا۔ لیکن باقی چالیس فیصد اتنا

ہو گا کہ تمہیں گھاٹا نہیں ہو رہے گا۔ ویٹر نے کہا۔

"جاؤ، جو کچھ میں نے تم سے منگایا ہے۔ وہ لے آؤ۔ میں نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ویٹر کی طرف بڑھا دیا۔

"او ہو تو آپ پہلے ہی اپنا شکار حلال کر چکی ہیں۔ او ور ٹائم لگا لیں میڈم، گھاٹے میں نہیں رہیں گی۔ اس نے کہا۔

"جاؤ، جو میں نے کہا ہے صرف وہی کرو، تمہارا باس میرا دوست ہے۔ اس لیے مجھ سے بدتمیزی سے پیش مت آؤ۔ میں نے سرد مہری سے کہا اور ویٹر ایک دم سنبھل گیا۔

"سوری میڈم مجھے معلوم نہیں تھا۔"

"کوئی بات نہیں ہے جاؤ۔ میں نے نرم لہجے میں کہا، اور ویٹر وہاں سے چلا گیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک اور شخص سے بات کرنے لگا تھا، یہ شخص ایک گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ لیکن یہ سوٹ اس کی شخصیت سے ہم آہنگ نہیں تھا۔ وہ شکل و صورت سے ایک خطرناک آدمی نظر آتا تھا۔

ویٹر نے میری طرف اشارہ کیا اور وہ شخص میری طرف دیکھنے لگا۔ پھر وہ میری میز کی طرف بڑھنے لگا۔ مجھے تعجب ہوا، پتہ نہیں ویٹر نے اسے میری طرف کیوں متوجہ کیا تھا۔ چند لمحات کے بعد وہ میرے نزدیک پہنچ گیا۔

"تم ڈنگو کی دوست ہو۔؟ اس نے کہا۔

"ہاں، کیوں خیریت؟" میں نے جواب دیا۔

"ہاں خیریت ہی ہے۔ ڈنگو کو ایک ایسی لڑکی کی تلاش ہے، جو اپنے آپ کو اسکا دوست ظاہر کرے۔ وہ خونخوار انداز میں مسکرایا، اور ڈنگو کی پیش گوئی کے مطابق تم نے اس بات کا اظہار کیا ہے۔

"جاؤ بھاگ جاؤ، اگر تمہاری شامت نہیں آئی تو۔؟"

"شامت شاید تمہاری آئی ہے۔ اس نے کہا اور جیب سے پستول نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اس کا رخ میری جانب تھا۔ میں ایک لمحے تک سوچتی رہی، اور اس کے بعد میں نے سوچا کہ کچھ ہو جانا چاہیئے۔ چنانچہ میں آہستہ سے مسکرائی اور میں نے کہا۔"

"بیٹھو تم خاصے معذور معلوم ہوتے ہو، میں تمہیں جو کچھ بتاؤں گی۔ اسے سن کر شاید تم اپنے ہوش و حواس پر قابو نہ رکھ سکو۔

"کیا مطلب؟"

"بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ جاؤ۔ میں نے کہا۔ میری نگاہیں اس کے ہاتھ پر لگی ہوئی تھیں۔ جونہی وہ بیٹھا، پستول کی طرف سے اس کی توجہ ہٹ گئی، دوسرے لمحے میرا کھڑا ہاتھ اس کی کلائی پر پڑا، اور پستول اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر میز پر آ پڑا۔ وہ حیران سا ہو گیا تھا پھر اس نے پستول پر جھپٹا مارا لیکن اب پستول میرے ہاتھ میں تھا۔

"کتیا۔ میں۔ میں۔ ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ میرے ہاتھ کی انگلی پستول کے ٹریگر پر دب گئی اور اس کی پیشانی میں سوراخ ہو گیا۔

میں اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی، فائر کی آواز پر سب اچھل پڑے تھے۔ میں وہاں سے کھسک کر آگے بڑھ گئی، متجسس لوگ چاروں طرف دیکھ رہے تھے، پھر کسی کی چیخ ابھری۔

میں نے اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ پیچھے ہٹ کر کاؤنٹر پر کھڑے آدمی پر فائر کر دیا اور اس کی دلخراش چیخ نے افراتفری مچا دی۔ لوگ خوفزدہ انداز میں میزیں چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ لیکن میں نے اب بھی سکون کا مظاہرہ کیا تھا۔ دراصل ابھی تک لوگوں کو صحیح صورت حال معلوم نہیں ہو سکی تھی اور میں اس سے فائدہ اٹھا رہی تھی۔

میں نے سنگ مرمر کے کاؤنٹر پر تیسرا فائر کیا اور اپنے مقصد میں مجھے مکمل کامیابی ہو گئی، اب شدید افراتفری پیدا ہو گئی تھی، اور بھگدڑ مچ گئی تھی۔ میں چاہتی تو اس صورت حال سے فائدہ اٹھا سکتی تھی۔ لیکن میرے دل میں آگ سلگ رہی تھی۔

میں ۔ ۔ پستول کا آخری فائر بھی ایک خاص آدمی پر کر دیا۔ اور پھر وہاں سے پر اطمینان قدموں سے چلتی ہوئی باہر نکل آئی، دو تین آدمی ہلاک ہو گئے تھے اور میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہاں خاصی افراتفری پھیل گئی ہے۔

آج کا کام بس اتنا ہی تھا۔ چنانچہ میں نے باہر کا رخ کیا۔ اور وہاں سے نکل آئی، میں نے دل کی آگ بجھانے کے لیے اب یہی طریقہ کار اختیار کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ میں چاہتی تھی کہ ان کو مر جانے کی حد تک بے بس کر دوں اور پھر اس سے رام داس کا پتہ پوچھوں اور رام داس کو ٹھکانے لگا دوں۔ میں ان میں سے کسی بھی شخص کو رادھن سنگھ کے خلاف استعمال کرنا چاہتی تھی، اگر ڈنگو اس مقصد کے لیے بہتر ثابت ہوا تو میرے لیے اچھی بات تھی اور اس لیے میں ان دنوں ڈنگو پر

توجہ دے رہی تھی میرا خیال تھا کہ پہلے میں ڈنگو کو خوب اچھی طرح پریشان کروں اور اُس کے بعد روپ مالا کے سلسلے میں کوئی موثر کارروائی کر سکوں۔

دوسرے دن میری ملاقات قادر سے ہوئی۔ میں نے ٹیلیفون پر اُس سے رابطہ قائم کر کے اُسے ایک جگہ پہنچنے کے لیے کہا تھا۔ قادر نے میری بات پر عمل کیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا، جہاں میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔

وہ حسبِ معمول مسکراتے ہوئے بڑے خلوص سے مجھے ملا تھا۔

"کہو کوشل بہن کیسی گزر رہی ہے۔؟"

"بالکل ٹھیک قادر ــ میں اپنے پروگرام میں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی ہوں۔

"کیا تمہاری ملاقات روپ مالا سے ہو گئی۔ قادر نے پوچھا۔"

"ہاں۔"

"کیا خیال ہے۔؟"

"بڑا عجیب کیس ہے قادر ــ میں نے کہا اور قادر ہنس پڑا۔

"ہاں مینٹل کیس ہی ہے، واقعی تمہیں ان دونوں کے فرق کا اندازہ ہوا ہوگا۔"

"ڈنگو اس معصوم لڑکی کے ساتھ کوئی مذاق تو نہیں کر رہا؟

"نہیں۔ مذاق تو نہیں ہے اکیونکہ یہ بات کافی مشہور ہے کہ ڈنگو اس کے لیے پاگل ہے۔"

"تعجب کی بات ہے۔ بہرطور قادر مجھے تم سے کچھ اور بھی کام ہیں۔

"قادر سے جو کام ہو، اس کے لیے تمہید مت باندھا کرو، بس کام بتا دیا کرو۔

"کچھ لوگوں کی ضرورت ہو گی مجھے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ایک عمدہ سی جگہ کی بھی، جہاں میں ڈنگو کی محبوبہ روپ مالا کو رکھ سکوں۔

"کیا مطلب؟" قادر نے تعجب سے پوچھا۔"

"اس کی مکمل تفصیل تمہیں بعد میں بتاؤں گی۔ پہلے یہ بتاؤ مجھے کچھ لوگوں کی مدد حاصل ہو سکتی ہے؟"

"جتنے آدمی کہو، بھیج دوں۔"

"نہیں، نہیں، ایسے ویسے آدمی نہیں چاہئیں۔ بلکہ کام کے آدمی چاہئیں۔

"فکر مت کرو کوشل بہن، جو آدمی میں تمہیں دوں گا۔ وہ کام کے آدمی ہی ہوں گے۔

"تو پھر مجھے ان لوگوں سے رابطے کا ذریعہ بتاؤ۔؟"

"ٹھیک ہے، میں انہیں تمہارے لیے مخصوص کر دوں گا۔" ایک ٹیلی فون نمبر دیے دیتا ہوں۔ جب بھی دل چاہے انہیں رنگ کر کے ان سے رابطہ قائم کر لینا اور انہیں ہدایت دینا۔ وہ تمہاری ہدایت کے مطابق عمل کریں گے۔ ان میں سے ایک کا نام میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ تم اسے شمشاد کہہ کر مخاطب کر سکتی ہو۔

"ٹھیک میں تمہاری اس پیش کش سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤں گی قادر ــ شمشاد نام بتایا ہے نا تم نے؟

"ہاں۔ یوں سمجھو وہ اب تمہارے غلاموں کی حیثیت سے تمہارے لیے کام کرے گا۔

"بہت مناسب ہے، میں تمہیں بہت جلد اپنے پروگرام کی تفصیل بتا دوں گی۔ اور اس جگہ کا کیا ہو گا۔

"جگہ کا انتخاب تم خود کر لو۔"

"کیا مارل برد کے علاقے میں کوئی ایسا بندوبست نہیں ہو سکتا۔ میرا مطلب ہے وہاں جہاں وہ رہتی ہے۔

"روپ مالا۔ قادر نے پُرخیال انداز میں تھوڑی کھجاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔"

"ہو جائے گا۔ یقیناً ہو جائے گا، بلکہ یوں سمجھ لو کہ ستائیس مارل برد سے تھوڑے ہی فاصلے پر چالیس مارل برد میں یہ کام ہو سکتا ہے۔ چالیس مارل برد دراصل میرے ایک اسمگلر دوست کی کوٹھی ہے، وہ جب بھی غیر ملک کے دورے سے واپس آتا ہے وہاں قیام کرتا ہے اور وہاں اُس کا اڈہ ہے، میں اس کے ساتھیوں میں شمار ہوتا ہوں۔ آج کل وہ یہاں موجود نہیں ہے اس وقت تک جب تک وہ واپس نہ آجائے، تم چاہو تو اس کوٹھی کو استعمال کر سکتی ہو، ایک اسمگلر کی کوٹھی ہے اور اس میں وہ تمام انتظامات موجود ہیں جو تمہارے مقصد کے لیے کام آسکتے ہیں۔

اس سے اچھی تو کوئی بات ہی نہیں ہے لیکن تمہارے اس اسمگلر دوست کو اعتراض تو نہیں ہو گا؟"

"ہم بُرے لوگوں میں یہی تو اچھی بات ہے کہ جب ہم ایک دوسرے سے مخلص ہوتے ہیں تو پھر کسی بات کی پردہ داری نہیں رہ جاتی۔

"شکریہ، بس تو پھر ٹھیک ہے۔"

"اور کچھ بہن؟"

"نہیں میں تم سے بہت ناجائز فائدے اٹھا رہی ہوں لیکن اگر زندگی رہی تو قادر بھیا تمہیں اس کا صلہ ادا کروں گی۔

"بھائیوں کے لیے اس سے بڑی گالی اور کوئی نہیں ہوتی بہن، کہ وہ بہنوں سے اپنی محبت کا صلہ وصول کریں۔ قادر نے محبت سے کہا اور میں اس عظیم شخص کی شکل دیکھتی رہ گئی، بلاشبہ بُرے آدمی کا تصور میرے ذہن میں کچھ اور تھا لیکن جو اچھے تھے وہ بُرے نکلے اور جو بُرا تھا وہ ایک مخلص انسان تھا اور بے لوث میری مدد کر رہا تھا۔

دوسری صبح پروگرام کے مطابق میں بہت جلد جاگی اور اپنی رہائش گاہ سے باہر نکل آئی، میں فاصلہ طے کر کے مارل برد کے علاقے میں پہنچ گئی اور پھر اس کوٹھی کے نزدیک پہنچ گئی، جو ڈنگو کی تھی۔ میں سوچ رہی تھی کہ کہیں ڈنگو روپ مالا کے پاس آیا ہوا نہ ہوا۔ اس بات کے امکانات ہو سکتے تھے، لیکن گیٹ پر ہی مجھے روپ مالا نظر آگئی، وہ لان پر ورزش کر رہی تھی، میں مسکراتی ہوئی اندر داخل ہو گئی اور اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ دوسرے لمحے وہ میری طرف لپکی تھی۔

"اوہ تم ڈارلنگ تم۔ آؤ۔ بڑی بے مروت ہو تم۔ اس نے میرا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔

"کیوں بے مروتی کی کیا بات تھی۔ میں نے پوچھا۔"

"بس تم آئیں کیوں نہیں۔ تم نے وعدہ کیا تھا۔ اس نے کہا۔

"میں مصروف ہوں ڈیئر روپ مالا! تم جانتی ہو کہ اخبارات کی ملازمت کرتی ہوں، کام کرنا ہوتا ہے۔ میں نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جب بھی تمہیں فرصت ہوا کرے آجایا کرو۔

"اور سنائیے کیا حال ہیں آپ کے مسٹر ڈنگو کے؟"

"ٹھیک ہیں، کل آئے گا میرے پاس، ملو گی اس سے؟ روپ مالا نے پوچھا۔

"کیوں نہیں، تم ملاؤ گی تو ضرور ملوں گی، میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو بس کل شام کی چائے ہمارے ساتھ پینا۔"

"ضرور ــ لیکن تمہارے اپنے مشاغل کیا ہیں۔ میں نے سوال کیا۔

"کیوں یہ بات تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"بس ایسے ہی، تمہاری محبت دل میں گھر کر گئی ہے، جی چاہتا ہے کچھ زیادہ وقت گزاروں تمہارے ساتھ۔ یہاں اس علاقے میں میری ایک بہت اچھی دوست بھی رہتی ہے۔ کبھی وقت ہو تو تمہیں اس سے ملاؤں گی۔

"کبھی کا کیا سوال ہے۔ آج ہی کیوں نہیں؟"

"چلو گی میرے ساتھ ــ میں نے پوچھا۔؟"

"ہاں کیوں نہیں ــ جب تم چاہو۔"

"تب پھر یوں کرتے ہیں۔ کل تو تمہارا ڈنگو آرہا ہے آج تم میرے ساتھ چلنا۔ دوپہر کے بعد میں تمہیں اپنے ساتھ لے لوں گی۔

"ٹھیک ہے اس نے کہا اور میں وہاں سے نکل آئی۔ قادر سے رابطہ قائم کیا اور مارل برد کی اس کوٹھی کے بارے میں پوچھا تو قادر نے کہا کہ چالیس مارل برد پہنچ جاؤں وہاں اس نے تمام انتظامات کر دیئے ہیں۔

چالیس مارل برد ایک عظیم الشان کوٹھی تھی اور بے انتہا خوبصورت، اس میں چند ملازم بھی تھے۔ میں نے اُسے اچھی طرح دیکھا، ملازموں نے نہایت احترام سے میرا استقبال کیا تھا، غالباً قادر نے اپنی تمام صورت حال بتا دی تھی۔ پھر میں نے شمشاد کو فون کر کے اپنے مطلوبہ آدمی طلب کیے اور وہ سب کے سب میرے پاس پہنچ گئے ان کی تعداد پندرہ کے قریب تھی، وہ سب کے سب نہایت مستعد نظر آتے تھے، ان تمام انتظامات کے بعد میں مقررہ وقت پر روپ مالا کے پاس پہنچ گئی روپ مالا میرا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ تیار ہو جائے اور وہ اندر چلی گئی۔ میں کس قدر تشویش کے عالم میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی، اس مخلص عورت کے ساتھ یہ سلوک مجھے اچھا نہیں لگ رہا تھا، لیکن مجبوری تھی، اس کے علاوہ یہ اطلاع بھی میرے لیے باعث تشویش تھی کہ کل ڈنگو یہاں آئے گا۔ ممکن ہے روپ مالا اس سے میرا تذکرہ کرے اور ڈنگو ہوشیار ہو جائے۔ اور وہ یہ ضرور سوچے گا کہ وہ کون عورت ہے جو یہاں تک پہنچ گئی ہے، بہرطور اس کے بارے میں، میں نے سوچا کہ جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔ فی الحال روپ مالا کے سلسلے میں اپنا کام کر لیا جائے۔

روپ مالا واپس آئی تو میری ہنسی نکلتے نکلتے رہ گئی۔ شوخ رنگوں کے ایک خوبصورت لباس میں وہ بہت عجیب سی لگ رہی تھی۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اسے ساتھ لے کر چل پڑی، راستہ ہم نے خاصی تیز رفتاری سے

طے کیا تھا۔ ویسے میں نے اس علاقے میں کوٹھیوں کے سامنے گزرنے سے احتراز کیا تھا۔ اور ان کے عقب کے راستے اختیار کیے تھے، تھوڑی دیر کے بعد ہم نمبر چالیس کے سامنے پہنچ گئے۔ میں روپ مالا کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوئی۔ وہ اس خوبصورت کوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔

"بڑی حسین کوٹھی ہے تمہاری سہیلی کی؟ یہ تو شاید ابھی کچھ روز قبل ہی تعمیر ہوئی تھی۔"

"ہاں زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ میں نے گردن ہلادی۔ اور روپ مالا کو لیے ہوئے ڈرائنگ روم میں پہنچ گئی۔

"تمہاری سہیلی کہاں ہے؟"

"پتہ نہیں کہاں چلی گئی۔ میں ذرا ملازموں سے پوچھتی ہوں۔ جب میں اُسے چھوڑ کر باہر پہنچی تو قادر وہاں موجود تھا، شاید شمشاد نے اُسے اطلاع دے دی تھی۔ قادر نے پُرتشویش نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"روپ مالا کو یہاں لے آئی ہو۔؟"

"ہاں۔"

"مگر اس میں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوگی؟"

"کیسی گڑبڑ قادر۔؟"

"میرا مطلب ہے یہ کوٹھی اسی علاقے میں ہے۔"

"اس ہاتھی نما لڑکی کو زیادہ دور تک لے جانا ممکن بھی تو نہیں تھا۔

"ہوں، بہرطور تم نے جو کچھ سوچا ہوگا بہتر سوچا ہوگا۔ میں تو بس یہ دیکھنے آیا تھا کہ یہاں تمہارے مطلب کی تمام چیزیں موجود ہیں یا کس چیز کی کوئی کمی رہ گئی ہے۔

"نہیں سب ٹھیک ہے، بس ذرا سی اُلجھی ہوئی ہوں میں۔

"کیوں؟"

"دراصل یہ روپ مالا اس قدر معصوم اور سیدھی سادھی عورت ہے کہ مجھے اس کے ساتھ فراڈ کرتے ہوئے بہت دُکھ ہو رہا ہے، میں چاہتی ہوں کہ اس کے خیالات میری طرف سے خراب نہ ہوں، بہرطور اس کے لیے کوئی نہ کوئی بندوبست کردوں گی۔ تھوڑی دیر تک میں قادر سے باتیں کرتی رہی اور پھر ڈرائنگ روم میں داخل ہوگئی۔

"بڑی عجیب بات ہے، اتفاق سے میں نے اس لڑکی سے تمہارا تذکرہ نہیں کیا تھا، میں نے سوچا تھا کہ اچانک ہی تمہیں اس سے ملاؤں گی، لیکن وہ کہیں چلی گئی ہے ملازمین نے بتایا ہے کہ وہ ایک آدھ ہفتے کے اندر اندر واپس آئے گی۔

"اوہ تو یہ بہت بُرا ہوا۔"

"نہیں اس میں بُرائی کی کوئی بات نہیں، وہ میری اتنی گہری سہیلی ہے کہ اس کی یہ کوٹھی میرے لیے اجنبی نہیں ہے۔ آؤ پہلے تمہیں کافی وغیرہ پلواؤں، اس کے بعد اس کوٹھی کی سیر کراؤں گی۔

"جیسا تم مناسب سمجھو، میں تو تمہارے ساتھ آئی ہوں اور اب تمہاری مہمان ہوں، روپ مالا نے ہنستے ہوئے کہا۔

میں نے اپنی نگرانی میں کافی تیار کروائی اور کافی میں بیہوشی کی دوا شامل کردی گئی۔ عمارت کے بارے میں قادر مجھے تمام تفصیلات مجھے بتاچکا تھا۔ میں نے اور روپ مالا نے کافی پی اور تھوڑی دیر کے بعد اس کی پلکیں جھکنے لگیں۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ صوفے پر دراز ہوگئی۔ وہ بے ہوش ہوچکی تھی۔

کوٹھی میں ایک خاص قسم کا تہہ خانہ موجود تھا جس میں شاید اسمگلنگ وغیرہ کا سامان رکھا جاتا ہوگا لیکن اس میں آرام دہ بستر اور ضروریات زندگی کی دوسری چیزیں بھی موجود تھیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں نے شمشاد کے آدمیوں کو اندر بلوا لیا۔

"اسے اٹھوا کر تہہ خانے میں لے چلو۔ میں نے کہا اور وہ سب ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔"

"کیوں کیا بات ہے؟"

"اوہ کچھ نہیں میڈم۔ دراصل ہم یہ سوچ رہے تھے کہ کتنے آدمی مل کر اُسے اٹھا سکیں گے؟" ان میں سے ایک شخص نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

"چلو جتنے آدمی مل کر اُسے اٹھا سکتے ہو، اٹھاؤ لیکن احتیاط سے، ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔ میں نے کہا اور وہ بے اختیار ہنس پڑے۔

بہرطور اس کے بعد ان میں سے بہت سے آدمیوں نے مل کر روپ مالا کو اٹھایا اور اس تہہ خانے کی جانب چل پڑے۔ میں ان کی رہنمائی کررہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد روپ مالا کو تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا۔

میں اسے یہاں لے تو آئی تھی۔ لیکن اس کے سلسلے میں بے حد پریشان تھی، اس سے نگاہیں چار کرنا میرے لیے ممکن نہیں تھا، کیونکہ اتنی معصوم عورت تھی وہ کہ بس اسے دیکھ کر

حیرت ہوتی تھی۔

بہرطور میں نے اپنے دل میں کچھ فیصلے کیے، ان لوگوں سے میں نے کہا جو شمشاد کے آدمی تھے کہ اسے یہاں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ دو آدمی یہاں موجود رہیں۔ میرے بارے میں اگر وہ کوئی سوال کرے تو تم لوگ یہی کہو گے کہ تم میری شکل و صورت کی کسی لڑکی کو نہیں جانتے۔ میری طرف سے قطعی لاعلمی کا اظہار کرنا یہ تمہارے لیے ضروری ہے ورنہ حالات کی ذمہ داری تم پر ہوگی اُن لوگوں کو یہ ہدایت دینے کی بعد میں وہاں سے نکل آئی۔ ذہن عجیب وغریب خیالات کا شکار تھا لیکن اس وقت میں نے اپنی ساری توجہ ڈنگو پر ہی مرکوز کردی تھی اور یہی مناسب تھا۔ ممکن ہے اس سے کچھ کام کی باتیں معلوم ہوجائیں بہرحال اس کے لیے دوسری بہت سی تیاریاں بھی کرلی تھیں اور اب فی الحال اسی کوٹھی کو مجھے اپنا مستقل اڈہ بنانا تھا۔ بے چاری روپ مالا کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا اس کا مجھے افسوس تھا۔ لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار بھی نہیں تھا۔ میں وقت گزارتی رہی، اپنے ان ساتھیوں کو میں نے خصوصی ہدایات جاری کردی تھیں۔ کافی وقت گزر گیا۔ پہلا دن گزر گیا، شام کو میں نے ان لوگوں سے روپ مالا کے بارے میں پوچھا تو وہ جو روپ مالا کی خدمت کے لیے مخصوص کردیے گئے تھے، پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگے۔"

"کیا بدتمیزی ہے۔ جو کچھ میں پوچھ رہی ہوں، مجھے اس کا جواب دو۔"

"بس میڈم کیا بتائیں بڑی مضحکہ خیز عورت ہے وہ، ایسی ایسی حرکتیں کررہی ہے کہ ہمارا ہنستے ہنستے بُرا حال ہو جاتا ہے۔"

"ہونہہ۔ بہرطور اسے آرام سے رکھنا۔ کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے اُسے پریشانی ہو جائے۔"

"آپ اطمینان رکھیں ان لوگوں نے جواب دیا۔ دوسرے دن شام کے پانچ بجے کے قریب مجھے میرے آدمیوں نے بتایا کہ ڈنگو کوٹھی پر آگیا ہے اور کوٹھی میں اچھا خاصا ہنگامہ برپا ہے۔ میں سمجھ گئی کہ ڈنگو کو روپ مالا کی گمشدگی کی اطلاع ہوگئی ہے۔ بہرطور میرے آدمی مجھے تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کے بارے میں معلومات فراہم کرتے رہے اور میں اپنے طور پر ایک پروگرام بناتی رہی۔ میں ڈنگو سے گفتگو کرنا چاہتی تھی۔ لیکن یہاں اس کوٹھی سے فون کرنا خطرناک ہوسکتا تھا۔ کیونکہ ڈنگو جرائم پیشہ آدمی تھا اور اس کے لیے یہ بات معلوم کرلینا مشکل نہیں ہوگی کہ اُسے کہاں سے فون کیا جارہا ہے۔ چنانچہ میں ایک خطرناک پروگرام بنا کر یہاں سے نکل کھڑی ہوئی۔ حالانکہ میرا یہ قدم خاصہ خطرناک ثابت ہوسکتا تھا لیکن میں اس بارے میں کچھ بھی نہیں سوچ رہی تھی، اب تو حالات ایسے تھے کہ میں اپنے آپ کو ہر خطرے میں ڈالنے کے لیے تیار تھی۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد میں اس کوٹھی کے عقب میں پہنچ گئی، جہاں روپ مالا رہتی تھی، اور پھر مجھے اس کوٹھی میں داخل ہونے میں کوئی خاص دقت نہیں ہوئی، میں دوسروں کی نگاہوں سے بچتی ہوئی اس سمت جانے لگی۔ جہاں ان لوگوں کی موجودگی کے امکانات ہوسکتے تھے چونکہ یہ کوٹھی میری دیکھی ہوئی تھی اس لیے میں بآسانی اس کے ایک مخصوص حصے میں پہنچ گئی۔ ڈنگو ڈرائنگ روم کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ بہت زیادہ بدحواس نظر آرہا تھا۔ اس کی حالت خراب معلوم ہوتی تھی۔ ہاتھوں کی مٹھیاں بار بار بھنچ رہی تھیں، غیظ وغضب کی وجہ سے اس کی آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔ اس کے ساتھی اس کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اور ان سب کے چہرے اُترے ہوئے تھے، کئی عورتیں بھی ان میں شامل تھیں۔ جو بُری طرح کانپ رہی تھیں۔

"کیا تم لوگوں نے اپنی ذمہ داری پوری کی ہے، ڈنگو کی آواز میں خوفناک غراہٹ تھی کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"میں تمہیں ہمیشہ کے لیے خاموش کردوں گا۔ کیا تمہیں اس بات کا احساس نہیں ہے۔"

"چیف ہمیں کوئی اندازہ نہیں تھا کہ ایسا ہوسکتا ہے، ہم بالکل نہیں جانتے کہ یہ سب کیسے ہوا جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ بڑا عجیب ہے۔"

"کیا عجیب ہے؟"

"دو تین دن پہلے کی بات بتائی گئی ہے، ایک خوبصورت سی لڑکی مادام کے پاس آئی تھی، اور اس نے کافی وقت ان کے ساتھ گزارا تھا۔"

"کون تھی وہ؟"

"کچھ نہیں معلوم، کچھ بھی نہیں معلوم۔"

"کچھ اور معلوم ہوا اس لڑکی کے بارے میں؟"

"وہ تو آج بھی آئی تھی سر! ایک اور لڑکی بول پڑی۔"

"آج بھی آئی تھی؟ ڈنگو خوفناک لہجے میں دھاڑا، اس کا مقصد ہے۔ اوہ۔! میں سمجھ گیا اس کا مطلب ہے، روپ مالا کو دھوکا دے کر یہاں سے لے جایا گیا ہے، مگر وہ کون ہو

سکتی ہے۔"

"میں نہیں جانتا چیف، میں نہیں جانتا۔"

"جاؤ اُسے تلاش کرو ورنہ میں تم سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ جاؤ مجھے پتا نہ چلے کہ تم کون سے کمرے میں ہو، وہ سب بدحواس ہو کر وہاں سے منتشر ہو گئے، اب ڈنگو کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں تھا۔ میں نے ان حالات پر غور کیا، باہر کی صورت حال کافی مخدوش تھی، لیکن ڈنگو یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ روپ مالا مارل بروہی کے کسی علاقے میں ہو گی۔ بہر حال میں نے فیصلہ کیا اور وہ فیصلہ یہ تھا کہ اس عمارت میں ہی کسی نہ کسی طرح چھپ چھپا کر صورت حال کا جائزہ لیا جائے۔"

"ہر چند کہ اس میں بے پناہ خطرات تھے لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا ڈنگو واپس مڑا اور اپنے عقب کے دروازے میں داخل ہو گیا۔ اس نے ایک کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا تھا۔ بہر طور میں اپنے طور پر آزاد تھی اور یہاں سے اپنا کام شروع کر سکتی تھی۔ میں نے ایک کمرے کا انتخاب کیا اور اس کا دروازہ بند کر کے اطمینان سے بیٹھ گئی، پھر میں نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر ایک نمبر گھمایا اور ریسیور کان سے لگا لیا، ڈنگو جسامت کا ہلکا پھلکا ضرور تھا لیکن اس کی آواز بے حد خطرناک تھی، میں نے اپنے آپ کو سنبھال کر کہا۔"

"ہیلو مسٹر ڈنگو۔"

"کون ہے تو، کیا بکواس کر رہی ہے، ڈنگو خونخوار لہجے میں بولا۔" میں آہستہ سے ہنس پڑی۔"

"میرا خیال ہے مسٹر ڈنگو تمہارے پاگل ہونے میں بہت کم وقت رہ گیا ہے۔ دوسری طرف چند ساعت کے لیے خاموشی چھا گئی تھی، ڈنگو یقیناً اس بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ کون شخصیت ہو سکتی ہے جو اُسے اس انداز میں مخاطب کر رہی ہے پھر وہ دھاڑا۔"

"اپنے بارے میں بتا دے ورنہ میں ریسیور رکھ دوں گا۔"

"تو جانتا ہے ڈنگو میں کون ہو سکتی ہوں، یہ تو اچھی طرح جانتا ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتا تیرے بارے میں کیا تو وہی ہے، جس نے روپ مالا کو اغوا کیا ہے۔"

"پہچان لیا نا اور ان لمحات کو بھی تو نے یقیناً پہچان لیا ہو گا۔ جب میں نے تیری مرمت کی تھی۔"

اوہ — اوہ تو ہے، ڈنگو کی آواز سے میں اس کے احساسات کا اندازہ لگا سکتی تھی۔"

"ہاں ڈنگو میں ہی ہوں۔"

"سن لڑکی سب سے پہلے مجھے ایک بات بتا کیا مالا کو تو نے اغوا کیا ہے۔؟"

"یقیناً ڈنگو یقیناً۔"

"ڈنگو میں چاہوں تو تجھے قتل کر سکتی ہوں اور یہ کام میرے لیے مشکل نہیں ہو گا، لیکن روپ مالا سے ملنے کے بعد میرے دل میں کشمکش پیدا ہو گئی ہے۔ اگر تو نے میری ہدایات پر عمل کیا تو میں نہ صرف تجھے معاف کر دوں گی، بلکہ روپ مالا کو بھی رہا کر دوں گی، لیکن یہ اس شکل میں ہو گا جب تم میرے سوالات کے صحیح جوابات دو گے، یہ بھی سُن لے ڈنگو کہ تیرا ایک جھوٹ روپ مالا کی لاش کئی ٹکڑوں میں تجھ تک پہنچا دے گا، میں تجھے اس کی پوری لاش بھی نہیں دوں گی، میں نے سفاک لہجے میں کہا۔ اور ڈنگو سہم گیا۔"

"نہیں نہیں تو اسے کچھ نہیں کہنا۔ جب تک مجھ سے آخری بات نہ کرے اسے کچھ مت کہنا، میں تیری منت کرتا ہوں، میں نے آج تک کسی سے اتنی عاجزی سے بات نہیں کی۔"

"تو ٹھیک ہے میں وعدہ کرتی ہوں ڈنگو اگر تو مجھ سے تعاون کرے گا تو میں بھی تجھ سے تعاون کروں گی، لیکن شرط یہ ہے کہ تو حالات کو اچھی طرح سمجھ لے۔"

"دیکھ میں اعتراف کر رہا ہوں۔ میں تجھے اپنی کمزوری بتا رہا ہوں، میں ساری دنیا میں صرف روپ کو چاہتا ہوں، میں اس کے بغیر ایک پل کو زندہ رہنے کے لیے تیار نہیں ہوں، اپنے سارے مفادات اس کی زندگی کے لیے قربان کر سکتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تیری ہر بات کی تعظیم کروں گا میں نے اپنے دل میں مسرت کی لہریں پیدا ہوتی ہوئی محسوس کی تھیں۔

"ٹھیک ہے ڈنگو میں تجھ سے جو سوالات کر رہی ہوں اس کے ٹھیک ٹھیک جواب دے۔"

"ہاں۔ پوچھ۔ پوچھ۔"

"تو رادھن سنگھ کا آدمی ہے؟"

"ہاں میرا تعلق سورج گرہن سے ہے۔"

"رادھن سنگھ کہاں ہے اس وقت؟"

"وہ اپنے علاقے میں ہے یہاں موجود نہیں ہے۔"

"مسٹر سنہا رادھن سنگھ کے خاص آدمی تھے۔"

"رادھن سنگھ کے آدمی نہ کہو وہ تو سورج گرہن کا نمائندہ تھا۔؟"

"اور رام داس؟"

"رام داس بھی سورج گرہن کا نمائندہ ہے، لیکن میرا دوست ہے۔"

"رام داس کہاں ہے اس وقت۔"

"وہ پتا نہیں کہاں ہے ممکن ہے پونا میں ہو۔ ممکن ہے ہیں اور مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"سورج گرہن کے کتنے افراد ہندوستان میں موجود ہیں"

"میں نہیں جانتا، ہم میں سے کسی کو اتنا زیادہ نہیں معلوم ہوتا بس تھوڑا تھوڑا سب کو بتا دیا جاتا ہے۔ یعنی اتنا جتنی ضرورت ہوتی ہے۔"

"سُن ڈنگو یہ بتا کہ سورج گرہن میں تیرا کیا مقام ہے!"

"میں ان لوگوں کے لیے ایک مصروف آدمی ہوں، وہ مجھے بہت سارے معاملات دیتے رہتے ہیں جن کی تکمیل مجھے کرنا ہوتی ہے۔"

"ڈنگو! روپ مالا میری تحویل میں ہے، وہ تیری امانت کے طور پر میرے پاس رہے گی۔ لیکن اس کے لیے تجھے ایک کام کرنا ہو گا؟"

"کیا؟"

"رادھن سنگھ کا خاتمہ۔"

"کیا کہہ رہی ہے، کیسی عجیب بات کہہ رہی ہے کیا تو جانتی ہے کہ رادھن سنگھ کیا ہے، کنور رادھن سنگھ کو قتل کرنا کسی ب آدمی کے بس کی بات نہیں ہے وہ سورج گرہن کی ناک ہے۔"

"میں اس ناک کو کاٹ دینا چاہتی ہوں۔"

"اور یہ کام تو مجھ سے لے گی؟"

"ہاں تو کہہ چکا ہے کہ ساری دنیا میں تو سب سے زیادہ ی کو چاہتا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو تجھے یہ کام کرنا ہو گا۔"

"مگر یہ کام اتنا آسان تو نہیں ہو گا۔"

مشکل ہو یا آسان مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے میں تیرے منے آ بھی سکتی ہوں، ایک ہزار بار آ سکتی ہوں، لیکن ایسی ل میں کہ اگر میرا بال بھی بیکا ہوا تو روپ مالا کو اسی جگہ کر دیا جائے گا جہاں وہ موجود ہے۔

"سن تو سہی سن تو سہی۔ بات تو سُن کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ تو اُسے میرے حوالے کر دے، اس کے بعد میں تیرے ساتھ مل کر کام کروں، دیکھ میری بات سُن لے اگر میں اس کی شکل نہیں دیکھتا تو میں کسی کام کا نہیں رہتا۔ مجھ سے زندگی کا کوئی کام نہیں ہو سکتا، تو نہیں جانتی وہ میرے بچپن کا پیار ہے، وہ میری زندگی میں سب سے بڑی حیثیت رکھتی ہے جو کوئی نہیں رکھتا۔ میں اس کے بغیر بالکل ناکارہ ہوں اب اگر میں یہاں سے نکل بھی گیا تو دل جمعی سے وہ کام نہیں کر سکوں گا جو تو میرے حوالے کر دے گی، دوسری شکل میں میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ تجھ سے تعاون کروں گا۔"

"تیرے سپرد میرے قتل کی ذمہ داری ہے نا۔"

"ہاں مجھ سے کہا گیا ہے کہ تجھے ہلاک کر دیا جائے، ہر جگہ سورج گرہن کے نمائندوں کو تیری تصویر دکھا کر یہ ہدایت کر دی گئی ہے کہ جہاں بھی تو نظر آئے، یا تو تجھے قتل کر دیا جائے یا گرفتار کر کے رادھن سنگھ کے پاس پہنچا دیا جائے۔"

"ڈنگو، تجھے بہت کچھ کرنا ہے۔ اتنا کچھ کرنا ہے تجھے کہ تو تصور بھی نہیں کر سکتا، روپ مالا میرے پاس ایک آخری کارڈ کے طور پر ہے، میں تجھ سے اس کی زندگی کا وعدہ کر سکتی ہوں، اُسے تیرے حوالے نہیں کر سکتی جب تک کہ تو میرا کام نہ کر دے۔"

"آہ — تو نے بہت مشکل کام میرے سپرد کیا ہے۔" میں زندگی کی قیمت پر بھی تیرا ہر کام کرنے کو تیار ہوں، لیکن یہ تو میری زندگی سے بھی آگے کی بات ہے۔"

"ڈنگو تو بے پناہ قوت کا مالک ہے، میں جانتی ہوں کہ تو بے پناہ قوت کا مالک ہے، تو معمولی شخصیت نہیں ہے، تو میرا یہ کام کر دے، روپ مالا تجھے مل جائے گی۔ ورنہ دوسری شکل میں میرے لیے ممکن نہ ہو گا۔"

"تو پھر — تو پھر تو مجھ سے رابطہ قائم رکھ، میں تیری امداد کرنے کے لیے تیار ہوں، لیکن وعدہ کر کے میری روپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں ڈنگو کہ جو کچھ کہہ رہی ہوں اس پر عمل کروں گی تو کہاں سے بول رہی ہے؟"

"مجھ سے ملاقات کر، مجھ سے مل لے، اب جبکہ روپ مالا تیرے قبضے میں ہے، میں تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس نے کہا۔ لیکن میں ابھی کوئی جواب نہ دینے پائی تھی، کہ میرے کمرے کے دروازے پر دستک سنائی دی، اور پھر ایک دھاڑ سنائی دی۔"

"کون ہے اندر، دروازہ کھولو کون ہے اندر، میں ایک لمحہ کے لیے سٹپٹا گئی۔ میں نے فون کا ریسیور رکھ دیا اور جلدی سے ریوالور نکال لیا یہ انتہائی خطرناک لمحات تھے میرے لیے، دستک پھر سنائی دی اور میں نے قرب و جوار میں نگاہ دوڑائی، میں اس وقت بری طرح پھنس گئی تھی۔ اگر میں چاہتی تو دروازے پر فائرنگ کر کے ایک آدھ کو ٹھنڈا کر سکتی تھی، لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں تھا، یہاں میں تنہا تھی اور ڈنگو کے بے شمار ساتھی، کوٹھی کے اطراف میں پھیلے ہوئے تھے، ایسی صورت میں کوئی خطرہ مول لینے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ بہتر یہ تھا کہ میں نکل جانے کی کوشش کرتی، کیونکہ ڈنگو سے اس وقت ہونے والی گفتگو کا ردِ عمل دیکھنا بھی ضروری تھا، لیکن موجودہ صورت حال بتانے باہر موجود لوگوں کو کیا شبہ ہوا ہے، کمرے میں کوئی ایسی کھڑکی وغیرہ بھی نہیں تھی، جس کے ذریعے باہر نکلنے کی کوشش کی جاتی، دیوار کے اوپری حصے میں ایک خوبصورت روشندان دیکھ کر کچھ امید بندھی، روشندان پر شیشہ لگا ہوا تھا۔ اور درمیان میں پٹ کو روکنے کے لیے ایک سفید سلاخ تھی۔ اگر یہ سلاخ نکل جائے تو پھر میرے بدن کو روشندان سے نکلنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی لیکن روشندان تک پہنچنے کا مسئلہ تھا، یہ سب کچھ چند لمحات میں کرنا تھا اور میرے تیز رفتاری سے کام کرنے والے ذہن نے ایک فیصلہ کر لیا، باہر سے آواز آئی۔"

"میں کہتا ہوں کہ دروازہ کھولو ورنہ میں فائر کر دوں گا۔"

میں دروازے کے سامنے سے ہٹ کر دیوار کی سمت رینگتی ہوئی دروازے کے قریب پہنچ گئی۔"

"نہیں۔ میں دروازہ نہیں کھولوں گی، میں نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔"

"کون ہو تم، اندر کیا کر رہی ہو، باہر سے غرّاتی ہوئی آواز سنائی دی۔"

"میں۔ میں مسٹر ڈنگو کے غصے کا شکار ہوں انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں خود کو ان کی نگاہوں سے دور کر دوں، ورنہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔"

"دروازہ کھولو وہ اس وقت اپنے کمرے میں ہیں، میں نہیں کھولوں گی۔ میں نے اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہ شخص بھی ٹلنے والا نہیں ہے، چنانچہ اس بات کے بعد میں نے اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ میں نے وہ میز اٹھائی جو میرے سامنے رکھی تھی، اور اسے روشندان کے نیچے رکھ دیا۔ اس کے بعد میز پر کرسی بھی اور آہستہ سے اس پر چڑھ گئی، دوسری طرف سے اس شخص کی آواز مسلسل آ رہی تھی، بجانے وہ کیا کیا اول فول بک رہا تھا، لیکن میں نے اس کی بکواس پر کوئی توجہ نہیں دی اور اپنے کام میں مصروف رہی، روشندان کی درمیانی سلاخ بھی کمزور نہیں تھی، پہلے میں نے اسے روشندان میں بنے ہوئے سوراخوں سے نکالنے کی کوشش کی، اور جب اس میں ناکام رہی تو انگلیاں ٹیڑھی کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ میں نے سلاخ کو درمیان سے اس طرح بیچ کرنا شروع کیا کہ اس کے سرے ڈھیلے ہو جائیں، اور کافی دیر تک میں اس سلسلے میں کوشش کرتی رہی۔ میں تقریباً چالیس پچاس سیکنڈ کے اندر اندر اپنے اس کام میں کامیاب ہو گئی۔ چنانچہ میں نے سلاخ کو باہر نکالا اور دونوں ہاتھ چوکھٹ پر رکھ کر باہر چھت پر نکل گئی لیکن چھت کے سرے پر رکنا حماقت کی بات تھی۔ میں نے سوچا دیکھوں کہ دروازے پر کھڑے ہوئے لوگ کیا کر رہے ہیں، چنانچہ میں بے آواز رینگتی ہوئی دروازے پر آ گئی، اور بہتر ہی ہوا کہ بروقت میں اپنی کوشش میں کامیاب ہو گئی تھی، دروازے کے سامنے اب کئی افراد جمع ہو چکے تھے، اور آپس میں کھڑے چہ میگوئیاں کر رہے تھے، پھر ان میں سے ایک نے پیچھے ہٹ کر زور سے داہنے شانے سے دروازے پر ٹکر ماری، لیکن یہ آدمی اتنا طاقتور نہیں تھا کہ ایک ہی ٹکر میں دروازہ اکھاڑ کر پھینک دیتا، اس ناکامی کے بعد دوسرے آدمی نے کوشش شروع کی۔ مجھے یقین تھا کہ چند آدمی مل کر دروازہ ضرور اکھاڑ پھینکیں گے، لیکن اب میرا یہاں رکنا مناسب نہیں تھا۔ وہ یہ اندازہ بھی لگانے کی کوشش کریں گے کہ میں روشندان سے فرار ہوئی ہوں۔ اور اس کے بعد وہ تجسس کا شکار ہو جائیں گے۔

سب سے زیادہ پریشانی کی بات یہ تھی کہ باہر ان کے آدمی پھیلے ہوئے تھے اور پوری طرح کسی کی تلاش میں مستعد تھے اگر یہاں سے نکل کر میں باہر کا رخ کرتی ہوں تو پھنس جانے کا اندیشہ ہوگا اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ اس عمارت ہی میں، میں انہیں چکر دیتی رہوں۔ چنانچہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر میں چھت کے داہنی سمت چل پڑی، یہاں سے اترنے کے لیے راستہ تلاش کیا اور انتہائی خطرناک راستے سے نیچے اتر گئی۔ حالانکہ بلندی زیادہ نہیں تھی لیکن میں نے اس راستے کو خطرناک اس لیے کہا کہ نیچے کودنے کی آواز بھی پیدا ہو سکتی تھی اور یہی ہوا غالباً انہوں نے یہ آواز سن لی تھی۔ دوسرے لمحے چند

افراد اس دروازے سے باہر نکلے جسے وہ توڑ کر اندر داخل ہو چکے تھے اور غالباً صورتِ حال ان کی سمجھ میں آ گئی۔

"وہ رہی۔ کسی نے زور سے آواز لگائی اور میں برق رفتاری سے ایک راہداری میں گھوم گئی بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں مجھے اپنے پیچھے سنائی دے رہی تھیں، راہداری کے آخری سرے پر پہنچ کر میں ٹھہر رکی ہوہ لوگ میرے پیچھے آ رہے تھے یہاں ایک پائپ لگا تھا جو اوپری منزل تک پہنچتا تھا۔ میں نے ایک لمحے میں فیصلہ کیا اور دوسرے لمحے میری انگلیاں پائپ پر جم گئیں، میں اتنی تیزی سے اوپر چڑھی تھی کہ مجھے خود بھی حیرت ہوئی۔

پائپ شاید عمارت کی پشت پر گندے پانی کی نکاسی کے لیے تھا۔ میں اس پر چڑھتی ہوئی اس کھڑکی تک پہنچ گئی جو کھلی ہوئی تھی اور پھر میں کھڑکی میں گھسنے میں کامیاب ہو گئی یہ کچن تھا۔ فینسی اور آراستہ، عمدہ کچن جو عمدہ قسم کی چیزوں سے بھرا ہوا تھا لیکن مجھے بھلا ان چیزوں سے کیا دلچسپی ہوتی، میں دروازہ کھول کر باہر نکل آئی اور پھر مجھے دوبارہ ایک راہداری میں دوڑنا پڑا۔ میں ان لوگوں کو اتنا پریشان کرنا چاہتی تھی کہ وہ زندگی سے عاجز آ جائیں۔ چنانچہ اوپر رکنے کے بجائے میں سیڑھیاں تلاش کر کے دوبارہ نیچے اتر آئی۔ اب میں ایک ہال میں تھی وسیع اور کشادہ ہال میں، جسے میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا اس کے اندر دو دروازے تھے میں نے فیصلہ کیا اور پھر ایک دروازے سے اندر داخل ہو گئی، دروازے کے دوسری طرف راہداری تھی اس راہداری میں ایک کھلا صحن تھا اور کمروں کی قطار بائیں سمت نظر آ رہی تھی۔ بہت سے دروازے تھے جن میں سے ایک کا میں نے انتخاب کیا اور اس میں داخل ہو گئی۔ یہ چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں معمولی فرنیچر پڑا ہوا تھا اندر داخل ہو کر میں نے دروازہ بند کر لیا اور تیز سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی ویسے اب اس بات کے امکانات تھے کہ پستول کے استعمال کی نوبت بھی آ جائے چنانچہ میں نے پستول نکالا اور اس کے چیمبر چیک کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گئی میں جانتی تھی کہ وہ فوراً ہی اس کمرے کا رخ نہیں کریں گے۔ بلکہ ابھی تو وہ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کریں گے کہ میں کس طرف گئی ہوں ممکن ہے اوپری چھت۔ ابھی میں اتنا ہی سوچ پائی تھی کہ میرے اندازے کی تصدیق ہو گئی۔

چھت کے اوپر بھاگنے دوڑنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے دل میں سوچا کہ میں تمہارے ہاتھ آسانی سے نہیں آؤں گی۔ تمہیں میرے سلسلے میں کافی پاپڑ بیلنا پڑیں گے اپنی اس نئی زندگی پر میں بہت مطمئن و مسرور تھی۔ میرے استاد لی ینگ نے مجھے جو کچھ سکھایا تھا ابھی تک اس کے استعمال کی نوبت نہیں آئی تھی لیکن اس ورزش نے مجھے جوڈو کراٹے کے سلسلے میں کرنی پڑی تھی میرے جسم میں بے انتہا پھرتی پیدا کر دی تھی اور اب درحقیقت میں وہ کوشل نہیں رہی تھی جو کبھی زمانے کی چیرہ دستیوں کا شکار تھی۔

میں سوچنے لگی کہ جب تک وہ لوگ اس طرف متوجہ نہیں ہوتے آرام کیا جا سکتا ہے چنانچہ میں نے آنکھیں بند کر لیں پستول میری گود میں رکھا ہوا تھا اور میں دھڑکتے دل کے ساتھ آنے والے وقت کے لیے فیصلے کر رہی تھی دفعتاً میں چونک پڑی، میں نے دل میں سوچا کہ اب تک میں تو حماقت کرتی رہی ہوں میرے پاس ایک بہترین ذریعہ موجود ہے۔

دوسرے لمحے میں اچھل کر کھڑی ہو گئی چنانچہ اس سے عمدہ ترکیب میرے ذہن میں کوئی اور نہیں آ سکتی تھی میں پستول ہاتھ میں لیے دروازے کے نزدیک پہنچی اور دروازے سے کان لگا کر میں نے باہر کا جائزہ لیا۔ اس طرف کوئی آواز نہیں تھی چنانچہ میں دروازہ کھول کر باہر نکل آئی اور پھر انتہائی برق رفتاری سے دوڑتی ہوئی راہداری کے سرے پر پہنچ گئی۔ لیکن اب میں سرے پر ہی تھی کہ اس طرف سے مجھے دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور اب اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ میں پھر کسی کمرے میں گھس جاؤں چنانچہ سرے کے نزدیک جو آخری کمرہ تھا میں نے آہستگی سے اس کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔

اندر داخل ہو کر میں نے بے آواز انداز میں دروازہ بند کر لیا، دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں کمرے کے سامنے سے گزر گئی تھیں۔ وہ لوگ غالباً اب اس طرف متوجہ ہوئے تھے اور یہ ان کی حماقت سمجھی جا سکتی تھی یا پھر بدحواسی کہ انہوں نے سب سے پہلے اسی کمرے کا دروازہ کھولا، جس میں، میں چند ساعت پہلے موجود تھی۔ دروازہ کھول کر وہ سب اندر گھس گئے میں نے دروازے سے جھانکا، احمق لوگ سب کے سب دروازے سے اندر داخل ہو گئے تھے۔ اگر ان میں سے ایک آدھ باہر رہتا تو شاید مجھے اس کمرے کے دروازے سے نکلتا ہوا دیکھ لیتا۔

مگر اس قسم کے لوگ ایسی حماقتیں نہ کریں تو ہمارے لیے بے حد مشکلات پیدا ہو جائیں۔ چنانچہ دروازہ کھول کر میں باآسانی راہداری کے دوسرے سرے پر رینگ گئی۔ اب میں اس کمرے تک باآسانی پہنچ سکتی تھی جس میں ڈنگو موجود تھا میرا اندازہ

درست نکلا۔ ڈنگو اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑا ہوا اور بے چینی سے اِدھر اُدھر کان لگا رہا تھا۔ غالباً آوازیں سننے میں مصروف تھا پھر اس نے دھاڑ کر کہا۔

"سور کے بچو۔ کیا دھما چوکڑی مچاتے پھر رہے ہو میرے پاس آؤ۔" لیکن ان لوگوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں اس سے چند گز کے فاصلے پر موجود تھی اور بے چینی سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی اس وقت خطرہ یہ تھا کہ کوئی ڈنگو کی دھاڑ سن کر اس طرف آجائے چونکہ اس کی آواز معمولی نہیں تھی۔ پھر شاید میری قسمت ہی یاور تھی کہ وہ چند قدم آگے بڑھ کر ایک سمت چل پڑا۔ اس نے پھر خونخوار لہجے میں کہا۔

"میں کہتا ہوں کہاں مرتے پھر رہے ہو تم سب لوگ صورت حال کیا ہے؟" اس کی خونخوار آواز اُبھری لیکن اس کا دروازے سے ہٹ آنا میرے حق میں بہت مفید ثابت ہوا، میں پھرتی سے اس کمرے میں گھس گئی جس میں چند لمحات پہلے وہ موجود تھا۔ میں نے اُسے آواز تک نہ محسوس ہونے دی تھی اور اب میں اپنے خیال میں ایک محفوظ مقام پر تھی۔ ڈنگو کے اس کمرے میں مجھے جو تحفظ مل سکتا تھا۔ وہ کہیں اور نہیں مل سکتا تھا۔

کمرے میں ایک مسہری بچھی ہوئی تھی۔ خاصا وسیع و کشادہ کمرہ تھا۔ جسے یقیناً خوابگاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہوگا۔ زمین پر قالین بچھا ہوا تھا۔ میں اطمینان سے مسہری کے نیچے رینگ گئی اور آرام دہ قالین پر چت لیٹ گئی، پستول میں نے اپنے سینے پر رکھ لیا تھا۔

مسٹر ڈنگو۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا اب اگر مجھے رات بھی یہاں ہوجائے تو مجھے پرواہ نہیں ہے۔ دیکھتی ہوں تمہارے آدمی مجھے کہاں کہاں تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ میں نے سوچا اور اطمینان سے لیٹی باہر کی آوازوں پر کان لگائے رہی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ڈنگو دوبارہ کمرے میں واپس آگیا وہ دروازے کی چوکھٹ کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ اس کی دھاڑیں سن کر غالباً چند افراد اس کے پاس پہنچ گئے۔

"تم۔ تم کیا کرتے پھر رہے ہو؟" ڈنگو وحشیانہ انداز میں چیخا۔

"ج۔ جناب۔ وہ۔"

"کتے۔ بے غیرت میں کتنی دیر سے آوازیں دے رہا ہوں۔ اور تم خرگوشوں کی طرح دوڑتے پھر رہے ہو۔ کیا مصیبت نازل ہوئی ہے تم پر کیا مجھے یہ بتانا ضروری نہیں ہے۔ ڈنگو وحشیانہ انداز میں دھاڑا۔"

"اوہ۔ چیف۔ چیف وہ۔"

"میرے نزدیک آ۔ تو میرے نزدیک آ۔ ڈنگو خونخوار لہجے میں بولا۔

"معافی چاہتا ہوں جناب!۔ دراصل ایک عجیب واقعہ پیش آگیا ہے۔"

"میں نے کہا ہے کہ میرے نزدیک آ۔" ڈنگو دہاڑا اور وہ آدمی اس کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے مسہری کے نیچے سے جھانکنے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن تھوڑی دیر کے بعد کچھ عجیب گھٹی گھٹی سی آوازیں سنائی دیں اور پھر ایک چٹاخ کی آواز کے ساتھ وہ شخص زمین پر گر پڑا اور ڈنگو نے اس کے سینے پر پاؤں رکھتے ہوئے کہا۔

"اب بول کیا بکواس کر رہا تھا۔؟"

"وہ۔ وہ جناب۔ ایک کمرے سے عجیب سی آوازیں سنائی دیں۔ ہم نے دروازے کے نزدیک پہنچ کر دیکھا تو دروازہ اندر سے بند تھا اور جب وہ دروازہ توڑا گیا تو وہ۔ وہ روشندان سے باہر نکل گئی تھی۔

"کون۔؟ ڈنگو دھاڑا۔"

"پتہ نہیں، کون تھی جناب؟ لیکن وہ اجنبی تھی۔ ہم نے اس کی شکل پہلے اس کوٹھی میں کبھی نہیں دیکھی۔

"تیرا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ پاگل ہوگیا ہے کیا تو۔؟" ڈنگو دھاڑا۔

"معاف کرو چیف میرا کوئی قصور نہیں ہے ہم لوگ پریشانی میں اسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔

"کون تھی وہ۔ اور اس عمارت میں کیسے گھس آئی۔"

"پتہ نہیں جناب وہ ہمیں ساری عمارت میں چکر دیتی پھر رہی ہے۔"

"اوہ۔ ڈنگو کچھ دیر تک خاموش رہا اور پھر اس نے کہا۔"

"باقی لوگ بھی اسے تلاش کر رہے ہیں۔"

"ہاں چیف۔ وہ اس عمارت میں موجود ہے باہر جانے کے تمام راستے بند کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن نجانے کمبخت کہاں کہاں چھپتی پھر رہی ہے اب مجھے اجازت دیں ہم سب اسے تلاش کرکے ہی دم لیں گے۔

"مگر وہ کون ہوسکتی ہے۔ ڈنگو خود بخود بڑبڑایا۔ یہ دوسری بات تھی کہ اس کی بڑبڑاہٹ میں نے بھی سنی تھی۔ وہ شخص جس

کی ڈنگو نے مرمت کی تھی شاید موقعہ پا کر کھسک گیا تھا۔ میں مسہری کے نیچے لیٹی حالات پر غور کر رہی تھی کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ چند ساعت کے بعد ڈنگو مسہری پر آ بیٹھا مجھے تلاش کرنے والے یقیناً اب بھی ساری کوٹھی میں بھاگتے پھر رہے ہوں گے میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا خطرہ مول لینا چاہیئے یا نہیں اگر ڈنگو میری رہائی پر آمادہ نہ ہوا۔ تو میں واقعی مصیبت میں پھنس جاؤں گی۔ لیکن یہاں آنے سے قبل میں نے اپنے ذہن میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ کچھ بھی ہوجائے میں روپ مالا کو اپنا شکار بنائے رکھوں گی چونکہ ڈنگو اسی کے ذریعے میرے قبضہ میں آسکتا ہے چند لمحات میں اپنی جگہ سے نکلی اور میں نے یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ ڈنگو اس وقت کس پوزیشن میں ہے ڈنگو شاید مسہری پر لیٹ گیا تھا۔ میرے قدموں کی چاپ اس کے کانوں تک نہیں پہنچی تھی۔ لیکن جب میں نے دروازہ بند کیا تو وہ اُچھل کر بیٹھ گیا۔

"کون ہو تم۔؟ تم۔؟ اور دوسرے لمحے اس نے شاید مجھے پہچان لیا لیکن پستول کا رُخ اس کی کھوپڑی کی طرف تھا۔ میں نے غرّاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں ہوں ڈنگو۔ تم مجھے پہچانتے ہو۔"

"اوہ تم۔ تم۔ یہاں کیسے گھس آئیں۔"

"میں اسی عمارت میں تھی ڈنگو جب میں نے تمہیں ٹیلی فون کیا تھا میں تم سے بات کر رہی تھی کہ تمہارے آدمی اس کمرے کے دروازے تک پہنچ گئے، جہاں میں موجود تھی۔ مجبوراً مجھے وہاں سے روشندان کی سلاخ توڑ کر نکلنا پڑا۔ اور اس کے بعد میں نے تمہارے کمرے میں آکر پناہ لی۔

"خدا کی پناہ۔ تو عورت ہے یا شیطان۔ میں نے تیری جیسی شیطان فطرت عورت کبھی نہیں دیکھی۔

"اور شاید کبھی دیکھ بھی نہ سکو گے ڈنگو۔ لیکن اب ہمیں ایک دوسرے سے ذرا مختلف انداز میں گفتگو کرنی چاہیئے۔ چونکہ ہمارے درمیان ایک دوستانہ معاہدہ ہوچکا ہے اگر تم اس کی خلاف ورزی کرنا چاہتے ہو تو دوسری بات ہے میرے بارے میں سن لو، میں ہر قیمت پر یہاں سے نکل جاؤں گی تمہارے یہ چوہے مجھے قابو میں نہیں کرسکتے۔ لیکن اس کے بعد معاہدے کی خلاف ورزی پر تمہیں جو نقصان اٹھانا پڑے گا، اس کا تم خود تصور کرلو۔ دیکھو ڈنگو انسان بعض مجبوریاں کسی طور نظر انداز نہیں کرسکتا اور ان مجبوریوں میں سب سے بڑی مجبوری محبت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس معصوم لڑکی کو چاہتے ہو جس کا نام روپ مالا ہے۔ میں نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میں تجھ سے تعاون کروں گا۔ بول کیا چاہتی ہے؟"

"بس کچھ نہیں، میرے اور تمہارے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے میں اس وقت تک اس کی پابندی کروں گی۔ جب تک تم کرتے رہو گے۔ وہ میرے قبضے میں ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں سے کہہ دیا تھا کہ اگر میں ایک مخصوص وقت تک وہاں نہ پہنچ جاؤں تو پھر اس کے ساتھ بہتر سلوک نہ کیا جائے جب انہیں یہ علم ہوگا کہ مجھے قتل کر دیا گیا ہے تو وہ اس کی لاش بھی تیرے سامنے پیش کر دیں گے۔

"نہیں نہیں، یہ تجھے کیسے اندازہ ہوا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا لیکن اب جب تو میرے سامنے آگئی ہے تو براہ کرم مجھ سے بیٹھ کر بات کر، یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ آئے گا تو میں بھگا دوں گا۔ ڈنگو نے کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ مجھے اپنے اس شاندار کارنامے پر فخر ہورہا تھا جس کے تحت میں نے ڈنگو کو قبضے میں کر لیا تھا اگر روپ مالا میرے قبضہ میں نہ ہوتی تو یقینی طور پر ڈنگو اس طرح میرے قابو میں نہ آتا۔ اس جیسے وحشی انسان کو قابو میں لانے کے لیے مجھے جو پاپڑ بیلنا پڑے تھے میں ہی جانتی تھی۔ بہرطور میری محنت کامیاب ہوئی تھی۔ میں نے اسے ناکارہ کر دیا تھا اور اس وقت وہ بے بس چوہے کی مانند میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا بہرطور چند لمحات اسی طرح خاموشی سے گزر گئے۔ پھر میں نے ڈنگو سے کہا۔

"جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے ڈنگو۔ کیا تم اس پر عمل کرنے کو تیار ہو؟"

"پہلے مجھے روپ مالا کے بارے میں بتاؤ۔ اسے تو نے کس طرح اغوا کیا، وہ زخمی تو نہیں ہوئی۔ ڈنگو ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔"

"نہیں۔ اس کے بدن پر ایک خراش بھی نہیں ہے اور نہ ہی میں اس جیسی معصوم لڑکی کے ساتھ یہ سلوک کرسکتی ہوں۔ یقین کرو اپنے مشن کی تکمیل کے لیے میں تم جیسے ہزاروں انسانوں کو قتل کرسکتی ہوں لیکن روپ مالا کی محبت کے سامنے مجھے تمہاری زندگی کی حفاظت بھی کرنی پڑے گی۔ محبت ایسی ہی عظیم چیز ہوتی ہے۔

"اوہ۔ تو ٹھیک کہتی ہے واقعی محبت کے ہاتھوں انسان بالکل گدھا بن جاتا ہے۔ مجھے یہ بتا کہ اگر رادھن سنگھ کے

خلاف میں تیری مدد نہ کر سکا تو پھر کیا ہوگا۔

"میں جانتی ہوں ڈنگو کہ تم میرے لیے کیا کر سکتے ہو؟" اگر کسی کام کے سلسلے میں مجھے یہ اندازہ ہوگیا کہ تم اسے خلوص سے انجام دینے کے باوجود اس میں کامیاب نہیں ہوئے تو میں تمہیں ذمہ دار نہیں ٹھہراؤں گی۔

"اس بات کے لیے تیرا شکریہ، لیکن سُن مالا کو کس چیز کی تکلیف نہیں ہونی چاہیئے، تجھے جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے لے لے اس کی صحت کا پوری طرح خیال رکھنا اس کی صحت میں کوئی خرابی نہ ہو۔

"تم اس کی کوئی فکر نہ کرو ڈنگو۔ جب تک تم میرے لیے خلوص سے کام کرتے رہوگے وہ میرے لیے معزز رہے گی۔ ویسے یہ سب کچھ تمہارے اوپر ہے۔

"تو بے فکر رہ، جو کچھ تو مجھے بتائے گی اس کی انجام دہی کے سلسلے میں، میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ ڈنگو نے عاجزی سے کہا۔ اس کے تمام کس بل نکل گئے تھے۔ ویسے محبت کے ہاتھوں اس کی بے بسی قابل دید تھی۔ مجھے اس پر ہنسی بھی آرہی تھی اور تھوڑا سا افسوس بھی تھا۔

"رادھن سنگھ سے تمہارا براہِ راست رابطہ رہتا ہے ڈنگو؟"

"کبھی کبھی۔" جب یہاں اسے کوئی ضرورت پیش آتی ہے۔

"فی الحال وہ یہاں کیا کام کر رہا ہے؟"

"کچھ نہیں۔ بس آج کل اس کے سر پر تمہارا ہی بھوت سوار ہے۔ اس نے اپنے تمام آدمیوں کو ہدایت کردی ہے کہ کسی بھی قیمت پر تمہیں حاصل کر کے اس کے حوالے کریں۔

"تمہیں ایک کام کرنا ہے۔ ڈنگو ایک خصوصی کام۔"

"کیا۔؟"

"سُنو۔ پونا میں ایک عورت کنول کماری کے نام سے رہتی ہے۔ تمہیں کنول کماری سے مل کر یہ معلوم کرنا ہے کہ روپا اس کے پاس پہنچ گئی یا نہیں۔ اگر روپا اس کے پاس پہنچ گئی ہے ڈنگو تو تم کنول کماری سے مل کر روپا کے تحفظ کا بندوبست کردو گے۔ روپا دراصل میری بہن ہے۔ میں تمہیں اپنی پوری کہانی نہیں سناؤں گی ڈنگو۔ بس یوں سمجھ لو کہ پہلے میں یہ سب کچھ نہیں تھی۔ رادھن سنگھ نے میرے پورے پریوار کو ختم کر دیا۔ اور اس کے بعد میں اس سے انتقام پر آمادہ ہوگئی اور اب میرے اور اس کے درمیان چل رہی ہے۔ روپا میری بہن ہے لیکن ایک بات سن لو ڈنگو کہ اگر مجھے یا میری بہن کو کوئی نقصان پہنچا تو اس کی ذمہ داری بھی تم پر عائد ہوگی۔ تم براہِ راست رادھن سنگھ پر اگر قبضہ نہیں پا سکتے تو کم از کم اس کا تو انتظام کر سکتے ہو کہ مجھے اس کی کارروائی سے آگاہ کرتے رہو۔ یہ بتاتے رہو کہ یہاں کون کون میری زندگی کے درپے ہے۔

"مگر۔ مگر کوشل دیوی۔ یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا رادھن سنگھ تو تمہارا دشمن ہے۔ تمہارا دشمن رہے گا۔

"میں تم سے یہی بتانا چاہ رہی ہوں ڈنگو، میں اپنے اس دشمن کا خاتمہ چاہتی ہوں۔ سورج گرہن سے مجھے اور کوئی پرخاش نہیں ہے۔ اگر سورج گرہن سے رادھن سنگھ کا نام ختم کر دیا جائے تو پھر اس سے میرا کوئی تعلق نہیں رہ جاتا۔ میں تو صرف رادھن سنگھ کی دشمن ہوں، تم سب سے پہلے تو مجھے اور روپا کو تحفظ دو گے، اور اس کے بعد رادھن سنگھ کے خاتمے کے سلسلے میں میری مدد کرو گے۔ تم اگر سورج گرہن کے آدمی ہو تو کسی کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں سورج گرہن کے خلاف ہوں کیونکہ میں سرے سے اس کے خلاف ہی نہیں ہوں۔ ہاں اگر رادھن سنگھ میرا شکار بن جائے تو پھر میں اپنا کام باآسانی کر سکتی ہوں۔

مگر اس دوران۔ میرا مطلب ہے روپ مالا کا کیا ہوگا۔

"وہ میرے قبضے میں آرام سے رہے گی تم جتنی جلدی میرا کام کرادو گے اتنی ہی جلدی روپ مالا کو میں تمہارے حوالے کر دوں گی۔"

"نہیں، نہیں میں اُسے دیکھتے رہنا چاہتا ہوں۔ میں اس سے، میں اُس سے۔"

"اس کی تم فکر نہ کرو اگر ہمارے اور تمہارے درمیان بہتر تعلقات قائم ہوگئے ڈنگو تو ممکن ہے میں تمہیں اس کو دکھانے یا اس کی آواز سنانے کا بندوبست کر دوں۔ ڈنگو بے بسی سے مجھے دیکھتا رہا۔ اب اس کی آنکھوں میں ڈھیلا پن پیدا ہوگیا تھا پھر وہ گہری سانس لے کر بولا۔

"مجبور ہوں اس کے لیے ؟ حالانکہ سچی بات یہ ہے کہ رادھن سنگھ سے میرا کوئی دلی رشتہ نہیں ہے۔ بس وہ تنظیم کا آدمی ہے اور تنظیم کے بڑوں کی حیثیت رکھتا ہے اس لیے میں اس کا احترام کرتا ہوں۔ تنظیم سے مجھے بھی بے شمار فائدے ہیں لیکن یہ نہیں

ہے کہ میں رادھن سنگھ سے کوئی خاص عقیدت رکھتا ہوں۔ اگر تمہاری اس سے دشمنی ہے تو تم ضرور اسے قتل کر دو، میں تم سے یہ وعدہ کر سکتا ہوں کہ اس سلسلے میں تمہاری پوری پوری مدد کروں گا۔ لیکن روپ مالا کو میرے حوالے کر دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم سے اپنی تمام دشمنی ختم کر کے یہ لمحات بھول جاؤں گا اور تمہارے ساتھ اسی طرح کام کرتا رہوں گا۔ جس طرح کا میں نے وعدہ کیا ہے۔ لیکن روپ مالا مجھے دیدو۔ مجھے اس کی جدائی برداشت نہیں ہوسکتی۔

"تم سمجھتے ہو کہ یہ میرے لیے ناممکن ہے ڈنگو۔ میں بھی بہت سے لوگوں سے جدا ہوگئی ہوں۔ میرے اپنے بھی مجھ سے جدا ہو گئے ہیں۔ وہ میرے پاس نہیں ہیں جنہیں میں چاہتی ہوں، تم میرا کام کرتے رہو میں تمہارا کام باآسانی کر دوں گی۔ تم اطمینان رکھو، میرے پاس اگر اس کے علاوہ کوئی ذریعہ ہوتا تو میں یقیناً تمہاری محبت کو تم سے نہ چھینتی۔ مجھ سے تعاون کرو ڈنگو۔ ہم دوست بھی بن سکتے ہیں۔ میں تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔ وعدہ کرتی ہوں کہ روپ مالا تمہاری نگاہوں سے دور ضرور رہے گی اور وہ بھی اس لیے کہ میں بے بس اور بے سہارا ہوں لیکن اس کے بعد روپ مالا کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں جس طرح بھی ممکن ہوسکا اسے عزت و احترام سے رکھوں گی، اور تمہارے حوالے کر دوں گی، لیکن بس میرا یہ کام کردو۔ ڈنگو کے چہرے پر ڈھیلا پن پیدا ہوگیا تھا وہ چند لمحات تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے گہری سانس لے کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو بھی ٹھیک کہتی ہے۔"

"تو جو کچھ میں تم سے کہہ رہی ہوں۔ وہ تم کرلو گے نا؟"

"ہاں۔ مجھے ذرا کنول کماری کے بارے میں کچھ اور تفصیل بتا۔ ڈنگو بولا۔ اور میں اسے کنول کماری کی تفصیل بتانے لگی۔ تب وہ کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے کیا میں اُسے یہ تفصیل بتادوں کہ تو یہاں ہے اور کچھ کر رہی ہے۔"

"نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ بس صرف یہ معلوم کرلو کہ میری بہن روپا کنول کماری کے پاس پہنچ چکی ہے یا نہیں۔ ڈنگو نے اثبات میں گردن ہلادی تھی۔ پھر وہ کہنے لگا۔

"اب کیا کیا جائے؟"

"بس اب یہاں سے میرے جانے کا بندوبست کر دو اور اپنے آدمیوں کو یہ بھی ہدایت کردو کہ میرا تعاقب کرنے کی کوشش نہ کریں۔ ورنہ وہ اپنی موت کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ اس کے علاوہ میں تمہیں بھی بدعہدی کا مجرم قرار دوں گی۔ میں نے کہا۔

ڈنگو اُٹھ گیا۔ اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر دروازہ کھولا اور پھر اس کی آواز گونجی۔

"کیا تم لوگ ابھی تک بھاگ دوڑ میں مصروف ہو بے وقوف کے بچو اندر آؤ۔"

"چیف، وہ باہر نہیں گئی ہے لیکن یوں لگتا ہے جیسے زمین میں سما گئی ہے یا آسمان میں پرواز کر گئی ہے کہیں کوئی نشان نہیں مل رہا۔ کسی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"نشان۔ ڈنگو کی غراہٹ اُبھری۔ کاش! میں تم جیسے ناکارہ لوگوں کا نشان مٹا سکتا جن کی لاپروائیوں نے مجھے اس حال میں پہنچا دیا۔ اندر آجاؤ۔ وہ واپسی کے لیے مڑا اور کوئی اور اس کے پیچھے اندر داخل ہوگیا اس کی روح قبض ہو رہی تھی لیکن مجھے دیکھ کر وہ بے اختیار اُچھل پڑا۔

"یہ رہی۔ یہ رہی۔ اس کے حلق سے ہیجانی آواز نکلی اور یہ اس کی بدبختی تھی کہ وہ جھونک میں میری طرف بڑھ آیا تھا ڈنگو نے راستے ہی میں اس کی گردن دبوچ لی تھی اور اس کا بھرپور گھونسہ اس شخص کے پیٹ پر پڑا۔

"میرے کمرے میں آکر ہی تو تمہاری صلاحیتیں جاگتی ہیں۔ نمک حرامو۔ اس نے زور سے اس شخص کو دھکا دیا اور اس نے فرش پر کئی قلابازیاں کھائیں۔ پھر سہم کر کھڑا ہوگیا۔

"اٹھو۔ ڈنگو دھاڑا اور پھر بولا۔ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور عزت کے ساتھ کوٹھی سے باہر چھوڑ آؤ۔ دوسرے کتوں سے بھی کہہ دینا کہ اس کا تعاقب نہ کریں اپنی اعلیٰ کارکردگی کو اپنے پاس رکھیں۔ ورنہ ایک ایک مارا جائے گا۔ میرے ہاتھوں۔ اندر آنے والے کے چہرے کی کیفیت قابل دید تھی۔ وہ ایک لفظ بھی نہیں بولا، پھر ڈنگو کی دھاڑ سُن کر اچھل پڑا۔

"سنا تو نے میں کیا کہہ رہا ہوں؟"

"ہاں چیف۔ ہاں چیف۔ وہ جلدی سے بولا۔"

"اوکے کوشل۔ جاؤ اب میں کسی طور تمہارے ساتھ وعدہ خلافی نہیں کر سکتا جب تک تمہیں ثبوت نہ مل جائے، مجھ سے بدگمان مت ہونا۔ ڈنگو نے کہا اور میں اس شخص کے ساتھ باہر نکل آئی۔ اس کے لقیہ ساتھی کوٹھی کے لان پر ملے تھے لیکن میرے ساتھ آنے والے نے انہیں ڈنگو کے احکامات

سنائے اور وہ منہ کھول کر رہ گئے ان میں سے ایک نے کہا۔

" چیف نشے کے عالم میں تو یہ بات نہیں کہہ گیا۔"

" ممکن ہے ایسا ہو۔ جاؤ تم تصدیق کر آؤ۔ دوسرے نے جلے بھنے لہجے میں کہا اور میں بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کے بعد کوئی کچھ نہیں بولا تھا میں کوٹھی سے باہر نکل آئی اور اطمینان سے چل پڑی لیکن اطراف سے بے خبر نہیں تھی اور نہ ہی کوئی احمقانہ اقدام کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ ایک پر رونق جگہ آکر میں نے ٹیکسی تلاش کی اور اس میں بیٹھ کر چل پڑی۔ مارلبرو کے علاقے سے نکل کر میں کافی دور آگئی اور پھر وہاں سے مختلف حصوں میں چکر لگاتی رہی جب مجھے مکمل یقین ہو گیا کہ ڈنگو کے آدمی نے اس کے احکامات کی تعمیل کی ہے تو میں ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس مارلبرو چل پڑی، میری نئی رہائش گاہ میں قادر کے ساتھ چند دوسرے لوگ بھی پریشان بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے پُرسکون دیکھ کر قادر نے اطمینان کی سانس لی اور کہنے لگا۔

" واقعی کوشل بہن انسان رشتوں کے چکر میں پھنس کر ناکارہ ہو جاتا ہے ابھی ان لوگوں نے مجھے بتایا تھا کہ ڈنگو کی کوٹھی میں گڑبڑ ہو رہی ہے۔ اس کے آدمی کوٹھی کے چاروں طرف کچھ تلاش کرتے پھر رہے ہیں بس میں پریشان ہو کر رہ گیا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ اپنے آدمیوں کے ساتھ اس کوٹھی کی جانب دوڑ پڑوں۔ بس تمہاری ہدایت میرے قدم روک رہی تھی ورنہ میں ایسا ہی کرتا۔

" ہاں قادر۔ جب تک میں نہ کہوں بھیا کوئی ایسا کام نہ کرنا اگر مجھے کسی کام کی ضرورت پڑی تو میں خود تم سے کہہ سکتی ہوں اگر تم نے اپنے طور کوئی کوشش کی تو وہ میرے لیے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے۔

" مجھے معلوم ہے۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اب تک تو پتہ نہیں بجانے کیا کیا ہو چکا ہوتا۔"

" بس تم آرام کرو، کیسے آ گئے تھے اس وقت۔"

" بس تمہارے لیے پریشان ہوں ڈنگو کی کوٹھی میں کیا کرنے گئیں تھیں۔"

" اپنا کام کر رہی ہوں قادر! اپنی مصیبتوں کا حل تلاش کرتی پھر رہی ہوں بس دیکھنا یہ ہے کہ کب میری مصیبتوں کا یہ دور ختم ہوتا ہے۔ ہاں میں نے تمہیں بھی اتنا ہی پریشان کیا ہے قادر۔ میں تمہارے ان احسانات کا صلہ نہیں دے سکتی۔

" ذلیل نہ کرو۔ میں تمہارے لیے کر ہی کیا رہا ہوں میری جان بھی اگر تمہارے لیے چلی جائے تو مجھے مسرت ہو گی زندگی میں ایک ہی بہن تو بنائی ہے میں نے۔ قادر نے جذباتی لہجے میں کہا اور میں خاموش ہو گئی۔ قادر تھوڑی دیر بعد چلا گیا۔ میں نے روپ مالا کی خیریت معلوم کی میرے آدمیوں نے مجھے بتایا کہ روپ مالا تھوڑی سی متردد ضرور ہے۔ وہ اکثر روتی بھی رہتی ہے لیکن کھانے پینے میں اس نے کبھی کوئی تکلف نہیں کیا اس کے سامنے جتنا بھی کھانا پہنچ جائے ختم ہو جاتا ہے۔ میں نے ان لوگوں کو ہدایت کی کہ اس سے اس کی ضرورت پوچھی جاتی رہیں اور اُسے کسی بھی چیز کی تکلیف نہ ہونے دی جائے، اس کے بعد میں اپنی اس نئی رہائش گاہ کے اپنے بیڈروم میں آ گئی۔ میں شدید تھک گئی تھی اتنی بھاگ دوڑ کی تھی اور اتنے شدید خطرات مول لیے تھے کہ میرا بدن تھکن سے چور چور ہو گیا۔ اپنے کمرے میں آکر میں پُرسکون انداز میں آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔ ذہن میں متعدد خیالات چکرا رہے تھے۔ رادھن سنگھ کتا ابھی تک زندہ تھا۔ میں بس اس کی موت چاہتی تھی اور روپا کی بازیابی۔ میں نے جو کچھ ڈنگو سے کہا تھا۔ غلط نہیں کہا تھا اس سے زیادہ میرا کچھ اور مقصد نہیں تھا میری تو صرف یہی خواہش تھی کہ مجھے اب کچھ نہ سہی میری بہن روپا ہی مل جائے اور میں اس کے ساتھ کسی گمنام گوشے میں زندگی گزار دوں، اب تک کی تمام کاوشیں اسی لیے تھیں۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میں رادھن سنگھ کی زندگی کا خاتمہ بھی چاہتی تھی میری دلی خواہش تھی کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے رادھن سنگھ کو فنا کے گھاٹ اتار دوں وقت گزرتا رہا۔ دو تین دن نہایت پُرسکون گزرے اس دوران میں نے ڈنگو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی چوتھے دن البتہ میں نے ایک پروگرام کے تحت ڈنگو سے رابطہ قائم کیا۔ ڈنگو اپنے اڈے پر ملا تھا۔ میں نے اپنی کوٹھی سے نکل کر ایک ٹیلی فون بوتھ سے یہ رابطہ قائم کیا تھا۔ ڈنگو نے میری آواز پہچان لی اور پریشان لہجے میں بولا۔

" آپ، آپ کہاں غائب تھیں اتنے دنوں سے مادام کوشل میں نے آپ کو ہر ممکن جگہ تلاش کرنے کی کوشش کی۔

" کوئی خاص بات؟ میں نے سوال کیا۔"

" ہاں۔ خاص بات ہے۔"

" کیا۔؟"

" میں پونا گیا تھا۔ کنول کماری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے۔

" کیا معلوم ہوا؟ میں نے بے اختیار پوچھا۔

" روپا نامی کوئی لڑکی کبھی کنول کماری کے پاس نہیں آئی۔ اور کوشل۔ کوشل بہن کنول کماری کو قتل کر دیا گیا۔"

" کیا۔؟"

" ہاں۔ ان کی لاش ان کے کمرے میں پائی گئی، ان کی گردن نرخرے سے کٹی ہوئی تھی۔

" یہ کب کی بات ہے؟ میں نے پوچھا۔"

" اس بات کو تقریباً دس یا بارہ دن ہو گئے۔ ڈنگو نے جواب دیا۔ میرے پورے بدن میں سنسناہٹیں دوڑنے لگی تھیں۔ یہ کیا ہوا۔ کیسے ہوا۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ ایک لمحے کے لیے میرے حلق میں ایک گولہ سا بنا اور منہ تک آ گیا۔ مجھے کنول کماری کے قتل کی اطلاع سن کر ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے ایک بار پھر میری ماں کو قتل کر دیا گیا ہو۔ میری آواز رندھ گئی ڈنگو نے چند لمحات کے بعد کہا۔

" ہیلو۔ کوشل دیوی۔"

" ہاں میں بول رہی ہوں ڈنگو۔"

" آپ یقین کریں کوشل دیوی کہ میں نے اس سلسلے میں آپ کے ساتھ کوئی بدعہدی نہیں کی۔ پوری تفصیلات معلوم کی ہیں روپا کے بارے میں، میں نے پوری چھان بین کی ہے اور مجھ پر ایک انکشاف بھی ہوا ہے۔

" کیسا انکشاف؟"

" کیا آپ اس بات پر یقین کر لیں گی، جو میں کہوں گا؟"

" کہو ڈنگو۔ جلدی سے کہو۔"

" رادھن سنگھ کے بارے میں مجھے بہت کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ رادھن سنگھ سورج گرہن کا خاص آدمی ہے اور اس کے احکامات کی تعمیل کے لیے وہ دنیا کے مختلف حصوں میں کام کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ بُرا انسان ہے۔ اس نے برائیوں کے بہت سے اڈے کھول رکھے ہیں۔ ڈیرا دون چھوٹی سی جگہ ہے لیکن وہاں پر رادھن سنگھ نے جدید طریقے پر ایک ایسی جگہ تعمیر کی ہے جسے گان کلب کہا جاتا ہے لیکن جو درحقیقت کچھ اور ہی خوبیوں کا مالک ہے۔ سنا جاتا ہے کہ رادھن سنگھ اکثر وہاں پایا جاتا ہے اس کلب کی مالکہ ایک عورت سارا دیوی ہے وہ عورت بھی بہت خطرناک ہے رادھن سنگھ سے اس کے بہت قریبی تعلقات ہیں یہ بات مجھے ایسے ذرائع سے معلوم ہوئی ہے۔ جو ناقابل تردید ہیں۔ آپ یقین کریں کوشل دیوی۔ میں نے آپ کو بیوقوف بنانے کی کوشش نہیں کی ہے اگر میری بات غلط نکل آئے تو آپ میرے ساتھ جو دل چاہے سلوک کر سکتی ہیں۔

" ڈنگو۔ اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو میں اس کی تصدیق کروں گی۔"

" جو دل چاہے کر لیں۔ مجھے اب اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہاں اگر مناسب سمجھیں تو میرا ایک کام کر دیں۔ ڈنگو کی آواز میں عجیب سی بے چارگی تھی۔

" کہو ڈنگو۔"

" ایک بار مجھے صرف ایک بار روپ مالا کی آواز سنا دیں۔ میں زندگی سے بیزار ہو گیا ہوں۔ میں تمہارے لیے وہ سب کچھ کرنے پر آمادہ ہو گیا کوشل، جو میرے بس میں ہے میں اپنی جان دے سکتا ہوں مگر۔ مگر ڈنگو کی آواز میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ میں اس کے درد کو سمجھ رہی تھی اور اب میں اس سے متاثر ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک میں ریسیور ہاتھ میں تھامے خاموش بیٹھی رہی۔ پھر میں نے کہا۔

" ڈنگو انسان ایک معصوم بچے کی شکل میں پیدا ہوتا ہے اس کے اندر کوئی برائی نہیں ہوتی میں نہیں جانتی کہ تمہاری زندگی کن کن راستوں سے گزر کر جرائم کی اس انتہا تک پہنچی ہے لیکن ایک بات میں جانتی ہوں کہ انسان ازل سے معصوم ہے اور ابد تک معصوم رہے گا اس دوران اس کی زندگی میں جو واقعات و حادثات پیش آئیں۔ وہ اسے کچھ سے کچھ بنا دیں لیکن تمہاری کیفیت سے میں بے حد متاثر ہوئی ہوں ڈنگو۔ کیا تم روپ مالا کو بہت زیادہ چاہتے ہو۔

" ہاں دیوی۔ آپ یقین کریں۔ میری کہانی بہت عجیب ہے۔ میرا پورا خاندان ختم ہو چکا ہے وہ میرے اس وقت کی ساتھی ہے۔ جب میں معصوم تھا وہ کیا تھی۔ کیا بن گئی یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ یوں سمجھ لیجیے کہ اس کا بھی اس دنیا میں کوئی نہیں ہے اور یوں بھی سمجھ لیجیے کوشل دیوی کہ میں نے جرائم کی زندگی اسی کے لیے اختیار کی۔ عام زندگی میں میں کبھی اُسے وہ خوشیاں وہ سکون نہیں دے سکتا تھا جو اس زندگی میں آکر میں نے اس کے لیے فراہم کیے۔ آپ اس بات سے اندازہ لگا چکی ہوں گی کہ جرائم کی یہ زندگی میں نے اس کے لیے اپنائی ہے میں اُسے ساری دنیا سے زیادہ چاہتا ہوں کوشل دیوی میں اس کے بغیر مر جاؤں گا آپ کاش۔ آپ میری اس محبت کا تجزیہ کر سکیں۔

" کیا تم اس بات کا تجزیہ کر سکو گے ڈنگو کہ میں بھی ایک دیہات کی معصوم سی لڑکی تھی۔ میری زندگی کو بھی آگ کے شعلوں

پرلانے والا یہی شخص رادھن سنگھ تھا اس نے میرے معصوم پتا کو قتل کر دیا۔ میری ماں کو مار ڈالا میری زندگی پر ایسے ایسے زخم لگائے ہیں۔ اس نے کہ جب بھی وہ زخم دھواں دینے لگتے ہیں۔ میں آگ ہو جاتی ہوں اور اس وقت میرے دل میں انتقام کا سمندر موجزن ہو جاتا ہے ہاں ڈنگو اس دنیا میں میری ایک بہن روپا ہے صرف روپا۔ اور وہی میری زندگی کا مقصد ہے اگر وہ مجھے نہ ملی تو میں اس ساری دنیا کو آگ لگا دوں گی۔ ڈنگو میں سب کچھ تباہ کر دوں گی۔

" روپا کے بارے میں میری جو اطلاعات ہیں وہ یہی ہیں کہ وہ سارا دیوی تک پہنچ چکی ہے۔"

" یہ سارا دیوی ہے کیا چیز۔ ؟ "

" فحاشی کے ایک اڈے کی مالکہ ہے اور انتہائی جدید پیمانے پر گان کلب کو چلا رہی ہے۔ بظاہر وہ گان کلب کہلاتا ہے لیکن اس کی اصل شکل تمہیں وہاں جا کر ہی معلوم ہو سکے گی۔

" ڈنگو۔ ٹھیک ہے تمہیں یہ اندازہ ہو چکا ہے کہ اب میری کیفیت کیا ہے۔ ٹھیک ہے ڈنگو میں صرف روپ مالا کی آواز ہی تمہیں سنانے کی کوشش نہیں کر رہی بلکہ میں اسے تمہارے پاس بھجوائے دیتی ہوں۔ میں محبت کے نام پر ڈنگو صرف تمہاری محبت کے نام پر یہ کام کر رہی ہوں اس کے بعد تم چاہو تو مجھے دھوکا بھی دے سکتے ہو۔ ڈنگو بُری طرح رو پڑا۔

نہیں دیوی۔ میں اب تجھے دھوکا نہیں دوں گا ڈنگو انسان بن گیا ہے۔ ڈنگو واقعی انسان بن گیا تھا میں مجبور ہوں کہ سورج گرہن کے لیے کام کرتا ہوں۔ کیونکہ اس کے بغیر میری زندگی ناممکن ہے لیکن۔ لیکن اب میری فطرت سے وہ وحشت کم ہو گئی ہے۔ مجھے احساس ہو گیا ہے کہ محبتوں کے چھن جانے سے کیا فرق پڑتا ہے اگر تو یہ ایثار کر رہی ہے، اگر تو یہ احسان کر رہی ہے میرے اوپر کوشل دیوی۔ تو میں صرف ایک بات کہہ سکتا ہوں کہ اس کی محبت کے نام پر میں تیرے ساتھ کوئی دھوکہ، کوئی فریب، نہیں کروں گا، یہ میرا وعدہ ہے۔

" ڈنگو اپنی کوٹھی کو خالی کرا دو۔ ایک آدمی بھی وہاں موجود نہیں ہونا چاہیئے۔ میں آج ہی شام تک روپ مالا کو تمہاری کوٹھی تک واپس پہنچا دوں گی۔ بس یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔ اور سنو ایک بات، اگر کسی بھی لمحے مجھے تمہاری ضرورت پیش آئی تو میں تم سے کہوں گی، ضرور میرے لیے کچھ کرنا یا نہ کرنا تمہارا اپنا کام ہے۔

" کوشل۔ کوشل دیوی۔ ڈنگو کی جذبات سے بھری آواز سُنائی دی اور میں نے فون بند کر دیا۔

یہ الفاظ میں نے غلط نہیں کہے تھے اس میں کوئی جھوٹ کوئی فریب نہیں تھا۔ روپا کے بارے میں یہ معلوم کرنے کے بعد میری اپنی زندگی کا رُخ ایک دم تبدیل ہو گیا تھا۔ میں بہت کچھ کرنا چاہتی تھی لیکن یہاں آکر میں بالکل بے بس ہو گئی تھی چنانچہ تھوڑی دیر بعد میں نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ کافی کے ذریعے روپ مالا کو بے ہوش کر دیا جائے اور پھر اسے اس کی کوٹھی میں پہنچا دیا جائے۔ میری اس ہدایت پر عمل شروع ہو گیا۔

روپ مالا کو میں نے اپنی نگرانی میں اس کی کوٹھی تک پہنچایا تھا کوٹھی درحقیقت مجھے خالی ملی تھی۔ ڈنگو نے شاید فوراً ہی اپنے آدمیوں کو احکامات جاری کر دیئے تھے اس کام سے فارغ ہونے کے بعد میں واپس اپنی عمارت میں آ گئی اب میرے دل میں عجیب سے سناٹے در آئے تھے۔

قادر کے لیے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اس سے کس طرح تذکرہ کروں۔ میرے لیے اب یہاں رُکنا ممکن نہیں تھا رام داس کے مسئلے کو بھی اسی طرح چھوڑنا تھا۔ اصل چیز تو رادھن سنگھ تھا اگر جیسا کہ ڈنگو نے مجھے بتایا ہے رادھن سنگھ نے ڈیرادون میں یہ انتظام کر رکھا ہے تو پھر مجھے گان کلب کو دیکھنا ہو گا۔ ہاں میں نے اس سلسلے میں خاصی دیر تک غور و خوض کیا اور اس کے بعد میں نے اپنے طور پر تیاریاں کر لیں۔

دفعتاً میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا اور میں نے اس خیال کے تحت ڈنگو کو اسی عمارت سے فون کیا۔ ڈنگو نے فون ریسیو کر لیا تھا۔

" ڈنگو۔ میں اپنا وعدہ پورا کر چکی ہوں۔ "

" کیا۔ کیا۔ ؟ وہ۔ "

" ہاں۔ اگر تم چاہو تو جا کر اس سے مل سکتے ہو۔ "

" میں ابھی جا رہا ہوں۔ میں ابھی جا رہا ہوں تیرے اس احسان کو میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ میرا تجھ سے وعدہ ہے۔

" ڈنگو۔ ایک اور احسان کر سکتے ہو مجھ پر ؟ "

" اب تو دل کھول کر کہہ دے کوشل دیوی، جو دل چاہے مانگ لے۔ ڈنگو کی جان مانگ لے ڈنگو کو تو نے وہ دے دیا ہے جس کی وہ توقع نہیں کرتا تھا آہ مجھے جلدی بتا کیا چاہتی ہے تو مجھ سے ؟"

" ڈنگو ! کامنی اور ودیا نامی دو لڑکیاں یہاں بمبئی میں رہتی ہیں تمہیں ان کا پتا بتا سکتی ہوں۔ یہ کنول کماری کی لڑکیاں ہیں۔ اور کنول کماری جی نے میرے اوپر اتنے احسانات کیے ہیں

کہ میں ان کا صلہ نہیں اتار سکتی۔ میری خواہش ہے ڈنگو کہ تم ان لڑکیوں کا خیال رکھنا اور جس طرح بھی ممکن ہو انہیں امداد فراہم کرتے رہنا خواہ اس سلسلے میں تم اپنے نام کا اظہار کر و یا نہ کرو۔

" اور کچھ کوشل دیوی۔ اور کچھ ؟ "

" نہیں بس اتنا ہی چاہتی ہوں۔ میں نے کہا اور ٹیلی فون بند کر دیا۔ اس کے بعد میرے لیے یہاں رکنا مناسب نہیں تھا۔ قادر کو اس بارے میں تفصیلات بتانے کی میں نے ضرورت نہ محسوس کی۔ میں جانتی تھی کہ وہ میرے راستے روکے گا چنانچہ میں نے تیاریاں کیں اور ڈیرادون کے لیے روانہ ہو گئی۔

ٹرین نے مجھے ڈیرادون پہنچا دیا۔ بہت خوبصورت پہاڑی مقام تھا۔ یہاں سیاحوں کے لیے جدید ترین ہوٹلوں کا بندوبست کیا گیا تھا۔ بہت ہی عمدہ پرائیویٹ رہائش گاہیں بھی یہاں موجود تھیں۔ اس وقت بھی یہاں خاصی گہما گہمی تھی۔ میں نے ڈیرادون کے خوبصورت ہوٹل میں قیام کیا اور اپنے آئندہ پروگرام کے بارے میں غور کرنے لگی۔ زندگی جن جن راستوں سے گزر رہی تھی بس اس کا حال میں ہی جانتی تھی۔ جو کچھ تقدیر نے لکھ دیا تھا اسے بھلا کس طرح ٹالا جا سکتا تھا۔

بہرحال اپنے ہوٹل میں رہ کر میں گاف کلب کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگی، اور مجھے کافی معلومات حاصل ہو گئیں۔ ڈیرادون جیسی پُرسکون جگہ پر سیاحوں کے لیے جو کچھ کیا گیا تھا وہ میرے لیے باعث تعجب بھی تھا ایک الگ ہی زندگی اور ایک الگ ہی دنیا معلوم ہوتی تھی۔ یہ جس جگہ کا مجھے پتہ ملا تھا وہ شہر کے مشرقی علاقے میں کافی دور بنی ہوئی تھی ایک نواحی علاقہ تھا اور ایک خوبصورت جگہ پر یہ عمارت بنی ہوئی تھی یقیناً اسے عام جگہ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اس طرف آنے والے بھی عام لوگ نہ ہوتے ہوں گے۔ میں اندر چل پڑی۔

اندرونی حصہ بھی بے حد حسین تھا۔ تاحدِ نگاہ کشادہ پارک پھیلا ہوا تھا۔ سوئمنگ پول بھی نظر آ رہے تھے ایک طرف الیشین نیون سائن جگمگا رہا تھا۔ میں اس طرف چل پڑی ریسپشن پر ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی بے حد خوبصورت لیکن اس کے علاوہ بھی بہت کچھ نظر آ رہی تھی وہ۔

" ہیلو ! میں نے اسے مخاطب کیا۔ " اور وہ مجھے دیکھنے لگی۔

" کیا بات ہے ؟ "

" کیا اجنبی لوگوں کو اندر جانے میں مشکلات پیش آتی ہیں ؟ " میں نے اس سے سوال کیا۔

" لوگوں کو نہیں، صرف مردوں کو۔ تم پہلی بار یہاں آئی ہو "

" ہاں۔ "

" کیا یہ بتا سکتی ہو کہ تم نے گاف کلب کا رُخ ہی کیوں اختیار کیا ؟ "

" اس لیے کہ جس لیے یہاں آیا جاتا ہے۔ "

" گڈ ویری گڈ۔ تو پھر تمہیں گاف کلب کا ممبر بنایا جا سکتا ہے۔ تمہاری عمر اور تمہارا حُسن تمہاری سفارش کرتا ہے۔ سنو لڑکی یہاں ہر طرح کا کاروبار ہوتا ہے۔ ہماری مدد چاہتی ہو تو تمہیں یہاں کی ممبر شپ دے دی جائے گی اس کا کوئی چارج نہیں ہو گا۔ یہاں تمہیں ہر طرح کی سہولت ہو گی جو دل چاہے کھاؤ پیو تمہارے لیے ساتھی بھی مہیا کرنا ہمارا ہی کام ہو گا اگر کوئی ساتھی نہ مل سکا تو تمہارا الاؤنس تمہیں دے دیا جائے گا باقی اخراجات کچھ بھی نہیں اگر ساتھی مل جائے تو پھر یہ تمہاری ذہانت ہو گی کہ اس سے کیا حاصل کر سکتی ہو۔ ہماری طرف سے پچیس فیصد کمیشن اور تم اس سے جو کچھ چاہو اس میں سے تیس فیصد ہمارا، یہ تو ہوئی ہماری ممبر شپ کی بات اس کے بعد بات آتی ہے ذاتی کاروبار کی تو اس کی قیمت ایک ہزار روپے، باقی اندر کے اخراجات الگ اور تمہیں جو کچھ حاصل ہو جائے یا تم اگر اپنا کاروبار کرنا چاہو تو کسی کو اعتراض نہیں ہو گا۔

" ہوں۔ میں مسکرا دی۔ میں نے صرف ایک لمحے کے لیے سوچا، خاصی بڑی بات ہے۔ کچھ وقت یہاں ضائع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس کے علاوہ ممکن ہے یہاں کوئی کام کی بات معلوم ہو ہی جائے چنانچہ میں نے کہا۔

" ٹھیک ہے مس ! آپ مجھے اپنے ہاں کا ممبر بنا لیں۔ "

" بہت اچھا فیصلہ کیا ہے تم نے ؟ لڑکی نے جلدی سے ایک رجسٹر نکالا اور اس میں میرا نام پتہ درج کرنے لگی۔ میں نے اُسے ایک فرضی نام بتا دیا اور رہائش گاہ بھی فرضی بتائی تھی۔ اس نے اپنا کام کر کے مجھ سے دستخط کرائے اور پھر کہنے لگی۔

" کچھ باتیں تمہارے گوش گزار کرنا ضروری ہیں یہاں ہر جگہ کے لوگ آتے ہیں۔ ملکی اور غیر ملکی سیاح بھی اور صرف تفریح پسند بھی۔ اب تم خود سوچو یہاں آنے والے ایسے لوگ تو نہیں کہ وہ ایماندار ہوں بعض اوقات ان میں سے بہت سے لوگ غلط بھی نکل آتے ہیں۔ کچھ لیتے دیتے بھی نہیں اور مصیبت بن جاتے ہیں ایسے اوقات میں کلب کا اسٹاف ہماری کارکن کا تحفظ کرتا ہے اور خود ہی ان لوگوں سے نمٹ لیتا ہے جو کچھ ان سے وصول

کرنا ہوتا ہے کر لیا جاتا ہے اور کارکن پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بعض اوقات کچھ ایسے سر پھرے بھی آجاتے ہیں جو کارکن کو ساتھ لے جانے کی فکر میں ہوتے ہیں اب تم سوچو نہ شراب کے نشے میں ڈوبے ہوئے لوگ انسانیت سے کتنی دور ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسے لوگوں سے بہترین تحفظ یہ ہوتا ہے کہ ہماری ممبرشپ اختیار کر لی جائے۔ لڑکی نے ایک فارم میرے حوالے کر دیا اور کہنے لگی۔

" یہ تم اپنے پاس رکھو اب تم ہماری کارکن ہو۔ میں نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور پھر گردن ہلا دی۔

" بہت بہت شکریہ۔ میں اب کیا کروں ؟"

" بس سیدھی چلی جاؤ، گیٹ پر تمہیں ایک آدمی ملے گا۔ باقی سارا کام وہ خود کرے گا۔ لڑکی نے جواب دیا اور میں گردن ہلا کر آگے بڑھ گئی۔

سارا دیوی کے بارے میں ابھی تک مجھے کچھ نہیں معلوم ہوا تھا ویسے یہ اندازہ مجھے ہو چکا تھا کہ گاف کلب نامی جگہ یقینی طور پر رادھن سنگھ جیسے آدمی کے زیر اثر ہی ہو سکتی ہے ورنہ اتنے شاندار پیمانے پر کام کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے مجھے تھوڑا سا دکھ بھی ہوا کیسے کیسے لوگ ہماری اس بستی میں بستے ہیں جنہوں نے ہماری روایات کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے کاش میں ان لوگوں کو فنا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔"

میں اندر داخل ہو گئی یہاں وہ شخص مجھے مل گیا جس کے بارے میں مجھ سے کہا گیا تھا میں نے اپنا فارم اس کی طرف بڑھایا اور اس نے گردن جھکا کر فارم وصول کر لیا۔ اس کے چہرے پر تعجب کے آثار نہیں تھے اس نے مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور بڑے مودب لہجے میں بولا۔

" تشریف لائیے۔ میں آپ کے لیے کسی موزوں جگہ کا انتخاب کر دوں کیا آپ یہاں پہلی بار آئی ہیں۔؟"

" ہاں۔ میں نے جواب دیا۔ اس نے اس بات پر بھی گردن جھکائی پھر جس دروازے سے وہ داخل ہوا تھا۔ وہ بہت خوبصورت تھا۔

اندر کا ماحول بے حد سحر زدہ تھا۔ دھیمی دھیمی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور اس میں ہلکی ہلکی بھنبھناہٹ سنائی دے رہی تھی، جب میری آنکھیں پوری طرح دیکھنے کے قابل ہوئیں تو میں نے اس حسین ماحول کو دیکھا۔ موسیقی کی لہریں بدمست قہقہوں پر حاوی تھیں لوگ بیٹھے ہوتے مختلف چیزوں سے شغل کر رہے تھے۔ لڑکیاں بھی تھیں مرد بھی تھے مجھے لانے والے نے ایک لمحے میری طرف دیکھا پھر بولا۔

" آپ آرام کرنا پسند کریں گی۔ یا یہاں رکیں گی۔"

" نہیں۔ یہیں ٹھیک ہے۔ میں نے کہا۔"

" تب اس طرف تشریف لائیے۔ وہ مجھے میز کے پاس لے گیا۔ اور کرسی گھسیٹ کر میرے لیے جگہ خالی کر دی، میں بیٹھ گئی۔

چند لمحات کے بعد اس نے میرے سامنے مشروب کا ایک جگ اور گلاس لا کر رکھ دیا۔ میں نے سونگھ کر دیکھا ٹھیک ٹھاک تھا۔ چنانچہ میں نے مشروب گلاس میں انڈیل لیا اور دل کی بے چینی میں کسی قدر کمی محسوس ہونے لگیں۔ مجھے اس ماحول سے بے پناہ نفرت ہو رہی تھی لیکن بعض اوقات برائیوں کو ختم کرنے کے لیے ان میں شامل ہونا پڑتا ہے۔ یہی میری کیفیت تھی مجھے بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دو افراد میرے پاس آگئے ان میں ایک بھاری بدن کا سیاہ رو تھا جس کی عمر پچاس سال سے کم نہیں ہو گی۔ دوسرا غالباً یہاں کا ویٹر تھا۔ ویٹر نے جھک کر ہم دونوں کا تعارف کرایا اور بھاری آدمی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

ویٹر جھکا تو اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ویٹر کے سامنے ڈال دیا اور ویٹر سلام کر کے چلا گیا تب وہ بھاری بھرکم آدمی میری طرف رخ کر کے بولا۔

" ہیلو۔"

" ہیلو سر۔ میں نے خوش اخلاقی سے کہا بہر حال میں اپنے مشن کو نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔

" میرا نام رام پرشاد ہے تمہارا کیا نام ہے ؟"

" داسی کنیز۔ جو بھی نام آپ چاہیں مجھے دے لیں۔ اگر کچھ تعریف کرنا چاہتے ہیں تو اسپرا کہہ دیں۔ سائیکی کہہ لیں۔

" اوہ۔ میں تمہارا اصل نام پوچھ رہا ہوں۔"

" میرا اصل نام کچھ نہیں ہے۔ میرا اصل نام صرف عورت ہے۔"

" کمال کی بات ہے۔ بڑی عجیب گفتگو کر رہی ہو۔"

" آپ مجھے اپنی پسند کا نام دے دیں مجھے اعتراض نہیں ہو گا۔"

" ہوں۔ ٹھیک ہے ہم بھی تمہیں اسپرا یا سائیکی کا نام ہی دیں گے۔ سائیکی زیادہ خوبصورت لگتا ہے۔ یہ کیا پی رہی ہو؟"

" ایک مشروب ہے پیش کروں۔"

" نہیں تمہاری موجودگی میں یہ سادی سی چیز بے کار ہے کچھ اور منگواؤ۔ وہ بولا۔

" بہتر ہے۔ جو حکم۔ میں نے کہا اور میز پر لگی ہوئی گھنٹی کا بٹن دبا دیا۔ ویٹر نے اس بار بھی آنے میں دیر نہیں لگائی۔ رام پرشاد نے خود ہی ویٹر کو آرڈر دے دیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد شراب آگئی اور میں اسے گلاسوں میں انڈیلنے لگی تو جام بنا کر میں نے ایک اس کی طرف کھسکا دیا۔ اور اس نے مسکراتے ہوئے گلاس اٹھا لیا۔

" تمہارے نام، اس نے شراب کا گھونٹ حلق میں انڈیلتے ہوئے کہا اور میں آہستہ سے ہنس پڑی، میں نے اپنا جام اٹھا لیا۔ لیکن وہ میرے ہونٹوں تک پہنچا ضرور البتہ شراب میرے ہونٹوں کو چھو کر بھی نہ گزری اور وہ جام میں نے انتہائی احتیاط سے زمین پر بہا دیا۔

" ہاں تو ڈیئر سائیکی۔ تم بہت ضدی معلوم ہوتی ہو۔"

" شاید۔"

" اپنا اصل نام بتا دیتیں تو آئندہ بھی تمہیں مخاطب کیا جا سکتا تھا۔

" سائیکی ہی ٹھیک ہے۔ کیا حرج ہے ؟"

" تو پھر ٹھیک ہے۔ ویسے تم تعلیم یافتہ معلوم ہوتی ہو۔

" شاید۔"

" کتنی تعلیم حاصل کی ہے ؟"

" بہت۔ میں نے جواب دیا۔"

" اس لائن میں کیوں آگئیں ؟"

" کوئی کہانی سننا چاہتے ہو ؟"

" اوہ۔ نہیں نہیں میرا موڈ خراب ہو جائے گا۔"

" تب موضوع بدل دو۔"

" ٹھیک ہے میں تمہارے حسن کی تعریف کروں گا۔ اور تم مجھے شراب پلاتی رہو۔ میں نے اس موقعے کو غنیمت جانا پھر اس کے بعد جب وہ وہاں سے اٹھا تو اس کی حالت اتنی خراب تھی کہ مجھے اس سے کسی قسم کا خطرہ لاحق نہ رہا ہمیں ایک کمرے کی چابی دے دی گئی اور میں اس منحوس شکل انسان کو لے کر اس کمرے میں آگئی۔ کلب کی طرف سے مجھے یہی ہدایت کی گئی تھی لیکن کمرے میں آنے کے بعد بھی میں نے اسے خوب شراب پلائی اور اس کے بعد وہ اطمینان سے اوندھے منہ ایک جگہ جا گرا۔

اس پر ہوس دولتمند کے لیے میرے دل میں رحم کا کوئی جذبہ نہیں تھا ایسے لوگوں کے لیے یہی سزا کافی تھی چنانچہ اس کے بعد میں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی اور اپنے پروگرام پر غور کرتی رہی۔ میں نے ذہن میں بہت سے پروگرام بنائے تھے اور یہ پروگرام بناتے بناتے میں سو گئی۔ صبح کو تقریباً پونے سات بجے آنکھ کھلی۔ چند لمحات تو ماحول کو یاد کرنے میں لگ گئے اور پھر رام پرشاد یاد آیا اور میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ بدستور اسی طرح پڑا ہوا تھا۔ میں اطمینان سے اٹھ گئی اور پھر میں نے اس کی جیبیں ٹٹول کر تمام رقم نکال لی اور اسے اپنے پرس میں ٹھونس کر آرام سے ایک طرف اسے رکھ دیا اور باتھ روم میں چلی گئی۔ غسل کرنے کے بعد میں نے بال وغیرہ درست کیے اور پھر رام پرشاد کو جگا دیا۔ وہ کراہتا ہوا اٹھ گیا۔

" ہیلو۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور منہ کھول کر مجھے دیکھنے لگا۔ چند لمحات اسی طرح مجھے دیکھتا رہا اور پھر بڑے عجیب سے لہجے میں گویا ہوا۔

" کیا صبح ہو گئی ؟"

" ہاں۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

" لل۔ لیکن مجھے کیا ہو گیا تھا۔"

" کیوں خیریت ؟ میں نے تعجب سے پوچھا اور وہ دونوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

" رات کی کوئی بات مجھے یاد نہیں ہے کیا میں نے بہت زیادہ پی لی تھی۔

" زیادہ تو نہیں۔ آپ کیا محسوس کر رہے ہیں مسٹر رام پرشاد ! ؟"

" کچھ نہیں۔ کچھ نہیں اب میں ٹھیک ہوں۔ چلتا ہوں۔ اس نے کہا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ باتھ روم کا دروازہ کھول کر وہ چونک پڑا۔

" ارے باہر جانے کا راستہ بند ہے۔"

" وہ اس طرف ہے آئیے آپ کو باہر چھوڑ دوں میں نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑ لیا اور وہ تھکے تھکے سے انداز میں میرے ساتھ دروازے تک آیا اسے چلنا دوبھر ہو رہا تھا۔ بہر حال میرا کام اسے دروازے تک چھوڑنا ہی تھا چنانچہ اسے باہر نکال کر میں نے دروازہ بند کر دیا اب ان لوگوں کی طرف سے کسی کارروائی کا انتظار تھا۔

لیکن میں انتظار ہی کرتی رہی اور کچھ بھی نہ ہوا، ہاں دن کو دس بجے کے قریب ایک شخص میرے قریب پہنچ گیا یہ

بھوری آنکھوں والا اسمارٹ سا آدمی تھا اس سے پہلے میں نے اس کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ وہ کہنے لگا۔

"میرا نام ڈینی ہے۔! ڈینی اس کلب کا منیجر ہے آپ کے بارے میں مجھے معلوم ہوا تھا۔ آپ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی بہرطور میں بھی آپ کو یہاں خوش آمدید کہتا ہوں میڈم! آپ کی رات کی آمدنی کی کیا پوزیشن ہے۔

"مسٹر ڈینی۔ یہ رقم مجھے حاصل ہوئی ہے۔ میں نے رام پرشاد سے حاصل کی ہوئی تمام رقم اس کے سامنے ڈال دی۔ اور ڈینی کی آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں۔

"اتنی رقم۔"

"ہاں۔ میں نے لاپرواہی سے کہا۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ ڈینی ایک لالچی آدمی ہے۔ چنانچہ ایسے آدمی سے بڑا کام بن سکتا تھا۔"

"میڈم! اس میں سے آپ ہمارا کمیشن ہمیں دے دیجیے اس کے انداز میں بڑا لالچ تھا۔ میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مسٹر ڈینی۔ مجھے دولت سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے آپ یہ تمام رقم اٹھا لیجیے اور آپ کا جو دل چاہے کیجیے، میری زندگی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ میں یہاں آرام سے بسر کر رہی ہوں۔ ڈینی نے متعجبانہ انداز میں مجھے دیکھتا رہا۔ پھر وہ پُرمسرت لہجے میں بولا۔

"اوہ۔ میڈم سائیکی۔ یہ۔ یہ کیا بات ہوئی۔ آپ اگر اپنی خوشی سے مجھے کچھ دینا چاہتی ہیں تو دے دیجیے۔ ورنہ میں اسے مانگنے کا حق نہیں رکھتا۔

"رکھ لو ڈینی! بے کار باتیں مت کرو۔ میں نے لاپرواہی سے کہا اور ڈینی نے وہ ساری رقم اٹھا کر اپنی جیب میں ٹھونس لی۔ اب وہ مجھ سے بہت زیادہ مخلص نظر آ رہا تھا۔

"آپ۔ آپ اطمینان رکھیے میڈم! کہ آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ ڈینی خصوصی طور پر آپ کا خیال رکھے گا۔

بہت بہت شکریہ ڈینی۔ اب میں آرام کر سکتی ہوں۔ میں نے کہا۔

"شام تک۔ ڈینی نے جواب دیا اور اُٹھ گیا۔ غالباً وہ یہ سمجھ گیا تھا کہ اب میں اس سے گلو خلاصی چاہتی ہوں چنانچہ وہ چلا گیا میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ رقصاں ہو گئی تھی۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ مسٹر ڈینی تمہیں پھانس کر تو میں بہت سارے کام لے سکتی ہوں چنانچہ بقیہ دن میں نے آرام کیا دوپہر کو سو گئی اور پھر چار بجے جاگی۔

اس دوران مجھے کسی نے ڈسٹرب نہیں کیا تھا ساڑھے چار بجے کے قریب میرے لیے عمدہ قسم کی چائے ہلکے پھلکے ناشتے کے ساتھ آ گئی۔ میں نے خالی چائے پی لی اور اس کے بعد میری ملاقات ایک اور لڑکی سے ہوئی جو مقامی تھی، اس نے مسکراتے ہوئے مجھے خوش آمدید کہا اور کہنے لگی۔

"میں مسٹر ڈینی کی اسسٹنٹ ہوں انہوں نے مجھے خصوصاً آپ کے بارے میں ہدایت دی ہے اور کہا ہے کہ آپ کا خیال رکھا جائے میک اپ وغیرہ کے لیے جو چیزیں آپ کو درکار ہوں مجھے بتا دیجیے، میں سب فراہم کر دوں گی۔

"اوہ ہاں۔ کس نام سے پکاروں آپ کو؟" میں نے سوال کیا۔

"میرا نام روبی ہے۔"

"مس روبی! مجھے میک اپ فراہم کر دیجیے۔"

"ابھی لائی۔ روبی نے جواب دیا اور باہر نکل گئی۔ میں دل ہی دل میں ان لوگوں کے بارے میں سوچ رہی تھی بڑا پُراسرار جال پھیلا رکھا ہے گاف کلب والوں نے۔ اگر یہ کلب رادھن سنگھ کی ملکیت ہے تو رادھن سنگھ کی مکروہ شخصیت کا ایک اور پہلو میرے سامنے آ گیا تھا۔

وہ سب کچھ ہو سکتا تھا جس فطرت کا وہ انسان تھا اس کے تحت وہ دنیا کی ہر برائی کو اپنا سکتا تھا۔ یہ چیز بھلا کیا حیثیت رکھتی تھی۔ لیکن مجھے تعجب تھا کہ کم بخت سادھوؤں کے بھیس میں ساری دنیا کے ساتھ فراڈ کر رہا ہے خدا اسے غارت کرے۔

بہرطور روبی نے میرے لیے میک اپ کا سامان پہنچا دیا اور میں تیاریاں کرنے لگی۔ جب میں وہاں سے نکل کر ہال میں آئی تو میں نے ہال کی تمام میزیں بھری ہوئی دیکھیں ایک ویٹر نے خالی میز کی جانب میری رہنمائی کی جو شاید میرے لیے ریزرو کر دی گئی تھی میں اپنی میز پر جا کر بیٹھی ہی تھی کہ روبی میرے پاس آ گئی۔

وہ خود بھی ایک خوبصورت لباس پہنے ہوئے تھی اچھی خاصی دلکش لڑکی تھی لیکن چہرے میں ایک مکروہ کیفیت چھپی ہوئی تھی جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے اس کاروبار میں پوری طرح ماہر ہے اور اس کی شخصیت سے شرافت کا ہر عنصر مٹ چکا ہے وہ مجھ سے باتیں کرتی رہی پھر کہنے لگی۔

"مسٹر ڈینی بہت اچھے انسان ہیں دوستوں کے دوست، پتا نہیں آپ سے کیوں اس قدر متاثر ہو گئے ہیں۔ آپ ہی کی باتیں کرتے رہے تھے کہنے لگے کہ میں آپ کے لیے آج کا ساتھی منتخب کروں۔

"اوہ مس روبی۔ آپ بھی ان معاملات میں خاصی ماہر معلوم ہوتی ہیں۔

"ہاں کیوں نہیں۔؟ ظاہر ہے زندگی انہی لوگوں کے درمیان گزری ہے۔

"کیا آپ پیدا بھی اسی کلب میں ہوئیں۔ میں نے طنزیہ انداز میں پوچھا لیکن روبی نے اس طنز کو محسوس نہیں کیا اور ہنس پڑی۔

"نہیں۔ پیدا تو کہیں اور ہوئی تھی۔ پیدائش سے لے کر اس وقت تک کے واقعات یاد رکھنا ضروری نہیں ہوتے مس سائیکی! جب انسان اپنی زندگی میں آتا ہے۔ ہاں اگر آپ میری عملی زندگی کا تجربہ پوچھیں تو یوں سمجھ لیجیے۔ کہ میری عمر اس وقت اٹھائیس سال ہے اور میں تقریباً چودہ سال سے یہاں ہوں۔"

"گڈ ویری گڈ۔ گویا آپ نے ہوش ہی یہیں سنبھالا۔"

"ہوش سنبھالا نہیں۔ بلکہ کسی نے مجھے ہوش دلایا تھا۔"

"کس نے؟"

"بھول گئی اُسے۔ روبی نے جواب دیا۔ اس کے انداز میں ایک کرب کی لہر اُبھی تھی۔ میں نے اس کے بعد اس سے کوئی سوال نہیں کیا جانتی تھی کہ کوئی المیہ کہانی سامنے آ جائے گی۔ انسان فطرتاً بُرا نہیں ہوتا۔ حالات اُسے بُرائی کی طرف لاتے ہیں اور پھر اگر کوئی سہارا دینے والا نہ ملے تو اس کے بعد وہ بُرائی کا تصور ہی ذہن سے مٹا دیتا ہے اور ان بُرائیوں میں اس طرح ڈوب جاتا ہے کہ اس کے ذہن سے یہ خیال ہمیشہ کے لیے مٹ جاتا ہے کہ نیکی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ یہ لڑکی روبی بھی ایسے ہی حالات کا شکار ہو گئی۔ میں اپنے آپ کو دیکھ کر دوسروں کا اندازہ لگا سکتی تھی بھلا کسی کے لیے جاننے کی کوشش کیا مشکل ہو سکتی ہے اگر انسان خود اپنا تجزیہ کر لے میرے ذہن میں اب کسی کی کہانی سننے کا کوئی تصور نہیں اُبھرتا تھا۔ کسی بھی غم زدہ چہرے کو دیکھ کر میں یہ اندازہ لگا لیتی تھی کہ اس سے اس کے سہارے چھین لیے گئے ہوں گے اور پھر اسے دنیا میں چھوڑ دیا گیا ہو گا۔

اب ظاہر ہے ایک تنہا انسان جو کٹی پتنگ کی طرح ڈولتا پھر رہا ہو، اپنے اوپر اقتدار کے خول کب تک چڑھائے رکھتا ہے۔ روبی بیٹھی رہی دفعتاً اس کی نگاہ دروازے کی طرف اُٹھ گئی اور اس نے ایک شخص کو دیکھتے ہوئے آہستہ سے مجھ سے کہا۔"

"اسے دیکھو۔ وہ پرنس دلاور ہے۔"

"یہ کون صاحب ہیں؟"

اس علاقے کا دل پھینک ترین آدمی" باہر سے آیا ہے۔ لیکن یوں لگتا ہے جیسے سارے ہندوستان کی دولت سمیٹ لایا ہے، اس طرح بانٹتا ہے لوگوں کو کہ یقین نہیں آتا۔ میرا خیال ہے کہ آج تم اُسے متاثر کرو۔ میرے دل میں ایک لمحے کے لیے خوف کے آثار پیدا ہو گئے تھے ہر شخص رام پرشاد نہیں ہوتا کوئی ایسی ترکیب ہونی چاہیے جس سے ہر شخص کو رام پرشاد بنایا جا سکے کوئی غلط آدمی ٹکرا گیا تو زندگی کی حیثیت بھی کھو بیٹھوں گی جہاں تک اور جس حد تک مجھے زندگی نے لوٹا تھا اس حد تک تو مجبوری تھی لیکن اگر خود اپنے آپ کو کسی کے حضور پیش کروں تو اپنا ضمیر کیا کہے گا۔

روبی اپنی جگہ سے اٹھی اور پرنس دلاور کے قریب پہنچ گئی۔ پھر اس نے اُسے میری جانب متوجہ کیا۔ پرنس دلاور درمیانی عمر کا خوش رو اور صحت مند آدمی تھا چہرے ہی سے عیاش طبع معلوم ہوتا تھا۔ مسکراتا ہوا میری طرف آیا اور قریب پہنچ کر بولا۔

"ہیلو!۔"

"ہیلو سر۔ میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔"

"یقیناً آپ مجھے یہاں بیٹھنے کی اجازت دیں گی۔ کیوں مس روبی؟"

"ہاں یقیناً بیٹھیے پرنس۔ آپ کے لیے بھلا کہاں پابندی ہے؟"

"ہم پہلی بار ان خاتون کو یہاں دیکھ رہے ہیں۔"

"جی ہاں۔ یہ ہماری نئی ساتھی ہیں۔"

"ہماری ساتھی بھی بن سکتی ہیں۔ پرنس دلاور نے پوچھا۔"

"کیوں نہیں آپ کا ساتھ بھلا کیسے ناپسند ہو گا۔ کیوں مس سائیکی۔؟

"سائیکی۔ میرے بجائے پرنس دلاور بول اٹھا۔"

"ہاں سائیکی۔"

"ڈائریکٹ یونان سے آئی ہیں یا آسمانوں سے یہاں ڈیرا دون میں اُتری ہیں۔"

"آپ جہاں سے سمجھ لیں۔"

"ہم کیوپڈ بن سکتے ہیں؟"

"آپ تو ہیں ہی کیوپڈ۔ مسٹر پرنس دلاور۔" روبی نے جواب دیا۔"

"مس روبی آپ کی باتیں بہت دلکش ہوتی ہیں لیکن ہم نے ابھی اپنی نئی ساتھی کی آواز بھی نہیں سُنی۔

"یہ میری ترجمانی کر رہی ہیں پرنس دلاور۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کچھ نہ کچھ تو بولنا ضروری تھا۔ خاموش رہنا تو حماقت ہوتی۔

"گڈ۔ گڈ ویری گڈ۔ بڑی مسرت ہوئی اور خاص طور سے مس روبی آپ کا بے حد شکریہ، لیکن مزید شکریہ کا موقع آپ ہمیں اس اشکال میں دیں کہ۔ ہمیں تنہا چھوڑ دیں۔

"ظاہر ہے۔" روبی نے فراخدلی سے کہا اور اپنی جگہ سے اُٹھ گئی۔"

"ہاں تو مس سائیکی! آپ کی کیا خدمت کی جائے۔"

"شکریہ پرنس کوئی خاص نہیں۔"

"عام ہی سہی۔"

"بس آپ سے گفتگو کر لوں گی، یہی ہی کافی ہے۔"

"کیا پئیں گی آپ؟"

"میں شراب نہیں پیتی؟"

"ارے واہ۔ کیا خوبصورت بات ہے پرنس دلاور کے بارے میں یہاں لوگ بڑا التعجب کرتے ہیں کیونکہ شراب میں بھی نہیں پیتا۔"

"کیا۔؟" میرا دل دھک سے ہو گیا۔

"ہاں۔ مس سائیکی میں شراب نہیں پیتا۔ بس زندگی کی دوسری دلچسپیوں میں حصہ لیتا رہتا ہوں۔

"بڑی مسرت ہوئی آپ سے مل کر۔" میں نے اُلجھتے ہوئے کہا۔ یہ موقعہ تو ہاتھ سے جا رہا تھا رام پرشاد کو تو میں نے پلا پلا کر انٹا غفیل کر دیا تھا۔ اب اس شخص کا کیا کروں گی بڑی دیر تک غور کرتی رہی لیکن کوئی ترکیب میری سمجھ میں نہیں آئی کلب کی تفریحات مسلسل جاری تھیں پرنس دلاور کے ساتھ میں پوری طرح جال میں پھنس گئی تھی کافی دیر تک ہم وہاں بیٹھے رہے پھر پرنس دلاور نے کہا۔

"کیا خیال ہے؟ اب آرام کیا جائے۔"

"جی۔" میں نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔ آج مجھے اپنی زندگی خطرے میں نظر آ رہی تھی، مجھے اپنا وقار سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا

بہر طور کمرے تک آنا ہی پڑا۔ پرنس دلاور بہت ہی عجیب سا انسان معلوم ہوتا تھا اس کی گفتگو میں ایک نفاست تھی ایک کشش تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ اتنا بُرا آدمی کیسے ہو سکتا ہے۔

بہر حال بہت سے بُرے آدمی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ میں اس کے ساتھ کمرے میں داخل ہو گئی پرنس دلاور کے انداز میں کوئی ایسی بات ضرور تھی جو میرے ذہن میں چُبھ رہی تھی۔ وہ ایک کُرسی پر بیٹھ گیا اور عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ میں خود بھی خاموشی سے اس کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔

"کچھ گفتگو کیجیے مس سائیکی۔ آپ بالکل خاموش ہیں۔"

"جی۔ جی نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں۔"

"بہر حال کوئی بات ہے ضرور۔" میں نے آپ کی شخصیت میں کچھ عجیب سی کیفیت پائی ہے۔ یہاں گاف کلب میں آپ نئی نئی معلوم ہوتی ہیں۔

"جی ہاں۔ زیادہ عرصہ نہیں ہوا مجھے۔"

"ہاں، میرا تو خیال ہے ایک دو دن ہی ہوئے ہوں گے آپ کو؟"

"جی ہاں۔"

"اس سے قبل کہاں تھیں۔؟"

"بمبئی میں۔" میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"اوہ اچھا اچھا۔ گویا آپ وہاں اپنے حسن کے جوہر کھلا رہی تھیں۔ اور ہم یہاں مجبور بیٹھے ہوئے تھے۔

"نہیں پرنس دلاور یہ بات نہیں ہے۔"

"پھر کیا بات ہے؟"

"یوں سمجھ لیجئے میں اس پروفیشن میں نئی آئی ہوں" میں نے کہا اور پرنس دلاور خاموش ہو کر مجھے دیکھنے لگا اس کے چہرے پر ایک لمحے میں بے شمار رنگ تبدیل ہو گئے تھے پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"کیوں آئی ہیں؟" اس سوال پر میں نے چونک کر اُسے دیکھا پرنس دلاور کے چہرے کے ان اثرات کو تو میں کوئی صحیح الفاظ نہیں دے سکتی تھی۔

"کوئی کہانی سُننا چاہتے ہیں پرنس؟"

"ہاں، مجھے کہانیاں سُننے کا بہت شوق ہے۔"

"لیکن کہانیاں من گھڑت ہوتی ہیں؟"

"من جو چیز گھڑتا ہے اس میں کہیں نہ کہیں حقیقت چھپی ہوئی ہوتی ہے۔"

"آپ حقیقتوں کو جاننے کے خواہاں کیوں ہیں؟"

"بس یونہی۔" میں نے کہا نائت نئی کہانیاں سُننے میں مجھے بہت مزہ آتا ہے۔"

"دوسروں کی کمزوریوں سے لطف اندوز ہونا ٹھیک نہیں ہے پرنس۔"

"کمزوری نہیں مس سائیکی کوئی بھی کمزوری انسان کو اس کی ذات سے اتنا نیچے نہیں گرا سکتی۔"

"مطلب؟"

"مطلب یہ ہے۔ مجھے معاف کیجئے۔ یہ سب کچھ کہنے کا حق مجھے نہیں ہے لیکن ٹھہریئے ایک منٹ مجھے آپ کی خدمت میں کیا پیش کرنا ہوگا۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ ہے معاف کیجئے گا آپ کی قیمت؟"

"جو دل چاہے لگا دیجئے، بھلا ہم جیسوں کی بھی کوئی قیمت ہوتی ہے۔

"آپ نے کچھ مقرر تو کی ہے۔"

"دنیا نے کچھ مقرر کیا ہے آپ کو اس کا علم تو ضرور ہوگا۔

"ہوں۔ بہر طور یہ لیجئے۔ یہ دس ہزار روپے ہیں اس نے سو سو کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر میرے سامنے رکھ دی، پھر بولا۔

"میرا خیال ہے یہ آپ کی توقع سے زیادہ ہوں گے؟"

"ہاں۔ بہت زیادہ ہیں۔"

"لیکن یہ سب آپ کے۔ اور مس سائیکی میں گلفام نہیں ہوں کہ آپ کے دل میں میرے حصول کی خواہش اُبھر آئی ہو گی۔ ایک عام سا آدمی بلکہ عام سطح سے بھی گرا ہوا آدمی ہوں۔ بہ حیثیت ساتھی آپ میرے لیے تڑپ نہیں رہی ہوں گی آپ کو صرف ان لمحات کی قیمت ادا کرنی ہے نا؟ تو کیا مجھے یہ حق نہیں پہنچتا کہ میں وہ قیمت اپنے طور پر وصول کروں۔

"آپ کو پورا پورا حق پہنچتا ہے۔ پرنس دلاور۔"

"تو پھر مجھ سے گفتگو کیجئے، یوں سمجھئے کہ اس وقت آپ کا یہ وجود سر سے پاؤں تک میرا ہے اور میں اس سے اپنا معاوضہ وصول کرنا چاہتا ہوں مجھے آپ کی زبان کی جُنبش درکار ہے۔ اب آپ کو اعتراض نہیں ہوگا۔

"جی۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ اب میں اس عجیب شخص کی دل سے قائل ہوتی جا رہی تھی۔"

"تو پھر سُنایئے اپنی کہانی، بتلایئے مجھے کہ آپ یہاں تک کیونکر پہنچیں۔"

"وہ کہانی سچ نہیں ہو گی؟" آپ میری ہر شئے خرید سکتے ہیں، سر سے پاؤں تک میں آپ کو آپ کی پسند کے مطابق ڈھال سکتی ہوں۔ لیکن میرے وجود کی سچائیوں کی قیمت کیا آپ ادا کر سکتے ہیں۔ پرنس دلاور نے چونک کر مجھے دیکھا دیکھتا رہا اور پھر ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔

"وجود کی سچائیوں کی قیمت تو اس کائنات کی ہر شئے سے زیادہ ہے۔ بھلا اسے کون ادا کر سکتا ہے۔"

"تو پھر جھوٹی کہانی سُنانے کے لیے مجھے کیوں مجبور کر رہے ہیں۔"

"بہر طور اگر کچھ سچائیاں ہی میرے حصّے میں آ جائیں تو میں سمجھوں گا کہ میری خرچ کی ہوئی قیمت وصول ہو گئی۔"

"عجیب انسان ہیں آپ جس مقصد کے لیے آئے ہیں اسے پورا کیجئے اور جائیے۔"

"جس مقصد کے لیے آیا ہوں اُسے ہی پورا کر رہا ہوں، مس سائیکی اور یوں سمجھ لیجئے۔ مجھے آپ کی تلاش تھی۔"

"کیا۔؟" میں نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ آپ جیسی کسی سچی لڑکی کی۔ یہاں کاروباری لڑکیاں تو بہت مل جاتی ہیں۔ عموماً مجھے ملتی رہی ہیں لیکن میری آنکھوں نے آپ کو شناخت کرنے میں غلطی نہیں کی ہے۔ آپ نے خود بھی اس سچائی کا اعتراف کیا ہے کہ آپ اس پروفیشن میں نئی نئی آئی ہیں مجھے اپنے اس پروفیشن میں آنے کی وجہ بتا دیجیے۔"

"اس سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا؟"

"مس سائیکی پلیز۔ یہ میری درخواست ہے آپ سے؟"

"بہر طور پرنس دلاور اپنے بارے میں ساری حقیقت نہیں بتاؤں گی۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ انسان برائیوں کی طرف کسی نہ کسی مجبوری کے تحت راغب ہوتا ہے یہ برائیاں بعض اوقات اس کی زندگی میں بڑی تکلیف دہ ہوتی ہیں اور وہ خلوصِ دل سے انہیں نہیں اپناتا لیکن حالات اسے مجبور کر دیتے ہیں۔

"اچھا چھوڑیئے یہ بتایئے کہ گاف کلب کا مالک کون ہے؟ پرنس دلاور کے ان الفاظ پر میں چونک پڑی تھی۔

"کیا آپ کو نہیں معلوم؟"

"سارا دیوی۔" پرنس دلاور نے سوال کیا۔

"ہاں یہ نام میں نے سُنا ہے۔"

"صرف سُنا ہے یا سارا دیوی کو دیکھا بھی ہے۔"

"نہیں۔ میں نے کہا نا مجھے یہاں آئے ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا، بمبئی سے آئی ہوئی ہوں۔ یہاں نئی نئی ملازم ہوئی ہوں، سارا دیوی سے ابھی تک میری ملاقات نہیں ہوئی۔"

"ٹھیک۔ لیکن کیا آپ اس بات کا وعدہ کرسکتی ہیں، پرنس دلاور سے کہ آپ اُسے اس کلب کے بارے میں کچھ معلومات فراہم کریں گی۔"

"کیوں پرنس دلاور آپ یہ معلومات کیوں حاصل کرنا چاہتے ہیں؟"

"مس سائیکی۔ اگر آپ یہ نہ پوچھیں تو بہتر ہے۔"

"میں پوچھنا چاہتی ہوں۔ کوئی کام کرنے سے پہلے اس کی حقیقت جان لینا نہایت ضروری ہوتا ہے۔"

"لیکن میں آپ کو اپنا رازدار نہیں بنا سکتا۔"

"تو پھر میں آپ کو اپنا رازدار کیسے بنا سکتی ہوں پرنس دلاور۔"

"آپ مس سائیکی، آپ دراصل میں۔ یوں سمجھ لیجیے کہ بغرض عیاشی یہاں نہیں آیا ہوں۔ بلکہ یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں اس کلب کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔"

"یہ ذمہ داری کس شکل میں ہے کیا آپ کا تعلق پولیس ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔"

"نہیں مس سائیکی نہیں۔ پولیس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے میرا تعلق کس سے ہے اور کیونکر ہے اس کے بارے میں، میں کسی کو کچھ نہیں بتا سکتا لیکن اگر آپ میری مدد کرسکتی ہیں تو اتنی ضرور کردیں کہ مجھے اس کلب کے اصل مالک کا نام معلوم کرکے ضرور بتا دیں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔"

"اور آپ یہ نہیں بتائیں گے مجھے کہ آپ یہ نام کیوں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہاں۔ میں اس کے لیے مجبور ہوں۔"

"پرنس دلاور اگر میں آپ سے تعاون کروں تو مجھے اس کا کیا صلہ ملے گا۔"

"روزانہ دس ہزار روپے، جب تک آپ مجھے یہ ساری معلومات فراہم نہ کردیں۔"

"اوہ۔ اور یہ رقم آپ بلاوجہ خرچ کریں گے۔"

"نہیں۔ میں نے کب کہا کہ بلاوجہ خرچ کروں گا اس کا ایک مقصد ہے کچھ لوگ اس کلب کے اصل مالک کا نام معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

"مگر اس کے لیے آپ نے میرا انتخاب کیوں کیا؟"

"میں اپنی پسند کے لوگوں کو تلاش کرتا پھر رہا تھا یہ اتفاق کی بات ہے کہ آپ کی ذات میں مجھے ایک ایسی چیز نظر آگئی جس نے مجھے اس بات کا حوصلہ بخشا کہ میں آپ سے یہ کام لے سکوں، دیکھیے مس سائیکی آپ کو ان لوگوں کو ایک مناسب معاوضہ ادا کرنا ہے اور آپ اپنے ضمیر کے خلاف اس کام کے لیے مجبور ہوئی ہیں، میں ان بے ضمیر لڑکیوں سے کبھی یہ بات نہیں کہہ سکتا تھا جو شوقیہ اس پروفیشن میں آتی ہیں اور اس کے بعد غلاظتوں کی انتہا کو پہنچ جاتی ہیں۔ میں آپ کی پاکیزگی آپ کی شخصیت کو برقرار رکھنا چاہتا ہوں، انسان زندگی کے جس مرحلے پر بھی اپنے آپ کو سنبھال لے وہ بُرا نہیں ہوتا۔ گزرے ہوئے واقعات کو فراموش بھی کیا جاسکتا ہے آج سے بہت سا وقت آپ مجھے سونپ دیں۔ آپ کا اپنا ضمیر بھی داغدار نہیں ہوگا اور مس سائیکی اگر آپ چاہیں گی تو میں اس کے بعد بھی آپ کی مدد کرسکتا ہوں۔

"پرنس دلاور اگر آپ مجھے اپنے بارے میں پوری تفصیل بتا دیتے تو شاید میں اطمینان سے یہ کام انجام دے سکتی تھی۔

"اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکتا۔ ہاں یہ وعدہ کرسکتا ہوں کہ اگر وقت آیا اور تم میرے لیے کام کی لڑکی ثابت ہوئیں تو شاید میں تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ بتا دوں۔ پرنس دلاور نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کی یہ پیشکش قبول کرتی ہوں۔"

"اس کے بعد ہم دوستوں کی طرح ایک دوسرے سے گفتگو کریں گے۔ زندگی سے گندگی کا تصور نکال دو۔ تم میری دوست ہو۔ پرنس دلاور نے کہا اور پھر تاش کی ایک گڈی نکال لی۔

"لو یہ تاش اپنے ہاتھ میں لو۔"

"یہ کیا ہے؟"

"پرنس دلاور تمہیں کچھ دینا چاہتا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"میں ان باون کارڈز کا بادشاہ ہوں۔ یہ باون تاش تمہاری زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کردیں گے سائیکی اور اپنا یہ فن تمہیں اس لیے دے رہا ہوں کہ تم فطری طور پر بُری نہیں ہو۔ اس وقت جب میرا یہ کام ہوجائے اور جب تم سے دور چلا جاؤں تو تمہیں جسم فروشی کی ضرورت باقی نہیں رہے گی یہ باون غلام میں نے تیری تحویل میں دیدیئے، یوں سمجھو کہ یہ غلام میری پوری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ یہ میرے اشارے پہ

عمل کرتے ہیں دنیا کے جس حصے میں جس خطے میں ہوں یہ میرا ساتھ دیتے ہیں اور میں اپنا یہ فن تمہیں دے رہا ہوں سائیکی، اور اس سے بڑا تحفہ میں تمہیں نہیں دے سکتا۔ میرے بارے میں سُنو۔ میں اگر چاہوں تو روزانہ لاکھوں روپے کما سکتا ہوں، مجال ہے کسی کی جو میرے سامنے تاش کے کھیل میں جیت سکے، ان حالات میں تم یوں سمجھ لو کہ اپنے طور پر ایک بہترین زندگی گزار سکتی ہو۔ میرے بدن میں سنسنی ہو رہی تھی زندگی کا یہ رُخ میرے لیے بڑا عجیب، بڑا دلچسپ اور بڑا ہی دلکش تھا۔

حالانکہ میں جو کچھ تھی وہ نہیں رہ سکتی تھی لیکن اس کے باوجود زندگی کا یہ نیا انداز پتہ نہیں مجھے کہاں لے جائے گا اور کیا کیا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ میں نے پرنس دلاور کے اس تحفے کو قبول کرلیا۔ اس نے تاش کی گڈی میرے سامنے ڈال دی اور پھر مجھے ایک ایسے انداز میں ایک ایسے عجیب و غریب انداز میں تاش کے گُر بتانے لگا۔ کہ میں ششدر رہ گئی، اس نے مجھے بتایا کہ کوئی بھی نئی گڈی کھولی جائے۔ کس طرح اُسے مارک کیا جاسکتا ہے۔ کس طرح اس کے بارے میں اندازہ لگایا جاسکتا ہے کس طرح تاش کو اپنے احکامات پر چلایا جاسکتا ہے تقریباً صبح سات بجے تک وہ مجھے تاش کے کھیل بتاتا رہا، میرا امتحان لیتا رہا اور میں اتنی محو ہوگئی تھی اس میں کہ ہر بات بھول گئی تھی۔

صبح کے سات بجے، اور کھڑکیوں سے روشنی پھوٹ کر اندر آئی تو میں چونکی پرنس دلاور کی شکل دیکھ کر میں نے حیرت سے کہا۔

"ارے صبح ہوگئی ہے۔"

"ہاں ڈیئر صبح ہوگئی ہے۔ کیا تم اپنے آپ کو مطمئن پاتی ہو۔"

"مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے میں ساری زندگی تاشوں کے اس کھیل میں گزارتی چلی آرہی ہوں۔"

"اس کے سہارے تمہیں کسی بھی بُرائی سے بچنے کا موقعہ ملے گا تم اس سے اپنا کام چلا سکتی ہو۔ ہر جگہ دنیا کے ہر گوشے میں اس کی مانگ ہے اپنا کام پورا کرو۔ اور سُنو یہ میری ہدایت ہے کہ ضرورت سے بہت زیادہ کبھی نہ کھیلو۔ بس اتنا کھیلو کہ تمہاری ضرورتیں پوری ہوجائیں۔

"میں خیال رکھوں گی پرنس دلاور۔ لیکن آپ نے۔ آپ نے مجھے اتنا حیران کردیا ہے کہ اب میں آپ کے بارے ہی میں سوچتی رہوں گی۔

"میں تم سے پھر ملوں گا، اس دوران کوشش کرو کہ اس کلب کے اصل مالک کا پتہ لگا سکو۔

"پرنس دلاور۔ آپ نے مجھ پہ اتنا اعتماد قائم کرلیا ہے چلتے چلتے میں آپ سے کچھ اور کہنا چاہتی ہوں۔

"ہاں۔ ہاں کہو۔"

"میں خود بھی اس کلب کے اصل مالک کا پتہ لگانے آئی ہوں۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اس کلب کا اصل مالک رادھن سنگھ ہے۔ میرے ان الفاظ پہ پرنس دلاور شدت حیرت سے چونک پڑا تھا۔ وہ خاموشی سے میری شکل دیکھتا رہا پھر اچانک ہنس پڑا۔

"کیوں آپ ہنسے کیوں؟"

"ساری رات جھک مارتا رہا ہوں اور تم اب مجھے بتا رہی ہو کہ اس کلب کا مالک رادھن سنگھ ہے۔

"یہ صرف میرا خیال ہے لیکن ابھی تک اس کا کوئی ثبوت نہیں ملا ہے۔"

"لیکن سائیکی۔ تم کیوں رادھن سنگھ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آئی تھیں۔"

"یہ ایک الگ کہانی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ دوسری رات بھی، مجھے تمہارے ساتھ ہی گزارنا ہوگی۔ پرنس دلاور ہنس کر بولا۔

"آپ تشریف لائیں پرنس دلاور میرے اور آپ کے درمیان اب دوستی کا رشتہ قائم ہے۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے کوئی بات نہیں ہے میں کوشش کروں گا کہ آج رات کو بھی تمہارے ساتھ وقت گزار سکوں تم مجھے رادھن سنگھ کے بارے میں تفصیل بتانا۔ اس کے بعد وہ جانے کے لیے مڑ گیا۔ جب وہ چلا گیا تو میں بہت دیر تک اس کے بارے میں سوچتی رہی، تھوڑی دیر کے بعد ہی میرے لیے ناشتہ آگیا۔ ناشتے کے ساتھ ساتھ ہی ڈینی بھی اندر آگیا تھا۔ لالچی نوجوان دولت کا رسیا معلوم ہوتا تھا۔ دس ہزار روپے کی گڈی یونہی پڑی ہوئی تھی اس نے اسے دیکھا اور اس کی آنکھوں میں لچک پیدا ہوگئی۔

"خوب۔ خوب۔ پرنس دلاور جیسی شخصیت سے دس ہزار روپے وصول کرلینا معمولی بات نہیں ہے۔"

"اٹھاؤ ڈینی اور انہیں جیب میں رکھو۔"

"نہیں۔ میرا دل اس کی اجازت نہیں دیتا اس میں سے تھوڑی سی رقم تم بھی رکھ لو۔ باقی اگر تمہاری پسند ہو اور تمہاری مرضی ہو تو

مجھے دے دو۔ میں نے ایک ہزار روپے کے نوٹ نکال کر اپنے پاس رکھ لیے اور باقی نو ہزار ڈینی کو دے دیئے۔ ڈینی تو میرا بے دام غلام بن گیا تھا بہرطور چونکہ رات بھر جاگی تھی۔ اس لیے دس ساڑھے دس بجے کے قریب ناشتہ کر کے سونے کے لیے لیٹ گئی اور پھر شام تک سوتی رہی۔ دوپہر کا کھانا گول ہو گیا تھا بھوک لگ رہی تھی میرے لیے تو اب یہاں عیش ہی عیش تھے۔ ڈینی بذاتِ خود میرا مداح بن کر رہ گیا تھا۔

چنانچہ شام کو بھی وہ ناشتے کے ساتھ میرے پاس آیا۔

ہلکا کھانا کھا لیجیے مس سائیکی اور اس کے بعد رات ہی کو کھانا کھائیے۔

" ٹھیک ہے۔ میں نے جواب دیا اور ناشتہ کرنے کے بعد میک اپ وغیرہ کرنے لگی اسی وقت روبی آگئی۔"

" ہیلو۔ کچھ ہم پر بھی تو نظرِ عنایت ہو جایا کرے مس سائیکی ڈینی کو تو آپ نے دولت سے نواز دیا ہے۔ میں نے ایک ہزار روپے کے وہ نوٹ اٹھا کر روبی کے سامنے ڈال دیئے۔"

" ارے ۔ یہ ۔ یہ روبی متحیرانہ انداز میں بولی۔"

" رکھ لو۔ رکھ لو۔ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے میں تو زندگی سے اکتائی ہوئی لڑکی ہوں۔ دولت سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

" میں۔ میں تمہارے بارے میں کچھ جان سکتی ہوں مجھے تم بہت عجیب و غریب لگی ہو۔

" ہر شخص میرے بارے میں کچھ نہ کچھ جاننے کا خواہاں ہے چھوڑو روبی کن چکروں میں پڑی ہوئی ہو۔

" ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی ویسے بتاؤ پرنس دلاور کیسا آدمی ثابت ہوا۔

" جیسے آدمی ہوا کرتے ہیں۔ میں نے جواب دیا۔"

" کوئی انفرادیت نہیں تھی اس میں۔"

" نہیں مجھے نہیں محسوس ہوئی، کیوں تمہارا کیا خیال ہے؟"

" بس ایسے ہی پوچھ لیا تھا میں نے، پتہ نہیں کیوں مجھے یہ شخص کچھ عجیب سا لگتا ہے۔"

" میں نے اس کے اندر کوئی عجیب بات نہیں پائی۔ روبی کے جانے کے بعد میں نے تاش کی گڈی اٹھائی جو پرنس دلاور یہیں چھوڑ گیا تھا اور پرنس دلاور کے بتائے ہوئے طریقوں سے انہیں تقسیم کرنے لگی۔ بڑی حیرت کی بات تھی ہی، ایسے گُر سکھائے تھے اس نے مجھے کہ میں ابھی تک حیرت زدہ تھی، میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ چلو کم از کم اس کی مشق ہی رہے کچھ نہ کچھ ہو جایا کرے گا اور رقم کے حصول کے لیے کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ بہت سی باتیں سوچ رہی تھی میں، ان لوگوں پر مکمل اعتماد کر لینا چاہتی تھی اس کے بعد اپنا کام کر سکوں، ابھی تک روپا کے سلسلے میں مجھے کوئی تفصیل نہیں ہو سکی تھی۔ میرا دل تڑپتا تھا۔ اس کی یاد میرے سینے میں چٹکی لیتی رہتی تھی۔ اب ساری دنیا میں اگر کسی کو اپنا سمجھ سکتی تھی وہ روپا تھی۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا لیکن ابھی تک مجھے روپا کا کوئی نشان نہیں مل سکا تھا۔ ہاں اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کلب سے کسی نہ کسی طرح رادھن سنگھ کا تعلق ہے ضرور، البتہ پرنس دلاور کے بارے میں سوچتی تو ذہن الجھ جاتا۔ اس کا مقصد ہے کہ پرنس دلاور بھی کسی سے رادھن سنگھ کی تلاش میں ہے کیا وہ پولیس کا آدمی ہو سکتا ہے لیکن یہ بات حلق سے نیچے نہیں اتر رہی تھی چونکہ جانتی تھی کہ رادھن سنگھ کے ہاتھ اتنے لمبے ہیں کہ پولیس تو ایک طرح اس کی مٹھی میں ہے اگر وہ کوئی ذاتی سلسلہ ہے تو پھر پرنس دلاور میرا رازدار بن سکتا ہے مجھے آج بھی اس کی آمد کا انتظار تھا۔ شام کو میں تیار ہو کر نیچے کلب میں آگئی اور بہت دیر تک پرنس دلاور کا انتظار کرتی رہی۔ وہ مجھ سے وعدہ کر گیا تھا کہ آج بھی آئے گا لیکن وہ نہیں آیا تھا پتہ نہیں کیوں میں کافی دیر تک اس کا انتظار کرتی رہی اور پھر روبی کے پاس پہنچ گئی۔

" ہیلو۔ اس نے میرے سامنے کی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ہیلو روبی۔ آج تو بہت خوبصورت نظر آرہی ہو۔ میں نے اس کے لباس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور روبی نے مسکراتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا پھر بولی۔

" تنہا بیٹھی ہو۔"

" ہاں۔ پرنس دلاور کا انتظار کر رہی ہوں۔"

" کیوں اس نے آنے کے لیے کہا تھا؟"

" ایک بات بتاؤ روبی۔ کیا وہ روز آتا ہے؟"

" نہیں، موڈی آدمی ہے جب دل چاہتا ہے چلا آتا ہے ورنہ نہیں آتا۔"

" مجھے امید تھی کہ آج وہ آئے گا۔"

" ممکن ہے اگر تم سے وعدہ کیا ہے تو آجائے ابھی تک تو نظر نہیں آیا۔

" میں اس دوران دوسرے لوگوں سے بچنا چاہتی ہوں۔"

" اوہو۔ اور اس کے باوجود تم کہہ رہی تھیں کہ پرنس دلاور میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

" نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ اس نے چونکہ مجھ سے وعدہ کیا تھا اس لیے میں ابھی کسی اور کا ساتھ نہیں چاہتی۔

" تو پھر ٹھیک ہے یہاں سے اٹھ جاؤ۔ اس جگہ تنہا بیٹھنے والی لڑکیوں کی طرف بے شمار نگاہیں اٹھتی ہیں جبکہ کہیں اور یہ سب کچھ نہیں ہے۔ کوئی بھی تمہاری طرف متوجہ ہو سکتا ہے۔ کوششیں کر سکتا ہے لیکن اگر تم یہاں نہیں ہو گی تو پھر کوئی تمہیں پریشان نہیں کرے گا۔

" تو پھر کہاں جاؤں؟"

" دوسری سمت آجاؤ۔ گیمز روم میں تمہارے لیے خاصی تفریحات موجود ہوں گی۔ تاش کے کھیل سے کچھ واقفیت رکھتی ہو۔ اس نے کہا اور ایک لمحے کے لیے میں چونک گئی میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ اگر میں تاش کھیلنا شروع کر دوں اور پرنس دلاور آجائے تو یہی سوچے گا کہ میں بھی عام سطحی لڑکیوں کی طرح ہوں۔

اور فوراً ہی اس کے دیئے ہوئے فن سے فائدہ اٹھانے کے لیے کوشاں ہو گئی ہوں، لیکن پھر میں نے یہ بھی سوچا کہ اگر پرنس دلاور آگیا تو اس سے کہوں گی کہ صرف اس کا انتظار کرنے کے لیے میں تاش کے کھیل میں مصروف ہو گئی تھی، تاکہ دوسرے لوگوں کو ٹالا جا سکے وہ یقیناً میری مجبوریوں کو سمجھ لے گا۔ اس خیال کے تحت میں روبی کے ساتھ اٹھ گئی، ابھی تک میں نے گاف کلب کے دوسرے شعبے نہیں دیکھے تھے، روبی جس دروازے سے مجھے دوسری طرف لے گئی، وہاں کی فضا بھی ہنگامہ خیز تھی، بہت سی میزیں بچھی ہوئی تھیں، جن پر جوا ہو رہا تھا۔ شراب کی ٹرالیاں گردش کر رہی تھیں، اور ضرورت مند ان میں سے اپنی پسند کا جام اٹھا لیتے تھے، ہم دونوں ایک میز پر پہنچ گئے اور کرسیاں گھسیٹ کر بیٹھ گئے، روبی نے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر ویٹر کو دی اور وہ اس کے اسٹیکرز لے آیا۔ میں اپنے قرب و جوار میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا کھیل دیکھ رہی تھی، سب آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے تھے، بڑی بیدردی سے کھیل رہے تھے، ہم بھی ان میں شامل ہو گئے روبی میری رہنمائی کر رہی تھی اس نے میرے لیے کارڈ لیے تھے اور بہرحال مجھے جیتنا تھا، لیکن میں کسی پر ظاہر نہیں ہونا چاہتی تھی، چنانچہ میں نے پہلے مسلسل تین ہاتھ ہارے، پرنس دلاور نے مجھے تاش کا صحیح طریقہ سکھا دیا تھا، میں ان تینوں ہاتھوں میں نہایت بے دردی سے داؤ لگا چکی تھی اور آدھے سے زیادہ اسٹیکرز چلے گئے تھے، چوتھے ہاتھ میں میں جم گئی، اور میں نے دوسری کوشش شروع کر دی۔ میرے مقابل کھیلنے والے چار افراد تھے، میں نے ان میں سے ایک کو مخاطب کیا اور وہ مسکرا کر میری طرف دیکھنے لگا اور پھر اس نے تخریبہ انداز میں داؤ لگانے شروع کر دیئے۔ میں آرام آرام سے کھیل رہی تھی، اور دوسرے لوگوں کو اس پر سخت طیش آرہا تھا، چالیس بڑھتی گئیں اور میرے سامنے رکھی ہوئی ساری گوٹیں ختم ہو گئیں، وہ لوگ اپنے اپنے کارڈ پھینکتے چلے گئے تھے۔ اور آخری آدمی وہی رہ گیا تھا، جسے میں نے مخاطب کیا تھا، بس آخری ہاتھ میں اس نے مجھ سے شو لیا تھا اور نتیجہ صاف ظاہر تھا۔ میرے کارڈ اس سے کہیں بڑے تھے، چنانچہ اسٹیکرز کا ڈھیر میں نے اپنے سامنے سرکا لیا اور روبی کا سانس بند ہو گیا، بہت بڑی رقم آگئی تھی میرے پاس، اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔"

" بڑا خوفناک کھیل کھیل رہی ہو تم، میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس مسکرا کر روبی کی طرف دیکھ کر رہ گئی، تقریباً ایک گھنٹے تک میں کھیلتی رہی، اس دوران میرے سامنے ہزاروں روپے کے اسٹیکرز جمع ہو گئے تھے۔ تب روبی نے میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔"

" اوہ۔ تم تم بس کرو۔ پلیز پلیز بس کرو۔ اب ان لوگوں کو معاف کر دو، میں ہنس کر وہاں سے اٹھ گئی، روبی نے دوبارہ ویٹر کو بلایا اور اسٹیکرز نوٹوں میں بدل لیے، پھر وہ میرے ساتھ اٹھ گئی، اس کا سانس بُری طرح پھولا ہوا تھا۔"

" کیوں روبی کیا بات ہے؟"

" تم۔ تم تو قیامت ڈھا دو گی، مجھے تمہاری یہ صفت تو معلوم ہی نہیں تھی۔"

" لو اس میں سے آدھی رقم تمہاری، میں نے اس سے کہا۔ اور روبی کا سانس ایک بار پھر بند ہو گیا۔"

" یہ، یہ بہت زیادہ ہے، وہ کپکپاتے لہجے میں بولی۔"

" کوئی بات نہیں، رکھ لو روبی نے بُری طرح ان نوٹوں پر جھپٹا مارا تھا، میرے پاس خاصی رقم تھی جو میرے لیے ایک طرح سے بے مقصد تھی، لیکن ابھی تو مجھے بہت کچھ کرنا تھا،

اس کلب کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنے کے لیے ان لوگوں کو مالی فائدہ پہنچانا ضروری تھا، چنانچہ ہم بھیڑ بھاڑ سے نکل آتے اور تھوڑی دیر بعد اپنی میز پر پہنچ گئے، روبی میرے ساتھ ساتھ لگی ہوئی تھی، اس نے کہا۔"

" اگر تم چاہو تو میں۔ میں تمہارے لیے بہت کچھ کر سکتی ہوں۔"

"کیا؟ میں نے سوال کیا۔"

" مقصد یہ کہ۔ کہ چھوڑو روبی یہ ساری باتیں بعد کی ہیں۔ میں تم سے بہت متاثر ہوں، دل چاہتا ہے کہ تم سے تمہاری زندگی کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کی جائیں۔"

" میں۔ میں بس یوں سمجھ لو کہ وہی باتیں میں اس وقت بھی کہوں گی ساری باتیں بے کار ہیں، انسان کو حال دیکھنا چاہیئے۔ پرنس دلاور آج شاید نہ آئیں۔ اب ان کا وقت گزر چکا ہے میں خاموش ہو گئی تھوڑی دیر بعد روبی چلی گئی۔ میرا اب یہاں بیٹھے رہنا ضروری نہیں تھا، کیونکہ پرنس دلاور نہیں آیا تھا چنانچہ تھوڑی دیر بعد میں اپنے کمرے میں آ گئی۔ جب میں اپنے کمرے میں پہنچی تو اس کے چند منٹ بعد ہی ڈینی میرے پاس پہنچ گیا۔"

"کیوں میڈم سائیکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے کیا؟"

" ہاں ڈینی کچھ تھکن ہے۔"

— " میں نے سنا ہے کہ آج آپ گیمبز روم میں نکل گئیں تھیں اور وہاں آپ نے قیامت ڈھا دی۔"

" ہاں تمہارا حصہ محفوظ ہے ڈینی! میں نے کافی نوٹ اس کے سامنے رکھ دیئے اور ڈینی خوف زدہ انداز میں پیچھے ہٹ گیا۔"

" گویا۔ گویا یہ۔ یہ۔"

" ہاں، میں نے جیتے ہیں۔"

" کمال ہے۔ بہر طور بڑی عجیب شخصیت ہے تمہاری، میں تمہیں دنیا کی سب سے حیرت انگیز لڑکی کہہ سکتا ہوں۔"

" نہیں ڈینی میں تو معمولی شخصیت کی مالک ہوں، میں نے جواب دیا اور خاموش ہو گئی۔"

" آیئے اگر بور نہ ہو رہی ہوں تو میرے ساتھ تھوڑی دیر نیچے بیٹھیے، ابھی سے آپ لیٹ کر کیا کریں گی۔"

" نہیں مجھے رہنے ہی دو ڈینی، آرام کرنا چاہتی ہوں۔"

" پلیز۔ تھوڑی دیر تو میرے ساتھ باہر بیٹھیے کیا کریں گی آپ، آیئے میرے آفس میں چلیے، ڈینی کے مجبور کرنے پر میں اس کے ساتھ اس کے آفس پہنچ گئی، اس کا آفس بہت شاندار تھا۔

ڈینی متحیرانہ انداز میں دیکھتا رہا پھر بولا۔"

" اگر آپ کے بارے میں سارا دیوی کو معلوم ہو جائے تو میرا خیال ہے۔؟"

" سارا دیوی کون؟"

" اس کلب کی مالکہ۔"

" وہ اس کلب کی مالکہ ہیں۔ لیکن میں نے تو سنا ہے اس کلب کا مالک کوئی اور ہے؟"

" نہیں۔ سارا دیوی ہی اس کی مالکہ ہیں، ڈینی نے جواب دیا۔"

" خوب۔"

" کیا آپ سارا دیوی سے ملاقات کرنا پسند کریں گی، میرا خیال ہے اگر میں آپ کے بارے میں انہیں بتاؤں تو وہ بھی حیران رہ جائیں گی۔"

" بتا دیجئے کیا حرج ہے؟"

" میں تو یہ کہتا ہوں، مس سائیکی کہ اگر آپ ان لوگوں کو بیوقوف بنانے کے بجائے اگر تاش کا کھیل کھیلتی رہیں تو لاکھوں کما سکتی ہیں، میرا تو یہی مشورہ ہے کہ آپ سارا دیوی سے باقاعدہ مل جائیں، تاکہ آپ کو اس سلسلے میں مکمل تحفظ بھی مل جائے، اور آپ ان فضولیات سے بھی بچ جائیں، ہاں اگر زندگی میں کبھی تفریح کو دل چاہے تو پھر اس میں پسند کی شخصیت کا بھی دخل ہوتا ہے۔"

" ٹھیک ہے اگر آپ چاہیں تو میں سارا دیوی سے مل سکتی ہوں۔"

" ایک منٹ، ڈینی نے کہا اور ایک فون قریب کھسکا کر اس پر نمبر ڈائل کرنے لگا، میں نے نمبروں پر خاص طور سے دھیان دیا تھا اور انہیں ذہن نشین کر لیا تھا۔ پھر اس کی آواز ابھری۔"

" میڈم سارا دیوی موجود ہیں، میں اُن سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

" کون صاحب بول رہے ہیں، دوسری طرف سے آواز آئی۔"

" ڈینی۔"

" چند لمحات توقف فرمایئے، ادھر سے کہا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد فون پر کسی کی آواز سنائی دی۔"

" میڈم میں ڈینی بول رہا ہوں، ایک خاتون کے بارے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، بڑے کام کی چیز ہیں، جی ہاں تاش کی ماسٹر کیا، آپ یقین کریں گی کہ آج انہوں نے اپنے کھیل سے قیامت

ڈھا دی ہے، میں آپ سے ان کا تعارف کرانا چاہتا ہوں جی ہاں وہ ہماری مستقل ممبر بن چکی ہیں بس یوں سمجھ لیجیے، دولت کی کان ہیں، جی، جی ڈینی اس سے بات کر رہا تھا۔ شاید اس عورت نے آنے کا وعدہ کر لیا تھا۔ میں محسوس کر رہی تھی کہ میں اپنے کام میں ایک قدم اور آگے بڑھ گئی ہوں۔ اگر اس طرح سارا دیوی کی توجہ حاصل ہو جائے تو لطف ہی آ جائے گا۔ واقعی پرنس دلاور نے مجھے ایک بہت بڑا آفر دے دیا تھا لیکن خود وہ نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا، ممکن ہے کہیں مصروف ہو میرے دل میں بار بار اس کا خیال آتا رہا اور میں سوچتی رہی، لیکن اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا میرے بس کی بات نہیں تھی، وہ بے حد پُر اسرار شخصیت کا مالک تھا، کافی دیر تک میں ڈینی کے پاس بیٹھی رہی، پھر دفعتاً انٹر کام پر اُسے اشارہ موصول ہوا اور اس نے انٹر کام سوئچ آن کر دیا۔"

" ہاں ڈینی آ جاؤ، ایک بھاری اور گونج دار آواز سنائی دی جو تھی تو کسی عورت ہی کی لیکن اتنی پاٹ دار اور عجیب تھی کہ میں اُس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکی، ڈینی ایک دم مودب ہو گیا۔"

" میں پہنچ رہا ہوں میڈم، اس نے کہا اور میری طرف رُخ کر کے بولا۔"

" آیئے سارا دیوی آپ کو یاد کر رہی ہیں، اس نے کہا اور میں اپنی جگہ سے اُٹھ گئی، ڈینی میرے ساتھ جس کمرے میں داخل ہوا وہ گاف کلب کی مالکہ کے شایانِ شان ہی تھا، کمرہ کیا عظیم الشان حال تھا جس میں قیمتی ترین فرنیچر موجود تھا اور جاپانی طرز پر بے حد خوبصورتی سے سجایا گیا تھا، طویل میز کے پیچھے اعلیٰ درجے کی کرسی پر ایک طویل القامت عورت بیٹھی تھی، وہ کافی خوبصورت تھی، لیکن اس لحاظ سے اس کے بدن کا پھیلاؤ بھی تھا، لیکن دلچسپ بات یہ تھی کہ اسے موٹوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا تھا بس عظیم الشان عورت تھی، میں نے ایک نگاہ میں اس کا جائزہ لیا، غرور و نفرت میں ڈوبی ہوئی ایک عجیب سی عورت، جسے واقعی اس کلب کی مالکہ کے طور پر محسوس کیا جا سکتا تھا میرے سلام کے جواب میں وہ سرد و سپاٹ آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی، گردن کو خم کر کے اس نے میرے سلام کا بوجھ اتار دیا تھا، ڈینی مجھے ساتھ لیے لیے اس طویل میز کے سامنے پہنچ گیا، اور سارا دیوی آہستہ سے بولی۔"

" بیٹھو، ڈینی نے میرے لیے کرسی کھینچ دی تھی میں بیٹھ گئی مجھ سے ایک کرسی چھوڑ کر ڈینی بھی بیٹھ گیا تھا اب سارا دیوی نے میز کی دراز سے ایک غیر ملکی سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور ایک سگریٹ ہونٹوں سے لگا کر سونے کے ایک لائٹر سے اُسے سلگانے لگی، ڈینی نے جلدی سے ایش ٹرے اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دی، سارا دیوی نے سگریٹ کے دو تین گہرے گہرے کش لیے اور گاڑھا دھواں چھوڑتے ہوئے بولی۔"

" سنا ہے کہ تم نے ہمارے کلب میں تہلکہ مچا دیا ہے۔"

" نہیں میڈم! میں تو خاموشی سے یہاں وقت گزار رہی ہوں۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

" ہونہہ۔ کیوں سارا دیوی نے سوال کیا؟"

" بس مسٹر ڈینی خواہ مخواہ مجھ سے متاثر ہو گئے ہیں حالانکہ اس عظیم الشان کلب میں مجھ جیسی نجانے کتنی لڑکیاں آتی ہوں گی، مجھ میں ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

" خوب انکساری سے کام لے رہی ہو، ڈینی نے تمہاری کچھ خصوصیات بتائی ہیں مثلاً تاش کے کھیل میں تم اپنے مقابل کو جیتنے نہیں دیتی۔"

" میں جان بوجھ کر ایسا نہیں کرتی، اب اس کو کیا کروں، یہ بادن کاغذ کے ٹکڑے مجھ سے بڑی انسیت رکھتے ہیں، اور جب مجھ تک پہنچتے ہیں تو مجھے مایوس نہیں ہونے دیتے، میں نے جواب دیا۔"

" خوب۔ خوب اس بار سارا دیوی کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی، اس نے کہا۔"

" کسی بہت بڑے ماہر فن کی شاگرد معلوم ہوتی ہو۔"

" آپ یہی سمجھ لیں میڈم میں تردید نہیں کروں گی، کیونکہ میں کسی بھی معاملے میں بحث کی قائل نہیں ہوں۔"

" تمہاری گفتگو کا انداز بڑا عجیب ہے، لیکن میں تم سے چند سوالات کرنا چاہتی ہوں۔ سارا دیوی نے کہا۔"

" ضرور میڈم! مسٹر ڈینی نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتی ہیں اس لیے میں حاضر ہو گئی۔"

" تمہاری اصل شخصیت کیا ہے، سارا دیوی نے سوال کیا، اور ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں ایک چھناکہ سا ہوا، لیکن میں نے اپنے تاثرات کا اظہار چہرے سے نہیں ہونے دیا تھا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔"

" کیا مجھ جیسی عورتوں کی بھی کوئی اصل شخصیت ہوتی ہے؟"

" نہیں میرا مقصد ہے زندگی کس طرح گزارتی رہی ہو؟"

" بس شہر شہر آوارہ گردی میرا مصرف ہے، میں نے اپنی زندگی کو ایک لاابالی حیثیت دے دی ہے اور کوئی خاص روک

نہیں پالا اس کے لیے بس یوں ہی زندگی گزارتے ہوئی ڈیڑھ دون نکل آئی اور یہاں گاف کلب جیسی جگہ میرے لیے انتہائی مناسب تھی خوش قسمتی سے مجھے یہاں کا ممبر بنا دیا گیا، سارا دیوی نے انگلیوں میں دبی ہوئی سگریٹ کو گھورا اور اسے ایش ٹرے میں رگڑ دیا۔ حالانکہ اس نے اُس کے دو تین کش ہی لیے تھے، یہ غالباً اس کی بیزاری کیفیت کا اظہار تھا۔ ڈینی خاموشی سے بیٹھا ہوا ہماری گفتگو سن رہا تھا، اس نے اس دوران اس گفتگو میں کوئی دخل نہیں دیا تھا، سارا دیوی تھوڑی دیر تک خاموش رہی، اس کے بعد اُس نے دوسرا سگریٹ نکال لیا، اس کے اس انداز میں غرور اور نفرت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا، وہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ وہ بہت عظیم عورت ہے بہرطور تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد اُس نے کہا۔"

"تم ہم سے تعاون کرو میں تمہیں یہاں ہر طرح کی مراعات دے سکتی ہوں۔"

"کیوں نہیں ظاہر ہے مجھے مراعات کے سوا کیا درکار ہے میں نے جواب دیا۔"

"اگر تاش کا کھیل نہ پسند کرتی ہو تو جس شکل میں چاہو یہاں رہو، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن اگر کبھی ضرورت پیش آئے تو تم تاش کے کھیل میں ہمارا ساتھ دو گی۔"

"مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، میں نے جواب دیا۔"

"اگر تم چاہو تو میں تمہارا امتحان لوں، میرا مقصد ہے کہ میں بھی تمہارا کھیل دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"جیسا میڈم پسند کریں۔ میں نے جواب دیا اور سارا دیوی ڈینی کو مخاطب کر کے بولیں۔"

"سنو کیا گرداس موجود ہے۔"

"پتہ نہیں میڈم اگر آپ کہیں تو میں اُسے تلاش کر سکتا ہوں؟"

"ہاں اگر وہ موجود ہو تو اُسے بلوا لو، سارا دیوی نے کہا اور ڈینی اپنی جگہ سے اُٹھ کر باہر نکل گیا، سارا دیوی خاموشی سے سگریٹ کے کش لیتی رہی، پھر اُس نے کہا۔

"تمہاری شخصیت نے مجھے متاثر کیا ہے، بہرطور میں تمہارا، تاش کا فن دیکھنا چاہتی ہوں، اس کے بعد ممکن ہے میں تمہیں اپنے خصوصی ساتھیوں میں شامل کر لوں، ڈینی کا کہنا اگر درست ہے تو واقعی مجھے ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو تم جیسے ہوں۔"

"مجھے کسی بھی سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا، ڈینی چند لمحات میں واپس آ گیا، اس نے بتایا کہ گرداس ابھی تھوڑی دیر کے بعد پہنچنے والا ہے، ہم انتظار کرتے رہے، پھر تھوڑی دیر بعد سالولے سلونے رنگ کا ایک نوجوان جس کی آنکھوں میں بلا کی چمک تھی، اندر داخل ہو گیا اُس نے ادب سے سارا دیوی کو سلام کیا، اور میز کے پاس آ کھڑا ہوا۔"

"بیٹھ جاؤ گرداس تاش کھیلتے ہیں، سارا دیوی نے کہا، اور گرداس تعمیل حکم کرتے ہوئے بیٹھ گیا۔ انداز ایسا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار سارا دیوی کے ساتھ بیٹھنے کا اعزاز حاصل ہوا ہو، سارا دیوی نے میز کی دراز سے تاش کی ایک گڈی نکالی اور اس کا کور پھاڑنے لگی، پھر اس نے تاش میز پر ڈالی۔ اور نوٹوں کی گڈی نکال لی۔"

"تم لوگوں کے پاس کچھ ہے اُس نے ڈینی وغیرہ سے پوچھا۔"

"کیوں نہیں مادام ڈینی نے جواب دیا اور جیب سے کافی نوٹ نکال لیے گرداس نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ سارا دیوی نے تاش کی گڈی خود اپنے ہاتھوں سے شفل کی تھی اور پھر میری طرف کاٹنے کے لیے بڑھا دی۔ میں نے لاپروائی سے چند تاش کاٹ کر رکھ دیئے سارا دیوی نے تاش تقسیم کیے، رقم لگنے لگی اور میں لاپروائی سے اپنے ساتھ رکھے نوٹ درمیان میں پھینکنے لگی۔ سارا دیوی اور گرداس مجھے رقم اس انداز میں پھینکتے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

میز پر نوٹوں کی گڈیوں کے انبار کافی اونچے ہو گئے تو سب سے پہلے سارا دیوی نے اپنے کارڈ اٹھائے اور مطمئن انداز میں نیچے رکھ کر پھر کھیلنے لگی، ان کی دیکھا دیکھی گرداس نے بھی اپنے کارڈز اُٹھا لیے تھے، ڈینی بھی کھیل رہا تھا۔ ڈینی نے اپنے کارڈز اٹھا کر دیکھے اور نیچے پھینک دیئے البتہ گرداس کچھ دیر تک جما رہا۔ پھر اس نے کارڈز اپنی گڈی میں شامل کر دیئے اور پیچھے ہٹ گیا، اب میں اور سارا دیوی رہ گئے تھے۔ سارا دیوی مسکراتے ہوئے رقم لگانے لگیں اور جب کافی رقم میز پر ڈھیر ہو گئی تو میں نے لاپروائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"میڈم بہتر یہ ہے کہ اب آپ میرے کارڈز کو دیکھیں اور کم از کم اس بازی کو ختم کر دیں۔ میں نے کہا۔

"اوہ۔ ابھی سے۔ ابھی تو تمہارے پاس کافی رقم ہے، سارا دیوی نے اپنی بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔"

"جی ہاں اور ابھی مزید نوٹ میرے پاس آ جائیں گے آپ خواہ مخواہ اپنے پیسے کیوں ضائع کر رہی ہیں۔ کارڈز دیکھ لیں۔ میں نے کہا اور سارا دیوی نے میری بات مان لی۔

"میرے پاس فرسٹ راؤنڈ ہیں۔ انہوں نے کہا اور اپنے

پتے میز پر پھیلا دیئے۔ یکہ، بادشاہ، اور بیگم تھے، لیکن مختلف رنگوں میں۔ میں نے بھی اپنے کارڈ اٹھائے۔ گرداس کی نگاہیں میرے ہاتھوں پر جمی ہوئی تھیں، تب میں نے کلر راونڈ کے پتے میز پر ڈال دیئے۔ سب کے چہرے سکڑ کر رہ گئے تھے گرداس بے چین نظر آنے لگا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ بڑبڑایا۔"

"آپ نے تو کارڈ دیکھے بھی نہیں تھے؟"

"اس کا جواب میڈم دیں گی۔ میں نے لاپروائی سے جواب دیا۔"

"گرداس میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتی، واقعی یہ بڑی عجیب بات ہے۔"

"کارڈ بھی آپ نے بانٹے تھے میڈم، گرداس بولا۔

"ہاں۔ اور تم جانتے ہو۔ میں کوئی گڑبڑ نہیں کر سکتی۔"

"تب اسے اتفاق ہی کہا جا سکتا ہے گرداس نے کہا اور پھر بولا۔ ذرا کارڈ مجھے دیں۔ سارا دیوی نے کارڈز اٹھا کر گرداس کو دیئے اور گرداس گڈی سمیٹ کر اُسے شفل کرنے لگا، پھر اس نے کارڈز میز پر ڈال دیئے۔

"آپ ہی کاٹیے محترمہ۔!"

"نہیں اس بار یہ فرض مسٹر ڈینی انجام دیں گے، ورنہ ممکن ہے آپ کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ میں نے کچھ گڑبڑ کر دی ہے۔ میں نے کہا۔ لیکن اس دوران میں اندازہ لگا چکی تھی کہ کون سے کارڈز کہاں ہیں۔

"اس بار آپ گڑبڑ نہیں کر سکیں گی۔ گرداس مسکرا کر بولا۔

"کہہ چکی ہوں کہ میں کوئی گڑبڑ نہیں کرتی۔ تاش میرے ساتھ ایماندار ہیں اور میں ان کے ساتھ۔ مجھے علم ہے کہ آپ نے کارڈ لگا دیئے ہیں لیکن یہ مجھے دھوکا نہیں دیں گے۔ میں نے اعتماد سے کہا اور سارا دیوی کے اشارے پر ڈینی نے کارڈ کاٹ دیئے، میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ کس کے پاس کیا جا رہا ہے۔ گرداس نے بقیہ گڈی اٹھائی اور کارڈ تقسیم کرنے لگا۔ سارا دیوی کے چہرے پر بہت زیادہ دلچسپی کے آثار تھے۔ کھیل شروع ہو گیا اور میں اُسی لاپروائی سے کھیلنے لگی، اس بار بھی خاصی رقم جمع ہو گئی تھی، مجھے اندازہ تھا کہ کس کے پاس کیا ہے، اس بار گرداس نے اپنے پاس بہترین پتے رکھے تھے، لیکن یہ بھی اتفاق تھا کہ میرے پاس اس سے بڑے کارڈز تھے۔ بہرطور میں اُس سے ہار کیسے مان سکتی تھی، چنانچہ وہ بڑے یقین سے بھاری رقمیں لگاتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی آخری پونجی بھی لگا دی اور مسکراتا ہوا بولا۔

"اب مجبوری ہے، تاش کے کھیل میں ادھار حرام ہے ورنہ میں کچھ قرض مانگنے کی کوشش کرتا۔"

"چلو پتے شو کرو۔ سارا دیوی بے چینی سے بولی اور پھر اس نے خود ہی گرداس کے پتے الٹ دیئے۔"

"تین غلام تھے"

"ٹریل۔ سارا دیوی اُچھل پڑی۔"

"میرے لیے بھی آپ ہی زحمت کریں میڈم" میں نے ہنس کر کہا اور سارا دیوی نے بے صبری سے میرے کارڈ اٹھا لیے۔ پھر ان کا چہرہ فق ہو گیا۔ ایک لمحے تک تو وہ کارڈ ہاتھ میں لیے پھٹی پھٹی نگاہوں سے انہیں دیکھتی رہیں۔ ڈینی اور گرداس سخت بے چین تھے۔"

"تین ییگیں۔ انہوں نے سرسراتی آواز میں کہا اور پتے میز پر ڈال دیئے۔

"ناممکن۔ میں نے انہیں تین تگیاں دی تھیں گرداس نے سرسراتی آواز میں بولا۔

"تب اسے جادوگری ہی کہا جا سکتا ہے۔ سارا دیوی نے کہا۔"

"نہیں مسٹر گرداس آپ نے تین تگیاں نہیں دی تھیں، یہ پتے اس جگہ سے اٹھا لیجیے، جہاں سے میں اشارہ کروں۔ میں نے کہا اور گرداس نے وہ پتے اس جگہ سے اُٹھا لیئے۔"

"اب انہیں تقسیم کر دیجیے، چار آدمیوں میں تین تگیاں سارا دیوی کے پاس جائیں گی۔ میں نے کہا اور گرداس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ چند ہی لمحات کے بعد اُن سب نے دیکھا کہ سارا دیوی کے سامنے سے تین تگیاں اٹھائی گئی تھیں۔

گرداس حیرت سے منہ پھاڑ کر رہ گیا تھا۔ "مجھے حیرت ہے میں نے تاش جس جگہ لگائے تھے، وہاں سے تین تگیاں ہی آپ تک آنی چاہئیں تھیں۔"

"بہرطور اب کیا کہا جا سکتا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ سارا دیوی متحیرانہ انداز میں مجھے دیکھ رہی تھیں پھر وہ آہستہ سے بولی۔

"میں نے۔ میں نے اس سے زیادہ عظیم کھیل کبھی نہیں دیکھا۔"

"میں اپنے دوستوں کے درمیان ہوں، سارا دیوی اور یہ کھیل صرف مظاہرے کی حیثیت رکھتا ہے اس لیے اس جیتی ہوئی رقم سے میں کچھ قبول نہیں کروں گی۔"

"اوہ نہیں ڈیئر یہ مناسب نہیں ہے، سارادیوی بے چینی سے بولی۔ وہ اتنی دولت مند ہونے کے باوجود کافی لالچی معلوم ہوتی تھی۔"

"اصول کی بات ہے۔ میں نے کہا۔"

"کاش تم ہمیشہ کے لیے ہم لوگوں میں شامل ہو جاؤ۔ تاش کی ایسی جادوگری سے تو ہم دنیا کے امیر ترین لوگ بن سکتے ہیں۔ تم نے کبھی کسی دوسرے ملک میں بھی جُوا کھیلا ہے۔"

"نہیں میڈم میں صرف اپنے ہی ملک میں رہی ہوں، بیرونی دنیا میری نگاہوں سے اوجھل ہے۔"

"اوہ میں تمہیں۔ میں تمہیں ساری دنیا کا دورہ کرا سکتی ہوں، میں۔ میں نجانے کیا کچھ کر سکتی ہوں، تمہارے ساتھ مل کر، سارادیوی پُرجوش لہجے میں بولی۔ اس کی شخصیت کا غلاف اُتر گیا تھا اور اب وہ ایک عام عورت نظر آ رہی تھی۔

میں نے یہ بازی بھی جیت لی تھی، لیکن اس بات کو میں نظرانداز نہیں کر سکتی تھی کہ اس سلسلے میں میرا معاون وہ انوکھا انسان تھا جس کا نام پرنس دلاور تھا۔ وہ کون ہے اور یہاں کیا چاہتا ہے، میں نے دل ہی دل میں سوچا تھا کہ اگر پرنس دلاور دوبارہ مجھ سے ملاقات کرے گا تو میں کوشش کروں گی کہ اس سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر سکوں، کچھ اور محنت کی، پینگیں بڑھاؤں گی، اس کے ساتھ، تاکہ ہم دونوں یکجا ہو کر کوئی کام کر سکیں۔

میڈم سارادیوی نے مجھے خاصی دیر تک اپنے ساتھ رکھا اور پھر وہ اٹھ گئیں۔

"تم سے مل کر واقعی دلی مسرت ہوئی ہے مس سائیکی اور میں محسوس کرتی ہوں کہ تم نے میرے دل میں اپنے لیے ایک خاص مقام بنا لیا ہے، یہاں جس طرح چاہو قیام کرو، تمہیں اپنے دل پر کوئی بوجھ لادنے کی ضرورت نہیں ہے، اب تم میرے دوستوں میں شامل ہو۔ اس لیے تمہاری حیثیت منفرد ہو گی، سُنو ڈینی میری بات سُن چکے ہو۔ میں اطمینان رکھوں کہ تم سائیکی کو کوئی تکلیف نہیں ہونے دو گے ؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میڈم، آپ کا اتنا کہہ دینا کافی ہے میڈم۔"

"گڈ، اب مجھے اجازت دو۔ وہ اٹھ گئیں، اس کے ساتھ ساتھ ہی ہم لوگ بھی اُٹھ گئے تھے ۔ میں اپنے کمرے میں آ گئی اور اُس کے بعد آرام کرنے لگی۔ میں نے اپنے کمرے کے سامنے موجود ویٹر سے کہہ دیا تھا کہ اب کوئی بھی مجھے ڈسٹرب کرنے کی کوشش نہ کرے۔ بستر پر لیٹ کر نجانے کب تک میں بہت دیر تک سوچتی رہی تھی اُس کے بعد میں سو گئی۔

دوسرا دن حسب معمول تھا۔ کوئی خاص بات نہیں تھی، ڈینی میرے کمرے میں آیا اور مجھ سے گفتگو کرتا رہا تھا وہ اس بات کا اظہار کر رہا تھا کہ میں نے تو یہاں آ کر سب کو اپنے دام میں پھانس لیا ہے، بہرطور میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لنچ کے وقت روبی میرے پاس آ گئی، وہ کچھ مؤدب سی تھی۔

"کیوں روبی خیریت۔ تمہارا انداز کچھ خاموش خاموش سا ہے۔"

"اب تو میں تمہارے سامنے ایک کمتر حیثیت رکھتی ہوں، مس سائیکی۔ اس نے کہا۔"

"کیوں ؟"

"اس لیے کہ تم مالکوں کے معیار کی عورت ہو، وہ پھیکے انداز میں مُسکرائی۔

"اونہہ۔ میرا کوئی معیار نہیں ہے، اگر تم اچھی انسان ہو تو میری نگاہ میں اس سے کہیں زیادہ برتر ہو تمہیں اس بات کا علم ہو چکا ہو گا کہ میں دولت سے مرعوب ہونے والوں میں نہیں ہوں۔"

"تم بے حد عجیب ہو سائیکی۔ تم واقعی بے حد عجیب ہو، میں تمہارے بارے میں بہت کچھ سوچتی رہی ہوں۔"

"کوئی ایسی بات نہیں بلاوجہ ہی تم میرے بارے میں سوچ سوچ کر وقت ضائع کرتی رہی ہو۔ ارے ہاں پرنس دلاور کا پتہ نہیں چلا۔"

"اس کا پتہ چل ہی نہیں سکتا، موڈی آدمی ہے، جب دل چاہے آئے۔ جب دل چاہے نہ آئے، بھلا اُسے کون مجبور کر سکتا ہے۔

"ہوں ٹھیک ہے لیکن وہ آدمی تھا دلچسپ میں نے کہا، اور روبی خاموش ہو گئی۔"

"روبی اگر تمہیں کچھ رقم کی ضرورت ہے تو میرے پاس کافی نوٹ بےکار پڑے ہوتے ہیں، براہ کرم انہیں لے لو۔

"اب شرمندگی ہوتی ہے، میں بے شک ایک لالچی لڑکی ہوں۔ ظاہر ہے دنیا کا ہر انسان دولت حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہے، میں بھی انہی میں سے ہوں، لیکن تمہاری شخصیت نے کچھ ایسا مسحور کر دیا ہے مجھے، کہ اب میں یہ سب کچھ نہیں کر سکتی۔

"اچھی بات ہے لو یہ رکھ لو، میں حکم دے رہی ہوں تمہیں، میں نے اچھی خاصی رقم اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا اور روبی کے ہاتھ لرزنے لگے۔

"میں نے اتنی رقم کبھی نہیں دیکھی، بلاشبہ تم عجیب و غریب ہو، لوگ اس طرح اپنی دولت برباد نہیں کرتے۔ اس نے کہا۔ کافی دیر تک وہ میرے ساتھ رہی اور پھر چلی گئی۔"

تین چار دن اسی طرح گزر گئے اس دوران صرف ایک بار میں کھیلی تھی اور وہ بھی بلاوجہ، کوئی شخص آ گیا تھا۔ ڈینی نے مجھ سے کہا کہ اچھی خاصی آسامی ہے اُسے کاٹنا ضروری ہے اور یہ سارادیوی کا حکم ہے، چنانچہ میں ان کی طرف سے کھیلی اور جو رقم میں نے جیتی، وہ سارادیوی کے حوالے کر دی، لیکن اس میں سے آدھی رقم میرے اکاونٹ میں جمع کر دی گئی تھی۔ جس کی سلپ مجھے دے دی گئی، میں نے کہا بھی تھا کہ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں لیکن ڈینی نے کہا کہ نہیں یہ سارادیوی کا حکم ہے کہ جو کچھ تم ہمارے لیے کھیل کر جیتو، اس میں سے آدھی رقم تمہارے حساب میں جمع کرا دی جائے، میں نے شانے اچکائے تھے، ڈینی کی آنکھوں میں ہوس کے سائے نظر آ رہے تھے۔ میں نے اُس سے کہا۔

"ڈینی تم جس وقت چاہو، اس رقم میں سے اپنا حصہ وصول کر سکتے ہو، میں تمہیں بلینک چیک دے دوں گی۔"

"نہیں میڈم، میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ اس نے کہا۔"

سارادیوی نے اس کے بعد مجھ سے کوئی ملاقات نہیں کی تھی، پتہ نہیں کیا سوچ رہی تھی، وہ میرے بارے میں، میں ہر رات پرنس دلاور کا انتظار کرتی، لیکن اس دن کے بعد سے میں نے پرنس دلاور کو آج تک نہیں دیکھا تھا۔ اس رات بھی میں ایک کھڑکی میں کھڑی شہر کی روشنیاں دیکھتی رہی۔ اور جب اس بات سے دل اُکتا گیا تو کمرے کی روشنیاں بجھا کر بستر پر آ گئی، سونے کی کوشش میں ناکام نہیں ہوئی تھی۔ لیکن سوئے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ دفعتاً دروازے پر زور کی آوازیں سُنائی دیں، کوئی دروازہ پیٹ رہا تھا۔

میں چونک کر اٹھ گئی، تیز روشنی کر کے میں نے ایک لمحے لیے سوچا اور پھر دروازے کے قریب پہنچ گئی۔

"کون ہے۔ میں نے بلند آواز میں پوچھا۔ لیکن جب کوئی جواب نہ ملا تو میں نے دروازہ کھول دیا۔ لیکن دوسرے لمحے مجھے اچھل کر پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔ جو کوئی تھا دروازے سے اس طرح لگا کھڑا تھا، کہ جیسے ہی میں نے دروازہ کھولا وہ اندر آ پڑا۔ تیز روشنیوں میں میں نے اسے دیکھا اور تعجب سے اُچھل پڑی۔

یہ پرنس دلاور تھا۔ لیکن اس کے سینے سے اُبلتا ہوا خون قالین پر نمایاں نظر آ رہا تھا، غالباً سینے پر پستول سے گولی چلائی گئی تھی، لیکن اس میں ابھی زندگی کی رمق باقی تھی۔

میں بُری طرح بدحواس ہو گئی۔ لیکن پھر میں نے خود کو سنبھالا اور اس صورت حال پر غور کرنے لگی۔ اسی وقت کہیں سے قدموں کی چاپ اُبھری اور میں چونک کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی، پرنس دلاور شاید آخری بار کچھ کہنا چاہ رہا تھا۔ میں اس کے پاس بیٹھ کر جھکی اور اس سے پوچھنے لگی کہ اسے کس نے ہلاک کیا ہے، لیکن وہ بول نہیں پایا اور خاموشی سے اس نے دم توڑ دیا۔ میرے دل کو شدید دھچکا لگا تھا اتنے دن کے بعد وہ ملا بھی تو اس طرح کہ اس میں زندگی باقی نہیں رہی تھی۔

میں ابھی یہی سب کچھ سوچ ہی رہی تھی کہ چند افراد میرے سامنے پہنچ گئے، دروازہ کھلا ہوا تھا اس لیے انہیں اندر داخل ہونے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ بڑی پریشان کن صورت حال تھی، مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ میں کسی بڑی اُلجھن میں پھنسنے والی ہوں، سو کر جاگی تھی اس لیے ذہن چوکس بھی نہیں تھا۔ وہ لوگ میرے قریب پہنچ گئے، پھر انہوں نے دروازے سے کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی دلاور کی لاش دیکھی۔ ان میں سے ایک نے کمرے کے دروازے کا نمبر دیکھا۔

"روم نمبر بھی یہی ہے۔ وہ شخص بولا۔"

"اس کا مطلب ہے کہ واردات ہو چکی ہے۔" آگے آنے والے شخص نے کہا۔ جو وردی پر لگے ہوئے نشانات کی وجہ سے انسپکٹر معلوم ہوتا تھا۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں میں سے کسی ایک سے کہا۔

"جاؤ، کلب کی انتظامیہ کے کسی ذمہ دار شخص کو بُلا کر لاؤ۔

ایک سپاہی دوڑتا چلا گیا۔ میں ششدر رہ گئی تھی، اسی وقت ہوٹل کی انتظامیہ کے دو افراد وہاں پہنچ گئے، ان میں ڈینی شامل نہیں تھا۔

"کیا بات ہے انسپکٹر صاحب، ان میں سے ایک نے پوچھا اور پھر لاش دیکھ کر چونک پڑا۔"

"اسے خون۔"

"کیا ہوٹل کا منیجر یا کوئی اور ذمہ دار شخص یہاں موجود نہیں ہے۔ انسپکٹر نے پوچھا۔ وہ کڑی نگاہوں سے ان دونوں کو

دیکھ رہا تھا۔

"جی ہاں مسٹر ڈینی موجود ہیں ۔ لیکن وہ آرام کرنے چلے گئے ہیں۔

"انہیں بلاؤ قتل کی واردات ہے۔ انسپکٹر نے کہا اور انتظامیہ حرکت میں آگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈینی کمرے میں پہنچ گیا تھا، اس نے حیرت سے پرنس دلاور کی لاش دیکھی اور پھر میری طرف دیکھنے لگا۔

"یہ ۔ یہ ۔ اس نے کہا اور پھر ایک دم سنبھل گیا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ انسپکٹر کے سامنے اسے محبت ... کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے، چنانچہ وہ سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"انسپکٹر صاحب معاملہ گاف کلب کا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ گاف کلب احمقوں کا اکھاڑہ نہیں ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے آپ کو بھی محتاط کر لیں۔

"ٹھیک ہے ہم احتیاط رکھیں گے۔ انسپکٹر نے جواب دیا۔

اور اس کے بعد وہ مختلف لوگوں کے بیانات لیتا رہا۔ اس نے جب مجھ سے پرنس دلاور کے بارے میں پوچھا تو میں نے اُسے بتا دیا کہ یہ شخص ایک بار مجھ سے پہلے ملاقات کر چکا ہے لیکن جس حیثیت سے اس نے مجھ سے ملاقات کی، وہ مسٹر ڈینی ہی بتا سکیں گے، البتہ ابھی ابھی یہ میرے دروازے پر آیا تو اس کی یہ کیفیت تھی۔

پولیس انسپکٹر نے میرا بیان لیا اور اس کے بعد مجھے لے کر چل پڑا۔ تمام لوگ ہکا بکا رہ گئے تھے۔ روبی موجود نہیں تھی ڈینی کے چہرے پر عجیب سے آثار نظر آرہے تھے۔ پولیس جیپ اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی، میں خواب کے سے عالم میں تھی، یہ سب کچھ جو کچھ ہوا تھا مجھے اس کا کوئی اندازہ نہیں تھا کہ اس کا محرک کون ہے، کیا صورت حال ہے، بڑی ہی شدید ذہنی اذیت سے گزر رہی تھی میں۔"

جیپ نے ایک چھوٹا سا موڑ کاٹا تو اچانک کسی گلی سے ایک ٹرک نکل آیا۔ وہ جیپ کے عین سامنے آگیا تھا اس لیے جیپ کو پورے بریک لگانے پڑے۔ انسپکٹر گالیاں بکتا ہوا نیچے اتر گیا۔ ایک کانسٹیبل نے میرا بازو پکڑ لیا اور دو کانسٹیبل انسپکٹر کے ساتھ نیچے اُتر گئے۔ چونکہ جیپ کا آدھا حصہ ٹرک سے لگ گیا تھا۔ ٹرک کے قریب ہونے والی گفتگو تو مجھے سُنائی نہیں دی لیکن چند ہی لمحات کے بعد دو آدمی رائفلیں سیدھی کیے ہوتے جیپ کے پچھلے حصے کے پاس آگئے، جن میں سے ایک نے رائفل کی نال سنتری کی پیشانی پر رکھتے ہوئے کہا۔

"چلو نیچے اتارو اُسے۔ اور بے چارے کانسٹیبل نے جلدی سے میرا بازو چھوڑ دیا۔

میں نیچے اتر آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ انسپکٹر اور دوسرے دو کانسٹیبلوں کو بھی چند لوگوں نے قابو میں کیا ہوا ہے اور ان کے ہاتھ سر سے بلند تھے، شاید انسپکٹر کا پستول اور کانسٹیبلوں کی بندوقیں بھی چھین لی گئی تھیں۔ بڑی ڈرامائی تبدیلیاں ہو رہی تھیں، مجھے ٹرک پر چڑھا لیا گیا اور پھر وہ لوگ انسپکٹر اور اس کے ساتھیوں کو نشانے پر لیے ہوئے اوپر چڑھ گئے۔ ٹرک جیپ سے رگڑتا ہوا برق رفتاری سے آگے بڑھ گیا۔

مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ لیکن یہ مجھے کوئی منظم سازش معلوم ہو رہی تھی۔ میں نے خاموشی ہی بہتر سمجھی، میں دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا حالات پیش آتے ہیں اگر کوئی خطرناک صورت حال پیش آئی تو پھر کچھ کروں گی۔

پولیس جیپ نے پیچھا کرنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی ممکن ہے اس کے ٹائر وغیرہ ناکارہ کر دیئے گئے ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد ٹرک ایک عمارت میں داخل ہو گیا اور پھر جب مجھے عمارت کے کمپاؤنڈ میں اُتارا گیا تو اسے دیکھ کر میں حیرت سے گنگ رہ گئی۔ یہ گاف کلب ہی کی عمارت تھی!

ٹرک مجھے اتار کر واپس چلا گیا، صرف ایک شخص میرے ساتھ عقبی دروازے سے اندر آگیا تھا اور پھر ایک مخصوص ہال میں ڈینی نے ہی میرا استقبال کیا۔ اس کا چہرہ ستا ستا سا تھا۔ میں نے بھی چند لمحات میں ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے، ڈینی مجھے لے کر آگے بڑھ گیا، اس کے انداز میں عجیب سی کیفیت تھی۔ اس نے مجھے ایک مخصوص کمرے میں پہنچا دیا۔

"ڈینی یہ سب کیا ہے ؟"

"تم نہیں سمجھ سکیں مس سائیکی ؟" ڈینی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔"

"میں کیا سمجھ سکتی ہوں ڈینی ؟"

"تمہارے خلاف سازش کی گئی ہے۔ ڈینی اسی انداز میں بولا۔

"مگر کس نے ؟" میں نے پریشانی سے کہا۔

"سارا دیوی نے ۔" ڈینی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیا ۔ ؟" میں نے خوفزدہ انداز میں کہا۔

"یہاں آکر بھی یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔ ڈینی کے لہجے میں ہمدردی تھی۔"

"میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا ڈینی۔" میں نے سر پکڑتے ہوئے

"بیٹھ جاؤ سائیکی۔ کافی منگواؤں تمہارے لیے۔ یہ تمہیں سکون ... ضرورت ہے۔ اس نے کہا اور باہر نکل گیا۔ میں حیران و پریشان ... بیٹھی رہی تھی میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے، سارا دیوی ... نے ایسا کیوں کیا، میرے تو ان سے بہت اچھے تعلقات تھے ... ڈینی واپس آگیا میری پریشانی سے وہ دکھی تھا۔ اس کے ... رے سے اس کا اظہار ہو رہا تھا۔ اس نے مجھے تسلی دینے والے ... داز میں کہا۔

"یہ جو کچھ ہوا ناگزیر تھا سائیکی۔ لیکن اب تم کسی اور مصیبت ... نہیں پھنسو گی۔ لیکن اب تمہیں سارا دیوی کے غلاموں کی حیثیت ... سے رہنا پڑے گا۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔ پولیس کی نگاہوں میں، میں ایک قاتل ... بن گئی ہوں۔" میں نے ہراساں لہجے میں کہا۔"

"اس سے مطمئن رہو۔ سارا دیوی بڑے جوڑ توڑ کی عورت ... ہے۔ یوں سمجھ لو اس وقت تم پوری طرح محفوظ ہو۔ جب تک اس ... ہدایت پر عمل کرتی رہو گی، ہاں بس اس کے احکامات سے انحراف ... نہ کرنا ہی تمہارے لیے بہتر ہے۔"

"گویا اب میں اُس کے جال میں پھنس گئی ہوں۔"

"ہاں۔ یہی بات ہے۔" تم اس کے لیے سونے کی چڑیا ہو۔ ... تمہارے ذریعہ دولت کے انبار لگا لے گی۔"

"لیکن یہ سب کچھ۔"

"سمجھی نہیں ہو تم۔ اب تم قاتل ہو۔ اور صرف سارا دیوی کی ... پناہ میں رہ سکتی ہو۔ اگر تم نے اس سے انحراف کرنے کی کوشش ... اور یہاں سے فرار ہونا چاہا تو ظاہر ہے تمہیں ایک قاتلہ کی ... حیثیت سے گرفتار کرا دیا جائے گا۔ یہی اس کا پروگرام تھا۔

میں سوچنے لگی۔ بات صرف اتنی نہیں تھی اس سے آگے ... بہت کچھ تھا۔ میرے ہاتھوں قتل ہونے والا پرنس دلاور ... کیوں تھا کسی اور کا بھی انتخاب کیا جا سکتا تھا۔ پرنس دلاور ... سارا دیوی کے چکر میں تھا کاش وہ مجھے اپنے بارے میں تفصیل ... بتا دیتا۔ اب یہ بات ہمیشہ کے لیے راز رہ گئی۔

ایک بار پھر میں تاریکی میں آگئی تھی۔ سارا دیوی کے بارے ... پرنس دلاور بہت کارآمد ہو سکتا تھا لیکن اب میں پھر تنہا ... رہ گئی تھی اور میرے سامنے کوئی منزل نہیں تھی۔

ڈینی نے مجھے کافی پلائی پھر بولا۔ آؤ میں تمہیں تمہارے ... کمرے میں پہنچا دوں، مجھ سے کہا گیا ہے کہ تمہیں صورت حال سے ... آگاہ کر دوں۔ تم سارا دیوی کی پناہ میں ہو۔ پھر وہ سرگوشی کے ... [illegible]

... رہائش گاہ میں ... نے خود کو پر سکون کر لیا تھا۔

دوسرے دن گیارہ بجے کے قریب سارہ کے آنے کی اطلاع ملی اور تھوڑی دیر کے بعد اس کے سامنے میری طلبی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر غرور کے آثار تھے۔

"سائیکی کیسی ہو تم۔ ؟"

"ٹھیک ہوں سارا دیوی، آپ نے مجھے چاروں شانے چت کر لیا۔ میں نے پھیکے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور سارا دیوی قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔"

"یہ ضروری تھا ڈیئر۔ تم سونے کی چڑیا ہو۔"

"مگر میں اُڑ تو نہیں رہی تھی۔ میں نے شکایتی انداز میں کہا۔"

"مجھے خطرہ تو تھا۔" اس نے کہا۔

"اب آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں ؟"

"سیدھی سی بات ہے ڈیئر کہ تم گاف کلب میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرو، تمہیں یہاں کچھ نہیں کرنا پڑے گا۔ بس تمہارے ذریعہ میں اُن لوگوں کا غرور توڑوں گی، جو خود کو بہت شاطر سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمہیں کچھ اور نہیں کرنا پڑے گا"

"لیکن پولیس ؟" میں نے کہا۔

"یہ کیا چیز ہوتی ہے۔ اس نے کہہ کر بولی۔ پولیس اس وقت تک تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گی، جب تک میں چاہوں تم اس شہر کی سڑکوں پر سیر کرتی پھرو، میرا وعدہ ہے کوئی تمہاری طرف آنکھ بھی نہیں اُٹھائے گا۔ لیکن صرف اس وقت تک جب تک تم میری پناہ میں ہو۔ مجھ سے غداری، مجھ سے انحراف تمہارے لیے موت ہو گا۔ سمجھیں موت ۔ اس کے لہجے میں ایسی سفاکی تھی کہ میں کانپ کر رہ گئی۔ لیکن ۔ آہستہ آہستہ میرے بدن میں شرارے اُبھرنے لگے۔ میں نے دل میں کہا۔ اس کا فیصلہ تو آنے والا وقت کرے گا سارا دیوی آنے والا وقت ؟"



میں خاموشی سے سارہ دیوی کی شکل دیکھ رہی تھی۔ انوکھی عورت تھی وہ۔ پھر اس نے ڈینی کو طلب کر لیا۔ ڈینی کے اندر آنے پر وہ بولی۔

"ڈینی یہ ہماری نئی دوست نئی ساتھی مس سائیکی ہیں۔ تو ہوا یوں ہے کہ مس سائیکی اب ہمارے ساتھ مستقل طور پر منسلک ہو گئی ہیں اور ہماری اہم رکن ہیں۔ ان کے لیے ضروری نہیں ہے کہ یہ اپنی راتیں کسی کے پہلو میں گزاریں، اس بات کی ان پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے، ہاں اگر یہ اپنی مرضی سے کسی کا انتخاب کر لیں تو دوسری بات ہے، ہماری طرف سے انھیں کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ یہ تمھاری ڈیوٹی ہے۔"

"یس میڈم۔" ڈینی آہستہ سے بولا۔

"اب تم آرام کرو مس سائیکی اور ہاں اپنے آپ کو اس پر بھی آمادہ کر لو کہ کسی بھی طرح ہمارے ساتھ خود کو ایڈجسٹ کر لو، بہر طور یہاں تمھیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی، زندگی گزارنے کے اگر اپنے انداز کرنا چاہو تو ہم اس سلسلے میں تمھاری مدد کریں گے۔ اب تم آرام کرو۔ اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔

مجھے میرے کمرے میں پہنچا دیا گیا، میں مطمئن تھی۔ کوئی تردد نہیں تھا سوائے اس کے، کہ یہاں کے حالات معلوم کروں، اور میں نے اپنی کارروائی کا آغاز کر دیا۔ سارہ دیوی کے ساتھ تعاون پر میں بڑی مشکل سے آمادہ ہوئی تھی، حالانکہ خود میرے ذہن میں بھی یہی پروگرام تھا۔ البتہ میں نے نہایت چالاکی سے یہ اعتماد حاصل کیا تھا، اب کم از کم وہ مجھے مشکوک نگاہوں سے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

گاف کلب میں اب صحیح معنوں میں میری کارروائی جاری ہو لی تھی۔ مجھے خاص طور سے یہ معلوم کرنا تھا کہ رادھن سنگھ اور سارہ دیوی کا آپس میں کیا تعلق ہے اور ان دونوں کی ملاقاتیں کس طرح سے ہوتی ہیں۔ رادھن سنگھ کو میں نے کبھی یہاں نہیں دیکھا تھا بہر طور میں ان کے لیے مصروف ہو گئی، میرا کام مشکل نہیں تھا۔ بے چارہ پرنس دلاور مجھے جو کچھ دے گیا تھا۔ اس نے میری مشکل حل کر دی تھی ایک عام فاحشہ کی حیثیت سے تو میں یہاں عام ہی حیثیت سے زندگی گزار سکتی تھی اور کسی بھی طرح سارہ دیوی سے رابطہ قائم نہیں کر سکتی تھی، لیکن پرنس دلاور نے ایک رات میں میری مشکل آسان کر دی تھی اور خود موت کی وادیوں میں جا سویا تھا۔

اس کے بارے میں جلنے کا احساس بھی دل میں چٹکیاں لیتا رہتا ہے، لیکن ظاہر ہے ابھی یہ سب کچھ کرنا میرے لیے ممکن نہیں تھا۔

پہلی بار مجھے دو آدمیوں کے ساتھ کھیلنا پڑا اور خاصا لمبا جوا ہوا تھا۔ وہ دونوں بے چارے اپنی جیبیں جھاڑتے ہوئے اٹھ گئے تھے، ظاہر ہے مجھے وہی کچھ کرنا تھا جو سارہ دیوی چاہتی تھی۔ اس کے علاوہ میں راتوں کو سارہ دیوی کے ہوٹل میں قیام گاہ اور ایسی دوسری جگہوں کی چھان بین بھی کرتی رہتی تھی۔ یہاں مجھے اس بات کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ رادھن سنگھ یہاں آتا ہے یا نہیں۔

پھر ایک رات سارہ دیوی نے مجھے طلب کیا۔ اس وقت وہ بہت خوش تھی، بات بات پر ہنس رہی تھی۔ لباس بھی بہت شوخ پہنا ہوا تھا اور ضرورت سے زیادہ گہرے میک اپ میں تھی۔

"سائیکی آج تمھارے فن کا سب سے بڑا امتحان ہے میرا ایک دوست کھیلنے آ رہا ہے۔ تمھارا تذکرہ اس سے ہو چکا ہے اور وہ تمھاری طرف سے ہوشیار رہے گا، اس لیے تمھیں بھی محتاط رہنا ہو گا۔"

"جی۔" میں نے مختصر سا جواب دیا۔

"وہ خود کو بہت بڑا شاطر سمجھتا ہے، بے حد چالاک انسان ہے، لیکن تاش کے کھیل میں تمھیں اس کے چھکے چھڑانے ہیں۔"

"جی مادام میں خیال رکھوں گی کھیل کہاں ہو گا۔؟"

"یہیں میرے کمرے میں وہ عام آدمی نہیں ہے، میں کہہ چکی ہوں کہ وہ میرے خاص آدمیوں میں سے ہے۔"

"کون کون کھیلے گا۔" میں نے پوچھا۔

"تم، میں، ڈینی، رام داس اور ایک اور شخصیت یہ بھی بہت بڑی ہستی ہے۔" سارہ دیوی نے کہا اور میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ رام داس کا نام میرے لیے اجنبی نہیں تھا، بہر طور وہ وقت آ گیا تھا جب سورج گرہن کے ایک رکن سے میرا سامنا ہو نا تھا، خطرناک رام داس کو میں اچھی طرح جانتی تھی، لیکن مجھے یہ بھی خطرہ تھا کہ وہ مجھے میری شکل میں پہچان نہ لے، بہر طور مجھے خاصی پریشانی ہو گئی تھی۔ سارہ دیوی نے مجھے خاص لباس پہننے کی ہدایت کر دی، میں وہاں سے چلی آئی، لیکن اعصاب پر تھکن سوار تھی، میں اندر سے ٹوٹتی جا رہی تھی، لیکن میں نے اس کیفیت پر جلد ہی قابو پا لیا۔ میں نے خصوصاً اپنے چہرے پر ایسا میک اپ کیا کہ میرے خد و خال میں نمایاں تبدیلیاں ہو جائیں۔ میں نے پوری طرح اپنے آپ کو اس بات پر تیار کر لیا تھا کہ خود کو رام داس کی نگاہوں سے محفوظ رکھوں، بہر طور اس میں میں کافی حد تک کامیاب ہو گئی تھی، آئینہ اس بات کی گواہی دے رہا تھا۔ اس وقت رات کے تقریباً گیارہ بجے تھے جب ڈینی میرے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا اور بولا۔

"آج پھر سارا دیوی تم سے جل جائے گی۔"

"کیوں۔؟"

"اس لیے کہ بہت خوبصورت لگ رہی ہو اس لباس میں۔"

"لعنت بھیجو خوبصورتی پر مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، میں نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کھانا کھا لیا۔" ڈینی نے پوچھا۔

"دل نہیں چاہ رہا تھا، شام کے ناشتے کے بعد بس سینڈوچ لے لیے تھے۔"

"تیار ہو۔"

"ہاں۔"

"تو پھر چلو، وہ تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔"

"وہ لوگ آ گئے۔؟" میں نے پوچھا۔

"ابھی نہیں آئے لیکن بس پہنچنے ہی والے ہیں، البتہ سارا دیوی وہاں موجود ہے۔" ڈینی نے کہا اور ہم دونوں اس کمرے سے نکل کر سارا دیوی کے خوبصورت دفتر کی جانب چل پڑے۔ سارا دیوی نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور گردن ہلانے لگی۔ اسی وقت انٹرکام پر ایک آواز سنائی دی۔ اور اس نے انٹرکام آن کر دیا۔

"ہاں کیا بات ہے۔؟"

"آپ کے محترم مہمان تشریف لے آئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے انھیں احترام کے ساتھ میرے دفتر میں لے آؤ۔" سارا دیوی نے کہا اور پھر ڈینی کو کچھ ہدایت دینے لگی۔ ڈینی کمرے سے باہر نکل گیا تھا میں اور سارا دیوی انتظار کرتے رہے، چند ساعت کے بعد دروازہ کھلا اور دو افراد اندر داخل ہو گئے، ان میں ایک رام داس تھا اور دوسرا ایک بھاری بھرکم شخص تھا، لیکن بڑی جاذب نظر شخصیت کا مالک تھا، سارا دیوی نے اس کا تعارف سیٹھ اشرف علی کہہ کر مجھ سے کرایا تھا اس آدمی کی جامہ زیبی دیکھنے کے قابل تھی۔ وہ کم عمر نہیں تھا لیکن بہت خوبصورت لباس پہنے ہوا تھا۔ اور بڑا جچ رہا تھا، ان لوگوں نے مجھ سے ہاتھ ملایا۔ سارا دیوی نے میرا تعارف سائیکی کی حیثیت سے ہی کرایا تھا۔ بہر طور اشرف علی کی شخصیت نے میرے دل میں عجیب سے تاثرات پیدا کر دیے تھے۔ اس کے چہرے کی بناوٹ سے سخت گیری کا احساس ہوتا تھا، اور آنکھوں میں ایک وحشیانہ سی چمک تھی، اس کی مسکراہٹ بھی خوفناک تھی، مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے بڑے عجیب سے انداز میں مسکرایا تھا، اس کے علاوہ رام داس کی نگاہیں بھی مجھ پر جمی ہوئی تھیں، اور میں ہوٹل میں رہنے والیوں کے سے انداز میں اسے دیکھ رہی تھی، میں نے اس کی مشق کی تھی، آنکھوں کی بے باکی اور وہ انداز ان بازاری عورتوں میں پایا جاتا ہے، جو ایسی جگہوں پر موجود ہوتی ہیں، لیکن میرے لیے یہ سب کچھ کرنا معمولی بات نہیں تھی، بہر طور میں اپنے آپ کو اچھی خاصی تربیت دے چکی تھی، اس لیے ان معاملات میں دھوکا نہیں کھا سکتی تھی۔

"بڑی خوشی ہوئی آپ حضرات سے مل کر۔" میں نے آواز میں ایک کھنک اور لوچ پیدا کرتے ہوئے کہا۔ رام داس نے بھی گردن ہلا دی تھی۔ اور وہ کمبخت اشرف علی دس پندرہ سیکنڈ میرے ہاتھ کو جکڑے کھڑا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں مجھے گھور رہی تھیں۔ نجانے کیوں مجھے اس سے بڑا خوف سا محسوس ہو رہا تھا لیکن اب ایسی بات بھی نہ تھی، بڑے بڑے خوفناک لوگوں سے واسطہ پڑ چکا تھا۔ میں نے اپنے اندر کوئی تبدیلی نہ ہونے دی۔ ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"تو یہ ہیں وہ محترمہ۔" رام داس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہی ہیں۔"

"تعجب کی بات ہے حسین چہرے اگر کوئی ایسی خوبی بھی رکھتے ہیں تو پھر کیا کہنا، ان کی شکل و صورت ہی ایسی ہے کہ انسان اپنا سب کچھ ہارنے پر آمادہ ہو جائے۔" رام داس نے کہا۔ اور میں مسکرا دی، اشرف علی بدستور ہونٹ بھینچے مجھے اسی طرح گھور رہا تھا جیسے ابھی ابھی مجھ پر حملہ آور ہو جائے گا۔ نہ جانے کیوں اس شخص کی وجہ سے میرے ذہن میں ایک چبھن سی پیدا ہونے لگی تھی، بس ایک احساس تھا جس کا میں ابھی تک تجزیہ نہیں کر پائی تھی لیکن سارا دیوی نے اسے میری طرف متوجہ نہیں ہونے دیا، اور خود اس سے مخاطب ہو کر بولی۔

"جی سیٹھ اشرف صاحب آپ بھی لٹنے کے لیے تیار ہو کر آئے ہیں۔"

"ہاں تیار ہو کر آئے تھے کہو، اب تو لٹ چکے ہیں۔" سیٹھ

اشرف نے کہا اور سارا دیوی ہلکا سا قہقہہ لگا کر خاموش ہوگئی۔

میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔ میں نے خود کو مکمل قابو میں رکھا تھا۔ بلاشبہ دنیا کا خطرناک ترین شاطر میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا شراب کے لوازمات بھی سامنے آ گئے۔ چار گلاس تھے۔ ایک خوبصورت ملازمہ سروس کے لیے آ گئی تھی۔ اس نے چاروں گلاس میں شراب انڈیل دی اور پھر نہایت نفاست سے انھیں ہمارے سامنے رکھ دیا، میں آہستہ سے ہنس پڑی۔

"آپ مجھے بھی شراب پلا رہی ہیں مادام ؟" میں نے سارا دیوی سے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں پیو گی ؟" اس نے پوچھا۔

"ضرور پیوں گی آپ کے حکم سے لیکن ہوتا یوں ہے کہ صرف دو پیگ مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ اب سے بس صرف چند روز قبل کیا تھی بڑے عجیب عجیب خیالات آتے ہیں میرے دل میں اگر تیسرا پیگ بھی لے لو تو میرا دل چاہتا ہے کہ آسمانوں پر سفر کروں اور نیچے کبھی نہ اتروں، راجہ اندر کا اکھاڑہ بھی دیکھنا چاہتی ہوں میں" میں نے کہا اور سارا دیوی ہنس پڑی۔

"ارے۔ ارے یہ تو بہت خوفناک بات ہے، ہم یہاں آسمان کہاں سے لائیں گے۔ میرے لیے ایک مشروب کی بوتل آ گئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد تاشوں کی چند گڈیاں بھی یہاں پہنچ گئیں لیکن اشرف علی نے ہاتھ بڑھا کر تاشوں کی گڈیاں پیچھے سرکا دی تھیں۔

"کیوں۔ ؟"

"اس وقت یہ گڈیاں استعمال ہوں گی"۔ اس نے دو گڈیاں نکال کر نیچے ڈال دیں۔

"ضرور۔ ضرور رام داس جانتے ہیں کہ میں ان سے مخلص ہوں"، سارا دیوی نے کہا۔

"کوئی حرج نہیں ہے مسٹر اشرف علی کی یہ خواہش پوری کر دو۔" رام داس کہنے لگا۔

"کیوں میڈم سائیکی۔ آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا؟" اشرف علی کہنے لگا۔

"تاش دنیا کے کسی ملک میں بنے ہوں یا کسی ملک کی کسی بھی فیکٹری میں بنے ہوں ہمیشہ میرے غلام رہتے ہیں، یہ باون پتے میرے باون غلام ہیں۔ خواہ یہ کسی کی جیب سے برآمد ہوئے ہوں"، میں نے پورے اعتماد سے کہا۔ اور اشرف علی دلچسپ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔

"بہت خوب، اس اعتماد کی میں دل سے قدر کرتا ہوں کھیل شروع ہو گیا نوٹوں کی گڈیاں فاحشاؤں کی طرح جوئے کے اس بازار میں سج گئیں اور دولت کا مذاق اُڑنے لگا۔

میں بڑے اعتماد سے کھیل رہی تھی۔ سارا دیوی کے چہرے پر تجسس تھا وہ میرے فن سے اس دوران کافی مطمئن ہو گئی تھیں لیکن شاید وہ اشرف علی کی طرف سے پریشان تھی۔ اشرف علی واقعی پراسرار شخصیت کا مالک تھا اس کی نگاہیں میرے ہاتھوں کی ہر جنبش پر تھیں اس بات کو نا صرف میں نے بلکہ سارا دیوی نے بھی محسوس کیا تھا۔ چنانچہ یہ تجسس اور بڑھ گیا۔

میں اپنی تمام تر ذہنی قوتوں کو استعمال کر رہی تھی اور صحیح معنوں میں کارڈز پر محنت کر رہی تھی اور جب پہلی بار کارڈز شو ہوئے تو رام داس اور اشرف علی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ میں نے جو کارڈز پھیلائے وہ ان سب کے کارڈز سے بڑے تھے اور رام داس نے شانے ہلائے اور اشرف علی کی طرف دیکھنے لگا۔ اشرف علی بھی متعجب تھا دفعتاً رام داس بولا۔

"کمال ہے واقعی کمال ہے۔ ذرا یہ تاش مجھے دیجئے اور میں نے تاش کی گڈی اس کی جانب بڑھا دی اس بار رام داس نے تاش خوب پھینٹے اور پھر انھیں تقسیم کر دیا۔

"اب آپ کا کیا خیال ہے مس سائیکی ؟" اس نے پوچھا۔

"اگر سارہ دیوی کی اجازت ہو تو آپ لوگ دیکھ لیں کہ میرے کارڈز آپ سب سے بڑے ہیں"

"ایسے نہیں"، رام داس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے جو حرکت کی تھی میں نے اس کا اندازہ لگا لیا تھا لیکن دلچسپ بات یہ تھی کہ کارڈز اس وقت بھی میرے ہی بڑے تھے۔ رام داس نے چونکہ کارڈ لگائے تھے لیکن لِس کٹنگ میں ذرا سی گڑبڑ ہو گئی تھی۔ میں نے خود یہ کارڈ کاٹے تھے اور اس کے بعد مجال تھی کہ کارڈ میرے فیور میں نہ ہوں رام داس اس بار بھی دل کھول کر کھیلا اور دولت کا انبار میز کے درمیان جمع ہو گیا اور اس کے بعد جب شو ہوا تو رام داس کا منہ تعجب سے کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ اشرف علی کے انداز میں ہلکی سی غراہٹ پیدا ہو گئی۔

"کیا حماقت ہے رام داس میں مطمئن نہیں ہوں۔ لاؤ گڈی مجھے دو"، رام داس نے اس بار گڈی اشرف علی کے ہاتھ میں دے دی تھی۔ اشرف علی نے ایمانداری سے کارڈ تقسیم کیے تھے لیکن جتنا میری ہی تقدیر میں لکھا تھا۔ وہ سب ششدر رہ گئے تھے۔ کھیل رہے تھے لیکن اب وہ بڑی بڑی بازیاں نہیں لگا رہے تھے بلکہ صرف یہ دیکھ رہے تھے کہ کون سا گر ہے جو میں

استعمال کر رہی ہوں لیکن یہ جان لینا ان کی بس کی بات نہیں تھی بالآخر رام داس نے یوں کیا کہ اپنے سامنے اور اشرف علی کے سامنے رکھی ہوئی ساری رقم میرے سامنے سرکا دی۔

"آہستہ آہستہ رقم تمھاری ہی طرف منتقل ہوتی ہے سائیکی تو پھر کیا ضروری ہے کہ ہم اس میں وقت ضائع کریں ہم جانتے ہیں کہ ان میں سے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں رہے گا اس لیے بہتر یہی ہے کہ سب کچھ تمھارے حوالے۔" رام داس بولا۔ سارا دیوی ہنس رہی تھی حالانکہ ہنسنے کی کوئی بات نہیں تھی۔ لیکن یہ عورت کمبخت نوٹوں کی اس قدر لالچی تھی کہ نوٹوں کی گڈیاں دیکھ کر برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔

"واقعی مس سائیکی آپ بڑی خوفناک چیز ہیں حالانکہ آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک بار بھی تاش تقسیم نہیں کیے۔

"لطف کی بات تو یہی ہے رام داس گڈی آپ کی ہوئی آپ ہی شغل کریں آپ ہی کاٹیں آپ ہی بانٹیں اور آپ ہی ہار جائیں یہی تاش کا اصل گیم ہے ورنہ پھر کھیلنے سے فائدہ!"

"کمال ہے۔ سونا بنانے کے فن کے بارے میں سنتے آئے تھے لیکن اب وہ اس فن کے سامنے ہیچ ہے آپ تو دنیا کی دولت مند ترین خاتون ہو جائیں گی مس سائیکی"۔ اشرف علی نے کہا۔

"شاید۔ ایسا ہو لیکن مجھے دولت سے اتنی دلچسپی نہیں ہے بس زندگی گزارنے کی حد تک کما لیتی ہوں"

"خوب۔ آپ سے مل کر واقعی خوشی ہوئی ہے"۔ اشرف علی بولا۔

"اگر آپ سائیکی سے متاثر ہوئے ہیں مسٹر اشرف علی تو یہ آپ کی دوست بھی بن سکتی ہیں"۔ سارہ دیوی نے پیش کش کی۔

"یہ میری خوش قسمتی ہوگی لیکن آسمان پر نہیں بلکہ زمین پر میں ان کی ہم نشینی پسند کروں گا"۔ اشرف علی نے کہا۔

"میں نہیں سمجھی"

"مقصد یہ کہ انھیں اس زمین پر ہی میرا دوست بننا پڑے گا۔"

"یقیناً ایسا ہی ہوگا۔"

"تو پھر کب ؟"

"جب آپ پسند کریں"، سارہ دیوی نے اس انداز میں کہا جیسے میری مالک ہو۔ میں نے دل ہی دل میں اسے گالیاں دی تھیں پھر سارہ دیوی بولی۔

"بس اب تم آرام کرو سائیکی جاؤ۔ اور میں اٹھ گئی۔ وہاں سے آنے کے بعد میں خاصی پریشان ہو گئی تھی۔ رام داس میرے سامنے آ گیا تھا اور یہ اشرف علی یہ کون ہے میں اس کے بارے میں مسلسل سوچے جا رہی تھی۔ بہرطور یہ میرے لیے ایک نیا کردار تھا معمولی آدمی نہیں لگتا تھا۔ چہرے ہی سے کوئی اونچی چیز معلوم ہوتا تھا۔ کیا کوئی جرائم پیشہ ہے اور اس جگہ سے کوئی خاص تعلق رکھتا ہے۔ بہرطور جیتی ہوئی رقم میں اپنے ساتھ ہی اٹھا لائی تھی اور جانتی تھی کہ وہ میری ملکیت نہیں ہے سارہ دیوی اس میں سے اپنا حق ضرور وصول کرے گی۔

لیکن مجھے بھلا اس رقم کا کرنا بھی کیا تھا میں تو سارہ دیوی سے اشرف علی کے بارے میں معلومات کرنے کی خواہش مند تھی۔ دوسرے دن دوپہر کے بعد اس نے مجھے طلب کیا اور میں نے رقم اس کے سامنے رکھ دی وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی۔

"اس میں سے جتنی دولت چاہو اٹھا لو سائیکی تم نے میری ناک اونچی کر دی ہے۔ بڑے شاطر بنتے تھے دونوں سر کھجا کر رہ گئے۔

"شکریہ مادام۔ میں رقم رکھ کر کیا کروں گی میرے سارے اخراجات تو یہاں سے پورے ہو جاتے ہیں۔ ہاں ایک سوال میرے ذہن میں ضرور ہے۔"

"کیا ؟"

"مجھے کب تک یہاں رہنا ہوگا۔"

"کیوں۔ کیا کوئی تکلیف ہے یہاں ؟"

ظاہر ہے کسی کلب میں زندگی گزارنا میرا مقصد نہیں تھا میں تو دنیا گردی کی خواہش مند تھی۔

"تم اپنا یہ فن کسی کو دینے کی خواہش مند بھی نہیں ہو۔" سارہ دیوی نے پوچھا۔

"آپ نے اب تک شاید میری بات کا یقین نہیں کیا ہے میڈم۔"

"کون سی بات کا ؟"

"یہی کہ یہ کوئی فن نہیں ہے۔ تاش میری تقدیر کے ساتھ منسلک نہیں ہیں وہ ہمیشہ میرا فیور کرتے ہیں"

"ناقابلِ یقین سی بات ہے بہرحال رام داس تم سے بہت متاثر ہے۔ ویسے وہ خود بھی بہت ذہین انسان ہے"

"میں نے جھوٹ نہیں کہا آپ چاہیں تو کسی سے تجربہ بھی کرا سکتی ہیں۔"

"بہرحال سائیکی۔ ہم اس سلسلے میں ایک مد

کر سکتے ہیں تم مجھے ایک کروڑ روپیہ کما کر دے دو یا جس طرح بھی چاہو ایک کروڑ روپیہ فراہم کر دو اس کے بعد میں تمھیں اس ملک سے نکال دوں گی۔"

"ایک کروڑ۔" میں نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں ایک کروڑ۔ اس سے ایک پائی بھی کم نہیں اس دوران تمھارا تحفظ کیا جائے گا تمھیں ہر سہولت دی جائے گی تمھاری ہر ضرورت پوری کی جائے گی لیکن جو تصور میں آئے مانگ لینا کسی شے کی کمی نہیں پاؤ گی۔"

"مگر اس میں تو بہت عرصہ لگ جائے گا۔"

"ذہانت سے کام کرو گی تو نہیں لگے گا۔" اشرف جیسے لوگ ہی تمھیں بہت کچھ دے سکتے ہیں۔"

"کیا آپ مجھے اس کی کوٹھی پر جانے کی اجازت دیں گی۔"

"خود سے نہیں۔ اسے تمھارے بارے میں تفصیلات معلوم ہیں اگر وہ خود تمھیں طلب کرے گا تو میں منع نہیں کروں گی۔"

"بہتر ہے۔" میں نے کہا۔

"اس میں سے چوتھائی رقم تم رکھ لو اور جس طرح چاہو اس کو خرچ کرو کل تمھارا کھاتہ کھل جائے گا اور ایک لاکھ روپے بطور قرض تمھیں کھیلنے کے لیے دیے جائیں گے ان لاکھ کے ایک سوا ایک لاکھ کرنا تمھاری اپنی ذمہ داری ہوگی اس کے علاوہ اپنے لیے تم جو کچھ بھی کر سکو مجھے اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔"

"اوکے میڈم۔" میں نے کہا اور ایک بڑی رقم منتقل کر کے یہاں سے اپنے کمرے میں آگئی اس گفتگو میں ایک کام کی بات معلوم ہوئی تھی وہ یہ کہ اشرف میرے حالات سے واقف ہے صاف بات تھی کہ اشرف خود بھی اس میں ملوث ہو سکتا ہے اور سارا دیوی کی حمایتوں میں اس کا نام بھی شامل ہے، رام داس سے اس کی اس قدر بے تکلفی تھی اس سے یہ اظہار بھی ہوتا تھا کہ رام داس اس کا پرانا ساتھی ہے۔

بہرحال ان تمام چیزوں میں ابھی تک مجھے رادھن سنگھ کا کوئی نام و نشان نہیں ملا تھا اور میں صرف اس بات کے لیے پریشان تھی کہ کس طرح رادھن سنگھ تک پہنچوں اس کا ذریعہ سارا دیوی بھی ہو سکتی تھی اشرف علی بھی اور رام داس بھی۔ مجھے ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا تھا سارا دیوی میرے چنگل میں آچکی تھی اور مجھے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ سارا دیوی کے ذریعے ہی میں اپنا مقصد حل کر سکتی تھی۔

بہرطور میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ ابھی سارا دیوی سے تعاون جاری رکھوں گی۔ دولت کی لالچی اس عورت کی خواہش پوری کی جاتی رہے تو ممکن ہے میرا کام بھی بن جائے، لیکن جلد بازی نہیں کروں گی آہستہ آہستہ رادھن سنگھ کی طرف بڑھ جاؤں گی تاکہ سکون سے اپنا کام کر سکوں بیشمار خیالات تھے میرے ذہن میں، بہرطور میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ ابھی میرا یہاں قیام کرنا بے حد ضروری ہے۔

دوسرے دن مجھے کلب کے اکاؤنٹ سے ایک لاکھ روپے کے ٹوکن دے دیے گئے۔ اور اس وقت میں نے کلب میں تباہی مچا دی۔ دو لاکھ ستر ہزار روپے میں نے آنکھوں کے اندھوں سے سمیٹے تھے اور جوا کھیلنے والوں میں ہل چل مچ گئی تھی۔ لوگ مجھے پاگلوں کی طرح دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد میں جوئے کے ہال سے باہر نکل آئی اب کسی ساتھی کا انتخاب میرے لیے ضروری نہیں تھا چونکہ میں یہاں دوسری حیثیت اختیار کر چکی تھی پورا دن بڑے اطمینان سے گزرا تھا۔ دوسرے دن میں سو کر بھی نہیں اٹھی تھی کہ سارا دیوی کا بلاوا آگیا۔ وہ صبح ہی صبح کلب آگئی تھی۔ دن کی روشنی میں یہ کلب کوئی آسیب زدہ محل نظر آتا تھا جہاں منحوس روحوں کا بسیرا ہو۔

"سارا دیوی اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی، وہ سگریٹ کے کش پر کش لگائے جا رہی تھی میرے داخلے پر اس نے رک کر مجھے دیکھا اور نجانے کیوں مضطربانہ انداز سے دیکھتی رہی پھر سگریٹ نے اس کی انگلیوں کو چھوا تو وہ چونک گئی اور اس نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسل دیا۔

"ہیلو۔" میں نے حسب معمول مسکرا کر اسے مخاطب کیا تھا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کیسے مزاج ہیں، ٹھیک تو ہو نا تمھارے کل کے کھیل کی تو بڑی تعریف ہو رہی ہے۔"

"یس میڈم۔ جو کچھ آپ نے میری ذمہ داری لگائی ہے اسے پورا کرنا تو میرا فرض ہے۔"

"بالکل ڈیئر۔ اور میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ تمھیں پریشان ہونے کی ذرہ برابر ضرورت نہیں تم اس وقت تک ہماری پناہ میں ہو جب تک ہماری ساتھی ہو۔"

"شکریہ۔"

"تمھاری فطرت اور تمھارے بہترین تعاون کی وجہ سے میں نے ایک اور فیصلہ بھی کیا ہے۔"

"وہ کیا۔؟" میں نے پوچھا۔

"تمھیں باہر جانے کی آزادی دی جاتی ہے رات کو آٹھ بجے تک جہاں چاہو سیر و تفریح کرو تم پر اب کوئی پابندی نہیں ہے لیکن آٹھ بجے کلب میں واپس آجانا۔" اور میں تعجب سے انھیں دیکھنے لگی۔

"یہ کیسے ممکن ہے میڈم؟"

"کیوں؟" وہ نخوت سے بولی۔

"پولیس۔ پولیس میری تلاش میں ہے۔"

"تم نے ابھی تک شاید سارا کی قوتوں کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ پولیس تمھارے قریب سے گزرے گی تمھیں پہچان لے لیکن تم پر ہاتھ نہیں ڈالے گی۔" سارا دیوی نے کہا۔

"نہیں میڈم۔ میں باہر نہیں جاؤں گی۔ میں کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتی۔" میں نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ساتھی۔ یہ میری انا کا معاملہ ہے۔ میں اس طرح اپنا امتحان لیتی ہوں براہ کرم مجھ سے تعاون کرو۔ اس طرح تمھیں میری قوتوں کا اندازہ بھی ہو جائے گا۔"

"مجھے اندازہ ہے مادام۔"

"میری ہر ہدایت پر عمل کرو یہ تمھارا فرض ہے۔" اس بار اس کا لہجہ سخت تھا۔

"اور اگر پولیس نے مجھ پر ہاتھ ڈال دیا تو۔"

"تو میں خودکشی کر لوں گی سمجھیں تم۔" وہ غرائی۔

"جی۔" میں نے گردن ہلائی۔ لیکن میں نے اب بھی اپنے چہرے پر خوف کے آثار قائم رکھے تھے۔

"اس کے علاوہ ایک بات اور بھی کہنی ہے۔" سارا بولی۔

"جی۔"

"پچھلی رات تم نے بہت بڑی رقم جیتی ہے کئی میزوں پر کھیلی ہو۔"

"جی ہاں۔"

"اس سے احتراز کرو۔ دوسرے تیسرے دن کھیلو اور صرف اتنا کھیلو کہ کسی کو شبہ نہ ہو سکے اگر ان لوگوں کو یہ احساس ہو گیا کہ تم صرف جیتتی ہو تو لوگوں کو پتہ نہیں چلے گا لیکن وہ مشکوک ضرور ہو جائیں گے اور یہ بات کلب کی ساکھ کے لیے نقصان دہ ہوگی۔"

"جی مادام۔؟"

"اب تم دو تین دن تک ہارتی رہو گی جان بوجھ کر۔"

"ایسا نہ ہو سکے گا مادام۔ ناتش یہ کبھی پسند نہیں کریں گے۔" میں نے جواب دیا۔

"اس کے مختلف طریقے ہیں جو تمھیں سمجھا دیے جائیں گے۔"

"بہتر۔" میں نے کہا۔

"بس اسی لیے تمھیں تکلیف دی تھی۔"

"اوکے۔" میں نے گردن ہلائی اور وہاں سے چلی آئی آج کی باتیں بھی سوچنے والی تھیں سارا پریشان تھی۔ کیوں آخر کیوں؟ اتنی صبح وہ گھر سے نکل آئی تھی اور پھر یہ ہدایات بھی بہرحال میں کوئی فیصلہ نہیں کر پائی لیکن محتاط ضرور ہو گئی اور اس دوپہر میں تیار ہو کر باہر نکل آئی۔

کوئی خاص مقصد نہیں تھا، پرس میں ہزاروں روپے پڑے ہوئے تھے۔ میں عام سی لڑکی رہنا چاہتی تھی اور اس بات کو تو کوئی احمق بھی سوچ سکتا تھا کہ میرا تعاقب کیا جا رہا ہوگا۔ ظاہر ہے وہ لوگ مجھے یوں نہیں چھوڑیں گے اس کا اندازہ بھی جلد ہی ہو گیا۔

ٹیکسی میں بیٹھے بیٹھے سرخ رنگ کی ایک کار دیکھی جو میرے پیچھے لگی ہوئی تھی ایک بازار میں، میں ٹیکسی اتر گئی اور میں نے ایک دوکان سے بھاری خریداری کی۔ جمنی کی دکان سے بھی کچھ ہلکے پھلکے زیور خریدے اور ساری چیزیں چھوٹے سے پرس میں رکھ کر آگے بڑھ گئی چند لمحات کے بعد میں نے ٹیکسی روکی اور اس میں بیٹھ گئی۔

"کہاں چلوں۔؟" ڈرائیور نے پوچھا۔

"کسی بھی پرسکون جگہ۔" میں نے جواب دیا۔

"آخر کون سی جگہ بی بی۔"

"جہاں تنہائی ہو خاموشی ہو سبزہ زار ہوں اور پھول کھلے ہوں۔" میں نے جواب دیا ڈرائیور نے منہ موڑ کر مجھے دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے آگے بڑھا دی اس وقت میں نے اس کی مسکراہٹ پر غور نہیں کیا تھا لیکن جب ڈرائیور نے ایک خوبصورت علاقے میں ٹیکسی موڑی تو میں ہوشیار ہو گئی ڈرائیور نے میری بات سے غلط نتیجہ اخذ کیا تھا لیکن میں خاموش بیٹھی رہی میں اس بے اعتماد معاشرے کو کوس رہی تھی جو ساری اقدار کھو بیٹھا تھا ٹیکسی دوڑتی رہی، ڈرائیور نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر ایک دکان کے سامنے ٹیکسی روک دی۔

"بی بی ذرا سگریٹ لے لوں۔"

"ہاں لے لو۔" میں نے افسردگی سے کہا اور دل میں ایک فیصلہ کر لیا اور سبق دوں گی ڈرائیور کو کہ زندگی بھر یاد رکھے گا اور ہر لڑکی کو تنہا دیکھ کر اس کی رال نہیں ٹپکے گی اس طرح تمھیں اور تمھارے لواحقین کو نقصان تو ضرور پہنچے گا لیکن بہت سی کمزور لڑکیاں محفوظ ہو جائیں گی۔ ڈرائیور تھوڑی دیر کے بعد واپس آگیا اور ٹیکسی چل پڑی۔ وہ ایک سنسان راستے کی

طرف جا رہی تھی۔ پتہ نہیں یہ کون سی جگہ تھی۔ میں ان علاقوں کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں رکھتی تھی۔

عام دن تھا راستے میں کوئی زیادہ رش بھی نظر نہیں آیا تھا پھر ایک پرسکون سے علاقے میں ڈرائیور نے گاڑی روک دی یہاں ایک چھوٹی سی گنگناتی ہوئی آبشار بہہ رہی تھی جو کسی پہاڑ سے بہتی ہوئی آئی تھی۔

"یوں لگتا ہے تم شہر سے بہت دور نکل آئے ہو ڈرائیور" میں نے کہا۔

"آپ کی پسند کی جگہ ہے۔"

"ہاں۔ مگر سنسان ہے۔" میں نے کہا۔

"زندگی کا لطف تو یہاں ہی آتا ہے۔" ڈرائیور بولا۔

"تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔" میں نے پوچھا اسی وقت پیچھے سے کسی موٹر سائیکل کی آواز ابھری اور میں چونک کر ادھر دیکھنے لگی موٹر سائیکل بھی ٹیکسی کے پاس آکر رک گئی تھی ایک بدمعاش ٹائپ کا آدمی اس سے اتر کر آ گیا۔ میں اس صورتحال سے انجان نہیں تھی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے شاید سگریٹ کی دکان پر اس شخص کو شاید دعوت دی تھی اور یہ موٹر سائیکل لے کر آ گیا۔ کمال ہے۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا اور اس شخص کو بغور دیکھنے لگی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" اس نے سوال کیا۔

"بس عیش ہو رہے ہیں تم اپنی کہو۔"

"میں اپنی کیا کہہ سکتا ہوں یہ لڑکی کون ہے؟"

"خوبصورت لڑکی ہے اور خوبصورت لڑکیوں کا اس سے زیادہ تعارف اور کوئی نہیں ہوتا۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم اس خوبصورت لڑکی سے تعارف حاصل کریں گے۔" اس شخص نے بے ڈھنگے انداز میں کہا اور میرا بازو پکڑ کر مجھے نیچے اتار لیا۔

میں بھی زندگی کے اس تنہا رخ سے تنگ آ گئی تھی دل میں بہت سی خواہشیں بہت سے جذبے دفن ہو چکے تھے لیکن اب اس طرح میں انسانوں کے ہاتھوں لٹنا پسند نہیں کرتی تھی بلکہ میں ان لوگوں کو صحیح طور پر جواب دینا چاہتی تھی جو تربیت میں نے حاصل کر لی تھی اس کے استعمال کا اس سے بہتر موقعہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ میں اطمینان سے اس کے ساتھ نیچے اتر آئی وہ آدمی بڑا خوش تھا ٹیکسی ڈرائیور میرے ساتھ ہی آ رہا تھا۔ چند قدم چلنے کے بعد میں نے ایک مناسب جگہ منتخب کر لی۔

یہ گھاس کا ایک گول سا قطعہ تھا جس کے اطراف پھول کھلے ہوئے تھے۔

"کیسی جگہ ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا وہ دونوں فر سے پاگل ہو گئے۔

"بہت ہی خوبصورت۔ چاروں طرف پہاڑ آسما سے باتیں کر رہے ہیں ان پر برف جمی ہوئی ہے ہوائیں رہی ہیں اور جان من ہواؤں کے اس موسم میں۔" اس آتنا ہی کہا تھا کہ میں نے دفعتاً اپنا ایک پاؤں گھما کر ڈرائیو منہ پر مارا۔ وہ اس کے لیے تیار نہیں تھا اس لیے پاؤں پوری ضرب اس کے منہ پر پڑی تھی اس کے تین دانت ٹو اور منہ سے خون ابلنے لگا۔ وہ اچھل کر دوسری طرف جا گر دوسرا آدمی حیران رہ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور کو خون اگلتے دیکھ اس کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے؟"

"کچھ بھی نہیں۔ میں نے ذرا ان ٹھنڈی ہواؤں سے روشناس کرایا تھا۔ دیکھو نا پہاڑوں پر کیسی برف ہو ہے۔" اس نے ایک گندی سی گالی دی اور آگے بڑھا۔ ٹیکسی ڈ اس دوران سنبھل گیا تھا۔

"تو رہنے دے میں اسے ٹھیک کرتا ہوں۔" وہ آگے بڑ اس بار میں نے اس کے سر پر ٹھوکر رسید کی تھی اور جب وہ اٹھنے لگا تو میں نے خود ہی گریبان پکڑ کر اسے روک دیا اور ایک زبردست ہاتھ اس کے منہ پر رسید کیا اس ہاتھ نے کام دکھا اور ڈرائیور کے نیچے کے تین دانت بھی ٹوٹ گئے اس کی شکل بگڑ گئی تھی ہونٹ پھٹ گئے تھے لیکن بس ہی نہیں میں نے ایک بار پلٹ کر اس کی پنڈلی پر ایک زوردار کک لگائی اور وہ ڈھیر ہو گیا۔

اسی وقت دوسرے آدمی نے مجھے پیچھے سے کسنے کی کوشش کی اور میں نے سلپ ہو کر اپنے آپ کو اس کی گرفت سے آزا کر لیا۔ پھر میں نے اس کے بازو پر ہاتھ ڈال کر اسے فلائنگ لگا کر نیچے گرا دیا۔ نیچے گرتے ہی میں نے اپنے جوتے کی ایڑ اس کی آنکھوں پر رکھ کر مسل دی اور اس کے حلق سے دلخراش چیخیں نکلنے لگیں لیکن میرا جنون ختم نہیں ہوا تھا میں نے ان میں سے ایک کی ٹانگ کی ہڈی توڑ دی دوسرے کا بازو اور دونوں کو سامنے کے دانتوں سے محروم کر دیا۔

وہ دونوں چند لمحات کے بعد ہی بے ہوش ہو گئے انھیں ٹھکانے لگانے کے بعد جب میں سنبھلی تو مجھے دوسری

آہٹ محسوس ہوئی۔ یہ دو افراد تھے جن میں ایک مرد اور دوسری لڑکی تھی۔ مرد کے ہاتھوں میں کیمرہ تھا۔ دونوں مجھے دیکھ رہے تھے اور ان کے چہرے پر تعجب کے آثار تھے۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ آئے۔

"آپ۔ آپ شاید کسی حادثے کا شکار ہوئی ہیں۔" مرد نے کہا۔ میں اسے جواب دینے ہی والی تھی کہ تھوڑے فاصلے پر کھڑی ہوئی ایک کار مجھے نظر آ گئی۔ یہ کار۔ یہ کار پہلی بار مجھے نظر نہیں آئی تھی۔ اس نے اس دوران میرا تعاقب کیا تھا۔ میں نے ایک لمحہ میں خود کو سنبھال لیا۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔؟"

"مم۔ میرا مطلب ہے آپ کسی حادثے کا شکار ہوئی ہیں۔"

"ہاں۔ یہ بدمعاش مجھے دھوکا دے کر یہاں لے آئے ہیں" میں نے کہا۔

"کوئی نقصان تو نہیں پہنچا آپ کو؟"

"نہیں۔ میں ٹھیک ہوں۔"

"ہم آپ کی کوئی مدد کر سکتے ہیں؟" اس بار لڑکی نے پوچھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ آپ کی تفریح میں مخل ہوئی۔"

"نہیں۔ ہم واپس جانے کے لیے تیار تھے۔"

"تب مجھے بھی شہر کے کسی علاقے میں چھوڑ دیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کروں گی۔"

"آپ نے ان کی اچھی مرمت کر دی شاید آپ مارشل آرٹس کی ماہر ہیں۔" نوجوان نے کہا۔

"ہاں۔ میں تھوڑا بہت جانتی ہوں۔"

"بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" مرد نے کہا۔ "میرا نام سائیکی ہے۔"

"ان لوگوں نے آپ سے کچھ چھینا تو نہیں۔"

"نہیں۔ میرا پرس ٹیکسی میں پڑا ہے بس اسے نکالنا ہے۔" میں نے کہا اور ٹیکسی کی طرف بڑھ گئی۔

ٹیکسی لاک تھی، میں نے زمین سے ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور پوری قوت سے بیک مرر پر دے مارا۔ شیشہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اب میں نے ایک اور بڑا پتھر اٹھایا اور ونڈ اسکرین پر دے مارا۔ اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو شاید میں ٹیکسی کو آگ لگا دیتی تاکہ ڈرائیور اس نقصان کو کبھی فراموش نہ کر سکے۔ ان دونوں نے میری حرکت پر کوئی تعرض نہیں کیا۔ بہرحال ان کاموں سے فارغ ہو کر میں ان دونوں کے ساتھ چل پڑی۔ میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ وہ دونوں اسی کار میں آئے تھے جو میرا تعاقب کر رہی تھی۔ میں ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ میں ان لوگوں سے اگر سوالات کرتی تو ان کی شخصیت فوراً مشکوک ہو جاتی کیونکہ وہ عجیب سے انداز میں میرے سامنے آئے تھے اور میری مدد پر آمادہ ہو گئے تھے۔

راستے میں کسی نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی شہر پہنچ کر لڑکی نے کہا۔

"آپ کو کہاں چھوڑ دیں میڈم۔؟"

"بس کسی ایسی جگہ جہاں سے ٹیکسی مل جائے۔" میں نے کہا اور مرد نے ایک گزرتی ٹیکسی کو اشارہ کر کے کار سڑک کے کنارے کر کے روک دی۔ میں ان دونوں کا شکریہ ادا کر کے ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔ لڑکی اور مرد کا چہرہ میرے لیے نیا تھا لیکن اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں تھی کہ وہ سارا ہی کے آدمی تھے ہاں ٹیکسی ڈرائیور اور اس کے ساتھی کے اس ڈرامے کی ذمہ دار میں کسی طرح سارا دیوی کو نہیں ٹھہرا سکتی تھی۔

بہرحال میں نے اس نئی ٹیکسی کو کلب کا پتہ بتا دیا اور ٹیکسی چل پڑی، تھوڑی دیر کے بعد میں داخل ہو رہی تھی، پہلے میں اپنی رہائش میں گئی اور اس کے بعد لباس تبدیل کر کے باہر نکل آئی۔

کلب کا ماحول جوں کا توں تھا کوئی خاص بات نہیں تھی اس ماحول میں رات کو سارہ دیوی سے ملاقات ہوئی اس کا موڈ زیادہ بہتر نہیں تھا مجھ سے بھی سرد مہری سے پیش آئی پھر اس نے مجھے اطلاع دی۔

"اشرف علی نے تمہیں ڈنر پر بلایا ہے۔ نو بجے تک وہاں پہنچ جاؤ۔" اس نے کہا۔

"اوہ۔ کیا یہ ضروری ہے مادام۔" میں نے پوچھا۔

"کیا مطلب۔؟" اس نے مجھے گھور کر دیکھا۔

"مطلب یہ کہ اشرف علی کے پاس جانا میرے لیے اتنی اہمیت نہیں رکھتا۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن تمہیں جانا ہے۔"

"مگر میں نہیں جانا چاہتی۔"

"نہیں سائیکی تمہیں ضرور جانا چاہیے۔ وہ معمولی شخصیت کا انسان نہیں ہے اس کی دعوت ایک اہمیت رکھتی ہے۔"

"لیکن مادام۔"

"تم ضرور جاؤ گی۔" سارا دیوی نے سرد لہجے میں کہا۔ اور میں خاموش ہو گئی میں نے یہ سب کچھ بس یونہی کہہ دیا تھا میں

تو خود اشرف علی سے ملنا چاہتی تھی ممکن ہے کوئی کام ہی بن جائے۔ لیکن فوراً ہی آمادگی کا اظہار کرکے سارا دلوی کو شبہے میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔

بہرطور چونکہ اس نے سختی سے یہ بات کہی تھی اس لیے میں نے آمادگی کا اظہار کر دیا اور نو بجے میں روانگی کے لیے تیار تھی میں نے ایک عمدہ لباس پہنا اور مجھے اطلاع ملی کہ باہر گاڑی آگئی ہے میں نیچے اُتر آئی۔

باہر ایک خوبصورت کار کھڑی ہوئی تھی جس کے نزدیک ہی ڈرائیور موجود تھا اس نے میرے لیے عقبی دروازہ کھول دیا اور میں کار کا نمبر ذہن نشین کرکے اندر بیٹھ گئی کار چل پڑی۔

مختلف راستے طے کرتی ہوئی کار بالآخر ایک خوبصورت علاقے میں داخل ہوگئی اور ایک نہایت حسین عمارت کے سامنے پہنچ کر پورچ میں رُک گئی۔ پورچ سے چند گز کے فاصلے پر کھڑا ہوا، شخص سیڑھیاں اُتر کر میرے نزدیک آگیا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور گردن خم کرکے بولا۔

"تشریف لائیے نمالون۔ اور میں اس کے ساتھ اندر چل پڑی۔ اس نے مجھے خوبصورت سے ڈرائنگ روم میں پہنچایا جہاں اشرف علی نے میرا استقبال کیا تھا۔ وہ ایک خوبصورت گاؤن پہنے ہوئے تھا اور اس کی شخصیت اتنی ہی پُراسرار نظر آرہی تھی جتنی میں نے پہلی بار محسوس کی تھی۔

"تاش کی جادوگر کی خدمت میں سلام۔" اس نے کہا۔ اور میں نے مسکراتے ہوئے گردن خم کر دی۔

"تشریف رکھیے۔ اس نے ایک نشست کی طرف اشارہ کیا اور میں بیٹھ گئی۔

"سنائیے مزاج کیسے ہیں؟"

"ٹھیک ہوں۔"

"اب تک تو آپ سارا کو کروڑ پتی بنا چکی ہوں گی۔"

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"ہے نہیں تو ہو سکتی ہے۔ آپ ایسی ہی شخصیت کی مالک ہیں مس سائیکی کہ ہر شخص کی آپ پر رال ٹپکتی ہے۔"

"یہ آپ کی عزت افزائی ہے۔"

"نہیں۔ یہ حقیقت ہے۔ اگر آپ سارا کے ہاتھ نہ لگتیں تو میں آپ کو اپنا ساتھی بنانے کی کوشش کرتا۔"

"دولت کے حصول کے لیے۔" میں نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔ دولت تو میرے پاس بہت ہے بس یوں کہیں کہ آپ ایک انوکھی خوبی کی مالک ہیں۔ میں خوبصورت اور پُراسرار چیزوں کا عاشق ہوں بہرطور میں تنہائی میں آپ سے ملنا چاہتا تھا آپ کا شکریہ کہ آپ یہاں آگئیں۔"

"آپ کی دعوت تھی اور سارا دلوی کا حکم میں بھلا کیسے منع کر سکتی تھی۔

"بہرطور مس سائیکی۔ آپ کے بارے میں میرے دل پر بہت سے خیالات ہیں کیا مجھے ان کے اظہار کا موقعہ دیں گی؟"

"آپ یہ سوال مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں سیٹھ اشرف علی ہے میں آپ کی مہمان بھی ہوں اور سچ پوچھیں تو خادم بھی ہوں۔"

"نہیں۔ میں آپ کو اپنا خادم نہیں کہہ سکتا لیکن دوسری بات ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو بہت سی مشکلات سے بچا سکتا ہوں۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"دیکھو میری نیت پر شبہ مت کرنا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں حالات کے تحت کہہ رہا ہوں میرے دل میں تمہاری عزت ہے ایک خاص مقام پیدا ہوگیا ہے میرے وجود میں تمہارے لیے اور میں ذرا اسی قسم کا آدمی ہوں کہ اپنے آپ پر قابو نہیں پا سکتا جس چیز کا چاہتا ہوں اظہار کر دیتا ہوں۔"

"یہ اچھی بات ہے اظہار کر دینے والے لوگ بُرے نہیں ہوتے۔"

"اگر میں تم سے سارا دلوی کے بارے میں کچھ ایسی باتیں کہوں جو اس کے حق بہتر نہ ہوں تو تم یہ مت سمجھنا کہ میں تمہیں دولت کے لیے احمق بنا رہا ہوں بلکہ اس میں میرے دلی جذبات بھی شامل ہیں۔"

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"؟

"میں تمہیں سارا کے چنگل سے نکال سکتا ہوں ورنہ وہ لالچی عورت تمام عمر تمہارا خون چوستی رہے گی اور کبھی تمہاری جان نہیں چھوڑے گی۔"

"مجھے اس کا اندازہ ہے۔" میں نے کہا۔

"اس کے باوجود تم کسی دوسرے کی ہمدردی سے فائدہ اُٹھانے کے لیے تیار نہیں ہو۔" اشرف علی بولا۔

"میں نے آپ سے یہ تو نہیں کہا۔" میں بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"ہاں۔ سائیکی۔ اس بات سے تم خود بھی انکار نہیں کر سکتیں کہ تمہارا کمال دیکھ کر کون متاثر نہ ہوا ہوگا، ہم لوگ خود بھی دنیا کے بیشتر ممالک میں جوا کھیل چکے ہیں نامی شاطروں سے بھی واسطہ پڑا ہے لیکن تاش کی جادوگری آپ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہماری سمجھ میں کبھی نہیں آئی آپ میرے لیے بے حد دلکش ہیں اس کے علاوہ آپ کی شخصیت اس قابل ہے کہ اس سے قرب حاصل کیا جائے۔ چنانچہ میں نے سارا دلوی سے تعلقات کا فائدہ اُٹھایا اور آپ کو اس طرح سے یہاں تنہا بلوا لیا۔"

"میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں اشرف صاحب۔"

"کوئی خاص نہیں۔ میں تمہیں کسی سلسلے میں مجبور نہیں کروں گا۔ اپنے بارے میں اگر مناسب سمجھو تو مجھے آگاہ کر دو نہ کرنا چاہو تو مجبور نہیں کروں گا۔ ہاں یہ جاننا ضرور چاہتا ہوں کہ تم سارا دلوی کو چھوڑنا پسند کرو گی۔"

"میں اپنی مرضی سے اس کے ساتھ نہیں ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے لیکن تم بے شمار غلط فہمیوں کا شکار ہو۔"

"میں نہیں سمجھی۔" میں نے کہا۔

"جس طرح اس نے تمہیں پھانسا ہے وہ سب کچھ فراڈ ہے جس میں میرے چند آدمیوں کو بھی استعمال کیا گیا تھا تم اچھی طرح سمجھتی ہو۔"

"جی میں کچھ نہیں سمجھی۔"

"وہ شخص جسے تمہارے ہاتھوں قتل کرایا گیا درحقیقت قتل نہیں ہوا۔"

"کک۔ کیا مطلب۔؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"وہ زندہ ہے اور اگر تم چاہو تو میں ابھی اسے تمہارے سامنے لا سکتا ہوں وہ میرے ہی آدمیوں میں سے ایک تھا مجھے نہیں معلوم تھا کہ سارا کس کے لیے یہ سارا ڈرامہ رچا رہی ہے۔ وہ مجرمانہ ذہنیت کی مالک ہے اکثر لوگوں کے خلاف کچھ نہ کچھ کرتی رہتی ہے اور اس سلسلے میں اکثر و بیشتر آدمی میرے اس کے لیے کام کرتے ہیں کیونکہ وہ میرے لیے خوبصورت ماحول مہیا کرتی ہے چنانچہ سائیکی وہ شخص تمہارے پاس پہنچا اور قتل ہوگیا اس کے بعد پولیس کے چند افراد وہاں پہنچے اور انھوں نے تمہیں گرفتار کر لیا راستے میں تمہیں ان سے چھین بھی لیا گیا۔

"جی۔ جی۔" میں نے تحیّر کے عالم میں کہا۔ "آپ کو سب کچھ معلوم ہے۔"

"ہاں۔ میں اس سازش میں براہ راست تو شریک نہیں تھا لیکن سارا نے میرے چند آدمیوں کو استعمال کیا تھا یہ سب کچھ صرف اس لیے کیا گیا تھا کہ تم خود کو ایک قاتلہ محسوس کرو اور ہمیشہ اس کے احسان کے نیچے دبی رہو حالانکہ پولیس میں ایسا کوئی کیس درج نہیں ہے۔ میں تمہیں پچھلے دو ماہ کے اخبارات مہیا کر سکتا ہوں کسی اخبار میں اس کیس کا تذکرہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اگر تم چاہو تو پولیس اسٹیشن چل کر تمہاری تسلی کرا سکتا ہوں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح تم بلیک میل کی جا رہی ہو وہ سب کچھ فراڈ ہے وہ سب مصنوعی لوگ تھے اور یہ جال تمہیں پھانسنے کے لیے بچھایا گیا تھا۔ اشرف علی نے کہا اور میں متحیّر رہ گئی۔ چند لمحات کے بعد میں نے گردن جھکا کر افسردہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر اشرف۔ آپ مذاق تو نہیں کر رہے۔ آپ نے مجھے میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی دی ہے۔"

"دی ہے نا۔" اشرف علی نے قہقہہ لگایا۔ "میں نے کہا نا کہ اس احمق عورت کو چھوڑ کر میرے ساتھ رہو میں کائنات کی تمام خوشیاں تمہارے دامن میں ڈال دوں گا۔"

"اگر یہ حقیقت ہے تو میں تیار ہوں۔ میں خود بھی اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔" میں نے کہا اور اشرف علی مسکرانے لگا۔ اس وقت دروازے پر دستک سنائی دی اور اشرف علی نے آواز لگائی۔

"آجاؤ بھئی آجاؤ۔ یہاں کوئی غیر نہیں ہے۔ دوسرے لمحے جو شخص اندر داخل ہوا وہ رام داس تھا اس نے مسکراتے ہوئے گردن خم کی اور میں نے اسی طرح اس کا استقبال کیا۔

"اوہ۔ مس سائیکی موجود ہیں۔" اس نے کہا۔

"ہاں بھئی۔ اور بڑی بڑی کام کی باتیں ہوئی ہیں ان سے آئندہ یہ ہمارے لیے کام کریں گی۔"

"اور سارا کا کیا ہوگا۔؟" رام داس نے پوچھا۔

"چھوڑو۔ اس چالاک عورت کو روزانہ لاکھوں روپے کما رہی ہے اور بہت جلدی کروڑ پتی اور پھر ارب پتی بن جائے گی اب تو ہمارا مسئلہ ہے۔ اشرف علی نے کہا اور رام داس ہنسنے لگا پھر بولا۔

"کیا سائیکی اس بات کے لیے تیار ہوگئی ہیں کیا سارا نے جو کچھ کیا ہے ایک فراڈ ہے۔ وہ بہت خوش ہوئی ہیں اور ہماری شکر گزار ہیں۔ ویسے رام داس تمہارا کیا خیال ہے سائیکی کا ہمارے ساتھ شامل ہو جانا ہمارے لیے نیک فال نہیں ہے۔"

رام داس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر وہ آہستہ سے بولا۔

"ہے تو سہی لیکن کچھ مشکلات پیش آسکتی ہیں اشرف علی۔"

"وہ کیا؟"

"کنور جی کو تو آپ جانتے ہی ہیں۔"

"کس کی بات کر رہے ہو؟"

"کنور رادھن سنگھ کی۔" رام داس نے کہا۔ اور دوسرے

لمحے میرے ذہن میں کئی دھماکے ہوئے۔

"ہاں کیوں نہیں۔ کنور رادھن سنگھ سے میں اچھی طرح سے واقف ہوں۔"

"کنور رادھن سنگھ کی زندگی میں کچھ انوکھے واقعات پیش آئے آپ ان کی شخصیت کو تو جانتے ہیں مسٹر اشرف علی لیکن شاید آپ کو یہ معلوم نہیں کہ رادھن سنگھ جی جس کے پیچھے پڑ جائیں تو اس کے لیے بڑی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود ناکامی کا ہی منہ دیکھتا رہ جاتا ہے۔"

"کیا کہنے ہو تمھاری باتیں میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہیں۔"

"آپ رادھن سنگھ کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ رادھن سنگھ جی کے شکار آسانی سے اپنی زندگی نہیں بچا سکتے انھوں نے پوری زندگی ہی شکاروں میں صرف کی ہے اور پھر ان تمام حالات کے تحت بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مس سائیکی یا رام داس رکا۔" اس نے مسکراتی نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور پھر بولا۔ "یا پھر مس کوشل اتنی آسانی سے اپنی گردن بچا سکیں۔"

"تمھاری کوئی بات جو میری سمجھ میں آ رہی ہو کیا بہت زیادہ پی کر آ گئے ہو۔"

"نہیں۔ بلکہ آپ کا نشہ اتارنا چاہتا ہوں اشرف علی صاحب یہ خاتون جو مس سائیکی کے نام سے یہاں مشہور ہیں دراصل ان کا نام کوشل ہے اور جو ترقیاں انھوں نے کی ہیں وہ نا صرف میرے لیے بلکہ کنور جی ان کے بارے میں سنیں گے تو خود بھی حیران رہ جائیں گے۔ کنور جی کو ان کی تلاش ہے۔ بڑی دلچسپ بات یہ ہے مسٹر اشرف علی کہ مس سائیکی یعنی مس کوشل بمبئی سے ڈیرا دون آ گئیں۔ یقیناً گاف کلب کے بارے میں انھوں نے معلومات حاصل کی ہوں گی اور انہی معلومات کی بنیاد پر وہ یہاں پہنچیں بڑا لمبا جھگڑا ہے ان کا کنور رادھن سنگھ جی سے، لیکن سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ میں انھیں جس روپ میں دیکھ رہا ہوں وہ میرے لیے بڑا حیران کن ہے۔ شاید آپ اس بات پر یقین نہ کریں سیٹھ اشرف علی کہ مس سائیکی یعنی مس کوشل ایک دیہاتی لڑکی ہیں اور ایک ایسے باپ کی بیٹی جو کنور رادھن سنگھ کے ہاں معمولی ملازمت کرتا تھا۔ دیہات سے نکلیں تو نجانے کہاں کہاں گھومتی پھریں ساری باتیں اپنی جگہ، ان کا بمبئی پہنچ جانا اپنی جگہ لوگوں کو انھوں نے ہلاک کیا وہ اپنی جگہ، سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ مارشل آرٹس سے واقف ہو چکی ہیں اور نشانے کے کھیل میں ان کا اپنا کوئی ثانی نہیں۔ رہا مجھے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ انھوں نے یہ ترقی یہ تمام چیزیں کہاں سے حاصل کریں بہر طور سیٹھ اشرف علی میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا ہوں اور جب میں نے واقعات کی کڑیاں ملائیں تو میں اچھل پڑا میرا انھیں پہچاننا ایک فطری بات تھی۔ شاید آپ کو یقین نہ آئے کہ انھوں نے کئی ایسے آدمیوں کو ہلاک کر دیا ہے جو میرے لیے اور کنور رادھن سنگھ جی کے لیے کام کرتے تھے سورج گرہن کے نمائندے عام حیثیت نہیں رکھتے لیکن اس نے ان سب کو نگی کا ناچ نچا دیا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا؟" اشرف علی خاموشی سے رام داس کی بات سن رہا تھا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"تمھارے پاس کیا ثبوت ہے اس کا کہ یہ وہی لڑکی ہے۔"

"کمال ہے۔ یہ ثبوت آپ کو خود رادھن سنگھ جی فراہم کر دیں گے میں نے بڑی عجیب سی کیفیت میں انھیں پایا ہے۔ ویسے اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں خود بھی یہ ثبوت فراہم کر سکتا ہوں۔" اشرف علی خاموش نگاہوں سے رام داس کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"مگر رام داس۔ اتنی کام کی لڑکی کو تم کنور جی کے حوالے کر دو گے۔ کیا یہ بات مناسب ہو گی۔"

"رادھن سنگھ جی کا مسئلہ ذرا مختلف ہے سیٹھ اشرف بے شک یہ لڑکی بڑے کام کی چیز ہے لیکن ہم اسے چھپا بھی تو نہیں سکتے۔ اور پھر آپ جانتے ہیں کہ سارا دیوی کا رادھن سنگھ سے کیا تعلق ہے۔"

"سارا کا جو کچھ تعلق ہے وہ تو میں جانتا ہوں، لیکن تمھارا بھی تو رادھن سنگھ سے تعلق ہے کیا سارا کے ساتھ تم نے اس سلسلے میں فراڈ نہیں کیا۔" سیٹھ اشرف نے رام داس سے کہا۔

"نہیں سیٹھ اشرف صاحب۔ میں دنیا کے ہر شخص سے فراڈ کر سکتا ہوں بات اگر صرف سارا کی ہوتی تو کوئی حرج نہیں تھا لیکن اب یہ نئی صورت سامنے آئی ہے اس کے تحت میرے لیے مشکل ہے کہ میں رادھن سنگھ سے سب کچھ چھپا لوں۔"

"ہوں۔ یہ بات ہے تو پھر اب کیا پروگرام ہے۔" سیٹھ اشرف نے سنجیدگی سے کہا۔

"مجبوری ہے۔ دراصل رادھن سنگھ جی کو اس لڑکی کی تلاش ہے اس کے ہاتھوں انھیں بڑے نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ انھوں نے بہت کچھ کیا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم اسے رادھن سنگھ جی سے چھپا نہیں سکتے اور اس طرح انھیں اپنا دشمن بنا لیں گے۔"

"اس کے لیے کوئی نہ کوئی بندوبست کیا جا سکتا ہے۔"

"نہیں سیٹھ اشرف۔ اس سلسلے کو آپ رہنے ہی دیں میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔" سیٹھ اشرف تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا میں چہرہ سخت بنائے ان لوگوں کی گفتگو سن رہی تھی اور یہ اندازہ لگا رہی تھی کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے سیٹھ اشرف تھوڑی دیر خاموش رہا پھر اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں دیوی جی۔ آپ کا کیا ارادہ ہے۔" میں مضطربانہ انداز میں ہونٹ کھول کر رہ گئی تھی۔ سیٹھ اشرف ہنس پڑا پھر اس نے رام داس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے رام داس ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں سوائے اس کے کہ اس سلسلے میں تم سے تعاون کریں لیکن تمھیں بھی ہم سے تھوڑا سا تعاون کرنا ہو گا۔"

"ہاں۔ ہاں میں آپ کا دوست ہوں سیٹھ اشرف ایسی کیا بات ہے؟"

"تو پھر کیا خیال ہے۔ ہو جائے تھوڑی سی۔" سیٹھ اشرف نے کہا۔ اور رام داس اس کا مطلب سمجھ کر مسکرا پڑا۔ میں ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کر پائی تھی کہ مجھے اس سلسلے میں کیا اقدام کرنا چاہیے۔ سیٹھ اشرف نے ایک گھنٹی بجائی اور ایک ملازم اندر داخل ہو گیا۔

"شراب کا سامان تیار کرو۔ انھوں نے کہا اور ملازم گردن خم کر کے باہر نکل گیا۔ رام داس اطمینان سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ مسکراتی نظروں سے مجھے مسلسل دیکھے جا رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"کیوں کوشل جی آپ نے اس مسئلے میں کوئی تائید یا تردید نہیں کی۔ میں نے پھر کوئی جواب نہیں دیا سیٹھ اشرف اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا بولا۔

"ٹھیک ہے بھئی۔ اب کیوں اس بے چاری کو پریشان کر رہے ہو تھوڑی دیر کی مہمان تو ہے دو ہمارے پاس۔" یہ کہہ کر سیٹھ اشرف ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری سے کچھ نوٹوں کی گڈیاں نکالیں اور انھیں لے کر میز پر آ گیا۔

"کیا خیال ہے مس سائیکی۔ میں تو تمھیں مس سائیکی ہی کہوں گا۔ تھوڑا سا کھیل ہو جائے۔"

"میں ان حالات میں نہیں کھیل سکتی۔" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر کچھ تو بولو۔ کوئی فیصلہ کرو۔ کیوں بھئی رام داس تمھارا کیا خیال ہے۔؟"

"ہاں بھئی۔ میں جانتا ہوں کہ مس کوشل اب پریشان ہوں گی اور آپ ان کی طرف سے اتنے غافل بھی نہ رہیں یہ بہت خطرناک لڑکی ہے۔ ماحول کو پوری طرح سمجھتی ہے اس لیے ہمیں محتاط رہنا ہو گا۔" میں نے نفرت سے رام داس کی طرف دیکھا اور پھر سیٹھ اشرف کی طرف دیکھنے لگی۔ لیکن اسی وقت سیٹھ اشرف نے مجھے ایک غیر محسوس سا اشارہ کیا تھا ایسا اشارہ جسے میں سمجھ نہ سکی، میں اسی اشارے میں الجھی ہوئی تھی رام اس گفتگو کر رہا تھا وہ بہت خوش تھا اس بات پر کہ اب رادھن سنگھ کے سامنے سرخرو ہو گا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ بدقسمتی نے اس لڑکی کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اگر یہ واقعی سائیکی ہوتی تو وہ اسے سر آنکھوں پر رکھتا لیکن اب یہ ضروری ہے کہ سارا دیوی کو بھی اس کے بارے میں سب کچھ بتانا ہو گا۔ سیٹھ اشرف نے شانے ہلاتے ہوئے کہا۔

"جو تمھاری مرضی آئے کرو بھئی اب تو میں اس سلسلے میں کچھ بول ہی نہیں سکتا۔" شراب کے برتن سامنے سج گئے اور سیٹھ اشرف نے سب کے سامنے شراب بنا کر پیش کر دی اس نے مجھے جب جام دیا تو میں نے نفرت سے کہا۔

"میں نہیں پیتی۔"

"ارے ہاں۔ کلب میں بھی تم نے اس بات کے لیے منع کیا تھا۔ چلو خیر کوئی حرج نہیں ہے ہم ہی پیتے ہیں۔ چلو رام داس تمھاری کامیابی کے لیے ایک جام۔" سیٹھ اشرف نے رام داس کے جام سے جام ٹکرایا اور رام داس نے ایک ہی گھونٹ میں ساری شراب حلق میں انڈیل لی لیکن ابھی شراب اس کے معدے میں گئی ہی تھی کہ دفعتاً وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اذیت کے آثار نظر آ رہے تھے، اس نے دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لیے اور وحشت زدہ نگاہوں سے سیٹھ اشرف کو دیکھتا ہوا بولا۔

"یہ۔ یہ کیسی شراب تھی۔ ؟ ارے میرا سینہ بری طرح جل رہا ہے۔ اندر ہی اندر نجانے کیا ہو رہا ہے۔"

"میرے شکار کو حاصل کرنا آسان کام نہیں ہے رام داس تم نے پرانی دوستی ختم کر کے خود ہی اپنے لیے نقصان خریدا تھا میں کیا کروں۔"

"کیا مطلب؟"

"شراب میں زہر تھا اور اب تمھاری کہانی خاموشی سے اسی چھت کے نیچے دفن ہو جائے گی۔ دو چار آدمیوں کو قتل کر کے دفن کر دینا میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ رام داس نے دونوں ہاتھ فضا میں لہرائے اس کی آنکھیں چڑھتی جا رہی تھیں

میں چونک کر کھڑی ہوگئی۔ سیٹھ اشرف نے آگے بڑھ کر میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"تم میری پناہ میں آگئی ہو کوشل اب فکر مت کرو۔ رادھن سنگھ سورج گرہن کا بہت بڑا آدمی ہے لیکن اشرف، اشرف اپنی دنیا کا بادشاہ ہے اور اب تمھیں کسی بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔" میں متوحش نگاہوں سے سیٹھ اشرف کو اور رام داس کو دیکھتی رہی رام داس نے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر اپنا سینہ مسلنا شروع کر دیا تھا اور آہستہ آہستہ وہ اوندھا زمین پر لیٹ گیا۔ اب اس کے جسم میں کوئی حرکت نہیں تھی۔ شاید وہ مر چکا تھا۔ اشرف علی کے ہونٹوں پر ایک پر اسرار مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ میں خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی تھی تب اس نے کہا۔

"دراصل کوشل۔ میں اسی قسم کا آدمی ہوں اپنے بارے میں آپ کو تھوڑا بہت بتا دینا چاہتا ہوں تاکہ آپ کو میرے سلسلے میں فیصلہ کرنے میں آسانی ہو میری زندگی مجرمانہ کارروائیوں کے دوران گزری ہے اپنی اس مختصر سی زندگی میں بہت سی تنظیموں سے وابستہ رہ چکا ہوں، یورپ میں خاص طور سے میں ایک گروہ میں شامل تھا۔ جو میکلارنس کا گروہ کہلاتا تھا میک لارنس ایک درندہ صفت آدمی تھا۔ اور ذہنی طور پر جنونی بھی تھا اس کے لیے زندگی موت ایک کھیل کی حیثیت رکھتی تھی۔ میرا اس گروہ سے تقریباً تین سال تک تعلق رہا اور اس کے بعد جب اپنا وطن دیکھنے کی خواہش دل میں آئی تو میں اسے چھوڑ چھاڑ کر یہاں چلا آیا۔ یہاں آنے کے بعد میں نے خاصی تگ و دو کی کئی ایسے چھوٹے موٹے کیس کیے جن سے مجھے اچھی خاصی رقم حاصل ہوگئی۔ میں کھانے اور اڑانے کا عادی ہوں۔ میری زندگی آزاد گزری ہے، گروہ بنا کر نہیں رہتا بلکہ یہ خیال رکھتا ہوں دل میں کہ گروہ کی وجہ سے آدمی بہت جلدی مصیبت میں پھنستا ہے۔ سورج گرہن کے بارے میں مجھے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو چکی ہے کہ اس کا تعلق سورج گرہن سے ہے البتہ سورج گرہن کے دوسرے افراد کے بارے میں مجھے زیادہ معلومات حاصل نہیں تھیں، میں اس تنظیم کے بارے میں خاصی کوششوں میں مصروف رہا کہ اس کی کچھ تفصیلات میرے علم میں آئیں، مقصد کوئی خاص نہیں تھا صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ تنظیم کی کیا حیثیت ہے اور کس انداز میں کام کر رہی ہے۔"

"اتفاق کی بات یہ کہ کچھ ذرائع سے سارا دلوی تک رسائی حاصل ہوگئی اور مجھے پتہ چل گیا کہ گاف کلب دراصل تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہاں کے بارے میں یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد میں یہ سوچ رہا تھا کہ کس طرح اس تک رسائی حاصل کروں کہ یہ رام داس مل گیا میرا پرانا واقف کار تھا اور اس سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ خود بھی سورج گرہن کے لیے کام کرتا ہے سورج گرہن سے میرا کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن تمھاری کہانی مجھے متاثر کر رہی ہے دراصل مس کوشل اب میں تمھیں سائیکی نہیں مس کوشل ہی کہوں گا کیونکہ مجھے تمھارا اصل نام معلوم ہو گیا ہے۔ میں ذرا لاابالی قسم کا آدمی ہوں اپنی زندگی میں، میں نے بہت سے علوم سے واقفیت حاصل کی ہے، بے شمار زبانیں جانتا ہوں اور بہت سے ملکوں میں رہ چکا ہوں میں نے دنیا کو دوسری نگاہ سے دیکھا ہے دنیا عیش کرنے کی جگہ ہے انسان اپنے اوپر مصیبتوں کا پہاڑ لاد لے تو پھر ان مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل کرنا اس کے بس کی بات نہیں ہے چنانچہ بہتر یہی ہے کہ دنیا کو ہلکی نگاہ سے دیکھا جائے رشتے محبتیں تعلقات اچھی چیز ہیں اور انسان ہمیشہ سے ان کے لیے مجبور رہا ہے لیکن جب یہ مجبوری بے بسی بن جائے تو پھر انسان کو رشتے ترک کر دینا چاہیے میں نہیں کہتا کہ تمھاری اپنی کیا داستان ہے لیکن میں تمھیں مشورہ یہی دے سکتا ہوں کہ اپنے آپ میں جیو دنیا کے لیے جینے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔" میں خاموشی سے اشرف علی کی طرف دیکھتی رہی اس نے ایک نگاہ مجھے دیکھا اور پھر بولا۔

"غالباً یہ لاش تمھارے ذہن پر بُرا اثر ڈال رہی ہے ٹھہرو میں اسے ٹھکانے لگا دیتا ہوں۔" اس نے کہا اور جھک کر لاش دونوں ہاتھوں پر اٹھالی اور خاصا قوی ہیکل آدمی تھا اور وہ لاش کو اُٹھائے ہوئے باہر نکل گیا۔ میں وہیں بیٹھی پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے، ایک مصیبت سے نکلی اور دوسرے عذاب میں گرفتار ہوگئی یہ اشرف علی کون ہے اور مجھ سے کیا چاہتا ہے، اپنے بارے میں اس نے جو کچھ بتایا ہے وہ صحیح ہے یا غلط، کیا حیثیت ہے اس کی، کس حد تک جا سکتا ہے کوئی بات معلوم نہیں تھی۔ البتہ اس نے جس طرح رام داس کو قتل کر دیا تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ سخت دل آدمی ہے اور کسی بھی کام کو کرنے میں دقت نہیں ہوتی ہوگی اسے، بہت جلدی میں چند فیصلے کرنے تھے اور اشرف علی کے واپس آنے سے پہلے ہی مجھے اپنے آئندہ اقدامات کے بارے میں یقین کر لینا تھا اور میں نے یہی سوچا کہ اگر اشرف علی سے کچھ کام بن سکتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے مجھے اسے شیشے میں اُتار لینا چاہیے۔ چنانچہ اس خیال سے میں کسی حد تک مطمئن ہوگئی تھوڑی دیر کے بعد اشرف علی واپس

آگیا۔

"میں نے تمھارے لیے کافی منگوائی ہے۔ میرا خیال ہے اس وقت کافی تمھارے ذہن کو سکون دے گی۔ میں نے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ملازم نے کافی کے برتن لا کر ہمارے سامنے سجا دیئے۔ سیٹھ اشرف علی نے خود ہی آگے بڑھ کر کافی بنائی اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"اس وقت تم میری مہمان ہو۔ میں تمھارے لیے جو کچھ کر سکتا ہوں وہ کر کے مجھے بے حد خوشی ہوگی کیا یہ ممکن ہے مس کوشل کہ تم مجھے اپنے بارے میں تفصیلات بتا دو۔"

"میری تفصیل کچھ نہیں ہے مسٹر اشرف علی۔" میں نے کافی کے گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ رام داس کا کہنا درست تھا ایک دیہاتی ماحول کی پروردہ ہوں۔ زندگی بہت ہی سادہ اور آسان سی تھی یہ نہیں معلوم تھا کہ زندگی میں ایسے ہنگامے داخل ہو سکتے ہیں۔ رادھن سنگھ سورج گرہن کا آدمی ہے اور سورج گرہن کی تنظیم ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ شاید کچھ اور ممالک میں بھی پھیلی ہوئی ہے میں اس کے بارے میں ابھی تک مکمل معلومات نہیں حاصل کر سکی، رادھن سنگھ کے ذریعے میرے خاندان کی تباہی ہوئی میرے پتا جی کو مار ڈالا گیا۔ میری اور میری بہن کی زندگی "تلخ کر دی گئی"، ماتا جی مر گئیں اور میں دربدر ہوگئی۔ رادھن سنگھ مسلسل میرے پیچھے لگا ہوا ہے چونکہ میں نے اس کی بے عزتی کی تھی اور اب وہ مجھ سے اس کا بدلا لینا چاہتا ہے اور اس کے لیے اس نے مجھ پر زندگی تلخ کر دی ہے۔ اس نے میری حیثیت مجھ سے چھین لی ہے بھگوان جانے کن کن حالات سے گزرتی ہوئی میں یہاں تک پہنچی ہوں۔ سارا دلوی کے اس اڈے گاف کلب پر میں یہی معلومات حاصل کرنے کے بعد پہنچی تھی کہ یہاں رادھن سنگھ سے ملاقات ہو سکتی ہے ابھی تک تو وہ مجھے نہیں ملا اور درمیان میں یہ ساری چیزیں آگئیں ایک طرح سے آپ کا مل جانا اور مجھے اپنے ساتھ شامل کر لینا میرے حق میں بُرا ہی ہوا ہے اشرف صاحب چونکہ اس طرح میں اپنے مقصد سے دور ہوگئی ہوں میری زندگی کا صرف ایک ہی مقصد ہے اپنی بہن روپا کا حاصل کرنا اور رادھن سنگھ کو قتل کرنا اس کے بعد میں دنیا کا ہر کام کرنے کو تیار ہوں" اشرف علی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"سارا دلوی کے اس اڈے کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے۔"

"رادھن سنگھ اگر یہاں آ سکتا ہے تو میرا خیال ہے مجھے اس میں رہنا چاہیے میں تو اس سلسلے میں یہاں پر موجود تھی۔"

"کب تک انتظار کرو گی اس کا۔"

"جب تک کہ وہ یہاں پہنچ نہ جائے۔"

"مشکل ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ رادھن سنگھ جیسا آدمی ان چھوٹی موٹی جگہوں پر نہیں آتا ہوگا۔"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں اشرف صاحب۔"

"بس میرا خیال ہے سانپ بڑی چیز ہے وہ تو یقینی طور پر اپنے آپ کو محفوظ رکھتا ہوگا۔"

"پھر اس سلسلے میں کیا کیا جائے۔؟" میں نے سوال کیا اور اشرف کچھ سوچنے لگا۔ اس کی آنکھوں اور چہرے کی وہ عجیب سی کیفیت مجھے اس وقت بھی پر اسرار محسوس ہوئی تھی اور تھوڑی دیر تک وہ گردن جھکائے بیٹھا رہا پھر اس نے کہا۔

"اگر میں تم سے یہ کہوں کہ رادھن سنگھ سے انتقام لینے کا ارادہ ترک کر دو اور اپنی زندگی کے لیے کچھ کرو تو کیا تم اس کے لیے تیار نہیں ہو جاؤ گی۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"کیوں۔؟"

"اس لیے کہ میری زندگی کا ایک ہی تو مقصد ہے اور اسی مقصد کے لیے میں زندہ ہوں ورنہ زندگی کی دلچسپیوں میں حصہ لینے کے لیے میں کوئی بھی قدم اُٹھا سکتی ہوں فطرتاً تو میں ایک گھریلو قسم کی لڑکی ہوں شاید تمھیں اس بات کا یقین نہ آئے اور اب مجھے اپنے بارے میں یہ الفاظ کہتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں گھریلو ہوں گھریلو پن تو میرے اندر رہا ہی نہیں ہے۔ حالات نے مجھے پتہ نہیں گھر سے کتنی دور لا پھینکا ہے۔ بہر طور ان تمام باتوں کے باوجود اگر میرا مقصد پورا ہو جاتا ہے تو میں کسی گمنام سے گوشے میں زندگی بسر کر کے عمر تمام کر دوں گی۔ لیکن۔ لیکن۔" میری آواز آنسوؤں میں ڈوب گئی اور اشرف سیٹھ کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے گردن اُٹھا کر کہا۔

"بہر طور رام داس سے تم نے یہی کوشش کی تھی کہ وہ اس مسئلے میں ٹانگ نہ اڑائے لیکن مجھے اندازہ ہوا کہ وہ نہ صرف میرے لیے بلکہ تمھارے لیے بھی خطرہ بن سکتا ہے تو میں نے اسے قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا بے وقوف اگر میری بات مان لیتا تو

زندگی سے ہاتھ نہ دھونا اس سے تم یہ اندازہ لگا لو کوشل کہ میں تمھارے لیے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ تم میری بات مان لو۔"

"اگر آپ اس سلسلے میں میری مدد کرنے کو تیار ہیں سیٹھ اشرف تو میں آپ کی ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔"

"یہ بتاؤ تم چاہتی کیا ہو۔؟"

"رادھن سنگھ اور روپا۔ میری زندگی کے صرف دو ہی مقصد ہیں۔"

"روپا کے بارے میں مجھے بتاؤ کہ میں اُسے کہاں سے حاصل کر سکتا ہوں۔"

"آہ۔ کنول کماری اس کے لیے موت کا شکار ہو گئیں یہی تو میں نہیں جانتی۔ یہی تو مجھے معلوم نہیں۔"

"تو پھر ایک ایسی چیز جس کے بارے میں تمھیں کچھ نہیں معلوم تم اس کے لیے کیا کر سکتی ہو۔؟"

"کوشش۔ صرف کوشش۔"

"کب تک یہ کوشش جاری رکھو گی۔؟"

"جب تک اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جاؤں۔"

"ہوں۔ بہرطور کوشل اگر تم مجھ سے تعاون کرنے کی خواہش رکھتی ہو اور میرے تعاون سے اپنا مقصد حل کرنا چاہتی ہو تو بہتر یہی ہے کہ مجھے سوچنے کا موقع دو لیکن اس دوران تمھیں میری تحویل میں رہنا ہوگا۔"

"مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اشرف صاحب اگر میرا یہ کام ہو جاتا ہے تو اس کے بدلے میں دنیا کا ہر کام کرنے کو تیار ہوں۔"

"تم یہاں نہیں رہو گی میں تمھیں اسی شہر کے ایک اور گوشے میں منتقل کر دوں گا تمھارے چہرے پر میک اپ کر دیا جائے گا اور اس دوران میں کوشش کرتا ہوں یہ معلومات حاصل کر دوں گا کہ کس طرح رادھن سنگھ پر قابو پایا جا سکتا ہے کس طرح روپا کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔" میں نے اس بات پر خوشی سے آمادگی ظاہر کر دی تھی۔ کافی دیر تک اشرف کے ساتھ رہی اور اس کے بعد رات کے دوسرے پہر سیٹھ اشرف علی مجھے لے کر چل پڑا۔ ایک چھوٹے سے پہاڑی بنگلے میں اس نے میرے لیے ایک رہائش گاہ بنا دی۔

چھوٹا سا یہ خوبصورت بنگلہ ایک بلند ٹیلے پر واقع تھا۔ سیڑھیاں نیچے تک جاتی تھیں دامن سے ایک سڑک نکلتی ہوئی بھول بھلیاں بناتی ہوئی کہیں گم ہو جاتی تھی بہت خوبصورت جگہ تھی، اطراف کے نظارے بھی بے حد حسین تھے۔ مجھے یہ جگہ بہت پسند آئی۔ یہاں سیٹھ اشرف نے میری رہائش گاہ کا بندوبست کر دیا تھا۔

دوسرے دن دوپہر کو بارہ بجے کے قریب وہ میرے پاس آیا اس کے ساتھ ایک اور آدمی تھا۔ اس نے میرے چہرے پر میک اپ کیا اور میرے خدوخال خاصے تبدیل کر دیے یہاں اس بنگلے میں میرے ساتھ دو ملازماؤں کو چھوڑ دیا گیا تھا جن کو ہدایت تھی کہ میرا ہر طرح خیال رکھیں ایک گاڑی بھی بھجوا دی گئی تھی جس میں مجھے شہر میں آزادی سے گھومنے پھرنے کی اجازت تھی۔ ان تمام چیزوں سے میرے پروگرام پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا اس لیے میں نے سیٹھ اشرف کی یہ پیش کش قبول کر لی تھی اور انتظار کر رہی تھی کہ اب وہ اس سلسلے میں کیا کرتا ہے۔

بہرطور اشرف سیٹھ کے بارے میں مجھے کوئی خاص اندازہ تو نہیں تھا لیکن اتنا میں ضرور جانتی تھی کہ میری شارپنگ نے اسے میری طرف متوجہ کیا ہے اور وہ مجھے اسی سلسلے میں استعمال کرنا چاہتا ہے چونکہ مجھ پر خود بھی کوئی پابندی نہیں تھی اس لیے میں کئی بار گاف کلب کی طرف سے گزر چکی تھی ہاں گاف کلب میں کسی عورت کا تنہا داخل ہونا مناسب نہیں تھا کوئی بھی بات شک و شبہے کی ہو سکتی تھی۔

گاف کلب کو دیکھ کر میرے دل میں شدید نفرت کا طوفان اُمنڈ آتا تھا یہاں سارا دیوی تھی جو رادھن سنگھ کو جانتی تھی۔ کاش کسی طرح مجھے اس تک رسائی حاصل ہو سکے اشرف سیٹھ بھی مسلسل اپنی کوششوں میں مصروف تھا پتہ نہیں اس دوران وہ کہاں کہاں کیا کیا کوششیں کرتا رہا چھ سات دن کے بعد وہ ایک رات خصوصی طور پر میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔

"آج رات کا کھانا میں تمھارے ساتھ ہی کھاؤں گا۔ تم میری میزبان ہو۔" میں نے اس بات پر خوشی آمادگی ظاہر کر دی۔ کھانا تیار کرانے میں، میں نے ملازماؤں کی مدد کی اور اس کے بعد اشرف کے ساتھ کھانے پر بیٹھ گئی۔

"تمھارے لیے کوئی خوش خبری تو نہیں لا سکا لیکن ایک فیصلہ کر کے آیا ہوں۔"

"کیسا فیصلہ۔؟"

"سارا دیوی تمھاری گمشدگی کے سلسلے میں مجھ پر شبہ کر رہی ہے حالانکہ میں نے اس سے ملاقات ہونے پر یہ بات کر دی تھی کہ ایک رات میری مہمان رہنے کے بعد صبح تم گاف کلب کے لیے روانہ ہو گئی تھیں میں نے تمھیں پہنچانے کی پیش کش بھی کی تھی لیکن تم نے کہا تھا کہ تم چلی جاؤ گی پتہ نہیں تمھارے ذہن میں کیا تھا۔ بہرطور میں جانتا ہوں کہ سارا دیوی میرے سلسلے میں مشکوک ہے اور ان دنوں میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے ارد گرد بہت سے لوگ چکراتے رہے ہیں لیکن میں بھی ایک ہی کائیاں آدمی ہوں۔ سارا دیوی صرف اس گاف کلب تک محدود ہے لیکن میں نے یورپ کی خاک چھانی ہے اس کے آدمیوں کو ڈاج دے کر یہاں پہنچا ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ میری طرف سے مشکوک ہے اور اس سلسلے میں کوئی خاص پروگرام ترتیب دے رہی ہے۔"

"تو پھر۔؟" میں نے متوحش لہجے میں پوچھا۔

"میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔ ایک آخری فیصلہ کیا ہے۔"

"کیا فیصلہ۔؟"

"سارا دیوی کو یہاں اٹھا لاؤں گا۔"

"کیا یہ اتنا آسان کام ہوگا۔؟"

"اشرف کے لیے یہ کام مشکل نہیں ہوگا۔ میں جانتا ہوں مجھے کس طرح کام کرنا ہے اور اس کے بعد تم سارا دیوی سے خود ہی معلومات حاصل کر لینا۔"

"ٹھیک ہے اشرف صاحب۔ اگر ایسا ہو جائے تو۔ تو۔"

"بس تو پھر انتظار کرو آج بالکل سارا دیوی تمھارے پاس پہنچ جائے گی۔ کافی دیر تک مجھ سے گفتگو کرتے رہنے کے بعد اشرف علی چلا گیا۔ اور میں خیالات میں ڈوب گئی کہ سارا دیوی سے اس معاملے کی تفصیلات معلوم ہوں گی کیا وہ اپنی زبان کھول دے گی۔ بہرطور اشرف کی کوشش یقینی طور پر شاندار تھی بشرطیکہ وہ اس میں کامیاب ہو جائے۔

اور میرا اندازہ غلط نہیں نکلا دوسرے ہی دن شام کو چار بجے کے قریب سیٹھ اشرف کو میں نے اوپر کی کھڑکی سے اپنی کار میں آتے دیکھا اور یہ دیکھ کر ششدر رہ گئی کہ سارا دیوی اس کے ساتھ تھی۔ پتہ نہیں وہ کس طرح سارا دیوی کو یہاں تک لایا تھا۔ چند لمحات کے بعد اس کی کار اندر داخل ہو گئی اور پھر میں نے اُسے سارا دیوی کے ساتھ ڈرائنگ روم میں آتے دیکھا۔ سارا دیوی اندر آ گئی تھی اشرف علی کے بارے میں مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہ کیا پروگرام رکھتا ہے لیکن چند منٹ کے بعد ایک ملازمہ میرے پاس پہنچ گئی اور اس نے کہا۔

"مس کامنی۔ آپ کو اندر بلایا جا رہا ہے۔ اشرف علی نے مجھے یہاں کامنی کے نام سے رکھا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ اشرف علی مجھے کامنی کی حیثیت سے سارا دیوی سے روشناس کرانا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئی۔ سارا دیوی نے چونک کر مجھے دیکھا، دیکھتی رہی اور پھر اشرف علی کی طرف دیکھنے لگی۔

"یہ میری منگیتر کامنی دیوی ہیں۔ ان کا تعلق لکھنؤ سے ہے بہت ہی نفیس طبیعت کی مالک ہیں اور کامنی یہ میری دیرینہ دوست سارا دیوی ہیں۔ بس یوں سمجھو کہ یہاں کی سب سے بڑی ہستی ہیں اور ان کے مقابلے پر کسی کو آنے کی جرأت نہیں ہوتی ہے۔"

"ہیلو کامنی" سارا دیوی نے کہا۔

"ہیلو۔ میں نے آہستہ سے جواب دیا۔ سارا دیوی پھر اشرف علی کی طرف دیکھنے لگیں اور پھر بولیں۔

"مگر کامنی مجھے اس لڑکی کے بارے میں کیسے بتا سکتی ہیں؟"

"کیوں مس کامنی۔؟ سارا دیوی کو سائیکی کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گی۔" اشرف علی نے مسکراتے ہوئے مجھ سے سوال کیا میں دل ہی دل میں جز بز ہو کر رہ گئی تھی پتہ نہیں اس کمبخت نے سارا دیوی سے کیا کہا ہے اچانک مجھ سے سوال کر بیٹھا ہو تا تو یہ چاہیے تھا کہ مجھے تمام تفصیلات بتا دیتا اشرف علی کہنے لگا۔

"دراصل کامنی۔ سائیکی ان کے ادارے میں ایک خاص حیثیت رکھتی تھی گاف کلب کی ایک خصوصی ممبر کی حیثیت سے وہ سارا دیوی کے لیے بہت اہمیت رکھتی تھی سارا دیوی نے اس پر بڑی رقومات خرچ کی تھیں لیکن وہ انھیں چکمہ دے کر بھاگ گئی۔ بدقسمتی یہ تھی کہ میں بھی اس میں تھوڑا بہت ملوث تھا سارا دیوی مجھ پر شبہ کرنے لگیں ان کا خیال تھا کہ میں نے اس دولت بے بہا کو اپنے قبضے میں کر لیا ہے کامنی تم اس کے بارے میں بتاؤ کیا تم اس کی صحیح طور پر نشاندہی کر سکتی ہو۔ ایک منٹ میرا خیال ہے یہاں بیٹھنا مناسب نہیں ہے آیئے ہم اندرونی کمرے میں چلتے ہیں یہاں ملازم وغیرہ ہماری گفتگو سن لیں گے۔" اشرف علی بولا۔ میں سمجھ گئی کہ اشرف علی کیا چاہتا ہے میرے سامنے سارا دیوی کو لانا مقصود تھا اور اب وہ سارا دیوی کے لیے کوئی چال چل رہا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم بنگلے کے اوپری منزل میں ایک ایسے کمرے میں پہنچ گئے جہاں تالا لگا رہتا تھا اس سے قبل اشرف علی نے یہ کمرہ نہیں کھولا تھا۔ مجھے ابھی اس کی ضرورت نہیں پیش آئی تھی کیونکہ میں بنگلے کے بارے میں جاننے کی خواہش مند

نہیں تھی۔ اشرف علی نے جیب سے چابی نکال کر دروازہ کھولا۔ اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگیا۔

یہ عجیب و غریب کمرہ تھا اسے دیکھ کر میری آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں۔ خود سارا دلوی بھی چونک سی پڑی تھی۔ کمرے میں اذیت رسانی کے آلات رکھے ہوئے تھے اور عجیب و غریب چیزیں وہاں موجود تھیں ایک آتش دان بھی تھا جو شاید الیکٹرک کا تھا اور بجلی کے سوئچ سے اس آتش دان میں گرمی پیدا کی جاتی تھی۔

عجیب سی جگہ تھی۔ سارا دلوی نے متعجبانہ انداز میں اسے دیکھا اور پھر کہنے لگیں۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔"

"کیوں پسند نہیں آئی یہ جگہ" اشرف علی کا لہجہ بدل گیا تھا۔

"کیا مطلب۔؟"

"مطلب یہ سارا دلوی کہ اس جگہ میں آپ کو خاص طور سے لایا ہوں ہم آپ کی ضیافت کا مناسب بندوبست کریں گے"

"کیا کہنا چاہتے ہو اشرف علی۔؟" سارا دلوی نے متعجبانہ انداز میں کہا۔

"کیوں کامنی۔ کیا تم اسے نہیں بتاؤ گی کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں" اشرف علی کے بدلے ہوئے لہجے اور انداز تخاطب کو اب سارا دلوی نے پوری طرح محسوس کر لیا تھا چنانچہ ایک لمحے میں وہ پیچھے ہٹی اور دوسرے لمحے اس نے پرس کھول کر پستول نکال لیا۔

"اشرف علی مجھے تمھاری باتوں میں شرارت کی بو آتی ہے کیا تم مجھے اتنا ہی چوہا سمجھتے ہو کہ میں آسانی سے تمھارے قبضے میں آجاؤں گی"

"مطلب؟" اشرف علی نے متعجبانہ انداز میں کہا۔

"یہ بتاؤ یہاں کیوں لائے ہو تم مجھے؟"

"سائیکی سے ملانے۔ سائیکی تم انھیں بتاؤ کہ تم کامنی نہیں سائیکی ہو اور پھر جب یہ ثابت ہو جائے گا کہ تم کامنی نہیں سائیکی ہو تو پھر میں سارا دلوی کو بتاؤں گا کہ دراصل سائیکی سائیکی نہیں بلکہ کوشل ہے"

"کیا" سارا دلوی اس بار بری طرح اچھل پڑی تھی۔

"ہاں۔ یہ کوشل ہے اور یقیناً آپ کے کانوں تک اس کا نام ضرور پہنچا ہوگا"

"ک۔ ک۔ کوشل۔" سارا دلوی ہکلاتی ہوئی بولیں۔

"ہاں۔ میں کوشل ہوں اور تم یقینی طور پر مجھے رادھن سنگھ کے حوالے سے جانتی ہو گی" سارا دلوی مجھے متوحش نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ دوسرے لمحے اس نے پستول کی نال میری طرف کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم کوشل ہو تو پھر اچھا ہوا کہ تم میرے سامنے آگئے اس طرح میں اپنا ایک بڑا مقصد حل کر سکتی ہوں"

"اس سے پہلے کہ تم ان سے اپنا بڑا مقصد حاصل کر ان کا ایک بڑا مسئلہ حل کر دو میں تمھارا شکر گزار ہوں گا"

"تم۔ سارا دلوی نے اشرف علی کی طرف رُخ کر کے کہا"

"تم تو۔ تم تو غدار نمبر ایک ہو۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم میرے ساتھ ایسا ڈبل گیم کھیلو گے تم آخر ہو کیا چیز"

"آپ کی حماقت" اشرف علی نے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو۔ ورنہ پستول کی چھ گولیاں تمھارے حلق میں اتار دوں گی"

"اوہو ہو۔ اگر آپ چھ گولیاں میرے مغز میں اتار دیں گی تو پھر سائیکی کا کیا کریں گی میرا مطلب ہے کوشل کہ آپ کو یہ اندازہ تو ہو ہی چکا ہو گا کہ کوشل بھی معمولی حیثیت نہیں رکھتی اور آپ کے پاس رادھن سنگھ کے خلاف مسلسل عمل کر رہی ہے"

"اوہ۔ تو اس نے سب کچھ بتا دیا ہے تمھیں مگر اشرف علی تم کون ہو اور اس کی ہمدردی کیوں کر رہے ہو۔؟"

"اس لیے سارا دلوی کہ سونے کی یہ کان میں اپنے قبضے میں کرنا چاہتا ہوں" اشرف علی نے جواب دیا۔

"مگر افسوس تمھیں اس میں کامیابی نہیں ہوگی سونے کی کان ہے بھی تو اب ہم دونوں کے لیے بے مقصد ہے۔ یہ معلوم ہونے کے بعد یہ کوشل ہے میں خود بھی اس سے کوئی کام نہیں لے سکتی بلکہ میرا پہلا فرض یہ ہوگا کہ اسے رادھن سنگھ کے پاس پہنچاؤں"

"شکر ہے سارا دلوی کہ آپ نے زیادہ رد و قدح نہیں کی اور آپ نے یہ بات تسلیم کر لی کہ آپ کا تعلق رادھن سنگھ سے ہے چلو کوشل تمھارا کام تو ہو گیا اب یہ سارا دلوی جب اتنا جانتی ہے کہ تم کوشل ہو اور رادھن سنگھ کو تمھاری ضرورت ہے تو پھر روپا کے بارے میں بھی یہ سب کچھ جانتی ہوگی"

"کون روپا؟"

"بکواس مت کرو ذلیل عورت، تمھیں روپا کے بارے میں بتانا ہوگا تمھیں رادھن سنگھ کے بارے میں بتانا ہوگا" میں نے کہا اور سارا دلوی کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔

"اس بات پر میں تمھاری زبان ہمیشہ کے لیے بند کر سکتی تھی اگر تم رادھن سنگھ کی ضرورت نہ ہوتیں"

"اے بے وقوف عورت، تو جس کا نام سارا دلوی ہے احمق ہے تو بالکل، بالکل ہی بے وقوف اس بے چاری کو تو مصیبت میں پھنسانے کے بعد یہ سمجھتی تھی کہ اس پر قابو پا لے گی۔ اس کے ذریعے ایک مصنوعی قتل کرایا تو نے۔ اور تو خود بھی جانتی ہے کہ وہ مصنوعی قتل میرے ہی ایک آدمی کا تھا میرا وہ آدمی موجود ہے جو مقتول کی حیثیت رکھتا تھا تو نے خواہ مخواہ اس پر رعب ڈالا ہوا ہے مگر اب یہ بے چاری لڑکی میری ساتھی ہے اور تیری زندگی کے لیے یہی مناسب ہے کہ تو رادھن سنگھ اور روپا کے بارے میں بتا دے۔"

"تو پھر تو ہی اس دنیا سے چلا جا" سارا دلوی نے کہا اور پستول کا ٹریگر دبا دیا۔ ٹرچ کی آواز نکل کر رہ گئی اور اشرف علی ہنس پڑا۔

"احمق۔ معاف کرنا کوشل عورتیں خواہ مخواہ مرتبے پر جا بیٹھیں لیکن رہیں گی احمق ہی اب آپ بتائیے اس بے وقوف عورت کو کہ جب میں اسے یہاں لا رہا تھا تو کیا یہ مناسب تھا کہ اس کے پستول میں گولیاں بھی رہنے دی جاتیں پستول البتہ اس لیے اس کے بیگ میں چھوڑ دیا گیا کہ بیگ کا وزن قائم رہے اور اسے کوئی شبہ نہ ہوسکے لیکن گولیاں" اشرف علی نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول کی چھ گولیاں نکال کر سارا دلوی کے سامنے کر دیں اور سارا دلوی کا چہرہ دھواں ہوگیا۔

"ہاں۔ تو اب تم اس کمرے کو ذرا غور سے دیکھو سارا دلوی اصل میں اسے دیکھنے کا لطف اب آئے گا اس سے پہلے تو تم پستول کے بل پر بہت خوش تھیں اور اس کی طرف توجہ ہی نہیں دے رہی تھیں مجھے بڑی شرمندگی ہو رہی ہے کہ اتنی محنت سے میں نے اذیت رسانی کے یہ آلات جمع کیے اور یہ سوچا کہ انھیں دیکھ کر کوئی بھی مجرم دہشت سے کانپ سکتا ہے یا کوئی بھی میرا مخالف خوف سے مر سکتا ہے لیکن تم انھیں لفٹ ہی نہیں دے رہیں اس کی وجہ یہ پستول ہی تھا نا چلو اب پستول تمھارے ہاتھ سے نکل چکا ہے مطلب یہ کہ اب وہ بیکار ہے دوبارہ گولیاں ڈالنے کی کوشش میں تم کامیاب نہیں ہو سکو گی اور پھر دوسری گولیاں تمھارے پاس ہیں بھی نہیں۔ ان حالات میں تمھیں اندازہ ہوگا کہ تم کس طرح جال میں پھنس گئی ہو دراصل کوشل میں مس سارا دلوی کو ایک اہم راز کے انکشاف کے لیے لایا تھا میں نے انھیں یہ یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ سائیکی میرے پاس نہیں ہے بلکہ اس کی شناسا ایک اور عورت ہے میں ان کی ملاقات کرا سکتا ہوں جو سائیکی کے بارے میں تمام تر تفصیلات بتا دے گی اور سارا دلوی سے میں نے یہ بھی درخواست کی تھی کہ اس سلسلے میں اگر وہ تنہا ہی مناسب سمجھیں تو میرے ساتھ چلیں۔ چونکہ کسی کا ساتھ کچھ لوگوں کو محتاط کر دے گا اور کوشل یا سائیکی ان کے ہاتھ نہیں آسکے گی بے چاری اتنی معصوم صفت ہیں کہ فوراً ہی میرے ساتھ چلی آئیں اور خاص طور سے کسی کو ہدایت بھی نہیں کی کہ وہ کہاں جا رہی ہیں دراصل بعض اوقات فوراً خود اعتمادی انسان کے لئے کتنی بڑی مصیبت بن جاتی ہے۔ اس کا اندازہ تمہیں اس ہو جائے گا سارا دلوی اپنی خود اعتمادی کے جال میں گرفتار ہو چکی ہیں بہر طور سارا دلوی مجھے آپ سے ہمدردی ہے ہاں تو اب ان تمام باتوں کے بعد میں آپ کو یہ بتانا پسند کروں گا کہ کوشل ہر قیمت پر آپ سے رادھن سنگھ اور روپا کا پتہ چاہتی ہے اگر آپ ان دونوں کے بارے میں تفصیلات بتا سکیں تو ٹھیک ہے ورنہ بہتر یہی ہوگا کہ آپ کی زندگی ہی ختم کر دی جائے گی اور اس کے بعد ہم اپنے کام کا آغاز دوبارہ کر دیں۔ سارا دلوی کسی شکست خوردہ بھیڑیے کی طرح ہمیں دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا انداز میں خوفناک بن تھا۔ لیکن بے بسی تھی کچھ کر نہیں سکتی تھی اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور اشرف علی کہنے لگا۔

اس کمرے سے نکلنا ناممکن ہے دروازے پر ست کی ایک شیلڈ آپڑی ہے۔ جس نے اس کمرے کو ساؤنڈ پروف بنا دیا ہے تم اگر حلق پھاڑ کر بھی چیخو گی تو تمہاری ہلکی سی آواز بھی باہر نہیں جا سکے گی اور یہ دیکھو یہ الیکٹرک کا آتش دان ہے وہی کام دیتا ہے جو کوئلوں کا آتشدان کام دیتا ہے اب دیکھو میں نے اس میں یہ سلاخیں بھی رکھ دیں۔ اور اشرف علی نے قریب رکھی ہوئی دو سلاخیں آتش دان پر ڈال دیں۔

"اور دیکھو یہ سوئچ آن کر دیا اب یہ سلاخیں چند لمحات میں سرخ ہو جائیں گی اور پھر تمہارا خوبصورت بدن، میں پہلے کوشل سے کہوں گا کہ وہ تمہاری گردن کو داغے اس کے بعد تمہاری پیشانی سے لے کر ٹھوڑی تک ایک سیاہ لکیر بنا دے۔ اس کے بعد یہ سلاخ تمہارے سینے میں بھونک دے۔ میرا خیال ہے اتنا ہی کافی ہو گا لیکن اگر تم اس اذیت کو بھی برداشت کر گئیں اور اپنا [illegible] نہ اگلا تو پھر یہاں بہت سی دلچسپ چیزیں موجود ہیں۔ جیسے یہ مخصوص قسم کا آلہ جسے زبان کھلوانے والا کہتے ہیں یہ تمہارے بدن کے کسی بھی حصے سے مس ہو گا تو تمہارے پورے بدن میں چیونٹیاں سی رینگنے لگیں گی تمہارا بدن سرخ ہونے لگے گا اور اس وقت تم پر ہذیانی کیفیت طاری ہو جائے گی دماغ آزاد [illegible]

پورا بدن بے جان ہو چکا ہو گا اور اس قدر اذیت ہو گی تمہیں کہ تم موت کو آواز دینا پسند کرو گی لیکن موت نہیں آنے گی چونکہ اس میں کوئی مضر یا ضرر رساں چیز نہیں ہے یہ بس اذیت دینے والا آلہ ہے۔ میں نے اسے مغربی جرمنی سے خریدا تھا شاید تمہیں اس بات کا یقین نہ آئے کہ اس کی ایجاد دوسری جنگِ عظیم میں ہوئی تھی اتحادی جاسوسوں کی زبان کھلوانے کے لیے جرمن سائنس دانوں نے اسے ایجاد کیا اور اس کی زیادہ تعداد بھی نہیں ہے صرف چند جگہ پر یہ موجود ہے میں نے اسے حاصل کیا ہے بھئی میرے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش مت کرنا چونکہ جتنی گہرائی میں جاؤ گی اشرف علی اتنی ہی گہرائی میں تمہیں جھانکتا ہوا نظر آئے گا اور اس کے نیچے بھی وہ بہت کچھ ہو گا۔ سارا دلوی تھکے تھکے سے انداز میں ایک صوفے پر بیٹھ گئی جو اذیت گاہ کے ایک گوشے میں پڑا ہوا تھا۔

"تم لوگ آخر چاہتے کیا ہو؟" اس نے کہا۔

"رادھن سنگھ کہاں ہے؟"

"سورج گرھن کا بہت بڑا آدمی ہے وہ اتنی معمولی حیثیت نہیں رکھتا کہ عام قسم کے لوگ اس کے بارے میں جانتے ہوں۔"

"روپا کہاں ہے؟" اس نے سوال کیا۔ سارا دلوی نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم میں کسی روپا وو پا کو نہیں جانتی۔"

"کوشل کو جانتی تھیں تم؟"

"ہاں۔"

"تو پھر روپا کو بھی جانتی ہو گی۔ یہ بتاؤ کنول کماری کو کس نے قتل کیا؟" سارا دلوی کی آنکھوں میں ایک بار پھر حیرت کے آثار نظر آئے لیکن اس نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"کون کنول کماری؟"

"اشرف صاحب۔ میرا خیال ہے یہ عورت شرافت سے نہیں مانے گی۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ تم سلاخ اٹھا سکتی ہو وہ گرم ہو گئی ہو گی۔ لیکن ٹھہرو پہلے میں اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دوں تاکہ تمہیں کوئی دقت نہ ہو۔" اشرف علی اپنی جگہ سے اٹھا تو سارا دلوی ایک دم اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"تم یہ بدتمیزی نہیں کر سکتے۔"

"مجھے کون روکے گا سارا دلوی؟" اشرف علی نے کہا۔ آگے بڑھ کر سارا کے قریب پہنچ گیا۔ اسے اندازہ تھا کہ اذیت گاہ میں کیا کیا چیزیں موجود ہیں جب کہ سارا دلوی اس کے بارے میں نہیں جانتی تھی وہ مقابلہ کرنے کے لیے میں کھڑی ہو گئی اس نے دونوں ہاتھ سامنے کر لیے غالباً جوڈو کراٹے بھی جانتی تھی۔ اشرف علی ہنسنے لگا۔ اس نے ذرا ہٹ کر مجھ سے کہا۔

"یہ خاتون مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتی ہیں۔ لیکن یہ جملے سارا دلوی کو بھٹکانے کے لیے تھے چونکہ دوسرے اشرف نے اپنے جوتے کی ایڑی اس کی پنڈلی پر ماری دلوی کا انداز بدلا تو اشرف نے لپک کر اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور اسے دھکیلتا ہوا دیوار تک لے گیا۔ اس نے ہاتھ اس طرح اوپر کیے کہ سارا دلوی کو پتہ بھی اندازہ بھی نہ ہو سکا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے لیکن چند لمحوں کے بعد سارا دلوی کی دونوں کلائیاں ان ہتھکڑیوں میں پھنسی چکی تھیں جو دیواروں میں نصب تھیں۔ اور کسی خاص بٹن کے دبانے سے بند ہو جاتی تھیں۔ اشرف علی انہیں اس طرح جکڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ سارا دلوی مچلنے لگی اس کا پورا بدن پھڑک رہا تھا پھڑک رہا تھا۔ اور ان زنجیروں کی گرفت سے نکل جانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن چند ہی لمحات میں اس کی کلائیاں زخمی ہو گئیں اور ان سے خون بہنے لگا ظاہر ہے زنجیریں اتنی کمزور نہیں تھیں کہ اس نازک سی عورت کے ہاتھوں سے ٹوٹ جاتیں جب وہ خوب تڑپ پھڑک چکی تو اشرف علی نے کہا۔

"اب تم اپنا کام شروع کرو کوشل۔ میں آتش دان کے قریب پہنچی آتش دان میں جو سلاخیں رکھی ہوئی تھیں۔ درحقیقت وہ گرم ہو گئی تھیں ان کے دستے لکڑی کے تھے اور برابر ہی دو خاص قسم کے رومال رکھے ہوئے تھے۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ رومال کس لیے ہیں میں نے رومال کی مدد سے لکڑی کے دستے کو پکڑ لیا دونوں سلاخیں گہری سرخ ہو رہی تھیں۔ میں انہیں لیے ہوئے آگے بڑھی درحقیقت اب سارا دلوی کے لیے میرے دل میں کوئی گنجائش نہیں تھی نا ہی میں کوئی خوف زدہ عورت تھی کہ ان سلاخوں کے استعمال سے گریز کرتی۔ دونوں دہکتی ہوئی سلاخیں لے کر میں سارا دلوی کے نزدیک پہنچ گئی اور پھر میں نے ایک سلاخ اس کے بازو سے چھلاتے ہوئے

"ہاں روپا کہاں ہے؟" سارا دلوی کے ہوش اڑ گئے۔ غالباً اس نے زندگی میں کبھی اس قسم کے لمحات کا تصور نہ کیا ہو گا وہ وحشت زدہ نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی اس کے حلق سے غراہٹیں نکلنے لگیں۔

"تو۔ تو کتیا کی بچی اس طرح ماری جائے گی میرے ہوں کہ سوچ بھی نہیں سکتی اتنی اذیتیں دے کر ماروں تجھے کہ موت کے بعد بھی تجھے یاد رہے گا میں نے دوسری سلاخ بھی اس کے بازو پر رکھ دی اور اسے کئی بیند ٹیک نہ ہٹایا سارا دلوی تھر تھر کانپ رہی تھی اس کے حلق سے دلخراش چیخیں نکل رہی تھیں اور اشرف علی تھوڑے فاصلے پر کھڑا پرسکون نگاہوں سے یہ تماشہ دیکھ رہا تھا میں نے سلاخ ہٹائی تو سارا دلوی کا پورا چہرہ پسینے میں نہایا ہوا تھا۔

"تو۔ تو۔ مجھ سے کچھ بھی معلوم نہیں کر سکے گی کچھ بھی کوشش کر۔ کوشش کر دیکھ میں کچھ نہیں بتاؤں گی تجھے۔"

"اگر تم کچھ نہیں بتاؤ گی تو میں تمہیں ختم کر دوں گی۔ کیونکہ جانتی ہوں کہ تم رادھن سنگھ کی آلۂ کار ہو۔"

"ٹھیک ہے مار ڈال مجھے۔ میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔ میں نہیں بتاؤں گی کہ رادھن سنگھ کہاں ہے۔"

"تجھے بتانا پڑے گا۔ میں نے اس بار سلاخ اس کی پیشانی پر رکھ دی اور سارا کی حالت خراب ہو گئی۔ اشرف علی پُرسکون گہری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ مجھ پر بھی جنون طاری ہو گیا تھا۔ یہ عورت نہیں جانتی تھی کہ میرے دل پر کیا بیت رہی ہے۔

"مار ڈال کتیا کی بچی، مجھے مار ڈال نہیں بتاؤں گی۔ نہیں بتاؤں گی اس نے کہا اور دوسرے لمحے میں نے غصے میں آ کر سلاخ اس کے سینے میں بھونک دی۔ بالکل سینے میں دل کے مقام پر میں نے یہ سلاخ بھونکی تھی۔ ایک لمحے کے لیے سارا دلوی تڑپی اور اس کے بعد اس کی گردن لٹک گئی۔ وہ مر چکی تھی۔ اشرف علی آہستہ قدموں سے آگے آیا اور اس نے اس کے بال پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"مر گئی یہ۔"

"ہاں مر گئی۔ یہ روپا کے بارے میں جانتی تھی لیکن ضد کر رہی تھی۔ اسے مر ہی جانا چاہیے تھا۔"

"ٹھیک ہے کوئی بات نہیں ہے۔ مر گئی سو مر گئی۔

لیکن زبان نہیں کھولی۔ کم بخت نے لیکن خیر کچھ نہیں کوئی بات نہیں ہے۔ کچھ اور مریں گے۔ کچھ اور دیکھیں گے۔ تمہیں بہت زیادہ غصہ آ گیا تھا۔ میں اشرف علی کو دیکھنے لگی۔ آہستہ آہستہ میرے حواس نارمل ہوتے جا رہے تھے اور پھر مجھے احساس ہوا کہ میں نے کتنی بے دردی سے ایک عورت کو قتل کر دیا ہے۔ لیکن ضروری تھا میرے لیے یہ ضروری تھا۔ میرے دشمن روپا کے دشمن جتنی اذیت سے مریں اتنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ اشرف علی پُرخیال انداز میں کھوئی کھوئی کھجاتا ہوا بولا۔

"اب تمہیں کچھ اور کرنا پڑے گا۔ ٹھیک ہے جاؤ تم آرام کرو کوشل آرام کرو۔ میں اس کی لاش کا بندوبست کیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد ہم دونوں بیٹھ کر گفتگو کریں گے۔ میں تھکے تھکے قدموں سے باہر نکل آئی۔ دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی جسم پر ایک کسلمندی ایک بوجھ سا طاری ہوتا جا رہا تھا۔ اپنے کمرے میں آ کر میں بستر پر لیٹ گئی میرے چاروں طرف

سناٹے ہی سناٹے پھیلے ہوئے تھے۔ میری روپا کہاں ہے۔ آہ ۔ میری روپا کہاں ہے۔ میری روپا کہاں ہے۔ میں سوچ رہی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد اشرف علی واپس آگیا۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور کہنے لگا۔

"بھئی آج ہم تمہاری ہمت کے بھی قائل ہو گئے اس کا مقصد ہے کہ تم ہمارے ہی لیے پیدا کی گئی ہو۔ مجھے ایسے ہی ایک ساتھی کی ضرورت ہے اور تم اس معیار پر پوری طرح رنٹ ہو کوشل۔ تم فکر مت کرو۔ رادھن سنگھ ہم سے بچ کر جائے گا کہاں۔ روپا اگر زندہ ہے تو یقیناً کبھی نہ کبھی ہمیں مل جائے گی۔ میں ابھی مزید کوشش کروں گا اور یہ معلوم کروں گا کہ رادھن سنگھ نے روپا کو کہاں رکھا ہے۔ تم اس سلسلے میں مجھ پر اعتماد کر سکتی ہو۔

تقریباً پندرہ دن میں انتظار کرتی رہی اشرف علی اس دوران دو تین بار مجھ سے ملنے آیا اور اس نے کہا کہ اس کا اپنا کام جاری ہے پھر ایک دن وہ میرے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔

"کوشل ۔ میں نے ہر ممکن کوشش کر لی رادھن سنگھ کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ ان دنوں یہاں نہیں ہے۔ بلکہ ملک سے باہر گیا ہوا ہے۔ روپا کا البتہ کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ اب تم بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

"میں تو اپنی ساری زندگی روپا کی تلاش میں صرف کروں گی۔ اشرف صاحب!۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو میری وجہ سے اتنی مصیبتیں اٹھانی پڑ رہی ہیں۔

"میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے زندگی تو پانے کی چیز ہے کھونے کی نہیں۔

"مطلب ۔ میں نے تعجب سے پوچھا۔"

"مطلب یہ کہ اب کب تک انتظار کرتی رہو گی۔"

"جب تک روپا نہ مل جائے۔"

"مگر مجھے اس سے کیا فائدہ ہوگا یہ بتاؤ۔"

"تم کیا فائدہ چاہتے ہو اشرف ؟ میں نے سوال کیا۔

" دیکھو کوشل۔ بہت دن گزر گئے میں اپنی کوششوں میں مخلص تھا اگر کامیابی کی کوئی امید ہوتی تو میں مزید کچھ وقت یہاں گزار سکتا تھا لیکن یوں لگتا تھا جیسے اب ہمیں کامیابی مشکل ہی سے ملے گی زندگی کھونے کی چیز نہیں ہوتی ڈیر اسے بنانے کی کوشش کرو۔ دنیا وسیع ہے بے شک روپا دل پر تازہ رہے گا۔ اور تم اس طرح ساری زندگی

"ہاں ۔ میری زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے۔

"مگر میں تمہاری زندگی کو با مقصد بنانا چاہتا

"کس طرح آخر کس طرح۔"

"اپنی زندگی میں شامل کر کے۔ ہم یورپ چلیں ہماری شکار گاہ ہوگا تمہارا فن ہم یورپ میں استعمال کریں گے۔ میں تمہارا پشت پناہ رہوں گا اور تم دولت لٹاؤ گی۔ خاصی دولت کمانے کے بعد ہم ایک بار پھر آئیں گے اور سورج گرہن کے مقابلے پر ڈٹ جائیں گے

اشرف صاحب آپ نے بے شک میرے اوپر کیے ہیں لیکن میں بدقسمت ہوں کہ آپ کے ان احسانوں کا صلہ نہیں دے سکتی۔

"دیکھو کوشل ۔ سورج گرہن معمولی تنظیم نہیں دوران میں اس سلسلے میں جتنی ممکن کوششیں ہو سکتی تھیں وہ کر چکا ہوں ۔ اور مجھے یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ سورج گرہن کے مقابلے پر آنا آسان کام نہیں ہے تم شاید اس بات کا یقین نہ کرو کہ میں رادھن سنگھ کے بارے میں بھی ہوں۔ وہ بے حد شاطر اور بے حد خطرناک آدمی ہے اپنے اردگرد اتنے مضبوط جال پھیلا رکھے ہیں کہ کرنا آسان کام نہیں ہے۔ تم کوشل مجھے معاف کرنا مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہو۔ اگر مجھے اس بات کا ایک بھی اندازہ ہوتا کہ ہم تھوڑی سی کوشش کر کے رادھن کو اپنے قبضے میں لا سکتے ہیں۔ تو میں تم سے کبھی یہ کہتا اور یہ کوشش کرتا کہ پہلے تمہیں مطمئن کر دوں لعد تمہیں اور روپا کو اپنے ساتھ یہاں سے یورپ اور وہاں اپنا مقصد پورا کر دوں، لیکن جب میں نے یہ اندازہ لگا لیا کہ یہ کام ہم دونوں کے بس کا نہیں میں یہ بات کہنے پر مجبور ہوں۔ کوشل میں تمہارے کے اندر لگانا چاہتا ہوں یہ میرا شوق ہے۔ یوں ہم تمہیں اس سلسلے میں میری معاونت کرنا ہوگی۔

"روپا کے بغیر نہیں اشرف ۔ روپا کے بغیر نہیں

" مگر روپا اتنی آسانی سے نہیں ملے گی۔ میں کہہ چکا ہوں۔"

"پھر بھی ۔ میں روپا کو حاصل کیے بغیر یہاں

ں گی۔

"سوچ لو۔ اچھی طرح سوچ لو کیا خیال ہے۔ اب بیان کرنا بیکار ہے۔ شاید تمہیں اس بات کا اندازہ نہ ہو کہ گاف کلب کر دیا گیا ہے وہ بند ہو گیا ہے اور اس کے تمام ملازم منتشر لیے ہیں اب وہاں تالا پڑا ہوا ہے اس طرح یہاں رکنا تو بالکل ہی بے کار ہے۔

"ہاں۔ اگر یہ بات ہے تو ہم یہاں نہیں رکیں گے لیکن ہیں ـــ

"ہاں۔ لیکن کیا؟"

"لیکن میں بمبئی میں رک کر اپنا کام جاری رکھوں گی۔"

"یہ مناسب نہیں ہوگا۔ کوشل ضد نہ کرو۔

"اشرف یہی مناسب ہے میں بمبئی چلتی ہوں۔ تمہارے وہاں کے کلبوں میں تمہارے لیے جوا کھیلوں گی اور جتنی رقم تعین کر دو گے اتنی رقم تمہیں کما کر دے دوں گی۔ لیکن میرا تمہارے ساتھ یورپ جانا مناسب نہیں ہے۔

"کیسی باتیں کرتی ہو کوشل۔ گویا تم مجھے اپنے ہمدردوں میں تسلیم نہیں کرتیں۔

"کیوں نہیں کیوں نہیں۔ میں اس بات کے لیے تمہاری بے حد شکر گزار ہوں کہ تم نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے لیکن جہاں تک ان معاملات کا تعلق ہے اس میں مجھے آزاد رہنے دو۔

"نہیں۔ میں انتظامات کر چکا ہوں بمبئی جا کر تمہیں میرے ساتھ سفر کرنا ہوگا۔

"نہیں اشرف۔ پلیز نہیں۔"

"اب مجبوراً مجھے ٹیڑھی انگلیوں سے گھی نکالنا پڑے گا۔ تم مجھے اس بات کے لیے مجبور کر رہی ہو۔"

"کیا مطلب ؟"

"مطلب یہ کہ میں تمہیں اس کے لیے مجبور کروں گا کہ تم میرے ساتھ یورپ چلو۔"

"میں مجبور نہیں ہوں گی۔"

"اس کا مقصد ہے کہ تم نہایت ناسپاس اور ذلیل قسم کی لڑکی ہو۔"

"شاید ایسا ہی ہو لیکن میں اپنی مجبوریوں کے لیے ہر چیز برداشت کر سکتی ہوں۔

"میں ایسے لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑتا جو میری مخلصانہ کوششوں کی پذیرائی نہ کریں۔

"تو پھر مجھے مار دو اشرف علی۔ بہتر یہی ہوگا۔"

"تو کیا سمجھتی ہے کیا میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اشرف آپے سے باہر ہو گیا۔ میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اسے دیکھتی رہی۔ اور پھر میں نے دل میں یہی فیصلہ کیا کہ اشرف اس دنیا میں ہر انسان اپنے مطلب کا بندہ ہے اور اپنے ہی لیے سوچتا ہے، تم نے میری جو کچھ مدد کی ہے اس میں تمہارا اپنا مقصد بھی پنہاں تھا لیکن اب تم اپنی قوت برداشت کھو چکے ہو۔ روپا کے بغیر میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی اور تم مجھے لے جانے کی کوشش کرو گے۔ اس کے لیے مجھے مجبوراً دنیا ہی کا سا رویہ اختیار کرنا پڑے گا۔ چنانچہ میں اشرف علی کی طرف دیکھنے لگی۔ اشرف علی اٹھ کر میرے نزدیک پہنچ گیا تھا اس نے میرے گریبان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بول کتیا میرے ساتھ یورپ جائے گی یا نہیں۔"

"نہیں اشرف علی۔ میں نے جواب دیا اور اس نے ایک زوردار تھپڑ میرے رخسار پر رسید کر دیا۔ میں گرتے گرتے بچی تھی۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے میرے بال پکڑ کر مجھے پھر کھڑا کر دیا۔ خاصی تکلیف ہوئی تھی مجھے۔

"بول یورپ جائے گی یا نہیں۔"

"نہیں اشرف علی۔ کیسی باتیں کرتے ہو۔ یہ تمام چیزیں بھلا مجھ پر کیا اثر انداز ہو سکتی ہیں۔"

"تو پھر مر جا۔" اس نے کہا اور زور سے مجھے زمین پر دھکا دے دیا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور اپنا گھٹنہ میرے سینے پر رکھ کر میری گردن دبانے لگا۔ میں نے اسے دیکھا اور اس کی دونوں کلائیوں پر اپنے ہاتھ ڈال کر پوری قوت صرف کی اشرف علی کے ہاتھ ایک لمحے کے لیے میری گردن سے ہٹ گئے تھے۔

"دیکھو اشرف علی تمہارے احسانات کے بوجھ سے میں دبی ہوئی ہوں لیکن بہتر یہی ہے کہ مجھے مجبور مت کرو۔

"تیری مجبوریاں میں ابھی ہمیشہ کے لیے ختم کیے دیتا ہوں" اس پر دیوانگی طاری تھی۔ پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا۔ اسے یا تو مجھ سے بددل ہو کر وہ بالکل ہی مایوس ہو گیا تھا۔ پھر اس پر کوئی جنونی کیفیت طاری تھی۔ وہ پھر میری گردن پکڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن اس بار میں نے اس کی کلائیاں نہیں چھوڑی تھیں میں نے بالکل سنجیدگی سے کہا۔

" اشرف علی مجھے اس کے لیے مجبور نہ کرو کہ میں تمہارے

احسانات کو ٹھکرا دوں۔

"کیا کرے گی تو میرا۔؟" بول۔ کیا کرے گی۔ اس نے کہا اور پوری قوت سے اپنی ہاتھوں کو میری کلائیوں کی گرفت سے آزاد کرانے لگا۔ لیکن اب میرے لیے بھی یہ لازم تھا کہ اپنی زندگی بچانے کی کوشش کروں۔ چنانچہ میرے پاؤں غیر محسوس انداز سے اٹھے اور پوری قوت سے میرے پیروں کی ٹھوکر پیچھے سے اشرف علی کے سر پر پڑی۔ وہ اس بات کا متوقع نہیں تھا۔ ٹھوکر نے اسے آگے کی طرف جھکایا تو میں نے دونوں ہاتھوں کی مدد سے اس کے سینے پر بوجھ ڈال کر اسے پیچھے دھکیل دیا۔ اشرف علی نیچے گر گیا تھا اور اب میں جانتی تھی کہ میرے اور اس کے درمیان صرف دشمنی کا رشتہ ہے چنانچہ مجھے اپنی زندگی بچانے کے لیے بھی کوشش کرنی تھی۔ اور میں سیدھی کھڑی ہو گئی۔

میں نے جو کچھ سیکھا تھا اسے جگہ جگہ استعمال کرنے کی ضرورت پیش آ رہی تھی۔ اور درحقیقت یہ میرے کام کی چیز تھی اشرف دونوں ہاتھ ٹکا کر کھڑا ہوا تو میں نے پوری قوت سے ایک ٹھوکر اس کے سینے پر ماری اور یہ ٹھوکر خاصی زوردار تھی۔ اس کا منہ ایک لمحے کے لیے کھلا اور پھر وہ اوندھے منہ زمین پر آ رہا اس کے بعد میرے لیے یہ لازم نہیں تھا کہ میں اسے زندہ رہنے دوں۔ کیونکہ میں جانتی تھی کہ میری نشاندہی کرنے والا وہی شخص ہوگا۔ چنانچہ میں نے اس کی پے در پے مرمت شروع کر دی اور تھوڑی دیر کے بعد اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ہاں میں نے اسے بھی ہلاک کر دیا تھا۔ اپنے محسن کو۔ لیکن مجھے بتاؤ کہ میں کیا کرتی۔ مجھے بتاؤ میں کیا کرتی۔ ان تمام چیزوں کو مجھ پر مسلط کیا گیا تھا۔ راجہ نواز اصغر تم مجھے بتاؤ میں کیا کرتی۔" میں خاموشی سے اس کی کہانی سن رہا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے میں کسی اور ہی دنیا میں کھو گیا ہوں۔ میرے سینے میں عجیب عجیب سے احساسات جنم لے رہے تھے۔ آہ۔ دنیا میں یہی تمام کہانیاں بکھری پڑی ہیں۔ ان کہانیوں میں کہیں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ بہرطور میں کوشل کی شکل دیکھتا رہا۔ اس نے چند لمحات کی خاموشی کے بعد پھر کہنا شروع کیا۔

"اس کے بعد میں وہاں سے چلی آئی۔ بمبئی پہنچی۔ بمبئی پہنچنے کے بعد میں نے کچھ جوئے خانوں میں جوا کھیل کر تھوڑی سی رقم اپنے پاس اکٹھی کی اور اس کے بعد میں وہاں سے چل پڑی۔ میرے قدم رادھن سنگھ کی تلاش میں اٹھنے دن رات یہی تمام کارروائیاں کر رہی تھی میں۔ لیکن اس میں ناکام رہی اور آج تک ناکام ہوں۔ راجہ نواز مجھے اپنی بہن کی تلاش ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں سورج گرہن کی تنظیم پہلے سے بھی زیادہ طاقتور ہو لیکن میرے عزائم بھی کمزور نہیں پڑے۔ میری زندگی صرف ایک ہی آرزو ہے۔ ایک بار۔ ایک بار۔ صرف روپا کو دیکھ لوں۔ ایک بار اس سے مل لوں۔ اور اس اپنی گردن خود ہی دبا لوں گی۔ خود ہی زہر کھا لوں گی روپا کو اپنی زندگی میں کچھ دے کر مرنا چاہتی ہوں۔ یہ آرزو ہے۔ کوشل کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

میں سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا کہ مظلوم عورت ہے یہ کیسی دردناک کہانی ہے اس طاقتور ہے یہ بہت کچھ ہے لیکن اس کے ساتھ ہی سینے میں صرف زخم ہی زخم ہیں تھوڑی دیر تک وہ رہی۔ میں چاہتا تھا کہ اس کے دل کا غبار نکل جائے جب اس کے آنسو خشک ہوئے تو میں نے اس کی طرف سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوشل تمہاری کہانی اتنی دلدوز اتنی دردناک کہ میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ بہت عرصے نہیں رویا کوشل۔ لیکن تمہارے لیے رو رہا ہوں۔ ہاں لیے رو رہا ہوں۔ کاش۔ کاش اس دنیا میں انسانیت ہوتی۔ کاش ہر شخص جانور نہ بن جاتا۔ کاش۔" کوشل آنسو خشک کر لیے اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑی۔ نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر کہنے لگی۔

"کہانی ختم ہو گئی راجہ نواز اصغر، کہانی ختم ہو گئی کی آواز میں ہزاروں سسکیاں چھپی ہوئی تھیں۔ میں اس آواز کی کیفیت کو محسوس کیا اور پھر بے تکلفی سے بڑھ کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو کوشل۔ ابھی کہاں۔ ابھی کوشل۔ ابھی کہانی کہاں ختم ہوئی ہے۔ بعض کہانیاں ہوتی ہیں جن کے بارے میں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ہو گئیں۔ لیکن درحقیقت وہیں سے ان کا آغاز ہوتا نے زندگی میں تنہا جدوجہد کی ہے۔ تم مسائل کی چکی میں صرف اپنے آپ کو بھروسہ کرنے کی کیفیت میں آ گئی ہو لیکن کوشل وہ لوگ کبھی تمہارا ساتھ نہیں دے سکتے جو تم جیسے نہ ہوں گھائل کی گت گھائل ہی جانتا ہے کوشل۔ تمہاری کہانی میں مجھے اپنی کہانی نظر آتی ہے اور جب میری کہانی ختم نہیں ہوئی تو تمہاری کہانی کیسے ختم ہو سکتی ہے۔ کوشل آنسو بھری آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی میں نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں کوشل۔ کہانی کیسے ختم ہو سکتی ہے مجھے بتاؤ کہانی کیسے ختم ہو سکتی ہے روپا کہاں ہے؟"

"روپا۔" کوشل کے حلق سے پھر ایک سسکی نکل گئی۔

"ہاں روپا۔ تمہاری بہن۔ میری بہن۔ تم مجھے بتاؤ کوشل، تم نے یہ جملے کیسے کہے۔ کہانی کیسے ختم ہو گئی۔" میں بھی جذباتی ہو رہا تھا۔

"میں کیا کروں؟ مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔ میں بے دست و پا ہوں۔ بس پتہ نہیں کیوں تمہاری طرف ذہن راغب ہوا تھا تم سے ایک عجیب سی اپنائیت محسوس ہوئی تھی۔ دل نے یہ کہا تھا کہ تمہارے چہرے کی لکیروں میں کوئی ایسی شخصیت چھپی ہوئی ہے جس کے سامنے میں اپنا دل کھول سکتا ہوں۔ سو میں نے یہی کیا۔ دل کے بند سوتے کھل جائیں تو طبیعت ہلکی ہو جاتی ہے۔ مجھے بھی تمہاری معیت سے یہی فائدہ ہوا ہے راجہ نواز اصغر۔ اور میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ اس کے بعد اپنی حقیقتوں کا اظہار کرنے کے بعد میں کون سی آنکھ لاؤں گی جو تمہارے سامنے کھلے گی۔

"مطلب؟"

"مجھ جیسی عورت کو، مجھ آبرو باختہ کو، [illegible] بے سہارا اور گھٹیا شخصیت کو اس کے بعد کون احترام کی نظر سے دیکھ سکتا ہے۔ کیا تم؟"

"تم اپنی سوچ کو مکمل کیوں سمجھتی ہو کوشل! تم نے یہ کیوں سوچ لیا کہ جو تمہارے ذہن نے سوچا ہے۔ وہ آخری بات ہے۔ کیا تم دوسروں کو سوچنے کی گنجائش نہیں دیتیں۔ کیا تمہارے وجود میں اب ایسی کوئی چیز باقی نہیں رہی ہے جو اعتماد کے نام سے یاد کی جا سکے۔"

"نہیں راجہ نواز اصغر۔ یہ بات نہیں ہے۔ درحقیقت یہ بات نہیں ہے۔ لیکن میری ٹوٹی ہوئی شخصیت۔"

"تم قادر کو بھول گئیں۔ مجھے بتاؤ قادر کو کیوں بھول

گیئں۔ اس نے تو بے لوث ساتھ دیا تھا تمہارا۔

" ہاں ٹھیک ہے۔ لیکن تم مجھے بھی یہ بتاؤ کہ میرا اپنا وجود قادر کے لیے مناسب تھا۔ کیا میں اس قابل تھی کہ ہر شخص کو اپنی مصیبتوں کا شکار بنا سکوں۔ میں بہت سی باتوں سے ناواقف ہوں نواز۔ لیکن ایک بات اپنے بارے میں ضرور جانتی ہوں کہ میری شخصیت انتہائی منحوس ہے۔ دوسروں کے لیے ہمیشہ تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے خود میرے اپنے ماں باپ میری نحوست کا شکار ہو گئے۔ کوئی نہیں بچ سکے گا میری اس نحوست سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔

" حالات نے شاید تمہیں بہت زیادہ پریشان کر دیا ہے۔ نہ کرو ایسی باتیں کوشل نہ کرو۔ کیوں سوچتی ہو ایسی احمقانہ باتیں کہ تمہاری کہانی سننے کے بعد تمہارے وجود میں کوئی کمی آ گئی ہے۔ یا میرے دل میں تمہارے لیے کوئی بُری بات پیدا ہو سکتی ہے۔ ارے کوشل، دل والوں سے کبھی واسطہ نہیں پڑا کیا؟ یہ کہانی تو خون کے آنسو رلاتی ہے۔ یہ کہانی تو اپنی کہانیاں بھلا دیتی ہے اور تم کہتی ہو کہ میں تم سے نفرت کروں گا۔ شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ اس داستان کو سننے کے بعد میرے دل میں دوسری ۔۔۔ ایک جذبہ پیدا ہوا ہے پہلی بار ایک ایسی شخصیت نے مجھے متاثر کیا تھا جس سے میرا کوئی واسطہ نہیں تھا۔ جو صرف ایک نرس تھی اور میری تیمارداری کے لیے مجھ تک پہنچی تھی۔ لیکن اس کے اندر چھپے ہوئے انسان نے مجھے اس کی طرف راغب کیا اور پھر اس انسان کے علاوہ میری دنیا میں کچھ نہ رہا۔ ہاں راجہ نواز اصغر کی دنیا میں کچھ نہ رہا اس شخص کی دنیا میں جس کی کہانی پہاڑوں کی ایک بستی سے شروع ہوئی تھی اور اس طرح بے سہارا ہو گئی تھی کہ وہ موت کے قریب جا رہا تھا جب وہ موت کی وادیوں میں پہنچنے ہی والا تھا کہ زندگی کے ہاتھ نے اُسے لپک لیا۔ اور پھر اپنی مٹھی میں بند کر کے ایک ایسے راستے پر چھوڑ دیا جس کا اس نے کبھی تصور نہیں کیا تھا۔ وہ میں تھا۔ کوشل وہ میں تھا۔ میری زندگی کا آغاز معصومیت اور محبت کے درمیان ہوا تھا۔ میں بھی انسانوں جیسا تھا تم جیسا تھا۔ ایک دیہاتی ایک سادہ لوح دیہاتی۔ میرے لیے نفرت کی زمین میرا گھر ہی بن گیا تھا۔ میری سوتیلی ماں نے مجھے میرے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا جس کی بنا پر میں نے دنیا میں اپنے آپ کو تنہا محسوس کر کے گھر سے باہر قدم نکال دیے اور خودکشی کا ارادہ کیا۔ لیکن میری تقدیر میں خودکشی نہ تھی۔ بلکہ بہت سوں کی موت تھی۔ میں وہاں سے آگے کچھ بڑے لوگوں کے درمیان پڑا اور انہوں نے مجھے اپنا اور اس کے بعد تم تصور نہیں کر سکتیں کوشل کہ میں نے دنیا سے کیسا بھیانک انتقام لیا۔ میں نے نجانے کہاں کہاں کس کس کے ساتھ کیا کیا کیا۔ اور ایک عظیم الشان سفر کرتا ہوا کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ میرے کچھ دشمن میری راہ پر آئے اور میں ان کے چنگل میں پھنس گیا۔ تب ایک جذبہ میرے سینے میں ابھرا۔ ایک ایسی بات سن کر جو میرے دین کے خلاف تھی۔ جو میرے مذہب کے خلاف تھی۔ میں ایک گناہگار انسان مذہب کی یہ توہین برداشت نہ کر سکا اور ان لوگوں کے راستے پر ڈٹ گیا اور اس کے بعد میں نے انہیں تقریباً فنا کر دیا اور اس سلسلے میں میری معاون انہیں کی ایک ساتھی نرس تھی اور اس نرس کو میں نے اپنی زندگی میں شامل کر لیا۔ ہاں مجھے بھی کسی کی تلاش ہے تمہیں روپا کی تلاش ہے وہ تمہاری بہن ہے۔ اور مجھے اپنی کھوئی ہوئی جنت کی تلاش ہے۔ کوشل ہم دونوں کی کہانی کس قدر یکساں ہے تم خود سوچو زیبی میرا سکون تھی۔ میرا وجود تھی میرے اندر پھوڑے پر مرہم تھی جو زمانے نے میرے وجود میں پیدا کر دیا تھا۔ میں نے اس کے ساتھ زندگی کے ہر سفر میں ثابت قدمی سے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن زیبی کو مجھ سے دور کر کے ایک بار پھر مجھے اسی جہنم میں دھکیل دیا گیا جہاں سے نکل کر میں زیبی کی زُلفوں کی جنت میں پہنچا تھا۔ سمجھیں تم کوشل ہماری کہانیاں کس قدر یکساں ہیں ہم دونوں کو تلاش ہے۔ ہم دونوں کی آنکھیں پیاسی ہیں ہم ان آنکھوں کی پیاس بجھائے بغیر سکون سے نہیں بیٹھیں گے کوشل۔ آئندہ مجھ سے نہ کہنا کہ کہانی ختم ہو گئی۔ کیسے ختم ہو سکتی ہے یہ کہانی حالات نے ہمیں جو فولاد بخشا ہے کیا ہم اس سے ہتھیار نہیں بنائیں گے کیا ہم ان ہتھیاروں سے اپنے دشمن کا مقابلہ نہیں کریں گے تم سن لو اس بات کو کوشل۔ تم سُن لو اس بات کو۔ روپا کی تلاش اب تمہارا ہی مسئلہ نہیں میرا بھی ہے کوشل خاموشی سے آنسو بہاتی رہی اس کی آنکھیں ساون بھادوں بنی ہوئی تھیں۔ وہ ان روتی ہوئی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھیں۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کے آنسو خشک کر دیے۔

" بس کوشل۔ اتنے ہی آنسو کافی ہیں۔ آنسوؤں کی زندگی میں جگہ جگہ ضرورت پڑتی ہے ہمیں اس طرح انہیں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اگر یہ آنسو ہماری آنکھوں سے بہہ گئے تو پھر آئندہ ہماری آنکھیں کسی قابل نہیں رہیں گی تم ان آنکھوں کو خشک کر لو اور اپنے وجود میں آگ اتار لو۔ ہاں کوشل ہم دونوں ایک ہی راستے کے راہی ہیں۔ کوشل کے آنسو خشک ہو گئے وہ تھوڑی دیر تک عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ پھر ایک ٹھنڈی سانس بھر لی۔

" تم نے شاید مجھے نئی زندگی دی ہے۔ نیا عزم اور نیا حوصلہ دیا ہے۔ ہاں سچ تو یہ ہے حالات نے ہمیں فولاد بنا دیا ہے۔ میں بھی۔ میں بھی دنیا سے ہار ماننے والوں میں سے نہیں ہوں۔ مجھے زندگی کی کوئی پرواہ نہیں ہے نواز بالکل پرواہ نہیں ہے۔ میں۔ میں تو موت کو ہر لمحہ گلے لگانے کے لیے تیار ہوں۔

" یہی بات میرے اندر ہے مجھے بھی زندگی سے نفرت ہے۔ وہ زندگی کیا معنی رکھتی ہے جو زیبی کے بغیر ہو گندگی اور غلاظتوں میں تو عمر ہی گزری ہے۔ سچائی کی ایک ہی مورت نگاہوں کے سامنے آئی تھی تو میں اس کی پوجا کیوں نہ کرتا اور اب جب یہ مورت مجھ سے چھین لی گئی ہے میں جانتا ہوں میرا بت کسی کی قید میں ہے تو پھر زندگی سے ہار ماننا کیا معنی رکھتی ہے۔ اس کی رہائی میرا فرض ہے اور یہی کیفیت روپا کی ہے۔ تمہیں روپا کو بھی حاصل کرنا ہے کوشل، سوچ لو اس چیز کو ذہن میں رکھو۔

" اگر تم کہتے ہو تو ٹھیک ہے میں اس بات کو مانے لیتی ہوں۔

" اچھا اب یہ ساری باتیں تو ختم ہو گئیں۔ ہمیں آئندہ کے لیے اپنا پروگرام ترتیب دینا ہے۔

" نواز۔ کیا تم مجھے اپنے لمبے چوڑے وجود کے سائے میں کچھ دیر آرام نہ کرنے دو گے۔

" میں نہیں سمجھا کوشل۔

" اتنی تھک گئی ہوں، اتنی تھک گئی ہوں کہ سکون کا تصور بھی ذہن سے مٹ گیا تھا لیکن اب۔ اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس درخت کی چھاؤں تلے کچھ سکون مل رہا ہے۔ مجھے سو جانے دو نواز مجھے سو جانے دو۔

" آؤ کوشل۔ تم سو جاؤ میں تمہارے اوپر سایہ کیے ہوئے کھڑا رہوں گا۔ میں نے کہا اور اُسے ساتھ لیے ہوئے اس کے بیڈ روم میں پہنچ گیا۔ کوشل بستر پر لیٹ گئی۔ بڑا اعتماد نظر آ رہا تھا بہت ہی پُرسکون نظر آ رہی تھی۔ وہ ہلکی پھلکی جیسے زندگی کے سارے بوجھ اتر گئے ہوں۔ اور اب وہ پُرسکون ہو۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور تھوڑی دیر کے بعد اس کی سانسیں گہری ہو گئیں۔ میں اس کے نزدیک ایک آرام کرسی پر بیٹھ کر اسے دیکھتا رہا۔ ہاں۔ وہ حسین تھی۔ اب بھی حسین تھی نوجوان تھی۔ لیکن میرے ذہن میں بُرائی کا کوئی جذبہ نہیں اُبھرا۔ ذرا برابر برائی نہیں تھی میرے ذہن میں۔ اس کے لیے۔ بلکہ ایک احترام تھا ایک مقدس احترام۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میں اس کی حفاظت کے لیے ہی پیدا ہوا ہوں۔ انسان بھی انوکھی چیز ہے۔ پتہ نہیں کیسے کیسے حالات سے گزرتا ہے اور کیا کیا کیفیتیں اس پر اس طرح حاوی ہو جاتی ہیں کہ وہ اپنا مقصد تک بھول جاتا ہے۔ کوشل سوتی رہی میں اس کے نزدیک بیٹھا رہا پتہ نہیں۔ کیسے کیسے منصوبے آتے رہے تھے میرے ذہن میں، رات آہستہ آہستہ بہہ رہی تھی۔ مجھے رات کے گزرنے کا احساس بھی نہیں ہوا اور جب صبح کی پہلی کرن نے کمرے کی کھڑکیوں سے اندر داخل ہو کر اپنی آمد کا اعلان کیا تو میں چونک پڑا۔ سورج کی یہی کرن کوشل کی آنکھوں پر پڑی تو اس نے بھی آنکھیں پٹپٹا کر کھول دیں۔ رات کی گہری اور پُرسکون نیند نے اسے شگفتہ کر دیا تھا۔ اس کا چہرہ مسرتوں کا آئینہ نظر آ رہا تھا۔ ایک نئی لڑکی معلوم ہو رہی تھی۔ وہ اس نے سورج کی کرن سے اپنے چہرے کو بچا کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اس کی نگاہیں مجھ پر پڑیں۔ ایک لمحے کے لیے وہ مجھے دیکھتی رہی اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نظر آئے وہ بہت تیزی سے اچھل کر بیٹھ گئی تھی۔

" تم ۔ تم نواز تم ۔ کب آئے ؟ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے میری آنکھوں کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے جیسے اس کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا ہو۔ وہ جلدی سے اٹھ کر میرے قریب آ گئی۔

" تم ۔ تم گئے نہیں نواز۔ تم سوئے نہیں۔"

" میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے تناور وجود کی چھاؤں میں سو جاؤ۔ کیسے جاتا۔

" اوہ۔ دیوانے ہو۔ بالکل دیوانے ہو۔ بھلا اس کی کیا ضرورت تھی لیٹ جاتے آرام کرتے۔ یہیں میرے پاس اسی بستر پر۔ اس نے کہا اور پھر پُراعتماد انداز میں بولی۔

"ہاں۔ تم اس بستر پر سو سکتے ہو نواز۔ اس لیے کہ مجھے تم پر اتنا ہی اعتماد ہے۔ جتنا اپنے وجود پر یا اپنے دھرم پر۔"

"شکریہ کوشل۔ چلو غسل کر لو اور پھر ذرا جلدی سے مجھے ناشتہ وغیرہ کراؤ مجھے زبردست بھوک لگ رہی ہے۔"

"تم جاگتے رہے ہو۔ مجھے اس کا بڑا افسوس ہے۔ بڑے جذباتی ہو تم بھی۔ بھلا اس کی کیا ضرورت تھی۔"

"اچھا اب جاؤ باتھ روم میں جاؤ۔" میں نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ہم دونوں ناشتہ کر رہے تھے۔

"رات بھر جاگ کر تم نے کچھ نہ کچھ ضرور سوچا ہوگا۔ کوئی پروگرام ہے ذہن میں۔"

"ہاں۔ تمہارا اندازہ درست ہے سوچتا ہی رہا ہوں۔ یہ بتاؤ کوشل رادھن سنگھ کے بارے میں تازہ ترین رپورٹ کیا ہے۔"

"کچھ نہیں۔ اس نے وہ علاقہ چھوڑ دیا ہے اب وہ ان بستیوں میں نہیں رہتا۔ جہاں اس نے اپنی تباہ کاریاں پھیلائی تھیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ بستی کے لوگوں کو اس کی حقیقت معلوم ہو گئی تھی۔ ایک بار بستی کے لوگوں نے اس کی رہائش گاہ پر چڑھائی کی تھی۔ لیکن تقریباً بیس آدمیوں کو مارنے کے بعد وہ روپوش ہو گیا۔ حکومت کو بھی بظاہر اس کی تلاش ہے بیس آدمیوں کے قاتل کی حیثیت سے، لیکن میں جانتی ہوں کہ رادھن سنگھ کے ہاتھ کتنے لمبے ہیں۔ اس وقت بھی وہ اگر کسی اعلیٰ پولیس آفیسر کی کوٹھی میں بیٹھا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے بظاہر لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے رادھن سنگھ کے لیے کوششیں کی گئی ہوں گی اور اس کے بعد یہ کہہ کر کیس ختم کر دیا گیا ہوگا کہ وہ دستیاب ہی نہیں ہو سکا۔ ان بیس آدمیوں کو اس نے چنے مٹر کی طرح بھون دیا تھا۔ اور اطمینان سے نکل گیا تھا ایسا ہے وہ خوفناک آدمی اب اس کے بارے میں معلوم نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔"

"سورج گرہن کے بارے میں کوئی نئی رپورٹ؟"

"ہاں۔ اس کے افراد آہستہ آہستہ سامنے آتے رہتے ہیں، یہ نہیں پتہ چل سکا کہ سورج گرہن کا سرغنہ اس وقت کون ہے۔ لیکن چند افراد سے ملاقات ہو ہی جاتی ہے۔ اور تمہیں بھی اس کا اندازہ ہو گا۔"

"ہوں۔ کوشل میں نے تمہیں اپنی کہانی میں شاید یہ تفصیل نہیں سنائی کہ سوئٹزرلینڈ میں میرا ایک بہت بڑا سرمایہ جمع ہے اتنی دولت جمع ہے۔ یہ دولت بڑی کمائی ہے کوشل۔ منشیات کی اسمگلنگ کے سلسلے میں جو کمیشن مجھے دیا جاتا تھا وہ سوئٹزرلینڈ میں ہی جمع ہوتا تھا اور میں نے کبھی اپنی اس بڑی رقم کو اپنی اچھی زندگی پر صرف کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بے کلد پڑی ہوئی ہے وہ کیوں نہ ہم اسے استعمال کے لیے یہاں منگوا لیں۔"

"کوئی منصوبہ ہے ذہن میں۔"

"ہاں۔ بالکل ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"رقم کا مسئلہ میں بھی تمہیں بتا سکتی ہوں۔ میرے پاس ٹکسال ہے۔ ہوٹلوں اور کلبوں میں جوا کھیل کر میں بھی اچھی خاصی رقم جمع کر سکتی ہوں اگر اس کی ضرورت نہ پیش آئے تو اسے وہیں رہنے دو۔ یہاں کام چل جائے گا۔"

"نہیں کوشل اب میں تمہیں اس سلسلے میں اجازت نہیں دوں گا۔ کہ تم کلبوں یا ہوٹلوں میں جوا کھیلو، اس طرح تم بہت سے لوگوں کی نگاہوں میں آ جاؤ گی۔ رادھن سنگھ نے یقیناً تمہارا پیچھا نہیں چھوڑا ہوگا اور اب بھی اس کے آدمی تمہیں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔ اس ٹائپ کے لوگوں کو میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو چھوڑ کر اپنی توہین محسوس کرتے ہیں اور اس بات سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ کہ کہیں لوگ ان پر انگلیاں نہ اٹھا لیں۔ چنانچہ تمہارے لیے میں کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ اور پھر ہوٹلوں اور نائٹ کلبوں میں کھیل کر کتنی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ لاکھ دو لاکھ یا بقول سارا دلوی کے ایک کروڑ۔ لیکن اس سے ہمارا کوئی فائدہ نہیں ہوگا میں فوری طور پر اس سلسلے میں انتظامات کرتا ہوں اور اپنی رقم سوئٹزرلینڈ سے یہاں ٹرانسفر کرائے لیتا ہوں اور اس کے لیے کوشل درحقیقت ہمیں بہت ہی محتاط انداز میں کام کرنا ہوگا۔ تمہاری رہائش گاہ کے بارے میں، میں جانتا ہوں کہ میں ہی نہیں میرے علاوہ کچھ اور لوگ بھی جانتے ہوں گے چنانچہ یہ خطرہ بھی مول نہیں لیا جا سکتا ہم اپنی شخصیت کو بے شمار روپ دیں گے۔ کہیں ہم معمولی لوگوں کی طرح لوگوں کے سامنے آئیں گے کہیں ہماری اپنی حیثیت کچھ ہوگی اور کہیں کچھ، اس طرح ہم سورج گرہن کو چکر دے سکتے ہیں میں نے ایک فیصلہ کیا ہے کوشل۔؟"

"کیا۔" کوشل نے پوچھا؟"

"سب سے پہلے سورج گرہن کا نام و نشان یہاں سے مٹانا ہو گا۔"

"وہ کس طرح؟"

"بس جس طرح بھی ممکن ہو سکا ہم سورج گرہن کے لوگوں کو توڑیں گے۔ انہیں اتنی دولت دیں گے کہ وہ بھی یاد رکھیں۔ دولت ہی کے لیے انسان برائیوں کی طرف آمادہ ہوتا ہے اور اگر ہم بڑے لوگوں کو زیادہ دولت دے کر ان بُرے لوگوں سے توڑ لیں تو تم یقین کرو کہ سورج گرہن لنگڑی ہو جائے گی اور اس لنگڑی تنظیم کو ہم آسانی سے ہڑپ کر سکتے ہیں۔"

"اتنا بڑا منصوبہ ہے تمہارے ذہن میں۔"

"ہاں۔ اتنا ہی بڑا منصوبہ ہے لیکن اس کے لیے ہمیں اپنی شخصیت کے کئی روپ دھارنے ہوں گے۔"

"دلچسپ ماحول ہو جائے گا۔ میں تیار ہوں۔"

"تو پھر اب ہمیں ایک چھوٹے سے ہوٹل میں قیام کرنا ہو گا۔ ایسے ہوٹل میں جہاں بڑے لوگوں کا گزر بھی نہ ہوتا ہو۔ اس کے علاوہ ہم کچھ اور تیاریاں بھی کریں گے۔"

"میں ہر طرح سے تمہارے ساتھ ہوں۔"

"میری زندگی میں چند اور لوگ آ گئے تھے کوشل، لیکن اب ان سے کنارہ کشی ہی زیادہ مناسب ہے ایک لڑکی تھی جو اتفاقیہ طور پر میری بہن بن گئی تھی۔ اس کا مقصد پورا ہو چکا ہے اب اسے اپنے آپ میں، ہم کرنا مصیبتوں میں ڈالنا ہے۔ چنانچہ اب میں ہر شخص سے اپنے آپ کو کنارہ کش کر لوں گا۔ ایک بار پھر راجہ نواز اصغر کو زندہ کروں گا لیکن اس بار اس کے ساتھ کوشل بھی ہو گی۔"

"میرا سارا وجود میرے احساسات و جذبات میری محبت میری زندگی سب کچھ تمہارے حوالے ہے۔ راجہ نواز اصغر اطمینان رکھو مجھ میں کبھی کوتاہی نہیں پاؤ گے جو حکم دو گے اس پر عمل کروں گی۔"

"تو پھر ٹھیک ہے تیار ہو جاؤ ہمیں بہت سارے انتظامات کرنے ہیں۔ تقریباً دو گھنٹے تک ہم مسلسل تیاریوں میں مصروف رہے۔ شہر کے مختلف حصوں میں چکراتے رہے اور اس کے بعد ایک ہوٹل میں مقیم ہو گئے۔

چھوٹے سے ہوٹل کا یہ کمرہ بڑا پرسکون تھا اور یہاں سے باہر کا نظارا بھی بے حد حسین تھا میں نے کوشل سے کہا۔ کہ اس حیثیت سے میں جو کارروائی کروں گا۔ وہ لوگوں کی نگاہوں میں مشکوک نہیں ہو گی البتہ اپنی اصل حیثیت سے کام لیتے ہوئے میں سوئٹزرلینڈ سے سب سے پہلے اپنی رقم نکلوا کر یہاں کے بینکوں میں سے ٹرانسفر کراؤں گا۔ اور اس کے لیے مجھے راجہ نواز اصغر کے نام کو زندہ کرنا ہو گا۔

"یقیناً ظاہر ہے۔" کوشل نے کہا۔

ہم نے اپنی اس کارروائی کا آغاز اسی دن سے کر دیا۔ مجھے بے شمار کاغذات تیار کرنے تھے اپنے طور پر سوئٹزرلینڈ سے رجوع کرنا تھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں میں کچھ لوگوں سے ملا یہ وکیل اور بین الاقوامی امور پر کام کرنے والی ایجنسیوں کے افراد تھے ان لوگوں سے تعلقات قائم کر کے میں نے اپنے باس یعنی راجہ نواز اصغر کے ایک مقصد کے لیے ان لوگوں سے بات چیت کی اور راجہ نواز اصغر کے سلسلے میں جتنی کاغذی کارروائیاں اور قانونی کارروائیاں ہو سکتی تھیں انہیں کرنے کے لیے ان لوگوں کو پیشکش کی۔ ایک دولت مند آدمی کے نمائندے کی حیثیت سے میرا اچھی طرح استقبال کیا گیا اور اس کے بعد ایک ایجنسی سے میرا رابطہ قائم ہو گیا اور اس ضروری معلومات حاصل کرنے کے بعد میں چل پڑا۔ مجھے کچھ ایسے فارم دے دیئے گئے جو مجھے اپنے آقا یعنی راجہ نواز اصغر سے پُر کرا کر ان کے حوالے کرنا تھے ان لوگوں سے میں نے کہہ دیا تھا کہ راجہ نواز اصغر خود اس سلسلے میں سامنے نہیں آنا چاہتے۔ لیکن جو کچھ بھی قانونی کارروائی ہو گی۔ وہ میرے ذریعے باآسانی ہو سکتی ہے اور میں اس سلسلے میں ان کا معاون رہوں گا بڑا کام تھا۔ بہت بڑی رقومات کا مسئلہ تھا۔ اس لیے کمپنی نے بھی براہ راست دلچسپی لی تھی مجھ سے میرے بارے میں پوچھا گیا تو میں نے اطمینان سے اپنے ہوٹل کا پتہ بتا دیا۔ اس طرح سے میری شخصیت بھی ان کی نگاہوں میں مشکوک ہونے سے بچ گئی۔ کمپنی والوں کو شاید اس بات کا یقین نہیں تھا کہ میں نے جو کچھ ان سے کہا تھا وہ درست ہے اور واقعی اتنی بڑی رقم سوئٹزرلینڈ کے بینکوں میں محفوظ ہو سکتی ہے اور اسے یہاں ٹرانسفر کرانے کے لیے ان کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔

لیکن تیسرے دن جب میں اس ایجنسی کے دفتر پہنچا۔ جس سے میں نے رابطہ قائم کیا تھا تو جنرل مینجر نے کھڑے ہو کر میرا استقبال کیا۔ اس کے انداز بتاتے تھے کہ سوئٹزرلینڈ کے بینکوں سے اس کا رابطہ قائم ہو گیا ہے اور شاید وہاں سے میرا بینک بیلنس منگوا لیا گیا ہے۔ جنرل مینجر نے کافی سے میری تواضع کرتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ تشریف نہ لاتے تو تھوڑی دیر کے بعد میں اپنے

آدمی کو آپ کے ہوٹل روانہ کرنے والا تھا۔

"میرا اس وقت حاضر ہونے کا پروگرام تھا جناب۔ میں نے کہا۔

"کمال ہے راجہ نواز اصغر صاحب! اتنی بڑی شخصیت کے مالک ہیں اتنی دولت انہوں نے سوئیٹزرلینڈ میں جمع کرا رکھی ہے اور ہمیں ان سے واقفیت تک نہ تھی۔ مسٹر نواز اصغر سے ہماری ملاقات کیسے ہو سکتی ہے۔؟"

"وہ مصروف انسان ہیں۔ لاابالی شخصیت کے مالک ہیں مجھے انہوں نے اس سلسلے میں تمام اختیارات دے رکھے ہیں۔ اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے آنا بھی نہیں چاہتے۔ بعض لوگوں کے معاملات ایسے ہی ہوتے ہیں۔ یہ سارا کام میرے ذریعے ہی طے پائے گا۔"

"خیر ظاہر ہے آپ بھی معمولی شخصیت نہیں ہوں گے جب راجہ صاحب آپ پر اتنا اعتماد کرتے ہیں تو بلاشبہ آپ اس اعتماد کے قابل ہوں گے۔ بہرطور آپ بھی ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ ہاں وہ دراصل میں نے وہاں سے رابطہ قائم کرکے خصوصی ذرائع سے راجہ صاحب کا بیلنس منگوایا ہے۔ یہ رقم تو بہت بڑی ہے۔ کروڑوں کی شکل میں۔

"تو آپ کا خیال کیا تھا۔ کیا دس بیس ہزار روپے یا دس بیس لاکھ روپے کے لیے یہ تمام کوششیں کی جا سکتی ہیں۔

"ابھی تو کئی بینک باقی رہ گئے ہیں جہاں راجہ صاحب کے اکاؤنٹ موجود ہیں۔ آپ نے جن جن بینکوں کے نام ہمیں دیے تھے ہم نے ان میں سے صرف تین بینکوں سے رابطہ قائم کیا ہے جبکہ چھ بینک اور باقی رہ گئے ہیں۔

"یقیناً وہاں سے بھی آپ کو راجہ صاحب کا بیلنس مل جائے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ راجہ صاحب کتنے دولت مند انسان ہیں۔

"بہرطور ہم اس سلسلے میں مزید کارروائیاں کر رہے ہیں۔ میں اپنے طور پر جس قدر جلد ممکن ہو سکا ایجنسیز وغیرہ سے رابطہ قائم کرنے کے بعد ان رقومات کی واپسی کا انتظام کرلوں گا۔ اس سلسلے میں ہماری جو بھی خدمات درکار ہوں راجہ صاحب کے لیے حاضر ہیں۔ آپ براہ کرم ہمیں بتایئے کہ یہاں کون کون سے بینکوں سے آپ رابطہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اپنے ذہن میں جو نام رکھے تھے۔ ان کے بارے میں بتا دیا اور جنرل مینجر نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"بینکوں سے رابطہ آج ہی کرلیا جائے گا۔ آپ کچھ کاغذا مزید راجہ صاحب سے سائن کرا کے مجھ تک پہنچا دیں۔ میں ن کا غذات حاصل کرلیے، مینجر نے مجھے خصوصی طور پر ایک کار کا پیشکش کی تھی۔ اور کہا تھا کہ یہاں آمد و رفت کے لیے میں یہ کار استعمال کر سکتا ہوں۔ میں نے شکریہ کے ساتھ قبول کرلی تھی۔ کوشل ان دنوں آرام کی زندگی گزار رہی تھی۔ وہ ہوٹل میں اپنے کمرے ہی میں رہتی۔ بالکل گھریلو سی کیفیت ہوگئی تھ اس کی۔ مجھ سے باتیں کرتی۔ کمرہ سنوارتی حالانکہ ہوٹل کی بات تھی۔ جب میں واپس پہنچا تو وہ دستک سن کر دروازے پر آگئی اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ میں مسکراتا ہوا اندر داخل ہوگیا تھا کمرے کے ماحول پر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد میں آرا کرسی پر دراز ہوگیا۔

ایجنسی کے دفتر گیا تھا حالانکہ رقم ہمارے لیے کوئی مسئ نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں کوشل کہ ساری کارروائیاں مکم کرلینے کے بعد مضبوط بنیادوں پر اپنے اقدامات کا آغاز کروں۔ اس سے پہلے جلد بازی کرکے کھیل خراب نہیں کرنا چاہتا۔

"تو میں کب کہہ رہی ہوں کہ ایسا کرو۔"

"بس تو تم یوں سمجھ لو کہ رقومات کے متعلق کا کام بہت جلد شروع ہو جائے گا اور اس کے بعد ہم اس سلسلے میں کام کریں گے۔ پھر میں ایجنسی کے جنرل مینجر کے بارے میں کوشل کو تفصیلات بتانے لگا اور کوشل سننے لگی۔

"ہاں نواز۔ دنیا کا ہر رنگ بھی میں نے اچھی طرح دیکھا ہے پتہ نہیں چلتا کہ کاغذ کے ان ٹکڑوں کو اتنی قوت کہاں سے حاصل ہوگئی ہے کہ یہ انسان کی تقدیریں بنانے بگاڑنے پر قادر ہوگئے ہیں۔ ہمارا دھرم ہمارا مذہب، ہم سے کچھ اور کہتا ہے لیکن دنیا کچھ اور کہتی ہے بڑی الجھن ہے نواز بڑا عجیب سا تجسس ہے ذہن میں کون بڑا ہے کیا بڑا ہے۔ یہ بھگوان ہی جانے۔

"بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کوشل جس کے لیے تمہارے بھگوان اور میرے خدا نے انسانوں کو چھوٹ دے رکھی ہے لیکن اس بات سے اندازہ لگا لو کہ دنیا کی کوئی دولت تمہاری سانسوں کو برقرار نہیں رکھ سکتی نوٹوں کا اتنا اونچا انبار لگا دو کہ ہمالیہ کی چوٹی کے برابر پہنچ جائے اور اس پر بیٹھ کر اپنی زندگی محفوظ کرلو تو میں جانوں کہ نوٹ دنیا پر قادر ہیں۔

کچھ چیزیں یہاں انسانی جذبوں پر حاوی ہوگئی ہیں لیکن حقیقت ہی ہیں۔

"ٹھیک کہتے ہو تم؟"

"اگر اس ہوٹل سے اکتا گئی ہو تو کوئی چھوٹا موٹا مکان حاصل کرلیں۔ ہم لوگ درحقیقت کوشل۔ میں نہیں چاہتا کہ اب ہماری زندگی میں کوئی شک و شبہ باقی رہے جیسا کہ میں نے تم سے کہا کہ ہمیں بہت سی شخصیتیں اپنانی ہوں گی۔ اگر اس سلسلے میں ابھی سے کارروائی کرنا چاہتی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

"مطلب نہیں سمجھی۔ کوشل نے کہا۔"

"دراصل ہم جس کام کا آغاز کرنے جا رہے ہیں اس کے لیے ہمیں بڑی ذہانت سے سب کچھ کرنا ہوگا۔ راد ھن سنگھ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے میں باقاعدہ ایک کارروائی کروں گا اس کی تمام تفصیلات ہم تیار کریں گے۔ لیکن ابھی نہیں پہلے مجھے اپنا کام کرنا ہے ہر سلسلے میں یہاں نوٹوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔

"تو رقم تو میرے پاس کافی موجود ہے نواز۔ اب ایسا بھی نہیں ہے میری اپنی حاصل کردہ رقومات ہیں میرا خیال ہے کئی لاکھ بینکوں میں پڑے ہوئے ہیں۔"

"انہیں پڑا رہنے دو کوشل، ہم انہیں نہیں چھیڑیں گے تھوڑے سے انتظار ہی کی تو بات ہے۔ ہاں اگر یہاں مناسب نہیں ہو تو پھر ہم کچھ اور کرتے ہیں۔

"مثلاً۔"

"مثلاً یہاں دوسرے بڑے ہوٹل بھی ہیں ہم بڑے ہوٹلوں میں بھی رہیں گے کسی بنگلے میں بھی رہیں گے۔ اس طرح ہماری یہ شخصیت مختلف حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ اور دشمن کو ہمارے بارے میں کوئی اندازہ لگانے میں خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کوشل کے ہونٹوں پر۔ مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ ایک شوخ سی مسکراہٹ ہونٹوں پہ بکھیرے مجھے دیکھ رہی تھی پھر اس نے کہا:

"واقعی یہ۔ تو بڑی پُر لطف بات ہے۔ مزا آجائے گا۔ لوگ چکر کھا جائیں گے کبھی وہ ہمیں بھکاریوں کے روپ میں دیکھیں گے اور کبھی شہنشاہوں کے روپ میں۔

"ہاں کوشل۔ یہی میں چاہتا ہوں۔ تمہارے پیسوں میں سے اگر کچھ پیسوں کی ضرورت پڑی تو میرا خیال ہے ہم انہیں اس مقصد کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔

"نکال لو۔ میرے کس کام کے۔ کوشل نے کہا اور اپنے پرس سے چیک بک نکال کر خالی چیک پر سائن کرکے میرے حوالے کر دیا۔

"ٹھیک ہے میں یہ کام آج تو نہیں کر سکتا البتہ کل کرلوں گا۔"

دوسرے دن میں نے بینک سے اچھی خاصی رقم حاصل کی اور ایک اسٹیٹ بروکر سے مل کر اپنے لیے ایک خوبصورت سا بنگلہ کرائے پر حاصل کر لیا۔ اس بنگلے کے حصول کے بعد میں نے کچھ اور لوگوں سے رابطہ قائم کرکے وہاں کی صفائی ستھرائی وغیرہ اور فرنیچر وغیرہ ڈلوانے کا بندوبست کیا اور اس کے بعد شام کو کوشل کو لے کر اس بنگلے میں منتقل ہوگیا۔

حسین جگہ تھی۔ ہوٹل سے کہیں زیادہ پُرسکون۔ ہوٹل کا کرایہ میں نے پیشگی ادا کر دیا تھا اس لیے وہاں کوئی دقت نہیں تھی۔ اپنی اس نئی رہائش گاہ میں آنے کے بعد کوشل نے شام کا کھانا اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ ملازم وغیرہ ہم نے ابھی نہیں رکھا تھا۔ لیکن میں نے کوشل سے کہا کہ یہاں کچھ ملازموں کو رکھ لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کوشل مسرور نظر آرہی تھی اس نے کہا۔

"کچھ دن ملازموں کو نہ رکھو۔ مجھے گھریلو زندگی گزارے ہوئے عرصہ ہوگیا۔ تمہارے لیے کھانا پکاؤں گی تو اپنے گھر کا ماحول تازہ ہو جائے گا۔ زندگی کی بے شمار یادیں ایسی ہوتی ہیں راجہ نواز اصغر جو انسان کبھی اپنے ذہن سے فراموش نہیں کر سکتا جو کچھ چھن جاتا ہے۔ اس کی واپسی بعض اوقات ناممکن سی ہو جاتی ہے لیکن اگر کچھ لمحات ایسے مل جائیں جن میں وہ اپنی کھوئی ہوئی یادوں کو پالے تو بڑا سکون ملتا ہے مجھے اس گھر میں اس حیثیت سے کام کرنے دو مجھے بڑی مسرت ہوگی۔ میں نے مسکرا کر گردن ہلا دی تھی۔

تقریباً پندرہ دن لگ گئے ان تمام کاموں میں۔ بینکوں سے رقومات منتقل ہو رہی تھیں اور مجھے راجہ نواز اصغر کے لیے پیغامات مل رہے تھے۔ اب تو یوں لگتا تھا جیسے اچانک ہی بہت سے مہربان اور شناسا ہمارے گرد جمع ہوگئے ہوں یہ بینکر تھے۔ جو اب صرف مجھ سے ہی رابطہ قائم کر سکتے تھے۔ میں نے ان سے اپنے اس چھوٹے سے ہوٹل کے کمرے ہی میں ملاقات کی تھی۔ اور مجھے یہاں دیکھ کر انہوں نے حیرت

کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں یہاں زندگی کیسے گزار رہا ہوں انہوں نے مجھے پیشکش بھی کی تھی کہ میرے لیے بہتر بندوبست کر دیا جائے۔ لیکن میں نے ان سے یہی کہا کہ میرے مالک کا یہ حکم ہے تو بھلا میں اس سے کیسے انحراف کر سکتا ہوں۔

بہرطور بڑی پُرلطف زندگی گزر رہی تھی لوگوں کا تجزیہ ہو رہا تھا۔ دولت کے کھیل سامنے آ رہے تھے اور میں اور کوشل اس کھیل سے لُطف اندوز ہو رہے تھے۔

پندرہ دن سے لے کر بیس دن تک یہ کام تقریباً مکمل ہو گیا اور اب راجہ نواز اصغر اس ملک میں، اس شہر میں ایک ارب پتی کی حیثیت رکھتا تھا۔ مجھے خود بھی اس دولت کا اندازہ نہیں تھا جو غلام سیٹھ نے اور دوسرے لوگوں نے میرے نام سے بینکوں میں جمع کرائی تھی۔ لیکن اب جو میں نے اس کے انبار دیکھے تو مجھے انتہائی حیرت ہوئی۔

بہرطور حقیقت یہ تھی کہ یہ دولت ناجائز کمائی کی دولت تھی اور میں اپنا اس سے کوئی تعلق نہیں پاتا تھا بلکہ ایک طرح سے وہ مجھے قابلِ نفرت محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ اس کا اخراج بھی اسی انداز میں ہونا چاہیے تھا۔

جب یہ سب کچھ کارروائی مکمل ہو گئی تو پھر ایک شام میں کوشل کے ساتھ اپنے اس خوبصورت بنگلے کے ایک کمرے میں جا بیٹھا۔ جس میں ہم نئی حیثیت سے گزارا کر رہے تھے۔ آج میں نے کوشل سے اس سلسلے میں مکمل گفتگو کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا میں نے کچھ کاغذات اس کے سامنے پھیلاتے ہوئے کہا۔

"کوشل — یہ ہے وہ رقم جو سوئٹزرلینڈ سے یہاں منتقل ہو گئی ہے اور اب ہم اس کے مالک ہیں۔ کوشل اس دوران اس بارے میں کچھ نہیں جان پائی تھی اور نہ ہی میں نے اس بارے میں اس سے کوئی تذکرہ کیا تھا اس نے کاغذات میں لکھے ہوئے فگرز دیکھے باہر کے کاغذات اس کے سامنے تھے سوئٹزرلینڈ کے بینکوں کے اسٹیٹمنٹ وغیرہ تھے وہ انہیں دیکھتی رہی اور پھر اس کا سر جھک کر رہ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا تھا۔

"یہ سب کچھ — یہ سب کچھ تمہارا ہے۔"

"میرا نہیں کوشل۔ اس غلیظ دنیا کا جس نے مجھے یہ سب کچھ دیا تھا اور یہ سب کچھ میں جیسے واپس لوٹانا چاہتا ہوں۔"

"بائی گاڈ — بائی گاڈ — نواز تم کیا چیز ہو۔ یہ ساری رقم تم نے بینکوں میں پڑی رہنے دی تھی۔"

"ہاں کوشل۔ اس لیے کہ میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ میں اسے اپنی کمائی ہی نہیں سمجھتا تھا۔ نفرت کرتا تھا میں اس سے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ میں نے کہ میں بینکوں سے یہ رقم نکلواؤں گا۔"

"آہ — اگر تم — اگر تم اسے وہیں چھوڑ دیتے تو ظاہر ہے۔" "یہ بینکوں کی ملکیت بن جاتی۔"

"اس جہنمی شے سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن حالات نے مجھے اس کے لیے مجبور کر دیا ہے کہ میں اس بُرائی کو بُرائی کے خلاف استعمال کروں۔"

"راجہ نواز اصغر میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ درحقیقت یہ ایک کردار ہے ایک انوکھا کردار میں نے زندگی میں اتنا انوکھا کردار اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ تم اتنی معمولی سی شخصیت کے مالک جو مجھے ایک چھوٹے سے ہوٹل میں ایک عام حیثیت سے ملے تھے اور تم۔ اور تم یہ سب کچھ بھی ہو۔"

"دولت کے ذریعے انسان کچھ نہیں ہوتا کوشل۔ غلط گفتگو مت کرو میں اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔"

"ہاں۔ ٹھیک کہتے ہو۔ واقعی انسان اور دولت دو مختلف چیزیں ہیں۔"

"چھوڑو ان باتوں کو مسئلہ یہ ہے کہ اب اس دولت کے ذریعے ہم کو اپنے لیے غلام خریدنے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ایسے کاروباری ادارے قائم کیے جائیں گے جو سورج گرہن کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ہر مرحلے پر ہر قدم پر اسے شکست دیں گے۔ ایسے مجرم اکٹھے کیے جائیں گے جو سورج گرہن کے لیے ہمارے سامنے ڈھال بن سکیں اور اس کے خلاف تمام کارروائی عمل میں لا سکیں۔ سورج گرہن کے لیے ہمیں بہت کچھ کرنا ہو گا۔ کوشل اتنا کچھ کہ اس کے لوگ بوکھلا کر رہ جائیں اور ہم — سے پناہ مانگیں۔ اب تم یہ بتاؤ کہ مجرموں کے یہ گروہ ہم کہاں سے اکٹھے کریں۔"

"بے شمار ایسے اڈے، ایسے ٹھکانے بمبئی میں، دلی میں اور کلکتہ وغیرہ میں میرے علم میں ہیں جو مجرموں کی پناہ گاہیں ہیں اور وہاں قاعدے کے لوگ بھی مل جاتے ہیں اس کے علاوہ سینٹرل جیل سے رہا ہونے والے جرائم پیشہ افراد کو قابو میں کرنے کے لیے بھی ہم اپنی کارروائی کر سکتے ہیں اور اس کے لیے بہت اعلیٰ پیمانے پر کام کرنا ہو گا۔"

"تو پھر یہاں جو لوگ موجود ہیں ان کے بارے میں مجھے کچھ نشاندہی کرو۔"

"ٹھیک ہے" کوشل نے کہا اور پھر مجھے کچھ نام اور پتے وغیرہ بتانے لگی۔ میں خود بھی ان جگہوں کا تجزیہ کر کے وہاں سے اپنی کارروائی کرنا چاہتا تھا تاکہ صحیح طور پر میرے ہاتھ کچھ آدمی لگ سکیں۔ کوشل کی فراہم کی ہوئی اطلاعات کے مطابق اس شہر کے ایک خاص علاقے میں، میں نے ٹیڈی نامی ایک شخص سے ملاقات کی اینگلو انڈین تھا۔ اچھے خاندان کا... و توش کا ایک شخصیت اچھی خاصی عمدہ تھی۔ میں نے دور سے اندازہ میں اس کا جائزہ لیا۔ اور پھر اس کا فون نمبر وغیرہ معلوم کر کے وہاں سے چلا آیا تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد میں نے اس نمبر پر ٹیڈی کو رنگ کیا اور ٹیڈی نے ریسیور اٹھا لیا۔ اس کی غرّاتی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

"ہیلو۔ کون ہے؟"

"ٹیڈی تم مجھے نہیں جانتے لیکن میں تم سے اچھی طرح واقف ہوں۔ ممکن ہے میری یہ گفتگو تمہیں کچھ عجیب سی لگے لیکن تم سے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر تم نے سنجیدگی سے اس پر غور کیا تو بڑا منافع کما سکو گے۔"

"بولو۔ بولو۔ کیا بات ہے — مجھے بتاؤ۔ ٹیڈی کی آواز اُبھری۔

"ٹیڈی تم وہ سب سے پہلے آدمی ہو جو میرا ساتھی بننے کے لیے منتخب ہوئے ہو۔ میرا ایک کام ہے جو تمہیں تنہا نہیں بلکہ ایک بہت بڑے گروہ کے ساتھ کرنا ہے۔ اس کے لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ تم ان دنوں کیا کر رہے ہو۔"

"سب کچھ کرتے ہیں۔ جو کام مل جاتا ہے کرتے ہیں لیکن گول مال نہیں کرتے۔ مطلب یہ کہ ایسی گفتگو مجھے بالکل پسند نہیں ہے جو میری سمجھ میں نہ آ سکے۔ ٹیڈی کی غرّاتی ہوئی آواز اُبھری۔

"تمہارے کام کرنے کا انداز کیا ہے ٹیڈی؟" اگر تمہیں ایک بڑی رقم پیش کی جائے اور تم سے کہا جائے کہ تم کسی کو قتل کر دو تو کیا تم اس کے لیے تیار ہو جاؤ گے۔ میں نے پوچھا۔

"بہت ہی عجیب آدمی معلوم ہوتے ہو تم۔ کیا تمہارا تعلق پولیس سے ہے۔ ٹیڈی کی غرّاتی ہوئی آواز اُبھری۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"نہیں سمجھے تو میں کیا کروں۔ ٹیلی فون پر مجھ سے قتل کرا رہے ہو۔ آدمی ہو یا کبوتر۔ میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ٹیڈی کا کہنا ایک طرح سے درست ہی تھا۔ میں ٹیلی فون پر اس سے یہ پوچھ رہا تھا کہ اگر میں اسے سے کوئی قتل کراؤں تو کیا وہ معاوضہ لے کر قتل کر دے گا۔ ظاہر ہے اس بات کا جواب وہ ہاں میں نہیں دے سکتا تھا چونکہ میں پولیس والا بھی ہو سکتا تھا۔ میں ہنس پڑا — میں نے پھر کہا۔

"ٹیڈی بہرطور میں تم سے سودے کی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"پہلے یہ بتاؤ تم کون ہو؟"

"میں نے کہا نا کہ تم میرے پہلے ساتھی کے طور پر منتخب ہوئے ہو۔ اور اس بات کا اندازہ لگا لو کہ یہ تمہاری خوش نصیبی ہے۔ آنے والے وقت میں تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ میں کیا چیز ہوں۔"

"دیکھو بھائی۔ اس ٹائپ کے ٹیلی فون مجھے اکثر موصول ہوتے رہتے ہیں۔ کام کی نوعیت کے بارے میں معلوم کیے بغیر میں کوئی جواب نہیں دے سکتا اور یہ بھی سن لو قتل اسمگلنگ چوری ڈکیتی وغیرہ سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا جو کام ہے میں وہی کرتا ہوں اور مجھے اس سے دلچسپی ہے۔"

"مثلاً۔"

"مثلاً۔ یہ کہ ٹیلی فون بند کر دو۔ میں تم سے کوئی گفتگو کرنا نہیں چاہتا۔ ٹیڈی نے کہا اور میں ہنس پڑا۔

"بات دس لاکھ کی ہے ٹیڈی۔ میں نے کہا اور دوسری طرف خاموشی طاری ہو گئی۔ چند لمحات یہی خاموشی رہی۔ میں نے پھر اُسے مخاطب کیا۔

"ہیلو۔"

"ہاں۔ ہاں میں ٹیلی فون پر موجود ہوں۔"

"تو پھر خاموش کیوں ہو گئے۔"

"دس لاکھ کے مذاق کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔"

"یہ مذاق نہیں ہے۔"

"اگر مذاق ہے بھی تو برداشت نہیں کیا جا سکے گا۔" ٹیڈی نے جواب دیا۔

" اچھا میرا خیال ہے ہم غیر ضروری گفتگو کافی کر چکے ہیں اب کام کی باتیں ہو جائیں۔"

" میں نے کہا نا کہ کام کی باتیں ٹیلی فون پر نہیں ہو سکتیں۔"

" تو پھر۔؟ میں نے سوال کیا۔"

" کہیں ملاقات کرو۔"

" کہاں؟"

" اس کا فیصلہ تم خود کرو۔ ٹیڈی نے جواب دیا۔ اور میں سوچنے لگا پھر چند لمحات کے بعد میں نے کہا۔

" ٹیڈی۔ ہوٹل دھرم راج دیکھا ہے تم نے۔ مجھے اس ہوٹل کا خیال ایسے ہی آ گیا تھا۔ ایک مخصوص علاقے میں چھوٹا سا بھدا سا ہوٹل تھا۔ لیکن اس کے سامنے سے گزرتے ہوتے مجھے یہ احساس ہوا تھا کہ ہوٹل بہت پُرسکون ہے۔ اس وقت اسی ہوٹل کا خیال آ گیا تھا۔ چنانچہ میں نے ٹیڈی کے سامنے اس کا نام لے دیا۔

" دھرم راج۔ وہ سبزی منڈی والا۔"

" ہاں۔ وہاں آجاؤ۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔" میں نے کہا۔ اور ٹیڈی نے وعدہ کیا کہ وہ پہنچ رہا ہے۔

نوٹوں سے بھرا ہوا جو بریف کیس میرے ہاتھ میں تھا اُسے دیکھ کر کوئی یہ سوچ سکتا تھا کہ اس میں پھٹے پرانے کپڑوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا۔ بریف کیس کی کنڈیشن ہی ایسی تھی۔ میں نے خاص طور سے اس کا انتخاب کیا تھا۔ لیکن اس کے اندر چار لاکھ روپے کے نوٹ بھرے ہوئے تھے، اس سے زیادہ نوٹ اس بریف کیس میں سما نہیں سکتے تھے۔ ورنہ میں پورے دس لاکھ ہی اس میں رکھ لیتا۔

ہوٹل دھرم راج چھوٹا سا ہوٹل تھا اس کی ایک بھدی سی میز پر چائے کی گندی سی پیالی میں چائے پیتے ہوئے میں دروازے پر نگاہ جمائے ہوئے تھا، جہاں سے ٹیڈی کو اندر داخل ہونا تھا۔ ٹیڈی ایک کرتے اور پاجامے میں ملبوس اندر آیا تھا۔ اس کی نگاہیں ادھر اُدھر بھٹک رہی تھیں اور وہ عجیب سے انداز میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

میں نے ہاتھ ہلا کر اُسے اپنی طرف متوجہ کیا تو وہ رُک کر میری صورت دیکھنے لگا۔ اکہرے بدن کا مالک اچھی صحت کا یہ نوجوان نجانے جرم کی راہوں پر کیسے نکل آیا تھا لیکن بہرطور ٹیڈی ایک مکمل مجرم تھا اور اُس کے ساتھ بے شمار افراد کام کرتے تھے۔

یہ لوگ دولت کے حصول کے لیے ہر طرح کا کام کر لیا کرتے تھے، میں نے ان کے بارے میں جو معلومات حاصل کی تھیں، ان سے مجھے یہ اندازہ ہوا تھا کہ ٹیڈی بہرطور ایک اچھا انسان ثابت ہوگا۔

وہ چند ساعت مجھے گھورتا رہا اور اس کے بعد میرے پاس پہنچ گیا۔

" تم نے ہاتھ اٹھایا تھا۔"

" ہاں۔ مسٹر ٹیڈی براہِ کرم تشریف رکھئے۔ میں نے سرد لہجے میں کہا۔ اور وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

" تم نے ہی مجھے۔؟"

" ہاں میں نے ہی تمہیں ٹیلی فون کیا تھا؟"

" کیا مذاق تھا یہ۔ ٹیڈی کرخت نگاہوں سے مجھے گھورتا ہوا بولا۔

" زندگی ہی ایک مذاق ہے ٹیڈی۔ تم خود سوچو۔ تم جیسی شخصیت، پڑھی لکھی تعلیم یافتہ، قبول صورت، اچھی خاصی پرسنالٹی ۔ اور زندگی کے کونسے راستے پر سفر کر رہی ہے۔ چنانچہ ہم اس زندگی کے مذاق کو اسی انداز میں برداشت کرتے رہیں گے۔

" فلسفہ مت بگھارو میرے سامنے، میں فلسفے کی دنیا سے بہت دور نکل آیا ہوں۔"

" ہر لمحہ ہر قدم ایک فلسفہ ہے ٹیڈی ۔ تم یہ فاصلے طے نہیں کر سکتے، بہرحال ٹھیک ہے میں تم سے تمہاری زبان میں گفتگو کروں گا۔ وہ زبان جو تم نے اپنائی ہے۔

" کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

" میں نے تمہیں دس لاکھ کی پیش کش کی تھی۔"

" ہاں۔"

" اور میں اب یہ سوچ رہا ہوں کہ تم کون سے نشے کے عادی ہو، جو انسان کو بظاہر ہوش مند رکھتا ہے، لیکن باطن میں اس کی عقل سلب کر دیتا ہے۔

" نہیں ٹیڈی اپنے جملوں کے استعمال میں احتیاط رکھو وہ زبان مت استعمال کرو۔ جس کے تم عادی ہو چکے ہو، یہ بریف کیس دیکھ رہے ہو تم کرسی کے پاس، اس میں چار لاکھ روپے سما سکتے ہیں، باقی چھ لاکھ روپے کی دوسری قسط آج ہی دن کے کسی بھی حصے میں مل سکتی ہے۔

ٹیڈی نے چونک کر میرے پیروں کے نزدیک رکھے

دئے بریف کیس کو دیکھا اور پھر میری شکل دیکھنے لگا۔ پھر بولا

" اس میں نوٹ ہیں؟"

" چاہو تو اٹھا کر دیکھ لو، ظاہر ہے نہ تم اتنے کمزور ہو کوئی تمہارے ہاتھوں سے یہ نوٹ چھین کر بھاگ جائے۔ اور نہ ہی میرے سامنے یہ ممکن ہے۔ اٹھاؤ بریف کیس کھول کر دیکھو۔

ٹیڈی چند لمحات میری شکل دیکھتا رہا۔ اور پھر اُس نے بریف کیس اٹھا کر میز پر رکھ لیا۔ ویٹر قریب پہنچا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

بھاگ جاؤ ابھی نہیں ۔ ویٹر نے ایک لمحے کے لیے ٹیڈی کی شکل دیکھی اور پھر خاموشی سے واپس چلا گیا۔ ٹیڈی نے بریف کیس کو تھوڑا سا کھولا۔ اس کے اندر جھانکا اور پھر سامنے نظر آنے والی گڈی میں سے ایک نوٹ نکال کر بریف کیس بند کر دیا۔ بریف کیس لاک کر کے اُس نے وہیں میرے پیروں کے نزدیک رکھ دیا تھا اور نوٹ کو میز کے نیچے کر کے بغور دیکھنے لگا۔

" اصلی ہے؟"

" چھچھورے پن کی باتیں ناپسندیدہ تصور کی جائیں گی ٹیڈی" میں نے تلخ لہجے میں کہا اور ٹیڈی نے میری شکل دیکھی۔ پھر بولا۔

" جملوں کے استعمال میں تم بھی احتیاط کرو دوست۔"

" یہ کارروائی دوطرفہ ہی ہو سکتی ہے۔"

" چلو ٹھیک ہے، تو اس بریف کیس میں چار لاکھ روپے کی رقم ہے اور تم مزید چھ لاکھ مجھے دینا چاہتے ہو۔"

" نہیں چھ لاکھ نہیں۔ میں تمہیں لاکھوں دینا چاہتا ہوں" کروڑوں دینا چاہتا ہوں۔" وصول کرنے کی ہمت ہونی چاہیے تم میں۔

" کام کیا ہے دوست۔ ٹیڈی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" یہ بتاؤ کتنی رقم ایسی ہو سکتی ہے جو تمہیں پوری طرح ہمارا ساتھی بنا دے۔

" دولت کی ہوس تو کبھی کم ہی نہیں ہوتی، دس لاکھ حاصل کیے ہیں، بیس لاکھ کو دل چاہے گا۔ بیس لاکھ مل گئے تو سوچوں گا چالیس لاکھ مل جائے تو اچھا تھا۔

" اور۔ میں نے سوال کیا؟"

" اسی لاکھ اور پھر ایک کروڑ۔

" بس۔"

" ہاں بس میرا ٹارگٹ یہی ہے، زندگی میں ایک بار کروڑپتی بننا چاہتا ہوں۔

" تو سمجھ لو بن گئے۔"

" مگر میرے بھائی کام کیا ہوگا، یہ تو بتاؤ۔"

" کچھ نہیں ایک شخص کا مکمل ساتھی بننا ہوگا تمہیں۔"

" کون ہے وہ؟"

" اس کا نام ابھی تمہارے سامنے نہیں آئے گا۔ اس لیے تم اسے جو دل چاہے کہہ سکتے ہو۔"

" گولڈ مین کہہ سکتا ہوں۔ ٹیڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیوں گولڈ مین ہی کیوں۔"

" بس سونے کا آدمی ہے وہ میرے لیے، جو صرف ابتدائی طور پر مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے مجھے چار لاکھ روپے پیش کر سکتا ہے کیوں نہ ہم اسے گولڈ مین کا نام دیں۔

" ٹھیک ہے اگر تم اسے گولڈ مین ہی کہنا چاہتے ہو تو میں تمہارا یہ میسج اس تک پہنچا دوں گا کہ تم نے اس کا نام گولڈ مین رکھا ہے۔

" چلو اُسے تو میں نے گولڈن کا نام دے دیا اور بقول تمہارے تم اُسے یہ اطلاع پہنچا دو گے لیکن تمہیں میں کس نام سے پکاروں۔"

" بس اپنے ساتھیوں میں سے ایک سمجھو۔ مجھے بھی جس طرح میرے ذریعے تم گولڈ مین کے ساتھی بنے ہو، اُسی طرح میں بھی گولڈ مین کا ساتھی ہوں۔ تم مجھے افسر کہہ سکتے ہو۔

" نہیں افسر نہیں آسکر۔ ٹیڈی نے جواب دیا۔" اور ہنسنے لگا۔

" ٹھیک ہے بھائی جو تمہارا دل چاہے کہو۔"

" مگر مسٹر افسر اب یہ بتا دو کہ معاملہ کیا ہے؟" اب تک تو ہم نے لفنگوں کی زبان میں گفتگو کی تھی، یعنی وہ زبان استعمال کی تھی ہم دونوں نے آپس میں، جو ذرا ڈرامائی قسم کے مجرم استعمال کرتے ہیں، لیکن میرے بھائی تھوڑی دیر کے لیے جرائم کی دنیا سے نکل کر انسانوں کی دنیا میں آجاؤ اور یہ بتاؤ یہ شخص کون ہے اور مجھ سے کیا چاہتا ہے۔

" ٹیڈی، یہی تمہاری خوبی ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی کہ بہرطور تعلیم نے تمہارے اندر ایک انسان کو جنم دیا ہے۔ اور وہ انسان ضرورت کے وقت سو جاتا ہے۔ باقی حالات میں وہ

انسان ہی ہے۔

" نظر انداز کر سکتے ہیں ہم اس بات کو کہ ہم بالآخر انسان ہیں۔"

" نہیں کر سکتے ٹیڈی بالکل نہیں کر سکتے۔"

" تو بس پھر یہ سمجھ لو کہ جرم کی دنیا کی بھی ایک زبان ہوتی ہے، جسے استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن ایک اور زبان بھی ہوتی ہے جو جرم کی دنیا سے ہٹ کر ہوتی ہے۔ جرم کی دنیا سے ہٹ کر تمہارا نام کیا ہے۔؟"

" نام کو میرا خیال ہے رہنے دو، میں نے تم سے کبھی اصرار نہیں کیا۔ تم نے اپنا نام افسر بتایا ہے، میں نے اُسے آسکر کر دیا۔ اگر ٹیڈی تمہیں ناپسند ہے تو جو دل چاہے کہہ سکتے ہو، لیکن مجھے ٹیڈی ہی رہنے دو۔ چونکہ میں اپنے ماضی میں نہیں جانا چاہتا۔ اس نے جواب دیا۔

" ایک ایم۔ اے پاس شخص واقعی ماضی سے فرار حاصل کرنے کے بعد ہی یہاں تک پہنچ سکتا ہے، بہر طور ٹیڈی گولڈ مین کا ایک خاص مقصد ہے اور اب چونکہ تم خلوصِ دل سے ہمارے ساتھ آمادگی کا اظہار کر چکے ہو۔ اس لیے میرا خیال ہے مجھے تمہیں اس کے مقاصد بتانے میں کوئی دقت نہیں ہونی چاہیے۔"

" تم نے اس گھٹیا سے ہوٹل کا انتخاب کیوں کیا۔؟ یہ کوئی بیٹھنے کی جگہ ہے۔؟"

" اس جگہ ہم دوسروں کی نگاہوں سے محفوظ رہیں گے۔ تمام عمدہ جگہیں جرائم کے اڈے ہوتے ہیں اور وہاں ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔

" ہاں یہ بھی ٹھیک کہا تم نے۔ بہر طور چلو ٹھیک ہے چھوڑو۔"

" ہاں تو اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ سارا معاملہ کیا ہے۔"

" جس شخص کو تم نے گولڈ مین کا نام دیا ہے۔ میں خود بھی اس کے نام سے واقف نہیں ہوں، بس وہ ایک اجنبی کی حیثیت سے مجھ سے ملاقات کرتا ہے اور پچھلے دو سال سے ہم دونوں ایک دوسرے سے اجنبی ہیں، وہ مجھ سے صرف کام کی بات کرتا ہے۔ اور میں اُس کے کام کی بات دوسروں تک پہنچا دیتا ہوں۔ یہ ہے میری اپنی پوزیشن۔

" کمال کی بات ہے۔ بڑی پُراسرار شخصیت ہے دولت مند بھی ہو گی۔ چاہتی کیا ہے وہ۔ ٹیڈی نے سوال کیا۔ اور میں ٹیڈی کی شکل بغور دیکھنے لگا۔ پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

" سورج گرہن سے واقف ہو۔"

ٹیڈی نے سنجیدہ نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

" ہاں۔ ایک تنظیم ہے، جو منشیات وغیرہ کے سلسلے میں خاصی شہرت رکھتی ہے، کئی بار اُس کے نمائندوں سے مڈبھیڑ ہو چکی ہے، چھوٹے موٹے کام بھی کیے ہیں۔ میں نے اُس کے لیے۔

" سورج گرہن سے باقاعدہ تعلق نہیں ہے تمہارا؟"

" نہیں بھائی، ہم اس پائے کے آدمی نہیں ہیں۔ بس ایک دو مرتبہ پرائیویٹ طور پر ہم سے سورج گرہن نے کام لیا ہے نہ میں نے اس تنظیم میں شامل ہونے کے بارے میں سوچا اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی ایسی کوشش ہوئی۔ میں اپنے طور پر زندگی گزار رہا ہوں اور میرا خیال ہے یہی بہتر ہے، کیونکہ کسی بھی تنظیم میں شامل ہونے کے بعد بہت سی پابندیاں بھی قبول کرنا پڑتی ہیں،

" اس تنظیم کی قوت سے واقف ہو۔ میں نے سوال کیا۔"

" ہاں سُنا تو ہے اس کے بارے میں، لیکن خوفزدہ نہیں ہوں

" کیا واقعی۔ میں نے دلچسپی سے پوچھا۔"

" مطلب۔ وہ متعجبانہ انداز میں بولا۔"

" مطلب یہ کہ اگر کبھی گولڈ مین تمہیں اس تنظیم کے خلاف استعمال کرے تو تم اس کے لیے تیار ہو سکتے ہو؟"

" دیکھو بھائی بندوق کی زبان کہیں بھی استعمال کرنی پڑے، یہ نہیں سوچا جا سکتا کہ یہاں اسے استعمال کرنا ہے، اور یہاں نہیں کرنا ہے، ہماری تقدیر میں جو کچھ لکھا ہے ہمیں وہی کرنا ہے۔ جگہ کوئی بھی ہو۔ ٹیڈی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ٹیڈی ہم لوگ پوری سنجیدگی سے گفتگو کریں گے۔ سب سے پہلی بات تو یہ بتاؤ کہ تمہارے اپنے مفادات تو کسی طرح سورج گرہن سے وابستہ نہیں ہیں؟"

" یقین کر لوگے میری بات پر۔ اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں بالکل۔"

" تو پھر سُن لو، ایسی کوئی بات نہیں ہے اور اگر تم مجھے سورج گرہن کے مقابلے پر لانا چاہتے ہو اور کوئی کام ہے ایسا تو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں سورج گرہن سے ٹکرا جاؤں گا۔ لیکن ہاں اپنے طور پر اپنا بچاؤ ضرور کر لوں گا۔ اور وہ کام بھی کر دوں گا۔ جو تم لوگ میرے سپرد کرو گے۔ ٹیڈی نے جواب دیا اور میں پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

" ٹیڈی میں بھی اس سے زیادہ نہیں چاہتا۔ گولڈ مین نے مجھے جو ہدایات دی ہیں، اُن کے تحت مجھے سورج گرہن کے خلاف ایک تنظیم قائم کرنی ہے اور تم اس سلسلے میں میرے معاون کار ہو گے۔ میرا خیال ہے اس وقت تک کی گفتگو اتنی ہی مناسب ہے۔ باقی ہم دوسری ملاقات پر طے کریں گے۔

" چار لاکھ کی رقم معمولی نہیں ہوتی دوست اور اسے حاصل کرنے کے بعد مجھ پر فرض ہو جاتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہر طرح سے تعاون کروں۔ یہ بتاؤ دوسری ملاقات کہاں ہو گی۔ سب سے پہلی بات میرے سلسلے میں یہ سوچ لو کہ رقم کے لیے میں مشکوک تھا۔ اور یہ بھی سُن لو کہ اتنی بڑی رقم یکمشت میں نے کبھی نہیں کمائی، اور یوں سمجھ لو کہ یہ میری زندگی کا ایک نیا باب کھل رہا ہے، میں اس باب کو بند کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ مجھے دولت کی ضرورت ہے، کیوں کس لیے، یہ میں تمہیں پھر کبھی بتا دوں گا۔ لیکن یہ سمجھ لو کہ دولت میری زندگی کا سب سے اہم مقصد ہے اور میں اس کے حصول کے لیے جان دینے کو بھی تیار ہوں۔

" ٹھیک ہے میں جانتا ہوں کہ بعض اوقات حالات ایسی شکل اختیار کر لیتے ہیں کہ دولت انسان کے لیے بہت بڑی حیثیت اختیار کر جاتی ہے۔ ٹیڈی ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ ہماری آج کی گفتگو ختم۔ یہ بریف کیس پلیز تم قبول کرو اور اس کے بعد میری دوسری اطلاع کا انتظار کرو۔ ٹیڈی نے گردن ہلا دی تھوڑی دیر کے بعد ہم وہاں سے اُٹھ گئے۔

میں نے باہر ٹیڈی کو خدا حافظ کہا۔ لیکن اُس کے بعد کونسل تک پہنچتے ہوئے میں نے بے شمار اُلجھے ہوئے راستے اختیار کیے اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتا رہا کہ۔ ٹیڈی نے اپنے طور پر متجسس ہو کر میرے بارے میں جاننے کی کوشش تو نہیں شروع کر دی ہے۔ لیکن ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی تھی۔ کونسل کے ساتھ حسبِ معمول دلچسپ وقت گزارا میں نے اُسے ساتھ لیا اور اپنے اس ہوٹل میں پہنچ گیا۔ یہ رات ہم نے ہوٹل ہی میں گزار دی تھی۔ کونسل اب بے حد خوش تھی۔ اس نے مجھ سے میری کارروائی کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے بتایا کہ ٹیڈی کو میں نے اپنے اعتماد میں لے لیا۔

دوسرے دن میں نے ٹیڈی کو تقریباً دس بجے ایک پٹرول پمپ سے فون کیا۔ ٹیڈی نے میرا بہترین استقبال کیا تھا پھر اس نے کہا۔

" مسٹر آسکر ساری رات نہیں سو سکا ہوں، آپ کے اور مسٹر گولڈ مین کے بارے میں ہی سوچتا رہا ہوں۔ درحقیقت کیا اس شخص کا نام آپ کو بھی نہیں معلوم؟"

" خیر تم اس بات کا یقین نہ کرو ٹیڈی، لیکن حقیقت یہی ہے کہ میں بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ وہ اتنا ہی پُراسرار شخص ہے، بے پناہ، بے شمار دولت کا مالک، دولت خرچ کرنے میں اُسے کبھی کوئی عار نہیں ہوتا۔ بعض اوقات بغیر کسی اطلاع کے لاکھوں روپے کی رقم میرے حوالے کر دیتا ہے۔ تمہارے چھ لاکھ روپے آج شام تک تمہیں مل جائیں گے۔"

" نہیں۔ نہیں اب اتنا پاگل میں بھی نہیں ہوں، وہ تو بس میں نے یوں ہی کہہ دیا تھا۔ اب اتنی جلدی بھی نہیں ہے۔ پیسوں کے سلسلے میں، مل جائیں گے۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ مجھے کرنا کیا ہے؟"

" اس سلسلے میں ٹیڈی مجھے اس کی طرف سے مکمل ہدایات مل چکی ہیں، اور میں یہی تمہیں بتانے کے لیے یہاں پہنچا ہوں، دراصل یہ معلوم ہونے کے بعد کہ تمہارا تعلق سورج گرہن سے نہیں ہے اُسے بھی بہت خوشی ہوئی ہے، میں مخصوص ذرائع سے اُسے اطلاعات دیتا ہوں، اُس نے یہ معلوم کرنے کے بعد بڑے اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ آج میں ٹیڈی کو اُس کا اصل کام بتا دوں۔"

" میں خود بھی اتنا ہی بے چین ہوں، مجھے بتاؤ ان دنوں ویسے بھی میرے ہاتھ میں کوئی کام نہیں تھا بس چھوٹے چھوٹے کام ہو رہے ہیں، جن کے بارے میں تم معلوم کرو تو [illegible]"

" کیا مطلب؟"

" مطلب یہ کہ جیب تراشی کوئی اچھا فن تو نہیں ہے۔ [illegible] لڑکے میرے لیے کام کر رہے ہیں، میں اس سلسلے میں خاصا [illegible] ہوا ہوں۔ ایسے چھوٹے ہوئے کاموں میں پولیس [illegible] واسطہ پڑتا رہتا ہے، اور میں ہر لمحہ پولیس کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتا، اس سے پوزیشن بھی خراب ہوتی ہے، اور کسی [illegible] کے لیے راستہ بھی بند ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جو ذرائع [illegible] ہیں، وہ بھی محدود ہیں، اور مجھے اچھی خاصی [illegible] اپنے آدمیوں پر خرچ کرنا پڑتی ہے، چنانچہ میں خود بھی کسی ایسے کام کے لیے سوچ رہا تھا، جو میرے لیے مستقل آمدنی کا ذریعہ بن جائے [illegible] شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ یہ چار لاکھ میرے [illegible] کروڑ روپے سے کم نہیں ہیں۔ بہت سے ایسے [illegible] معاملات نپٹانے تھے مجھے۔ جو اس وقت میرے لیے مشکل بنے ہوئے تھے۔

"ٹھیک ہے، پیسوں کا تم تذکرہ ہی ذہن سے نکال دو، جتنی رقم کی تمہیں ضرورت ہوگی فراہم کر دی جائے گی۔ تمہارا کام صرف یہ ہے کہ سورج گرہن تنظیم کے خلاف ایک اور تنظیم تیار کرو، بہت بڑا کام میں تمہارے سپرد کر رہا ہوں ٹیڈی، لیکن تمہاری علمی صلاحیتوں سے بھی اچھی طرح واقف ہوں۔ اور یہ جانتا ہوں کہ عام لوگوں کی نسبت تم کوئی بھی کام زیادہ بہتر طور پر انجام دے سکتے ہو۔

"سورج گرہن کے مقابلے پر ایک تنظیم ٹیڈی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔"

"ہاں۔ اس سلسلے میں تم جس وقت اور جس جگہ چاہو۔ ہدایت بھی لے سکتے ہو۔ جو شخص اس تنظیم کے مقابلے پر آنا چاہتا ہے، وہ معمولی حیثیت کا آدمی نہیں ہے، اس کی اپنی بھی ایک پوزیشن ہے اس کے اپنے بھی وسائل ہیں، یوں سمجھ لو کہ اس سلسلے میں تمہیں صرف ایک کام کرنا ہوگا۔

"کیا۔ ؟ ٹیڈی نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔"

"ہندوستان کے مختلف شہروں میں گولڈمین کی تنظیم کے لیے لوگوں کا انتخاب کرو، ایسے آدمیوں کا جو اپنی مثال آپ ہوں، بمبئی میں، دہلی میں، کانپور، کلکتہ، الہ آباد، اور ایسے دوسرے بڑے شہروں میں، جہاں سورج گرہن کا دخل ہو، وہیں گولڈمین کی تنظیم بھی کام کرے۔ دولت کے منہ کھول دو ان لوگوں کے لیے، جو ہمارے لیے کام کریں ہر شخص کو اس کا منہ مانگا معاوضہ دو، لیکن ایسے آدمیوں کا انتخاب کرو، جو ہمارے لیے جان کی بازی بھی لگانے سے دریغ نہ کریں۔ ہمارا مقابلہ جگہ جگہ سورج گرہن سے ہوگا اور اس کے بعد ہم گولڈمین کی تنظیم کو ملک سے باہر لے جائیں گے۔ سنگاپور، بنکاک، تھائی لینڈ اور اس علاقے کے دوسرے شہروں میں جہاں جہاں منشیات کی تجارت ہوتی ہے۔

ٹیڈی کی آنکھیں پُراسرار انداز میں پھیل گئی تھیں۔ پھر اس نے کہا۔

"یہ کام ۔ یہ کام مجھ سے شروع ہو رہا ہے اس کا آغاز میں کروں گا۔"

"ہاں تم ٹیڈی تم ۔ کیا تمہیں اس پر اعتراض ہے؟"

"نہیں اعتراض نہیں ہے۔ میں تو بہت عجیب سے انداز میں سوچ رہا ہوں۔

"کیا ۔ ؟"

"شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو آسکر کہ میرے اپنے دل میں ایک بہت بڑی خواہش تھی۔ یہ خواہش تھی کہ میں کوئی بہت بڑا گینگ بناؤں، اتنا بڑا گینگ جو کم از کم ایشیا میں اپنا نام پیدا کرے، اور اس سے میرا براہ راست تعلق ہو، اگر میں اس کا چیف بن جاؤں تو کیا کہنے ۔ رات کی تنہائیوں میں ۔ میں اس کے خواب دیکھتا رہا ہوں تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ آسکر کہ میں کس قدر خوش ہوں۔

"یوں سمجھو ٹیڈی۔ تم پہلے آدمی ہو، جو اس تنظیم کا انتظار کرو گے۔ اگر تم چاہو گے تو تنظیم کے تمام احکامات تمہارے ذریعے دوسروں تک پہنچیں گے، گولڈمین کا براہ راست تم سے رابطہ رہے گا۔ اور وہ اپنا کام کرتا رہے گا۔"

"گڈ ویری گڈ ۔ اگر ایسی بات ہے تو لو یوں سمجھو کہ صرف پیسوں ہی کی بات نہیں ہے بلکہ میری ذاتی دلچسپی بھی اس میں شامل ہو گئی ہے، میں جس قدر جلد ممکن ہو سکا اس کام کی تکمیل کر لوں گا۔

"بس تو تمہیں یہی کرنا ہے ٹیڈی اور میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کتنے عرصے میں تم یہ کام انجام دے لو گے۔ ؟"

"صرف میں ہی نہیں بلکہ میرے تمام ساتھی اس سلسلے میں اپنی صلاحیتوں کے ساتھ مصروف ہو جائیں گے، تم بالکل فکر نہ کرو مسٹر آسکر۔ ہاں ایک کام کرو، مجھے اپنی جگہ بتا دو، کہاں رہتے ہو تم۔ اور کس طرح تم سے کسی بھی اہم موقع پر ملاقات ہو سکتی ہے۔

میں چند لمحات سوچتا رہا۔ پھر میں نے اُسے اپنا پتہ بتا دیا ٹیڈی پر اعتبار کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ ٹیڈی نے میرا پتہ نوٹ کرنے کے بعد میرا فون نمبر بھی درج کر لیا اور اُس کے بعد کہنے لگا۔

"میری وفاداریوں کی طرف سے تمہیں کبھی کوئی شک نہیں ہونا چاہیے آسکر، یہ سمجھ لو کہ تم نے میرے مستقبل کی تعمیر میں میری مدد کی ہے، تم نے میری ایک ایسی آرزو پوری کی ہے جس کے لیے میں شاید زندگی بھر ہی تشنہ کام رہتا۔ میں تمہارا احترام کرتا ہوں آسکر۔

"شکریہ ٹیڈی اب مجھے اجازت دو ۔"

"میں اس کام کا آغاز آج ہی سے کیے دیتا ہوں، رات کو نو بجے تمہیں اس سلسلے میں رپورٹ دوں گا۔"

"اتنی جلدی ۔ ؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں کچھ چھوٹے موٹے معاملات تو میں ابھی نمٹائے لیتا ہوں۔ یوں بھی مقامی طور پر میری کافی لوگوں سے بہت اچھی دوستی ہے۔ میں سب سے پہلے ان لوگوں کو اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کروں گا، اور اگر یہ لوگ راضی ہو گئے تو میں معاوضے وغیرہ کی بات خود ہی کر لوں گا کیونکہ اس کے لیے تم نے مجھے اجازت دی ہے۔"

"میں نے کہا نا پیسوں کا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ گولڈمین کے لیے۔"

"واہ یوں سمجھو کہ میری تمام آرزوئیں پوری ہوئی ہیں ۔ گولڈمین کا نام بھی میں نے ہی دیا ہے۔ اور تم مسلسل تنظیم کے سربراہ کو گولڈمین کے نام سے مخاطب کر رہے ہو۔"

"یہ بات صرف مجھ تک ہی محدود نہیں ہے کہ تم نے اُسے گولڈمین کا نام دیا ہے، جبکہ میں نے اُسے بھی یہ بات بتائی تھی کہ ٹیڈی نے اُسے گولڈمین کا نام دیا ہے۔ اور اس نے بڑی خوشی سے مسکراتے ہوئے یہ کہا تھا کہ اگر ٹیڈی نے یہ نام اُسے دیا ہے تو اُسے بخوشی قبول ہے۔

"ویری گڈ ۔ جی خوش ہو رہا ہے۔ ٹیڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد میں اس کے پاس سے رخصت ہو کر وہاں سے چلا آیا۔

کوشل کو اس کے بارے میں مفصل رپورٹ دی۔ کوشل اب مجھ پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کرنے لگی تھی۔ میرا ساتھ اُسے بہت عزیز تھا۔ وہ ہر طرح سے میری دلجوئی میں لگی رہتی تھی۔ زیبی کے بارے میں اکثر گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ ایک دن کوشل نے مجھ سے پوچھا۔

"مگر اس تمام کارروائی میں تمہارا اپنا کام تو رُک گیا ہے!" زیبی کی تلاش کے لیے تم اس سلسلے میں کیا کر رہے ہو؟"

"دراصل کوشل میں نے زیبی کی تلاش کے لیے طویل عرصے تک اتنی مشقتیں، اتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں کہ بعد میں بات میرے بس سے باہر ہو گئی تھی اور مجھے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے میں کبھی اسے حاصل نہیں کر سکوں گا۔ کم بخت ترلوکا آخری بار بھی میرے ہاتھ سے بچ گیا۔ اتنا شاطر اور اتنا خوفناک آدمی اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ حالانکہ جرائم کی دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ترلوکا میرا خیال ہے، رادھن سنگھ کا دوسرا روپ۔ بلکہ یوں سمجھ لو کہ رادھن سنگھ اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ دراصل کوشل ترلوکا کے سلسلے میں میں نے بہت غور و خوض کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس سے نمٹنے کے لیے مجھے اسی کے پیمانے پر کام کرنا ہوگا۔ گولڈمین کا نام مجھے ٹیڈی نے دیا ہے لیکن اس نام کی تنظیم سب سے پہلے سورج گرہن کو ختم کرے گی۔ اور اس کے بعد اس میں اتنی وسعت پیدا ہو جائے گی۔ کہ یہ بین الاقوامی پیمانے پر بھی کام شروع کر دے گی۔ میں نے ایک لمبی پلاننگ کی ہے۔ یہی نہیں کہ صرف سورج گرہن کے خاتمے کے بعد میرے قدم رُک جائیں گے۔ پہلے ایک کام کر لیا جائے، یہ ابھی تک یہیں محدود ہے۔ اگر اس کے کارندے بھی باہر نکل گئے تو پھر ہمیں روپا کے حصول میں مشکل ہو جائے گی۔ سورج گرہن کو ختم کرنے کے بعد میں گولڈمین کی

تنظیم کو بین الاقوامی پیمانے پر آگے بڑھاؤں گا اور اس کے تحت زیبی کی تلاش کروں گا۔ میرا ٹکراؤ براہِ راست نرلوکا سے ہوگا۔ ہاں یہی منصوبہ ہے میرے ذہن میں۔ اور میری زندگی کا صرف یہی مقصد ہے۔

"اور اس مقصد میں میں تمہاری شریک ہوں نواز، مجھے خود سے الگ مت سمجھنا۔"

"نہیں کوشل، تمہیں خود سے الگ سمجھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ تم نے مجھے حوصلہ دیا ہے اور حقیقت تمہارا ساتھ میرے لیے بڑا مبارک ثابت ہوا ہے، کم از کم مجھے اپنی تنہائیوں سے تو نجات ملی۔ جو میری روح پر مسلط رہتی تھیں۔ میں تم سے خلوصِ دل سے ہر موضوع پر گفتگو تو کر سکتا ہوں۔ اس امید کے ساتھ کہ تم میرے ہر دکھ میں برابر کی شریک ہو۔"

"یہ الفاظ کہنے کے نہیں ہیں نواز، یوں سمجھو تمہارا دکھ میرا دکھ ہے۔ بہت طویل پروگرام ہے تمہارا۔ کیا تمہیں اتنے آدمی باآسانی دستیاب ہو سکیں گے؟"

"میرا خیال ہے بہت زیادہ گہرائیوں میں جانے سے کام نہیں بنتا، ہم اپنے معیار کے لوگوں کو تلاش کرتے رہیں گے۔ تو وقت تیز رفتاری سے آگے بڑھ جائے گا اور ہم اس کا ساتھ نہ دے سکیں گے۔ اس لیے جو لوگ ہاتھ لگ رہے ہیں، انہی کے ذریعے کام جاری رہنا چاہیے۔"

"اس دوران اپنے آپ کو معطل رکھو گے۔"

"ہاں - یہ ضروری ہے کہ ہم دوسرے لوگوں کو اپنے بارے میں ہوا نہ لگنے دیں اور ایک مخصوص وقت کا انتظار کریں۔"

کوشل نے مجھ سے اتفاق کیا تھا۔ درحقیقت ہمارے لیے یہ وقت گزارنا بہت ہی مشکل تھا، زندگی کا ایک دائرے میں رکھ کر خود کو اس کے گرد چکراتے رہنا دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ ٹیڈی اپنے مشن پر نکل گیا تھا۔ اس نے کئی شہروں سے مجھ سے رابطہ قائم کیا اور مجھے بتایا کہ وہ اپنے کام میں مسلسل کامیابیاں حاصل کر رہا ہے اور گولڈمین کا نام بے شمار گروہوں کے ذہنوں میں محفوظ ہو چکا ہے، نہ صرف محفوظ ہو چکا ہے بلکہ وہ گولڈمین کے لیے کام کرنے پر اپنے آپ کو مکمل طور پر آمادہ کر چکے ہیں۔ اس سلسلے میں ٹیڈی مجھ سے رقومات بھی طلب کرتا رہا تھا، جو میں نے اس کی خواہش کے مطابق اُسے ادا کر دی تھیں۔ جہاں بھی اس نے چاہا تھا۔

یہ کام تقریباً ڈھائی ماہ تک جاری رہا۔ ڈھائی ماہ کے بعد ٹیڈی نے مجھ سے ملاقات کی اور بڑے مؤدب انداز میں میرے سامنے پہنچ گیا۔

"گولڈمین کا نام اب ہندوستان بھر میں مشہور ہے تمام لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ گولڈمین کے نام پر آپریشن شروع کریں۔ جب بھی آپ اس کی ہدایت دیں گے کام شروع کر دیا جائے گا۔"

"گڈ۔ ٹیڈی ویری گڈ۔ بمبئے میں ہمارے آدمیوں کی کیا پوزیشن ہے؟"

"بمبئے میں ہمارا خاص آدمی راکا ہے راکا جو ہو کے علاقوں کا دادا ہے۔ لیکن اس وقت بمبئی میں اس کا نام گونج رہا ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ راکا میرا کلاس فیلو رہ چکا ہے۔ مجھ سے بہت اچھی طرح پیش آیا۔ اور جب میں نے اُسے تمام تفصیلات بتائیں تو وہ کہنے لگا کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکا وہ اس نام کو امر بنانے کی کوشش کرے گا۔"

"ویری گڈ۔" اچھا اب یہ بتاؤ کہ اگر تم ان لوگوں کو خفیہ پیغامات بھیجنا چاہو تو کس طرح بھیج سکتے ہو۔"

"ٹیلیفون پر — ہم نے اس سلسلے میں ایک دوسرے سے رابطہ رکھنے کے انتظامات کر لیے ہیں۔"

"ہمیں دراصل وسیع رینج کے ٹرانسمیٹروں کی ضرورت ہوگی ٹیڈی اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہو۔"

"ہندوستان میں ایسے ٹرانسمیٹروں کی فراہمی ممکن نہیں ہے۔ باہر ہی سے منگوانے پڑیں گے۔ ٹیڈی نے جواب دیا۔

"تو اس کا انتظام کرو، کیا تم آسانی ۔۔۔ یہ انتظام کر سکتے ہو۔؟"

"ہاں — ہاں کیوں نہیں۔ میرا خیال ہے۔ اگر ہم سنگاپور ٹرائی کریں تو ہمارا یہ کام باآسانی ہو جائے گا۔

"گڈ تو تم یہ کوشش بھی کر لو۔ اور سب سے پہلے راکا سے رابطہ قائم کر کے یہ معلوم کرو کہ بمبئی میں سورنج گرہن کے کیا مشاغل چل رہے ہیں۔ اور اس کے کتنے آدمی وہاں تک ہیں۔ اور کون کون اس وقت وہاں کام کر رہا ہے؟۔"

"ٹھیک ہے راکا سے یہ بات معلوم ہو جائے گی۔"

"اس کے علاوہ دوسرے شہروں میں تمہارے نمائندے جتنے ہیں۔ ان سب سے بھی یہ معلوم کرو کہ سورنج گرہن سے وہ کس حد تک واقف ہیں اور اس کے بارے میں کیا کیا کچھ

جانتے ہیں۔"

"اس کام کے لیے مجھے کتنا وقت دیا جائے گا مسٹر آسکر۔"

"تم کتنا وقت لینا چاہتے ہو۔؟"

"میرا خیال ہے تھوڑا سا غیر محدود وقت دے دیا جائے اور تمام پروگراموں کی تفصیل میں ایک ہفتے کے بعد اسی دن آپ کو بتا دوں گا۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے" میں نے جواب دیا اور ٹیڈی چلا گیا۔ کوشل بھی اس دوران وہاں موجود رہی تھی اور یہ تمام گفتگو سنتی رہی تھی۔ ٹیڈی کو اس بات کا اچھی طرح سے علم تھا کہ کوشل میری دست راست ہے، ویسے گولڈمین کے بارے میں اس نے کوئی سوال نہیں کیا تھا ——— میرا خیال تھا کہ اُس کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ بات ممکن ہے موجود ہو کہ میرا خود ہی گولڈمین سے کوئی خصوصی تعلق ہے یا پھر میں ہی گولڈمین ہو سکتا ہوں۔ لیکن ٹیڈی میں یہ خوبی پائی جاتی تھی کہ وہ ضرورت سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا۔ اسے جو کام دیا جاتا وہ اس کی انجام دہی میں مصروف ہو جاتا تھا۔

کوشل نے کہا۔

"گولڈمین اچھا نام ہے کسی تنظیم کے لیے بہت عمدہ ہے اس کے تحت تم سورنج گرہن کے خلاف کام کر سکتے ہیں۔

"بس اب تم تماشہ دیکھو کوشل۔ رادھن سنگھ پر بُرا وقت آنے والا ہے۔" لیکن مجھے تم سے کچھ شکایت ہے۔

"کیسی شکایت؟"

"میں تمہاری آنکھوں میں کرب نہیں دیکھ سکتا کوشل۔" تم اداس ہوتی ہو تو میرے ارادے کمزور پڑتے لگتے ہیں۔ میں بجھ جاتا ہوں۔ ایسا کیوں کرتی ہو کوشل۔ ؟ میں نے کہا اور کوشل سسک پڑی۔

"مجھے روپا بہت یاد آتی ہے نواز۔ نہ جانے کس حال میں ہوگی۔" وہ اب گو بڑی ہو گئی ہوگی۔ اس کائنات میں میری ایک ہی بہن ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں ہے میرا۔ اس نے سسکتے ہوئے کہا۔

"میں تم سے کہہ چکا ہوں کوشل۔ دل میرا بھی روتا ہے نہیں اپنی کہانی سنا چکا ہوں۔ سب کچھ کھونے کے بعد زیبی کو پایا تھا اس طرح گم ہو گئی وہ۔ جیسے اس کا وجود ہی نہ ہو۔ مجھے بھی تو دیکھو کوشل۔

"سوری نواز — سوری۔ اس نے آنسو خشک کرتے ہوئے کہا۔"

"اس کے باوجود میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کوشل کہ اس وقت تک زیبی کا نام نہیں لوں گا۔ جب تک روپا کو تمہارے حوالے نہ کر دوں۔

"کوشل مجھے دیکھنے لگی۔ پھر درد بھرے لہجے میں بولی:" میں تمہیں اس محبت، اس ایثار کا کیا صلہ دوں گی نواز۔ خالی ہاتھ ہوں میں۔ کچھ بھی تو نہیں ہے میرے پاس۔

"تمہاری پُراعتماد مسکراہٹ میری کاوشوں کا صلہ ہے کوشل۔ مسکراہٹوں سے میری ہمت بڑھاتی رہو۔ ٹوٹ گیا تو پھر کبھی نہ جڑ سکوں گا۔"

"نہیں نواز — میرے۔ میرے۔ میں تجھے ٹوٹنے نہیں دوں گی میرے بھیا — میں — وہ ایک دم رُک گئی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات اُبھر آئے۔ پھر وہ بولی۔ کیا میں تمہیں بھیا کہنے کے قابل ہوں۔؟"

میرے اندر کوئی چیز پگھلنے لگی تھی۔

ھنگاموں کا دور شروع ہو گیا تھا۔ پچھلے دنوں ذہن پر جو جمود طاری ہو گیا تھا اب اس کا نشان بھی نہیں تھا کوشل نے مجھے بھائی کہہ کر دل کے کچھ اور خانے کھول دیئے تھے میں نے اس سے کہا کہ جب ہم دونوں کے درمیان یہ رشتہ قائم ہو چکا ہے تو کوشل کو صرف میری بہن کی حیثیت سے ہی رہنا چاہئیے۔ اس نے روتے ہوئے کہا تھا۔

"ابھی نہیں بھیا۔ رو یا مل جائے اس کے بعد جو تم کہو گے مان لوں گی۔"

"تم کیا کرنا چاہتی ہو کوشل۔؟"

"جس عظیم پروگرام کا تم نے آغاز کیا ہے اس میں تمھارے شانہ بشانہ رہنا چاہتی ہوں۔"

"لیکن کوشل۔؟"

"نہیں نواز بھیا میری یہ بات مان لو۔"

"ٹھیک ہے کوشل لیکن اب تم ایک بھائی کی عزت ہو اس کا خیال رکھنا۔"

"اطمینان رکھو بھیا۔"

کام جاری ہو چکا تھا۔ بنڈی نے لیسے ایسے ہیرے شامل کر دیئے تھے میرے ساتھ کہ مجھے ان پر فخر تھا۔ میں نے ان لوگوں کے جال چاروں طرف پھیلا دیئے تھے اور ان کے ذریعہ مجھے سورج گرہن کی کارکردگی کے بارے میں معلومات حاصل ہو رہی تھیں۔ مجھے علم ہوا تھا کہ سورج گرہن منشیات ہیروں سونے اور ایسی تمام اشیاء کی اسمگلنگ کرتی ہے جن سے زبردست آمدنی ہوتی ہے اس میں اجناس اور دوسری چیزیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ ملک میں اشیائے صرف کی ضروری چیزوں کی قلت پیدا کی جاتی ہے اور پھر ان کی بلیک مارکیٹنگ کرتی ہے۔

میں نے ایک پورا محکمہ قائم کر لیا جس کا کام ان اشیاء پر نگاہ رکھنا تھا اس کے علاوہ میرے ایک دوسرے محکمے کے لوگ اس کام پر مامور ہو گئے کہ سورج گرہن کے مال پر نگاہ رکھیں کون سا مال کہاں سے آ رہا ہے کون لا رہا ہے۔ میں ان لوگوں کو راستے میں دیکھنے کی کوشش کرتا تھا اور کئی بار اس میں کامیاب ہو گیا تھا۔ مجھے علم ہو گیا تھا کہ سورج گرہن اب گولڈ مین کی طرف متوجہ ہو گئی ہے اور اس کے بارے میں تشویش کی شکار ہے۔ اپنی رہائش کے لیے میں نے ایک شاندار کوٹھی منتخب کی تھی جہاں میں راجہ کے نام سے رہتا تھا۔ اس کوٹھی کی شان کسی راجہ کے محل سے کم نہیں تھی ملازموں کی پوری فوج یہاں موجود تھی بظاہر عام قسم کے ملازم نظر آنے والے یہ لوگ درحقیقت بہترین محافظ تھے۔ بے شمار کردار میری زندگی میں داخل ہو چکے تھے اور ان کے ذریعے گولڈ مین کامیابی سے کام کر رہی تھی۔

کوشل اب کماری کے نام سے یاد کی جاتی تھی۔ ہم نے اپنے حلیئے بدل لیے تھے۔ غلام سیٹھ کی دی ہوئی دولت کا صحیح استعمال ہو رہا تھا اور ہم نے تہلکہ مچا دیا تھا۔

گولڈ مین صرف ایک نام تھا۔ اور نہ جانے کتنے لوگ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ لیکن مجھے رادھن سنگھ کی تلاش تھی۔ صرف رادھن سنگھ کی جس کے قبضے میں رویا تھی، لیکن ترلوکا کو میں اس وقت چھونا چاہتا تھا جب رادھن سنگھ کا وجود مٹا دوں۔

اس طرح میں اب مضبوطی سے قدم جما چکا تھا اور میرے ہزاروں نمائندے پورے ایشیا میں پھیل گئے تھے میری درجنوں سیکریٹریاں تھیں جن کا تعلق مختلف امور سے تھا۔

چنانچہ میری کمرشل سیکریٹری وینا ناتھ نے جو ایک دلیسی عیسائی لڑکی تھی مجھ سے کہا۔

"چیف۔ ڈینی ولسن آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے یہ شخص ہمارا ہانگ کانگ کا نمائندہ ہے۔"

"میرے پاس کونسا وقت ہے اس کے لیے۔؟"

"چیف آج رات آٹھ بجے آپ خالی ہیں۔"

"تم نے ملاقات کنفرم کر دی ہے؟"

"آپ کی اجازت کے بغیر کیسے کر سکتی تھی سر۔" سیکریٹری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ کم از کم تم نے یہ تو معلوم کر لیا ہو گا کہ رات کو آٹھ بجے میں فری ہوں۔"

"جی ہاں جناب۔ میں نے اس سلسلے میں پوری طرح معلومات حاصل کرنے کے بعد ہی آپ سے رابطہ قائم کیا ہے۔"

"ڈینی ولسن سے تم نے کیا کہا۔"

"سر یہی کہ اگر آپ کی طرف سے مجھے اجازت مل گئی تو میں ٹیلی فون پر اس سے میٹنگ کا وقت طے کر دوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ شام کو اسے ہمارے پاس کھانے کے لیے بھیج دو۔ میں نے اس سلسلے میں چند لوگوں کو اور مدعو کیا۔ ہانگ کانگ کے نمائندے کی آمد بلا وجہ ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ بہر صورت رات کو آٹھ بجے میرے خاص خاص

آدمی اس میز کے گرد جمع ہو گئے جس پر میٹنگ ہونی تھی ڈینی ولسن نے مجھے بتایا۔

"سر، ہانگ کانگ کی منشیات کا ایک بہت بڑا اسمگلر کیھترو کائن سورج گرہن کے نمائندوں سے ملاقات کرنے کے لیے آ رہا ہے۔ سورج گرہن سے اس کا باقاعدہ کاروبار ہے اور اکثر یہ ہندوستان اور اس کے نواح میں تیار ہونے والی گانجے کیننگ اور افیون کی بنی ہوئی اشیاء سورج گرہن سے خریدتا ہے اس بار بھی وہ اسی مقصد کے تحت آ رہا ہے۔ اور ایک بہت بڑے سودے کا پروگرام اس نے ترتیب دیا ہے۔ میں نے اس سلسلے میں مکمل معلومات حاصل کرنے کے بعد ہی یہاں تک آنے کی جرأت کی ہے۔ سورج گرہن کے پاس اس وقت تمام منشیات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جو ایک چھوٹے سے جزیرے پر پوشیدہ ہے۔ اس جزیرے تک ہماری پہنچ ناممکن نہیں ہے۔ سر کیھترو بے حد لالچی انسان ہے اور ایک ایک پیسے پر جان دیتا ہے انتہائی درجے کا کاروباری ہے گو اسمگلروں کی دنیا میں اس کا نام ... کاروبار میں بے ایمانی نہیں کرتا لیکن کوئی مروت ... نہیں رکھتا۔"

"خوب۔ کیا پلان ہے تمھارا۔؟"

"جناب عالی۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے پروگرام کے تحت اس بار کیھترو کائن سے سودا ہم کریں۔" ہانگ کانگ کے نمائندے ڈینی ولسن نے کہا۔

"لیکن ہمارے پاس تو منشیات کا کوئی بڑا ذخیرہ نہیں ہے۔"

"ہمارے پاس تو نہیں ہے سر لیکن سورج گرہن کے پاس تو ہے۔" ڈینی ولسن مسکراتا ہوا بولا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"سر۔ انتہائی نفیس قسم کی منشیات کے نمونے حاصل کرنے میں ہمیں کوئی دقت نہیں ہو گی۔ یہ سودا سورج گرہن سے ہونے کے بجائے اگر گولڈ مین سے ہو تو آپ کے خیال میں مناسب نہیں ہو گا۔ ہم لوگ سورج گرہن کے وہ ذخیرے حاصل کر لیں گے نمونے کے طور پر تھوڑی سی چیزیں کیھترو کو دکھائی جا سکتی ہیں، بہر طور ہمیں اس سلسلے میں محنت تو کرنا ہو گی لیکن ایک بہت بڑا آدمی ہم توڑ لیں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ سورج گرہن کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا۔"

"تمھاری تجویز قابلِ غور ہے مسٹر ولسن لیکن سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ کیا ہم سورج گرہن کا منشیات کا وہ ذخیرہ حاصل کر لیں گے۔"

"میرا خیال ہے اس سلسلے میں پلاننگ کی جا سکتی ہے جناب۔ جب کام کرنا ہی ہے تو یہ سب کچھ بھی کرنا ہی ہو گا۔" ڈینی ولسن نے کہا اور میں مسکرائی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"ذہین آدمی معلوم ہوتے ہو ڈینی۔"

"شکریہ سر۔ دراصل گولڈ مین کی تنظیم میں شامل ہونے والوں کو ایک اعزاز حاصل ہے۔"

"کیا۔؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"یہ سر۔ کہ گولڈ مین نامی تنظیم اپنے ایک ایک کارکن پر مکمل بھروسہ کرتی ہے اور اسے اعتماد دیتی ہے کہ وہ کسی کے ہاتھوں بک نہیں سکتا۔ میں یہ بات آپ کے سامنے اس لیے نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ تنظیم کے سربراہ سے میری وفاداری کی باتیں کریں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے خاص طور سے منافع میں سے بیس پرسنٹ والا معاملہ میں سمجھتا ہوں ہر شخص کے لیے باعثِ دلچسپی ہے۔" اس نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔ چالاک آدمی مطلب ہی مطلب میں اپنے دل کی بات کہہ گیا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ گولڈ مین کا سربراہ میں ہی ہوں لیکن یہ ہمارے تمام ساتھی جانتے تھے کہ میں کم از کم سربراہ کا نائب ضرور ہوں۔" میں نے گولڈ مین کی شخصیت کو چھپائے رکھا تھا۔

بیس پرسنٹ کا معاملہ یہ تھا کہ کسی بھی بڑے منافع میں یا بڑے سودے میں جو شخص پیش پیش ہوتا تھا اور جو اس سلسلے میں بلانر ہوتا تھا میں اُسے منافع کا بیس پرسنٹ دے دیا کرتا تھا بعض اوقات یہ رقمیں بہت بڑی بڑی ہوا کرتی تھیں اور انھیں حاصل کرنے والوں کی چاندی ہو جاتی تھی۔ اسی لیے سب کے سب پوری دل جمعی اور ہوشیاری کے ساتھ اپنا کام انجام دیتے تھے اور کسی بھی پروگرام کو معمولی پیمانے پر نہیں لاتے تھے بلکہ اس کے سلسلے میں تمام ترلیسرچ کرنے کے بعد کہ وہ کس طرح اس کام کو انجام دے سکیں گے۔ مجھ تک پہنچتے تھے۔ اس طرح میں نے اپنے اوپر سے بے شمار ذمہ داریاں کم کر لی تھیں اور یہ انتہائی شاندار طریقہ تھا۔ ڈینی ولسن کی بات پر غور کرتے ہوئے میں نے اس سے پوچھا۔

"کیھترو کائن یہاں کس وقت تک ٹھہرے گا۔"

"سر یہ شخص براہِ راست یہاں نہیں آئے گا بلکہ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک ہل اسٹیشن پر اترے گا اور وہیں قیام

کرے گا، وہیں اس کی ملاقات سورج گرہن کے نمائندے سے ہوگی اور پھر وہ نمائندہ اسے اپنے ساتھ یہاں لائے گا۔"

"خوب۔" میں نے دلچسپی سے کہا۔ "اس کے بعد؟"

"اس کے بعد سودا کیا جائے گا اور اس سلسلے میں تمام تر کارروائی کی جائے گی۔"

"تمھارے ذہن میں کوئی خاص آئیڈیا ہے ڈینی ولسن؟"

"ہاں۔ سر۔ آپ اگر اس میں دلچسپی لیں تو میں انتہائی احترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ ہم اس سلسلے میں بہتر ین کارروائی کریں گے اور اس سلسلے میں اپنی بہترین کارروائی کے لیے میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔"

"ڈینی ولسن۔ جیسا کہ تم جانتے ہو کہ گولڈ مین ہیرے تلاش کرتی ہے اور پھر ان پر بھروسہ کرتی ہے اس سلسلے کی تمام تر پلاننگ کر کے تم مجھے اطلاع دے سکتے ہو میں تمھیں اس کی اجازت دے رہا ہوں۔"

"بہت بہتر جناب۔ تو پھر ٹھیک ہے۔ آپ مجھے دوبارہ کچھ موقعہ دیجئے۔ تاکہ میں اس سلسلے کی تمام تر پلاننگ آپ کے سامنے پیش کردوں۔" ڈینی ولسن نے کہا۔

"میں اپنی سکریٹری سے معلومات حاصل کرنے کے بعد تمھیں اطلاع دے دوں گا معاملہ چونکہ وینا ماتھر کا تھا اور کمرشل سکریٹری کی حیثیت سے یہ تمام معاملات اسے ہی طے کرنا تھے چنانچہ میں نے اسے ہدایت کردی کہ نیا پروگرام تم ڈینی ولسن کو دوگی۔" وینا ماتھر نے ادب سے گردن جھکالی تھی۔ سورج گرہن کے سلسلے میں یہ انتہائی موثر کارروائی میری بھی خواہش کے مطابق تھی چنانچہ دوسرے دن شام کو چار بجے میں نے ان لوگوں کی میٹنگ طلب کر لی میٹنگ ہال میں، میں نے ان سب کا خیر مقدم کیا تھا۔ سب لوگ مودبانہ انداز میں اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے، میں نے ڈینی ولسن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈینی۔ میں تمھارے پروگرام کی تفصیل جاننا چاہتا ہوں۔"

"سر۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ کیتھر وکائن ہانگ کانگ کا ایک اسمگلر ہے اور اس کی پہنچ جنوبی امریکہ تک ہے بظاہر وہ ایک تاجر ہے لیکن در پردہ منشیات کی اسمگلنگ بھی کرتا ہے اور اس کی اچھی خاصی ساکھ ہے اپنی فطرت کی وجہ سے وہ ایک نیک نام آدمی کی حیثیت سے مشہور ہے سخت لالچی اور دغاباز قسم کا انسان ہے لیکن کاروباری امور میں صاف ستھرا اور لین دین کے معاملے میں غلط نہیں ہے۔ البتہ اتنا لالچی ہے کہ اگر تمھیں ایک روپے کا فائدہ نظر آتا ہے تو فوراً ہی رُخ بدل لیتا ہے تعلقات وغیرہ کا اس کے ہاں کوئی ذکر نہیں ہے۔ بہرطور یہ شخص ہمارے لیے نہایت کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔"

"ہوں۔ کاروباری امور میں وہ خود گفتگو کرتا ہے۔"

"جی ہاں سر۔ یہ اس کا اصول ہے۔"

"اور کوئی خاص بات اس شخص کے بارے میں۔"

"کوئی نہیں جناب۔ گھاگ ہے بزدل ہے اور مضبوط کردار کا مالک ہے۔"

"اس کا پروگرام معلوم ہو سکتا ہے۔"

"ہو چکا ہے جناب۔ اگلے مہینے کی پانچ تاریخ کو آرہا ہے۔ ایک ہل اسٹیشن پر ایک عمدہ قسم کے ہوٹل میں قیام کرے گا۔"

"کون سا ہل اسٹیشن۔"

"بالاکوٹ۔"

"ٹھیک ہے۔ اس سلسلے میں تمھارے پاس کوئی پروگرام۔"

"سر۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ منشیات کے تھوڑے سے نمونے حاصل کر کے ہمیں اپنے پاس محفوظ کرنا ہوں گے منشیات کا یہ بڑا ذخیرہ ساحل سے تقریباً ساٹھ میل دور ایک جزیرے میں پوشیدہ ہے۔ جزیرہ ایک عام تفریح گاہ کی حیثیت رکھتا ہے لیکن کچھ کمپنیوں نے وہاں اپنے گودام بنا رکھے ہیں انہی گوداموں میں سے گودام نمبر دس میں جو سورج گرہن کی ملکیت ہے منشیات کا یہ ذخیرہ موجود ہے۔"

"دس نمبر کے گودام پر تقریباً آٹھ آدمی حفاظت پر معمور رہتے ہیں اور سورج گرہن کو کبھی اس کے سلسلے میں کوئی تشویش نہیں ہوئی ہے۔ اس کے ذخیرے وہاں آج تک محفوظ رہے ہیں۔"

"گڈ وری گڈ ولسن۔ اس سے آگے۔"

"چونکہ۔ سورج گرہن کا نمائندہ ہل اسٹیشن پر مسٹر کیتھرو کائن سے ملاقات کرے گا لیکن اس سے پہلے ہمیں اس تک پہنچنا ہوگا ہم اسے نمونے دکھائیں گے اور اس سلسلے میں کم قیمت پر سودا کر لیں گے منشیات کے ذخیرے اسے سپلائی کیے جائیں گے جو سورج گرہن کی ملکیت ہیں ہم ان ذخیروں کو حاصل کرنے کے لیے اپنے ایکشن ڈپارٹمنٹ کا سہارا لیں

اور مجھے یقین ہے کہ ہم اس میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

"کیتھرو کائن سے کس حیثیت سے ملاقات کی جائے گی؟"

"گولڈ مین کے نمائندوں کی حیثیت سے۔ اس ملاقات میں اسے ان منشیات کے بارے میں بہت سی شرائط پیش کی جائیں گی اور جو قیمت ہم ان کو بتائیں گے وہ کافی کم ہوگی۔ اور اس کے بعد ہم سورج گرہن کو بھی موقعہ دیں گے کہ وہ بھی کیتھرو کائن سے گفتگو کر لیں۔ لیکن گولڈ مین ایک پارٹی کی حیثیت سے منظر عام پر آئے گا اور کائن سے اس کی معرفت گفتگو کی جائے گی۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ کیتھرو کائن پر پوری پوری نگاہ رکھی جائے۔ اور سورج گرہن کے کسی نمائندے سے اس کی ملاقات ہونے سے قبل ہم اپنے طور پر اس سے مل لیں۔"

"سر اس کے لیے بھی میرے پاس بندوبست ہے چونکہ وہ اگلے مہینے کی پانچ تاریخ کو یہاں پہنچ رہا ہے اس لیے ہمارا ایک آدمی اس کے ساتھ ہی سفر کرے گا اور یہاں تک پہنچے گا۔ یہ شخص ہمیں کیتھرو کائن کے بارے میں تمام معلومات سے آگاہ کرے گا۔"

"ہوں سنو ڈینی ولسن۔ میں چاہتا ہوں کہ جب تم اس کام میں ہاتھ ڈال رہے ہو اور ہم باقاعدہ سورج گرہن کے مقابلہ پر یہ پہلا کارنامہ انجام دے رہے ہیں تو ہمیں اس میں ناکامی نہیں ہونا چاہیئے۔"

"ٹھیک ہے سر۔ ایسا ہی ہوگا۔ آپ بالکل مطمئن رہیں۔" ڈینی ولسن نے جواب دیا اور اس کے بعد یہ میٹنگ برخاست ہوگئی۔

میں اس نئے پروگرام سے بہت زیادہ خوش تھا اور اس سلسلے میں خود ہی آگے بڑھ کر کارروائی کرنا چاہتا تھا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ سورج گرہن پر یہ انتہائی کاری ضرب ہوگی۔ اور اس ضرب کے اثرات اس طرح مرتب ہوں گے کہ سورج گرہن کی ٹانگیں ہی ٹوٹ جائیں گی۔ چنانچہ میں اپنے طور پر اس سلسلے میں کوئی بھی پہلو تشنہ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ اپنے طور پر بھی میں نے بہت ساری پلاننگ کی اور فیصلہ کیا کہ اس کام میں مجھے ناکامی نہیں ہونی چاہیے۔ زندگی کے بے شمار مراحل پر میں اس قسم کے سودے کر چکا تھا اور بھی بڑے بڑے لوگوں سے میری ملاقاتیں ہوئی تھیں اس سلسلے میں جس قسم کا ہنگامہ ہونا تھا اس کے بارے میں بھی مجھے معلومات حاصل تھیں چنانچہ اپنے اس کام میں مجھے کوئی دقت پیش نہیں آسکتی تھی۔ میں اپنے لوگوں کو راز میں رہ کر خود بھی گائڈ کر سکتا تھا۔"

پروگرام کچھ اور آگے بڑھا اور پھر مجھے اس سلسلے میں ایک بار اور ڈینی ولسن سے ملاقات کرنا پڑی۔ ڈینی ولسن نے مجھے نئی اطلاعات سے آگاہ کیا تھا۔

"سر۔ ہمارا ہانگ کانگ کا ایک آدمی کیتھرو کائن کے قریب پہنچ چکا ہے۔ اور وہ اسی طیارہ سے سفر کرے گا جس سے کیتھرو کائن سفر کر رہا ہے۔"

"کیتھرو کائن کے ساتھ اور کوئی ہوگا؟"

"جی ہاں۔ اس کی سکریٹری اس کے ساتھ ہوگی۔"

"گڈ۔ تو پھر ڈینی ولسن ہم بھی بالاپور جائیں گے اور وہیں اسی ہوٹل میں قیام کریں گے جس میں کیتھرو کائن قیام کرے گا۔ فوری طور پر اس ہوٹل میں ہمارے لیے چند کمرے مخصوص کرادو۔"

"اس ہوٹل کا نام ڈائنا پام ہے سر اور انتہائی اعلیٰ معیار کا ہوٹل ہے۔ آپ نے کیا بالاپور دیکھا ہے؟"

"نہیں بھائی۔ میں نے نہیں دیکھا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور ولسن مسکرانے لگا، حالانکہ وہ میری بات کا مطلب نہیں سمجھ سکا تھا۔ میں تو اس سے یہ کہنا چاہتا تھا کہ ہندوستان کے بے شمار شہروں سے تو میں بالکل ہی واقف نہیں ہوں۔ بہرطور یہ میٹنگ برخاست ہوگئی اور اس کے بعد میں تیاریوں میں مصروف ہوگیا۔

کوشل سے بھی اس سلسلے میں گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ بہرطور کوشل نے خود کوئی مداخلت نہیں کی تھی اس نے نہایت اطمینان سے مجھے اس چیز کی اجازت دے دی تھی کہ میں بالاپور چلا جاؤں۔

چنانچہ میں اپنی سکریٹری وینا ماتھر کے ساتھ بالاپور چل پڑا۔ کچھ اور آدمی پرائیوٹ طور پر میرے ساتھ تھے لیکن ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

بالاپور کا میں نے نام بھی نہیں سنا تھا۔ بہرطور یہاں پہنچ کر مجھے یہاں کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں، بہت ہی حسین جگہ تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اسے کس طرح اتنا خوبصورت بنایا گیا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے انتہائی ترقی یافتہ ملک کا کوئی پہاڑی مقام ہو۔

محکمۂ سیاحت نے یہاں کافی کام کیا تھا۔ فضا بڑی پُر وقت

کہر چھایا ہوا تھا جو موسم میں ایک حسین اضافہ کر رہی تھی ضروری معلومات میں چند منٹ سے زیادہ نہیں لگے اور ہم لوگ ہوٹل کی طرف چل پڑے۔

صاف ستھری کشادہ سڑکوں کے دونوں طرف دور دور تک سبزہ بکھرا ہوا تھا جو اس ہلکی سی دھند میں مزید خوبصورت نظر آ رہا تھا۔ موسم طبیعت پر اثر انداز ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور ایک طرح کی جولانی پیدا ہو گئی طبیعت میں۔ بہت کچھ یاد آ رہا تھا اس دوران۔ بہت کچھ سوچا تھا۔ بھولی ہوئی یادیں دل میں کچوکے لگا رہی تھیں۔ ایک چہرہ بار بار آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا جو میرا اپنا تھا لیکن نجانے کہاں تھا؟

میں نے اس یاد کو اب سینے میں دفن ہی کر لیا تھا، کبھی کبھی اس کا تصور آنکھوں میں ابھر آتا تو میں آنکھیں بند کر لیتا تاکہ وہ تصور میرے ذہن تک نہ پہنچ پائے ابھی تو مجھے اپنی منزل کے لیے نہ جانے کتنا سفر کرنا تھا۔

ہوٹل ڈائنا پام کے کمپاؤنڈ میں کئی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ ان میں چند پرائیویٹ گاڑیاں بھی تھیں، باقی کچھ پر ہوٹل کا مونوگرام بنا ہوا تھا۔ گاڑی رکتے ہی ڈرائیور نے جلدی سے دروازہ کھولا، سامنے دو پورٹر کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو ٹپ دیا اور پورٹر میرے آگے بچھ گئے۔

میں ان کی رہنمائی میں چل پڑا۔ وینا میرے ساتھ تھی، لفٹ نے ہمیں دوسری منزل پر اتار دیا اور دونوں لفٹ مین ہمارے قریب پہنچ گئے۔ میں نے اچھی خاصی ٹپ ان لوگوں کو دینا شروع کر دی تھی اور اس طرح میں یہاں اپنے آپ کو بڑی حیثیت سے متعارف کرانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

وینا میرے اس انداز پر خاموش تھی پھر وہ اپنے کمرے میں منتقل ہو گئی۔ اس کے جانے کے بعد میں نے اس کمرے کا جائزہ لیا جس میں مجھے قیام کرنا تھا کمرے کی عقبی کھڑکی کو کھولا تو دل خوش ہو گیا۔ دور تک خوشنما مناظر پھیلے ہوئے تھے دھند میں سویا سویا ماحول بہت دلکش لگ رہا تھا۔ میں چند لمحوں تک کھڑکی میں کھڑا رہا پھر اس وقت چونکا جب میرا سامان اندر آیا۔ اس بار کچھ دوسرے افراد تھے جنھوں نے میرا سامان قرینے سے الماریوں میں لگا دیا۔ پھر جب وہ کمرے سے نکلے تو ان کی جیبیں بھی گرم تھیں۔

تھوڑی ہی دیر میں راجہ صاحب اس پورے ہوٹل میں مشہور ہو گئے۔ ہوٹل کا منیجر میرے پاس پہنچا تھا۔

"سر شرمندہ ہوں استقبال کو نہ پہنچ سکا۔ میں ڈائنا کا منیجر ہوں۔"

"کوئی بات نہیں منیجر۔"

"میں راجہ صاحب سے کچھ ہدایت چاہتا تھا میری خوش قسمتی ہے کہ میری ملاقات راجہ صاحب سے ہو گئی۔"

"شکریہ منیجر۔ ہم چند روز تمھارے اس ہوٹل میں ٹھہریں گے اور یہاں تمھیں ہماری ضروریات کا خیال رکھنا ہو گا۔"

"راجہ صاحب آپ کو ضروریات کی تمام چیزیں یہاں فراہم ہو سکتی ہیں۔ آپ ہماری سروس سے خوش ہوں گے" میں نے منیجر کو بھی اچھی خاصی رقم دی اور وہ احتراماً جھکا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔ میرے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی کس قدر نفرت انگیز ہے یہ دولت کس قدر نفرت انگیز ہے انسان کو کس طرح خرید لیتی ہے کس طرح اسے زندگی اور روایات سے دور لے جاتی ہے اس کی وجہ سے انسانوں کی فطرت میں وحشت پیدا ہو گئی ہے اور زمین خون کے رنگ کی ہو گئی ہے اس قابل نفرت شئے سے محبت کی جاتی ہے صرف اس سے محبت کی جاتی ہے اور دنیا میں کسی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

بہر طور میں نے یہاں آنے کے بعد جو کچھ چاہا تھا مجھے مل گیا تھا۔ راجہ صاحب کا نام پورے ہوٹل میں گونجنے لگا تھا وینا نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا۔

"سر۔ باہر تو ہنگامے ہو رہے ہیں۔"

"کیسے ہنگامے؟"

"ہر طرف راجہ صاحب کے چرچے ہو رہے ہیں یہاں ہوٹل میں مقیم مہمان بھی راجہ صاحب کے بارے میں ایک دوسرے سے معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ پوچھ رہے ہیں کہ راجہ صاحب کا تعلق کون سی اسٹیٹ سے ہے۔"

"گڈ وینا۔ تمھارا کیا خیال ہے اس سلسلے میں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"میرا خیال ہے سر۔ یہ سب ہمارے پروگرام کا ایک حصہ ہے۔"

"ہاں۔ تم ان چرچوں کی وجہ بھی سمجھ رہی ہو گی۔"

"یس سر۔ اس وقت سے جب آپ نے ڈرائیور اور پورٹروں کو ٹپ دی تھی۔"

"ہاں وینا۔ میں چاہتا ہوں کہ جب کیھترو کاٹن یہاں پہنچے تو راجہ کا نام اس کے لیے اجنبی نہ ہو۔"

"مجھے اندازہ ہے سر۔ اور میں اس بات سے بہت مطمئن ہوں۔"

"تم سے تو کسی نے ملاقات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔"

"نہیں۔ صرف منیجر آیا تھا اور راجہ صاحب کی ضرورتوں کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا۔"

"گڈ۔ بہر طور یہ سخاوت جاری رہے گی۔ ہم نے اس سلسلے میں کافی بجٹ رکھا ہے اور ہاں وینا رات کا کھانا ہم ڈائننگ ہال میں کھائیں گے۔ اس سے قبل ہم اپنے کمرے میں رہیں گے" میں نے کہا۔

"او کے سر" وینا نے جواب دیا۔ اس کے جانے کے بعد میں مسکراتا رہا۔ اور کھڑکی کے پاس کھڑا باہر کے ماحول اور موسم کو دیکھتا رہا۔

طبیعت میں کسی قدر سستی سی پیدا ہو گئی تھی۔ بہر حال شام کو چھ بجے میں اٹھ گیا۔ وینا نے منیجر کو میرے پروگرام سے آگاہ کر دیا تھا۔ ڈائننگ ہال کے ایک خوشنما گوشے میں میرے لیے میز لگائی گئی۔ میرے اطراف میں بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن میز ان سے کافی فاصلہ کر دیا گیا تھا۔ میرے آدمی بھی یہاں مستعد تھے۔

وینا ایک اور میز پر جا بیٹھی تھی۔ بالاپور میں، میں نے کئی غیر ملکیوں کو بھی دیکھا تھا اس ہوٹل میں بھی کئی غیر ملکی مجھے نظر آئے تھے۔ بہر طور ہوٹل کا ماحول بلاشبہ کسی غیر ملکی ہوٹل کے ماحول سے کم نہیں تھا۔ مجھے تعجب تھا کہ بالاپور کو اس قدر حسین کس طرح بنا دیا گیا۔ اس سے قبل تو اس کے بارے میں کوئی خاص بات نہیں سنی تھی جس سے اس کا نام میرے ذہن میں آتا۔ موسیقی کی لہریں پورے ہال میں چکراتی پھر رہی تھیں، چوبی فرش کے دوسرے سرے پر آرکسٹرا سجا ہوا تھا اور سازندے اپنے کام میں مصروف تھے۔ میں اس موسم سے لطف اندوز ہوتا رہا بہت سی نگاہیں مجھ پر مرکوز تھیں اور میں دل ہی دل میں مسرور تھا کہ میرا یہ پروگرام نہایت ہی کامیابی سے اپنا سفر طے کر رہا تھا۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک دراز قامت لڑکی اپنی جگہ سے اٹھی اور میرے نزدیک پہنچ گئی۔ بہت سی نگاہیں میری طرف نگراں تھیں لیکن کسی نے بھی اتنی جرات نہیں کی تھی، لڑکی بلاشبہ حسین تھی اور ایک خوبصورت ساڑھی میں ملبوس تھی اس کے بال بہت لمبے تھے اور دراز قامت ہونے کے باوجود بال اس کی پنڈلیوں تک آ رہے تھے انتہائی نفیس خوشبو استعمال کی تھی اس نے۔

"میں آپ کے ساتھ رقص کی خواہش مند ہوں۔" اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"سوری مس۔ مجھے رقص نہیں آتا۔"

"پھر بھی کیا میں آپ کے ساتھ کچھ وقت گزار سکتی ہوں۔"

"تشریف رکھیے۔" میں نے کسی قدر سرد لہجے میں کہا۔ لڑکی کے بارے میں مجھے کوئی خاص اندازہ نہیں ہو سکا تھا البتہ اتنا میں جان گیا تھا کہ بس یونہی سی لڑکی ہے۔ وہ کافی دیر تک مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش کرتی رہی لیکن جب اس نے میری طرف سے کوئی توجہ نہیں پائی تو اداس سی اٹھ گئی۔

بہر طور ظاہر ہے میں کسی قسم کی لغویت میں دلچسپی نہیں لے سکتا تھا بہت سی ایسی ضروریات تھیں جن کی وجہ سے کسی اجنبی کو میرے سامنے نہیں آنا چاہیے تھا۔

دوسرے دن وینا نے مجھے ڈینی ولسن کے حوالے سے اطلاع دی کہ سورج گرہن کے دو آدمی یہاں مقیم ہیں اور کیھترو کاٹن کا انتظار کر رہے ہیں۔

"تم ان لوگوں کے بارے میں اندازہ لگا سکے ہو۔"

"نہیں جناب۔ کوئی خاص نہیں دونوں ہی مقامی آدمی ہیں ویسے خاصے ذہین اور تعلیم یافتہ معلوم ہوتے ہیں ایک ہی کمرے میں دونوں رہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ ان پر نگاہ رکھو۔ اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرو کہ ان کا تعلق کن کن لوگوں سے ہے کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ تم ان کا ٹیلی فون ٹیپ کر لو۔"

"ٹیلی فون ٹیپ کر لیا گیا ہے جناب۔" ڈینی ولسن نے جواب دیا۔

"ویری گڈ ولسن۔ تم واقعی اپنا کام بہت سلیقے سے کر رہے ہو۔" میں نے تعریفی انداز میں کہا۔

"شکریہ جناب۔" ڈینی ولسن نے جواب دیا۔ باقی معاملات جوں کے توں چلتے رہے، ہوٹل ڈائنا پام کی تفریحات میرے لیے مضحکہ خیز تھیں میں نے اپنی شخصیت کو اس لیے منظر عام پر پیش نہیں کیا تھا کہ حسین لڑکیوں کا جھمگٹ اپنے اردگرد لگاؤں بلکہ میرا مقصد صرف یہ تھا کہ جب کیھترو کاٹن یہاں آئے تو میری ذات اس کے لیے اجنبی نہ ہو بلکہ میں ایک نام کی حیثیت سے اس سے روشناس ہو چکا ہوں۔

لیکن یہاں مزید دلچسپیاں دامن گیر تھیں بہت سی ایسی لڑکیاں مجھ سے دوستی کی خواہش مند ہوگئیں جن کا تعلق خود بھی اچھے گھرانوں سے تھا وہ طرح طرح سے میرے قریب آنے کی کوششیں کرتی رہتی تھیں اور میرے آدمیوں کے سپرد ایک ذمہ داری یہ بھی آگئی تھی کہ وہ انھیں مجھ سے دور رکھیں۔

بالآخر خدا خدا کر کے وہ وقت آگیا جب کیتھرو کاٹن کو یہاں پہنچنا تھا۔ مجھے اس کی آمد کے سلسلے میں تمام تر معلومات فراہم ہوتی رہیں اور پھر کیتھرو کاٹن کو میں نے اپنی آنکھوں سے اس ہوٹل میں آتے دیکھا۔ ایک نوجوان دراز قامت لڑکی اس کے ساتھ تھی جو بلاشبہ انتہائی پُرکشش شخصیت کی مالک تھی اس کے بال خوبصورت سبز رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ہلکا سا یہ سبز رنگ اس کے ملیح چہرے پر بہت شوٹ کرتا تھا۔ لباس بھی بہت نفیس پہنا ہوا تھا۔ اس نے، اور بھی چند لوگ تھے جو بہر حال یہاں مقیم ہوگئے۔

سورج گرہن کے نمائندے اس کے ساتھ ساتھ چپکے ہوئے تھے۔ میں نے وینا ماتھر کو اس پروگرام پر لگا دیا کہ وہ اُن لوگوں کے ساتھ رہنے کی کوشش کرے اور وینا ماتھر اپنی مصروفیات میں مصروف ہوگئی۔

بالاپور جیسی غیر معروف جگہ ڈائنا پام ہوٹل کی موجودگی ہی حیرت انگیز تھی لیکن بعد میں مجھے یہاں کے بارے میں تفصیلات معلوم ہونے لگی تھیں بعض معاملات میں یہ علاقہ خاصی اہمیت کا حامل تھا جس کی وجہ سے یہاں غیر ملکی بھی آتے رہتے تھے۔

بہر طور دوسرا دن گزر گیا اور اسی شام کو میں جس وقت ہال میں پہنچا تو کیتھرو کاٹن بھی وہاں موجود تھا اس کی ساتھی لڑکی اس کے قریب بیٹھی تھی اور دلچسپ بات یہ تھی کہ وہ دونوں میری ہی طرف دیکھ رہے تھے۔

میں کافی دیر تک ہال میں رہا اور پھر ہال کے پروگرام شروع ہوگئے۔ میں نے ہال کے پروگراموں میں شرکت نہیں کی تھی۔

تیسرے دن صبح ہی صبح دینا نے مجھے اطلاع دی۔

"سر آج اُن کی سکریٹری مجھ سے ملی تھی۔"

"گڈ۔ گویا کام شروع ہوگیا۔"

"ہاں سر ایسا ہی لگتا ہے۔ ویسے ان لوگوں کا یہاں ایک ہفتہ گزارنے کا پروگرام ہے۔ اس دوران مسٹر کیتھرو کاٹن نے اُن لوگوں سے معذرت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابھی وہ کاروباری گفتگو فوراً ہی نہیں شروع کرنا چاہتے، کچھ دن آرام کرنا چاہتے ہیں۔"

"لڑکی سے براہِ راست ملاقات ہوئی تمھاری۔؟"

"ہاں۔ وہ یہ جان کر مجھ سے ملی ہے کہ میں آپ کی سکریٹری ہوں۔"

"خوب۔ گویا کام ہماری توقع کے مطابق ہو رہا ہے۔"

"یقیناً سر۔ وہ آپ کے بارے میں بڑی متجسس ہے آپ کی شخصیت کے بارے میں بڑی کرید تھی اس کو، پوچھ رہی تھی کہ راجہ صاحب کا تعلق کون سی اسٹیٹ سے ہے۔ کافی گفتگو کرتی رہی ہے مجھ سے۔ آپ کے کاروبار کے بارے میں، ریاست کے بارے میں، میں نے اُسے بتا دیا کہ راجہ صاحب کی ریاست تو ختم ہو چکی ہے لیکن وہ کسی راجہ سے زیادہ ہی دولت مند ہیں۔"

"اُس نے اپنے بارے میں بھی کچھ بتایا؟"

"اپنے بارے میں نہیں بلکہ اپنے باس کے بارے میں گفتگو کرتی رہی۔ کیتھرو کاٹن کی تفصیلات بتاتے ہوئے اُس نے کہا کہ اس کا کاروبار دنیا کے بیشتر ممالک میں پھیلا ہوا ہے اور یہاں وہ ہلکے پھلکے کاروباری دورے پر ہی آیا ہے، میرا خیال ہے سر بہت جلد کام کی بات شروع ہو جائے گی میں حالات کا اسی طرح اندازہ لگا رہی ہوں۔" میں نے وینا کی بات سے اتفاق کیا تھا۔ اسی شام پانچ بجے کے قریب اُس نے ایک بار پھر مجھے مخاطب کیا اور کہنے لگی۔

"سر مسٹر کیتھرو کاٹن کی سکریٹری مس جولیٹ میرے پاس آئی ہوئی ہیں کیتھرو کاٹن ایک بین الاقوامی تاجر ہیں اُن کا قیام اسی ہوٹل میں ہے وہ آج ڈنر پر آپ سے ملاقات کے خواہش مند ہیں کیا آپ انھیں وقت دے سکیں گے؟" میں سمجھ گیا کہ اس وقت کیتھرو کاٹن کی سکریٹری وینا کے پاس ہی ہے۔ کیونکہ وینا کا گفتگو کرنے کا انداز یہی بتا رہا تھا۔

"ہم صرف ایک شرط پر اُن سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ سکریٹری۔"

"وہ کیا سر۔؟"

"ڈنر ہماری طرف سے ہوگا کیونکہ وہ ہمارے یہاں مہمان ہیں۔"

"اوہ۔ سر میں اس سلسلے میں اُن کی سکریٹری سے گفتگو کیے لیتی ہوں۔" وینا نے کہا اور تھوڑی دیر اس سے گفتگو کرنے کے بعد بولی۔

"سر۔ مس جولیٹ کا کہنا ہے کہ ان کے باس اس کے لیے تیار ہو جائیں گے اگر آپ کی یہ خواہش ہے تو وہ خود ہی آپ کے پاس ڈنر پر حاضر ہو جائیں گے۔"

"بس۔ ان سے کہو کہ یہ ڈنر ہمارے ساتھ کریں۔"

"شکریہ ادا کر رہی ہیں مس جولیٹ۔" وینا نے بتایا اور اس کے بعد سلسلہ منقطع ہوگیا۔

رات کو ڈنر کے لیے ہال کے ایک گوشے میں خصوصی انتظامات کیے گئے تھے، میں نے بڑی نفاست سے خود کو تیار کیا اور اس کے بعد ہال میں پہنچ گیا۔ مسٹر کیتھرو کاٹن اور اُن کی سکریٹری جولیٹ نے میرا استقبال کیا۔ میں گرمجوشی سے مسٹر کاٹن سے ملا۔ مسٹر کاٹن کہنے لگے۔

"مجھے آپ کے بارے میں معلومات ہوئی ہیں راجہ صاحب دراصل ہندوستان میرے لیے اجنبی نہیں ہے۔ ایک راجہ کی جو شان ہو سکتی ہے آپ میں وہ تمام چیزیں موجود ہیں۔"

"شکریہ مسٹر کیتھرو۔ یہ آپ کی محبت ہے د... باستوں کا وجود کہاں ہے؟" میں نے جواب دیا۔

"اس کے باوجود یہاں کے راجہ بہت بڑی حیثیت رکھتے ہیں۔" وہ مسکرایا۔

"ہاں۔ انھیں اپنی حیثیت قائم رکھنے کے لیے اپنی سطح کو چھوڑ کر بہت نیچے آنا پڑا ہے مسٹر کیتھرو۔" میں نے اس کے نزدیک بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"بہتر ہے کہ نہ سمجھیں۔" میں نے جواب دیا اور کیتھرو مجھے دلچسپ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"بہر طور میں آپ سے بڑی انسیت سی محسوس کرنے لگا ہوں ہم دونوں ایک دوسرے سے متعارف ہو جائیں تو کیا حرج ہے۔"

"سکریٹریوں کی زبانی ہمیں ایک دوسرے کے بارے میں معلومات حاصل ہو چکی ہوں گی میرا کاروبار بہت بڑا نہیں ہے لیکن میں بھی کچھ کاروبار کرتا ہوں۔"

"بہر طور بہت دلچسپ آدمی ہیں آپ راجہ صاحب" کیتھرو کہنے لگا۔

"شکریہ۔" میں نے جواب دیا۔

"کیوں نہ کبھی ہم دونوں مل جل کر بھی کوئی کاروبار کریں کیا خیال ہے آپ کا؟"

"کیوں نہیں۔ ظاہر ہے کہ ہم کاروباری طور پر بھی ملاقات کر سکتے ہیں۔"

"بالکل۔ بالکل۔ سچا کاروباری وہی ہے جو کسی بھی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ ویسے آپ میرے لیے کیا کر سکتے ہیں؟"

"میں نہیں جانتا کہ آپ کون کون سی چیزوں میں دلچسپی رکھتے ہیں میرے گودام بھرے پڑے ہیں اور کاروبار ہوتا رہتا ہے ہاں اگر آپ کسی خاص چیز میں دلچسپی رکھتے ہوں تو ضرور مجھے بھی بتائیں۔" میں نے کہا۔ اور کیتھرو کسی قدر چونک کر مجھے دیکھنے لگا، پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"معاف کیجیے گا راجہ صاحب۔ یہ دور ذرا مختلف ہے۔"

"ہاں۔ میں اس مختلف دور سے ناواقف نہیں ہوں۔"

"ہمیں بیرونی کاروبار کے علاوہ اندرونی کاروبار بھی کرنے پڑتے ہیں۔"

"آپ ایک کاروباری کے سامنے ہیں میں اس چیز سے کیسے انکار کر سکتا ہوں۔"

"تو کیا آپ بھی۔؟" کیتھرو کاٹن پُرمسرت انداز میں بولا۔

"ہاں مسٹر کاٹن۔ میں بھی۔" میں نے معنی خیز انداز میں کہا۔

"تب تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری آپ کی ملاقات اب سے بہت پہلے ہو جانی چاہیے تھی۔"

"جب بھی ہو جائے بہتر ... رہے گی۔" میں نے کہا۔ کیتھرو کاٹن نے ... ادھر دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"کیا کیا ... ہے آپ کے پاس۔؟"

"ہندوستان میں جو پیدا ہوتا ہے وہ سب کچھ۔"

"میں اس کی خریداری کے لیے یہاں آیا تھا آپ شاید سورج گرہن سے واقف ہوں۔"

"نام سُنا ہے۔"

"اس کی معرفت میرا ایک سودا ہونا ہے آپ کے پاس کتنی مقدار مل جائے گی مجھے۔"

"کافی بڑا ذخیرہ ہے میرے پاس۔ اور میں اسے زیادہ عرصے نہیں رکھنا چاہتا اور اگر آپ کو دلچسپی ہو تو بتائیے میں اسے بہت کم قیمت پر آپ کے حوالے کر سکتا ہوں۔"

"آپ کی یہ پیشکش سر آنکھوں پر لیکن ایک تسلی اور چاہتا ہوں۔"

"کیا۔؟"

"یہ کاروبار کس انداز میں ہوگا۔"

"آپ جس انداز میں چاہیں مجھے اس پر اعتراض نہیں

ہوگا۔"

"ویری گڈ۔ ویری گڈ۔ واقعی میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری خوش بختی ہے۔ ویسے راجہ صاحب ایک بات اور جاننا ہوں"

"جی جی فرمائیے۔"

"آپ کے پاس باقاعدہ انتظام ہے میرا مطلب ہے مال کی ڈیلیوری مجھے یہیں لینا ہوگی یا۔"

"جہاں آپ چاہیں۔"

"یعنی ملک سے باہر بھی۔"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"کیا ہانگ کانگ میں آپ مجھے یہ ڈیلیوری دے سکتے ہیں۔"

"یقیناً۔"

"اوہ۔ راجہ صاحب میں اعتراف کرتا ہوں کہ آپ کی شخصیت نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے افسوس ہم بہت دیر سے ملے بہرطور میں اس بات پر شرمندہ بھی ہوں کہ آپ کیا سوچتے ہوں گے میرے بارے میں۔ شاید آپ کا خیال ہو کہ میں آپ سے اسی لیے ملا ہوں۔"

"نہیں مسٹر کیتھرو ہماری یہ ملاقات خود بخود ہونا ہی تھی اور میں اسے بڑی اہمیت دیتا ہوں البتہ کاروبار میں، میں رازداری کا خصوصی قائل ہوں۔"

"خاص طور سے ہمارے کاروبار میں۔" کیتھرو کائن نے کہا اور قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"سورج گرہن سے آپ کے کیا معاملات چل رہے ہیں۔"

"ان کے پاس بھی ایک ذخیرہ موجود ہے اور میں اسی کے سلسلے میں یہاں آیا تھا لیکن میرا خیال ہے اگر میرا مقصد آپ سے پورا ہو جاتا ہے تو۔"

"ہاں۔ لیکن ابھی آپ اس سلسلے میں سورج گرہن سے گفتگو نہیں کریں گے آپ ان سے بھی کاروبار کریں اور ہماری قیمتوں میں کوئی فرق ہو اور کوئی کوالٹی کی اہمیت ہو تو ہم سے ہی کاروبار کریں ورنہ جس طرح آپ کی اپنی پسند۔"

گڈ ویری گڈ۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا کاروباری لوگوں کو ان تمام چیزوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے آپ بالکل مطمئن رہیں۔ یقینی طور پر ہمارا یہ سودا مکمل طور پر رازداری میں رہے گا۔" اور اس کے بعد ہم نے کاروباری گفتگو ختم کر دی۔ بہترین ڈنر دیا گیا جس میں دونوں سکریٹریوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ وینا ماتھر خصوصی طور پر کیتھرو کائن کے قریب بھٹک رہی تھی۔ اور بڑی کامیابی سے اس کی قربت حاصل کرنے کی کوششوں میں مصروف تھی۔ اس کی جولیئس سے بھی خاصی دوستی ہو گئی تھی۔ دوسری رات اس نے مجھے بتایا کہ سورج گرہن کے دونوں نمائندوں نے کیتھرو کائن سے ملاقات کی تھی لیکن کیتھرو کائن نے انھیں مچھے پر ہاتھ نہیں رکھنے دیا اور ان سے کہا ہے کہ وہ ابھی اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کرے گا۔ ذرا آرام کر رہا ہے اسے کچھ دن کا وقت دے دیا جائے۔"

بہرطور مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ کیتھرو کائن کو میں نے پوری طرح متاثر کر لیا ہے۔ میں نے وہاں سے واپسی کا فیصلہ کیا تو کیتھرو کائن سے میری ملاقات ہوئی۔ یہ آخری ملاقات دوپہر کے وقت ہوئی تھی کیتھرو کائن بڑے پُرجوش انداز میں مجھ سے ملا تھا۔

"میں نے سنا ہے کہ آپ واپس جا رہے ہیں راجہ صاحب۔"

"ہاں۔ زیادہ عرصے اپنی جگہ سے باہر نہیں رہ سکتا۔ مجھے کاروباری امور بھی دیکھنا ہوتے ہیں۔"

"یقیناً۔ آپ ایک کاروباری آدمی کے سامنے ہیں راجہ صاحب بہرطور پھر اپنے سلسلے میں کیا پروگرام ترتیب دیا آپ نے؟ میں عرض کر چکا ہوں کہ میں اسی مقصد کے تحت یہاں آیا تھا سورج گرہن سے میرے معاملات چل رہے ہیں لیکن میں نے ان لوگوں کو کوئی تشفی بخش جواب نہیں دیا ہے اور مجھے یقین ہے اس بات پر وہ سخت حیران ہوں گے۔ لیکن ظاہر ہے میں ایک کاروباری آدمی ہوں مجھے کسی کی حیرانی سے زیادہ اپنے کاروبار سے دلچسپی ہے۔"

"مسٹر کائن۔ آپ جانتے ہیں کہ میں یہاں کسی کاروباری پروگرام کے لیے نہیں آیا تھا۔ یہ میرا ایک تفریحی پروگرام تھا، لیکن اتفاق کی بات یہ ہے کہ آپ کی شخصیت نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے میں یہ سب کچھ آپ کے ساتھ کرنے کو تیار ہوں آپ جس وقت بھی تشریف لائیں گے میں آپ کا خیر مقدم کروں گا۔"

"ٹھیک ہے میں آپ کے پیچھے پیچھے وہاں پہنچ رہا ہوں ہوٹل الاسکا میں میرا قیام ہوگا وہاں آپ مجھ سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں بہتر یہ ہوگا کہ آپ اس سلسلے میں تیاریاں مکمل کر لیں اور وہیں میں آپ سے سودے کی تکمیل کروں گا۔ یہ تمام گفتگو ہو گئی اور اس کے بعد کیتھرو کائن چلا گیا۔ میں نے اسی دن واپسی کا پروگرام طے کر لیا تھا۔ یہاں جس مقصد کے لیے آیا تھا وہ بالکل پورا ہو گیا تھا چنانچہ اب یہاں رکنا بے سود تھا اسی دن میں واپس اپنی قیام گاہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

یہاں آنے کے بعد سب سے پہلے میں نے ٹیڈی سے میٹنگ کی اور اسے تمام صورت حال سے آگاہ کر کے اس سے رپورٹ طلب کی کہ اس پروگرام کی تکمیل کے لیے ہمیں کون کون سے مراحل سے گزرنا ہوگا۔ اور اس سلسلے میں کیا الجھنیں پیش آ سکتی ہیں۔"

"میرا خیال ہے چیف۔ کوئی بہت بڑی الجھن نہیں پیش آئے گی۔ جس جزیرے کے بارے میں آپ کو اطلاع دی گئی ہے وہاں سورج گرہن کے کئی بڑے گودام ہیں گو یہ گودام مختلف کمپنیوں کے ناموں سے حاصل کیے گئے ہیں لیکن ہماری معلومات کے تحت ان کا تعلق سورج گرہن سے ہے اور انہی میں سے ایک گودام میں منشیات کا وہ بڑا ذخیرہ موجود ہے جو سورج گرہن کافی عرصے سے جمع کر رہی ہے ان میں سے بہت سی چیزیں مختلف جگہوں سے حاصل کی گئی ہیں کچھ ایسی تھیں جنھیں حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ اور بعد میں سورج گرہن کے اپنے تعلقات کام آئے اور اس نے وہ ذخیرے اپنی تحویل میں لے لیے۔ بہرطور وہاں اس کے محافظ بھی رہتے ہیں۔ محافظوں کی رہائش گاہ ان گوداموں سے کچھ فاصلے پر ہے اور وہ گوداموں کی نگرانی کرتے ہیں۔"

"لیکن چونکہ آج تک کبھی وہاں ایسی کوئی صورت حال پیش نہیں آئی جس کی وجہ سے سورج گرہن کو اس سلسلے میں کوئی تشویش نہیں ہوئی چنانچہ ہماری نگرانی میں کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے۔ اگر ہم بہترین پلاننگ کر کے وہاں آپریشن کریں تو میرا خیال ہے ہمیں بہت زیادہ دقت نہیں ہوگی ہمیں چند لانچوں کے ذریعے مختلف طریقوں سے جانا پڑے گا اور اس کے بعد یہ کارروائی مکمل ہو جائے گی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں نے کیتھرو کائن سے وعدہ کیا ہے کہ اسے مال کی ڈیلیوری ہانگ کانگ میں دی جائے گی۔"

"چیف۔ اس سلسلے میں ہمیں کوئی دقت نہیں ہو سکتی جن کمپنیوں سے ہمارا رابطہ قائم ہے اُن میں سے ایک کمپنی کا جہاز اس وقت موجود ہے۔ میرا خیال ہے اگر ہم نے فوری طور پر اس سے رابطہ قائم کر کے اپنے لیے وہ مخصوص جگہ بک کر دیں جو ایسے کاموں کے لیے ہوتی ہے تو ہمیں اس میں کوئی دقت نہ ہوگی۔"

"تو پھر ٹیڈی سب سے پہلا کام تم یہی کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ کیتھرو کائن پر ہمارا بہترین تاثر ہو۔ اس کے علاوہ مال کے نمونے کیتھرو کائن کو دکھانے کے لیے ہمیں جو چیزیں درکار ہوں گی اس کے بارے میں بھی تم جانتے ہو وہ اتنی اعلیٰ کوالٹی کی ہونی چاہیں کہ کیتھرو کائن ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔"

"ٹھیک ہے چیف۔ ایسا ہی ہوگا۔ میں یہ نمونے آج شام تک آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ کیتھرو کائن کہاں ہے۔؟"

"بالاپورا ہی میں ہے لیکن ایک آدھ دن میں وہ بھی یہاں ہوٹل الاسکا پہنچ جائے گا۔ ٹیڈی کو اس سلسلے میں تمام تر ہدایات دینے کے بعد میں نے ٹیلی فون کر کے مختلف محکموں سے رابطے قائم کیے یہ میرے اپنے محکمے تھے۔ میں نے جس پیمانے پر کام کیا تھا ان کے تحت ایک باقاعدہ نظام ضروری تھا ورنہ سورج گرہن کو شکست دینا آسان کام نہیں تھا۔ اصل میں یہ سورج گرہن سے پہلی بڑی ٹکر تھی جس کے بعد سورج گرہن کو یہ اندازہ ہو جائے گا کہ اس کے مدِمقابل گولڈ مین کوئی معمولی شخصیت نہیں ہے۔"

دوسرے دن دوپہر کو مجھے اطلاع ملی کہ کیتھرو کائن بالاپور سے آ گیا ہے اور یہاں مقیم ہے اس دن کیتھرو کائن نے مجھ سے رابطہ قائم کیا اور میں نے اُسے خلوص دل سے خوش آمدید کہا تھا۔

"بہتر یہ ہوگا مسٹر کائن کہ آپ آج رات کھانا میرے ساتھ کھائیں۔"

"آج نہیں راجہ صاحب۔ بہتر یہ ہوگا کہ کل ڈنر رکھا جائے دراصل سورج گرہن کے نمائندے میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ انھیں حیرت ہے اور وہ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ میں کیوں انھیں نظرانداز کر رہا ہوں۔ میں نے بھی ان سے یہی کہا ہے کہ میں انھیں نظرانداز نہیں کر رہا بلکہ اپنے طور پر کچھ ایسے کاموں میں مصروف ہوں جو میرے لیے اعلیٰ کارروائی میں مصروف ہیں بہرطور میں نے انھیں مطمئن کر دیا ہے میرا خیال ہے اب وہ بھی کچھ بددل سے ہو گئے ہیں یا پھر انھیں ہدایت ملی ہے کہ وہ میرے پیچھے بہت زیادہ نہ پڑیں تاکہ میرا دماغ خراب نہ ہو جائے۔" کیتھرو کائن ہنسا پھر بولا۔

"وہ نہیں جانتے کہ اصل صورت حال کیا ہے؟"

"بہرطور۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان سے بھی بات کر لیں اور اگر نہیں تو آپ کی مرضی۔"

"راجہ صاحب۔ بات صرف کاروباری امور کی نہیں ہے آپ کی شخصیت نے بھی مجھ پر اس طرح اثر ڈالا ہے کہ میں اب کسی

اور کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہمارے اور آپ کے کاروباری معاملات بالکل ہی نہ ہو سکیں تو پھر مجبوری ہے کچھ لوگوں سے کاروبار رکھنا پڑے گا لیکن آپ سے دوستی رکھنے کے لیے میں بڑی سے بڑی قربانی دینے کو تیار ہوں۔" کیھرو کائن نے کہا۔ اور میں نے اس کا بہت شکریہ ادا کیا دل ہی دل میں۔ میں مسکرا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ حضور والا صورت حال اصل میں یہ نہیں ہے بلکہ آپ جیسے کاروباری آدمی کے لیے میری باتیں ہی بڑی دل کش ہیں۔ بہرطور سورج گرہن کو شکست دینے کے لیے یہ سب کچھ ضروری تھا۔

دوسرے دن میں نے کیھرو کائن کے ڈنر کے لیے عمدہ سی تیاریاں کیں اور رات کو پروگرام کے مطابق اپنے آدمیوں کو الاسکا بھیج دیا۔ شاندار کار کیھرو کائن کو لے کر میری کوٹھی میں داخل ہوئی اور میں نے اپنے کچھ خاص ساتھیوں کے ساتھ کیھرو کائن کا استقبال کیا وہ مسکراتا ہوا میرے قریب آیا۔ اس کی سکریٹری بڑی عجیب نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے جولیٹ بہت ہی بے باک قسم کی لڑکی ہو اور اس کی آنکھوں میں میرے لیے کچھ عجیب سے تاثرات ہوں بجانے کیا کیا سوچ رہی تھی وہ میرے لیے۔"

مسٹر کائن اس عمارت کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے کہنے لگے۔

"یہی لگتا ہے راجہ صاحب جیسے میں کسی ریاست میں آگیا ہوں آپ کا طرز زندگی بہت بلند ہے۔ یہ عمارت مجھے بہت متاثر کرتی ہے۔"

"شکریہ مسٹر کائن۔ ریاستیں تو ختم ہو گئیں۔ کاش آپ ہماری ریاستوں کا حال بھی دیکھتے۔" میں نے کہا۔

"یقیناً۔ یقیناً۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب ریاستیں ہوں گی تو کیا ہوگا۔؟" میں کیھرو کائن کو لیے اپنے مخصوص کمرے میں آگیا اور وہ مجھے سورج گرہن کے نمائندوں کے بارے میں تفصیلات بتانے لگا۔

"بہرطور بڑی دلچسپ صورت حال ہو گئی ہے آپ نے اس سلسلے میں کیا فیصلہ کیا۔"

"میرا فیصلہ کیا ہو سکتا ہے مسٹر کائن ہماری آپ کی ملاقات تو بالکل اتفاقیہ طور پر ہوئی تھی اور اتفاقیہ طور پر یہ تذکرہ بھی نکل آیا بہرطور اگر آپ چاہیں تو کل میں آپ کو مال دکھا سکتا ہوں۔"

"اوہو۔ اس کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن اگر آپ اس کا انتظام کر سکتے ہیں تو مجھے خوشی ہوگی۔"

"ٹھیک ہے۔ کل آپ کو پھر زحمت کرنا پڑے گی کل ہی ہمارے درمیان اس سلسلے کا سودا تکمیل تک پہنچ جائے گا۔" کاروباری گفتگو یہاں ختم ہو گئی اور اس کے بعد خاطر مدارات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

دوسرے ہی دن میں نے ٹیڈی کی مدد سے وہ چیزیں حاصل کیں اور اپنی ایک فرم میں پہنچا دیں۔ کیھرو کائن کو فون کر کے وہاں بلایا گیا اور اسے طلب کر کے نمونے اس کے سامنے پیش کر دیئے۔ یہ نمونے اسے بہت پسند آئے تھے۔ پھر وہ بولا۔

"ہمارے درمیان قیمت پر بات ہو چکی ہے مسٹر کائن اگر آپ کو سورج گرہن کی طرف سے ان چیزوں کی خریداری منظور ہو تو آپ جس قیمت پر ان کا سودا کرتے اس سے پچیس پرسنٹ کم ہمیں دے دیجئے۔ بات ختم ہو جاتی ہے۔"

"مجھے دل و جان سے منظور ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے کہا تھا راجہ صاحب کہ یہ مال مجھے ہانگ کانگ میں دیا جا سکتا ہے۔"

"یقیناً۔ جو کچھ میں نے کہا ہے اس سے کبھی بھی انحراف نہیں کروں گا۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ سے میں کسی تاجر کی حیثیت سے نہیں ملا تھا بلکہ ہمارے درمیان ایک مخلصانہ ملاقات ہوئی۔ یہ دوسری بات ہے ہمارے پیشے مشترک نکل آئے اور ہمارے درمیان کاروباری گفتگو ہو گئی۔ آپ راجہ سے بات کر رہے ہیں کسی ایسی تنظیم سے نہیں جو لفنگوں کی ہو۔"

"تو پھر ٹھیک ہے آپ کو ادائیگی بھی یہیں کر دی جائے۔"

"ادائیگی ہمارا سب سے بڑا مسئلہ نہیں ہے آپ جس طرح مناسب سمجھیں۔ کیا اس کے علاوہ بھی ہمارے درمیان کاروبار ہو سکتا ہے راجہ صاحب۔"

"کیوں نہیں۔ آپ جب بھی چاہیں میں آپ کو خوش آمدید کہوں گا۔ تمام معاملات طے ہو گئے تھے اس کے بعد میرے ہاں کی پلاننگ ڈپارٹمنٹ نے جزیرے سے مال حاصل کرنے اور اسے جہاز تک پہنچانے کا ایک پروگرام پیش کر دیا جس پر کافی غور و خوص کر لیا گیا تھا۔

میں نے اس آپریشن میں خود بھی شرکت کا فیصلہ کر لیا تھا اور ٹیڈی تمام تیاریاں مکمل کر چکا تھا اس نے ہانگ کانگ کی کمپنی کے اس جہاز کو بھی چند روز کے لیے رکوا دیا تھا جو یہاں سے روانہ ہونے والا تھا۔ جہاز کے کپتان سے بھی تمام معاملات طے کر لیے گئے تھے اور اسے ایڈوانس رقم ادا کر دی گئی تھی۔

یہ تمام کام بڑے سکون سے ہو رہا تھا میں اس بات کا جائزہ بھی لے رہا تھا کہ میرے آدمی اس قسم کے کام کرنے میں کوئی عار تو محسوس نہیں کرتے لیکن وہ تمام لوگ بہت ہی مستعد تھے۔

میں نے چونکہ اس آپریشن کی نگرانی کا خود ہی فیصلہ کیا تھا اس لیے ساڑھے چھ بجے ٹیڈی کے ساتھ میں بھی بندرگاہ کی جانب چل پڑا جہاں ایک لانچ ہمارا انتظار کر رہی تھی یہ بندرگاہ ایک ایسے علاقے میں تھی جہاں زیادہ بھیڑ بھاڑ نہیں ہوتی تھی۔

لانچ ہمیں لے کر چل پڑی ہمارے پیچھے دو لانچیں اور آ رہی تھیں جو کافی بڑی تھیں ان پر ہمارے وہ آدمی موجود تھے جو جنگ و جدل کے ماہر تھے۔

آہستہ آہستہ رات کی سیاہی پھیلنے لگی جب ہماری مدبر بنیا اس جزیرے کے مغربی حصے میں ان سیاہ اور بھیانک چٹانوں کے قریب پہنچیں جو نجانے کب سے سینہ تانے زمانے کے سرد گرم کا مقابلہ کر رہی تھیں لانچ کے انجن بند کر دیئے گئے اور انہیں چپوؤں کی مدد سے ساحل تک لایا گیا۔

بہت چھوٹا سا جزیرہ تھا۔ سیاہ بدشکل چٹانوں میں گھرا ہوا انہیں چٹانوں کے رخنوں میں اسٹیمر کے کھڑے ہونے کی جگہ بنی ہوئی تھی پہلے سے شاید اس جگہ کا انتخاب کر لیا گیا تھا چنانچہ لانچیں ایک جگہ روک دی گئیں اور پھر ٹارچ کے شعلے کی مدد سے دوسری لانچوں کو رکھنے کی جگہ بتائی جانے لگی۔

تھوڑی دیر میں بے شمار افراد لانچوں سے نکل کر ساحل پر پہنچ گئے ان میں سے آٹھ آدمیوں کو لانچوں کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ باقی چار چار کی ٹولیوں میں بٹ کر پھیل گئے سب ریوالوروں اور اسٹین گنوں سے مسلح تھے ہر فرد کے پاس دو دو دستی بم بھی تھے۔ جزیروں کے درمیان ملگجی روشنیاں بکھری ہوئی تھیں۔ یہ وہ مکانات تھے جہاں جزیرے کے محافظ رہتے تھے۔ ہم سب احتیاط سے مکانات کے قریب پہنچ گئے مکانات کیا قیدیوں کی سی بیرکیں بنی ہوئی تھیں جن پر کھپریل کی چھتیں تھیں۔ دیواروں پر روشن دان بنے ہوئے تھے جن سے روشنی باہر آ رہی تھی۔ تمام ٹولیاں اپنے اپنے دائرے تنگ کرتی ہوئی بڑے محتاط انداز میں بیرکوں کے چاروں طرف پھیل گئیں۔ میں اور ٹیڈی ایک بیرک کے سامنے پہنچ گئے دروازے بند تھے۔ اندر خاموشی پھیلی ہوئی تھی لوگ شاید سو گئے تھے ہم نے ماحول کا پوری طرح جائزہ لیا اور پھر کام کی ابتداء ہو گئی

ٹیڈی نے بڑھ کر بیرک کے دروازے پر دستک دی۔

کئی بار دستک دینے کے بعد دروازہ آہستہ سے کھلا اور ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا مصیبت ہے کون ہو تم۔ اور اس وقت۔"

"بڑے اطمینان سے سو رہے ہو باہر آؤ۔" ٹیڈی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور بوڑھا شخص باہر نکل آیا۔

"انچارج کہاں ہے؟" ٹیڈی تحکمانہ انداز میں بولا۔

"نمبر دو میں مگر۔"

"جلدی سے اسے بلا لاؤ ورنہ تم سب کی شامت آجائے گی، دوسرے لوگ سو رہے ہیں کیا۔؟"

"سب سو رہے ہیں مجھے ہی نیند نہیں آ رہی تھی۔" بوڑھے نے کہا۔ ابھی تک اس نے ہم پر غور نہیں کیا تھا۔ بیرک نمبر دو بیرکیں چھوڑ کر تھی۔ اس شخص نے اس بیرک کے سامنے پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیا اور وہ دروازہ بھی کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والا شاید انچارج ہی تھا۔

"کیا بات ہے؟"

"کچھ لوگ ہیں صاحب۔ آپ سے ملنے آئے ہیں۔"

"کون لوگ ہیں؟"

"دیکھ لیجئے۔ وہ کھڑے ہیں۔" انچارج آنکھیں ملتا ہوا ہمارے پاس آ گیا لیکن یہاں پہنچ کر اسے ذرا مختلف صورتحال سے واسطہ پڑا تھا ہمارے پستولوں کی نالیں ان کی کنپٹیوں سے چپک گئیں۔ انچارج اور بوڑھا آدمی ایک دم بوکھلا گئے تھے۔

"ک۔ کیا مطلب صاحب۔ کون ہیں آپ لوگ۔" انچارج نے پوچھا لیکن ٹیڈی کا الٹا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا اور انچارج گرتے گرتے بچا۔

"اب نیند سے جاگ جاؤ ورنہ ہمیشہ کے لیے سو جاؤ گے۔" ٹیڈی کی غرائی ہوئی آواز ابھری۔

"مم۔ مگر کیوں۔؟ آخر کیا بات ہے۔؟"

"منشیات کون سے گودام میں ہے۔" ٹیڈی نے غرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"کیا بک رہے ہو۔ تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے، میں یہاں کا انچارج ہوں۔" انچارج نے کہا اور ٹیڈی کا دوسرا ہاتھ اس کے جبڑے پر پڑا۔ وہ ایک بار پھر الٹ گیا تھا دوسرے لمحے وہ جھلاتے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ٹیڈی سے بھڑنے کی کوشش کی لیکن اس بار ٹیڈی کا گھونسہ

ذرا زیادہ سخت تھا۔ انچارج کے حواس جواب دے گئے۔

"کک۔ کون ہو تم۔ آخر۔ آخر۔ ا۔"

"تم۔ صرف اس بات کا جواب دو کہ منشیات کا ذخیرہ کون سے گودام میں ہے۔"

"میں نہیں بتاؤں گا۔" انچارج نے کہا۔ "تم یقیناً سورج گرہن کے آدمی نہیں معلوم ہوتے۔"

"ظاہر ہے ہم سورج گرہن کے آدمی نہیں ہیں اس لیے تم مر بھی سکتے ہو یہاں جتنے افراد ہیں ان سب کو ختم کر دیا جائے گا بہتر یہی ہے کہ ان کی زندگیاں بچاؤ اور اپنی بھی۔ انچارج خوفزدہ نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ کافی دیر تک وہ اسی انداز میں خوفزدہ سا رہا اور اس کے بعد اس نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔

ظاہر ہے اسے مجبور کر دیا گیا۔ اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ ٹیڈی کے گھونسے نے تو اس کے حواس بالکل ہی گم کر دیئے تھے۔ وہ تمام آدمی جو ہمارے ساتھ آئے تھے ان بیرکوں کے دروازے پر رک گئے صرف چند افراد کو اپنے ساتھ لے لیا تھا۔

انچارج اور بوڑھے آدمی کو ساتھ لیے ہوئے ہم ان کے گوداموں میں پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اس گودام میں تھے جہاں منشیات کے ذخیرے جمع تھے۔ انچارج نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"بس دوسرے گوداموں میں دوسری چیزیں ہیں، یہی گودام ہیں جن میں منشیات ہیں۔"

"بکواس کرتے ہو۔"

"نہیں صاحب۔ مجھ میں مار کھانے کی ہمت نہیں ہے نہ میں اس قسم کا آدمی ہوں مجھے تو بس یہاں کام پر لگا دیا گیا تھا اور پھر انچارج بنا دیا گیا۔ میرا کام اتنا ہی ہے کہ یہاں کی نگرانی رکھوں اور اس سے پہلے ہمیں کسی ایسی بات سے واسطہ نہیں پڑا۔

"اب پڑ گیا ہے چلو پیچھے ہٹ جاؤ۔" ہم نے اسے پیچھے ہٹا دیا اور اس کے بعد ہمارے آدمی حرکت میں آ گئے۔

کوئی خاص ہنگامہ نہیں ہوا تھا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا تھا مجھے تعجب تھا کہ سورج گرہن نے اتنی اہم جگہ خاص لوگوں کو نہیں رکھا، یہاں تو ایسے لوگ رہنے چاہیے تھے جو کسی بھی وقت مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے۔

پھر اس وقت سورج طلوع ہو رہا تھا جب ہم آخری ڈبے لانچ میں بار کر رہے تھے۔ میں نے انچارج کی طرف دیکھا وہ نڈھال تھا۔

بہر طور ہم نے آخری پنچ کے طور پر اُسے خاص قسم کا انجکشن دیا اور اُسے اس کی بیرک میں پہنچا دیا یہی کیفیت بوڑھے کے ساتھ پیش آئی تھی۔ یہ انجکشن تقریباً چوبیس گھنٹے کی نیند کے لیے کارآمد تھے۔ چوبیس گھنٹے تک انچارج کو ہوش نہیں آ سکتا تھا۔ گودام کی حالت جوں کی توں کر دی گئی تھی تاکہ کسی کو کوئی شبہ نہ ہو سکے۔ اور اس کے بعد لانچیں روانہ ہو گئیں۔

تقریباً گیارہ بجے دن تک ہماری کارروائی جاری رہی اور یہ سارا مال جہاز میں منتقل کر دیا گیا۔ کپتان نے اس کے لیے مکمل بندوبست کر لیا تھا۔ چنانچہ اس میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔

اسی دن ساڑھے بارہ ایک بجے کے قریب ہم نے کیھرڈ کاٹن کو اطلاع دے دی کہ ساری تیاریاں مکمل ہیں کام ہو گیا ہے کوئی وقت پیش نہیں آئی اسے اس کی ہدایت کے مطابق مال مل جائے گا۔

شام کو آخری بار کیھرڈ کاٹن نے مجھ سے ملاقات کی اور شکریہ ادا کر کے کہنے لگا۔

"ادائیگی کل صبح کو کر دی جائے گی راجہ صاحب اس سلسلے میں آپ کو یقیناً کوئی دقت نہیں ہو گی۔"

چنانچہ دوسرے دن بڑی بڑی رقموں کی شکل میں ادائیگی کر دی گئی اور اس طرح سورج گرہن کو میرے ہاتھوں پہلی بدترین ضرب آئی یقینی طور پر صورت حال معلوم کرنے کے بعد سورج گرہن کی جو حالت ہو گی اس کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

لیکن بدقسمتی سے کوئی ایسا ذریعہ نہیں تھا جس سے ہمیں اس کے سربراہوں کی کیفیات معلوم ہو سکیں۔

بہر طور سورج گرہن سے چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی تھی میں اتنا جانتا تھا کہ اس زبردست چوٹ کے بعد سورج گرہن کے افراد یہ معلوم کرنے میں کوشاں ہو جائیں گے کہ آخر وہ کون مائی کا لال تھا جس نے سورج گرہن کی تنظیم کو یہ دھکا لگایا ہے کوشل کو میں نے تمام صورتِ حال سے آگاہ کیا تو اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"بھیا۔ بھگوان تمھیں ہر جگہ کامیابی نصیب کرے، میری تو اب دو ہی دعائیں ہیں تم محفوظ رہو اور میری رویا مجھے مل جائے۔"

"لیکن کوشل۔ میں سورج گرہن پر ابھی دو تین ضربیں اور لگاؤں گا اور اس وقت تک اسے پریشان کرتا رہوں گا کہ جب تک وہ مجھ سے رابطہ قائم کرنے پر مجبور نہ ہو جائے۔"

"گویا بھیا اپنا نام ان کے سامنے لے آؤ گے؟"

"ہاں۔ دوسرے مرحلے پر میں نے یہی سوچا ہے کہ میں گولڈ مین کو ان تمام کارروائیوں کا ذمہ دار قرار دے دوں اور اس کا اعتراف کر لوں کہ یہ کارروائیاں میں کر رہا ہوں، لیکن سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ سورج گرہن کے یہاں کے کاروبار کو کون کنٹرول کر رہا ہے۔ دراصل ہمارا اصل شکار تو رادھن سنگھ ہی ہے نا۔ ہم چاہتے ہیں کہ رادھن سنگھ براہِ راست ہماری طرف متوجہ ہو جائے یا اگر نہ بھی ہو تو ہمیں اس کا سامنا کرنے کا موقع مل جائے اور اس کے لیے میرا اپنا خیال ہے کہ میں بہت جلد کوئی نہ کوئی بہتر کارروائی کر لوں گا۔ کوشل بہت پُرامید نظر آ رہی تھی، کافی دیر تک وہ میرے سامنے بیٹھی آنسو بہاتی رہی اُسے اپنی بہن یاد آ رہی تھی۔ میں نے اُسے تسلیاں دے کر سمجھاتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ تو میں اُس کے لیے کر رہا ہوں سب سے پہلے رویا کا حصول اُس کے بعد کوئی اور بات۔ اور وہ خاموش ہو گئی۔ ویسے بھی وہ اب بہت بدل گئی تھی اور وہ پہلے والی کوشل کہیں کھو گئی تھی۔

چنانچہ میں نے بات اپنے تک محفوظ نہ رکھی اور ٹیڈی سے بھی ان تمام تفصیلات کا تذکرہ کر دیا۔ ٹیڈی پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر بولا۔

"چیف۔ ایک ہی کام کیا جا سکتا ہے۔"

"وہ کیا۔؟"

"پے در پے دو تین ضربیں لگانے کے بعد ہم اُن سے مطالبہ کر دیں کہ رادھن سنگھ کو ہمارے سامنے پیش کیا جائے اس طرح کارروائی ہو سکتی ہے۔ دوسری شکل یہ بھی ہے چیف کہ اُن لوگوں میں سے جو بھی سامنے آئیں انھیں گرفتار کر کے رادھن سنگھ کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن بہر طور سورج گرہن کو ایسی پے در پے شکستیں اور دو، اس کے بعد ہم سودے بازی کی پوزیشن میں آ سکیں گے۔"

کیھرڈ کاٹن واپس چلا گیا تھا۔ اس کی سکریٹری جولیس جاتے وقت مجھ سے کچھ فضول گفتگو کر گئی تھی۔ اور پیش کش کی تھی کہ اگر میں کبھی اس کے سلسلے میں سنجیدہ ہو جاؤں تو ایک لمحے میں اسے طلب کر سکتا ہوں۔ میں نے دل ہی دل میں اس پر لعنت بھیج دی۔

تقریباً ایک ہفتہ خاموشی سے گزر گیا۔ سورج گرہن کے تاثرات کے بارے میں ہمیں تفصیلات معلوم نہیں ہو سکی تھیں لیکن ایک ہفتے کے بعد مجھے اطلاع ملی کہ ایک بہت بڑی لانچ آ رہی ہے جس میں سورج گرہن کا کافی مال لدا ہوا ہے اور اُسے ایک مخصوص ساحل پر اُتارا جائے گا۔ اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر لی گئی ہیں۔

"گڈ ویری گڈ۔ تو پھر کیا پروگرام ہے ٹیڈی؟"

"چیف۔ دراصل سورج گرہن کا مال بڑے دھڑے سے آتا ہے خاص ساحلوں پر اُترتا ہے اور پھر وہاں سے اس کے گوداموں تک پہنچ جاتا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ اس بار وہ اس سلسلے میں کوئی احتیاط برتیں گے یا نہیں لیکن میرا خیال ہے یہ مال ہمیں اُچک لینا چاہیے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اس بار پولیس اُن کے سامان کے اُوپر چھاپا مارے گی اور اُن کی لانچ سمندر میں ہی روک لے گی۔ اور اس کے بعد اسے قبضے میں لے لیں گے۔ چونکہ درحقیقت وہ پولیس نہیں بلکہ ہمارے آدمی ہوں گے جو یہ کام بآسانی کر لیں گے۔"

"اوہ۔ گڈ ویری گڈ۔ اس کا مقصد ہے کہ تم سمندر ہی میں یہ حساب کتاب کر لو گے۔"

"یقیناً چیف یہی بہتر رہے گا۔ وہ متعجب رہ جائیں گے گے ان میں سے چند آدمیوں کو ہم یہ اطلاع دے دیں گے کہ معاملہ گولڈ مین کا تھا۔"

میں نے اس پروگرام سے دلچسپی کا اظہار کیا تھا اور اس کے بعد ہم اس دوسری ضرب کے لیے تیار ہو گئے، چنانچہ مقررہ وقت پر میں نے خود ہی اس آپریشن کی سربراہی کی اور پھر ہم لوگ سمندر میں چل پڑے۔ اس وقت موسم ابر آلود تھا اور سمندر پر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی سفید لہروں کی روشنی کے علاوہ اور کوئی روشنی نہیں تھی۔ ہم اس مخصوص راستے کی طرف سفر کرتے رہے جہاں سے یہ لانچ آنے والی تھی اور پھر کھلے سمندر میں ہم نے اس لانچ کو جا لیا۔ ہم بحری پولیس اور ایکسائز کے لوگوں کے لباس میں تھے۔

لانچ واقعی بہت بڑی تھی پتہ نہیں کتنے آدمی اس پر تھے۔ بہر طور ہمارے مسلح افراد ان کے گرد پھیل گئے۔ لانچ پر موجود شخص نے بھاری لہجے میں کہا۔

"تم لوگوں کا انچارج کون ہے۔ مجھ سے بات کرے۔" اس

وقت میں نے اس کے سامنے جانا مناسب نہیں سمجھا تھا اور ٹیڈی اُن کی لانچ پر اُتر گیا۔ ہمارے اور بھی بہت سے آدمی اُن کی لانچ پر پہنچ گئے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں جن سے انھوں نے تمام لوگوں کو کور کر لیا۔ ٹیڈی نے پُر رعب لہجے میں کہا۔

"لانچ کے عملے کے جتنے افراد ہیں ان سب کو ایک جگہ جمع کر لو اگر ایک بھی آدمی کہیں اور رہا تو اسے بے دریغ گولی مار دی جائے گی۔"

"سنو نوجوان آفیسر۔ تم بہت پُر جوش معلوم ہوتے ہو تم کو کم از کم یہ معلومات حاصل کر لینی چاہیئے تھیں کہ یہ لانچ کس کی ہے۔"

"پہلے میری ہدایت پر عمل کرایا جائے اور اس کے بعد مجھے یہ بتایا جائے اگر ایسی کوئی صورت حال ہوئی تو میں آپ لوگوں سے معذرت کر کے واپس چلا جاؤں گا لیکن حکم کی تعمیل بھی ضروری ہے۔" انچارج نے کرخت نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر گردن جھکا کر واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے اپنے تمام آدمیوں کو ایک جگہ جمع ہو جانے کی ہدایت کر دی۔ تقریباً سترہ افراد کا عملہ تھا سب کے سب کینہ توز نگاہوں سے ٹیڈی کو گھور رہے تھے۔ ہمارے آدمی آرام سے انھیں کور کیے کھڑے تھے۔ ٹیڈی نے ان لوگوں کو دیکھا اور پھر انچارج سے بولا۔

"ہاں اب کہو۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ مگر ٹھہرو، سنو تم لوگ ان کی تلاشی لے کر ان کے ہتھیار وغیرہ اپنے قبضے میں کر لو۔"

چنانچہ ہمارے آدمیوں نے یہی کیا۔ لانچ کے افراد کے ہتھیار اپنے قبضے میں کر لیے گئے اور وہ سب کے سب نہتے ہو گئے اس کے ساتھ ہی ان کے ہاتھ پشت پر کس دیئے گئے تھے انچارج کہنے لگا۔

"جو کچھ تم کر رہے ہو اس کے لیے شاید تمھیں زندگی بھر افسوس کرنا پڑے۔ میں تم سے ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے اس موضوع پر بات کرو کہ آخر یہ لانچ کیوں پکڑی جا رہی ہے۔"

"اس پر اسمگلنگ کا سامان اور نشہ آور چیزیں موجود ہیں"

"لیکن تم نے یہ نہیں پوچھا کہ یہ چیزیں ہیں کس کی؟"

"چلو اب بتا دو۔"

"ان کا تعلق سورج گرہن سے ہے اور سورج گرہن کے بارے میں تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو گے۔"

"ہوں۔ سورج گرہن کا مقامی انچارج کون ہے؟" ٹیڈی نے سوال کیا۔

"کنور صاحب۔ یہاں کے سیکشن کو کنٹرول کر رہے ہیں"

"کون کنور۔؟" ٹیڈی بولا۔

"کنور رادھن سنگھ جی۔ جانتے ہو گے انھیں اچھی طرح" اس شخص نے جواب دیا اور میرے خیالات میں ایک تناؤ پیدا ہو گیا۔ گویا۔ گویا اس کے لیے مجھے کوئی بہت بڑی کارروائی نہیں کرنی پڑی تھی۔ رادھن سنگھ ہی یہاں کے معاملات کو کنٹرول کر رہا تھا اور یہ اچھی بات تھی۔ اس کا مقصد ہے کہ رابطہ براہِ راست ہی تھا چنانچہ اب میں بھی اُن کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"ہمیں سورج گرہن کے انچارج ہی سے بات کرنی ہے بہت دن سے وہ ہماری حق تلفی کر رہا ہے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ تم جانتے ہو تم کس کے بارے میں بات چیت کر رہے ہو۔"

"کنور رادھن سنگھ سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"یہ بھلا ہم کیا جانیں۔ سورج گرہن کے آدمیوں سے پوچھو"

"تو تم بھی اس کے آدمی ہو چلو۔ اس شخص کو گرفتار کر لو۔" میں نے اپنے آدمیوں سے کہا اور ٹیڈی نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ انچارج کو گرفتار کر لیا گیا تھا، لانچ کے باقی عملے کو لانچ ہی پر چھوڑ دیا گیا البتہ لانچ پر جو سامان موجود تھا وہ سب کا سب اپنی تحویل میں لے لیا گیا۔

انچارج کا نام گرو سنگھ تھا اچھا خاصہ قوی ہیکل اور کسی قدر تند مزاج آدمی تھا لیکن بہر حال ہم نے اُسے ٹھیک کر لیا مال کی منتقلی کے بعد ہم نے لانچ کو کھلے سمندر میں ہی چھوڑ دیا اور ان لوگوں کو ہدایت کر دی کہ وہ لانچ کو جہاں چاہیں لے جا سکتے ہیں۔

انچارج کو قبضے میں کر کے ہم اپنی لانچوں پر پہنچ گئے اور اس کے بعد ہماری لانچیں واپس چل پڑیں۔ مجھے یہ معلوم کر کے انتہائی مسرت ہوئی تھی کہ یہاں کے گروہ کو رادھن سنگھ کنٹرول کر رہا ہے۔ اب رادھن سنگھ کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں کہ وہ کہاں رہتا ہے اور کیا صورتِ حال ہے اس کی۔ اس کے لیے انچارج ہمارا معاون ثابت ہو سکتا تھا چنانچہ ہم اُسے لیے ہوئے وہاں سے آ گئے اور پھر ایک ایسی عمارت میں اس انچارج کو قید کر دیا گیا جو ہماری عام رہائش گاہ سے مختلف تھی۔ لیکن وہاں پر قیدیوں کی نگرانی کے لیے خاصا معقول بندوبست تھا۔

ٹیڈی نے یہ ذمہ داری قبول کر لی تھی کہ وہ انچارج کی زبان کھلوا لے گا اور اگر رادھن سنگھ کے بارے میں کچھ معلومات ہو سکیں تو وہ بھی حاصل کر لے گا۔ مجھے ٹیڈی پر مکمل اعتماد تھا چنانچہ میں نے تمام تر ذمہ داریاں اسے سونپ دیں اور اس سے کہا کہ رادھن کے بارے میں معلومات حاصل کر کے مجھے اطلاع دے۔

لانچ سے جو مال پکڑا تھا وہ لاکھوں روپے کی مالیت کا تھا اس طرح سورج گرہن کو ہمارے ہاتھوں یہ دوسرا شدید نقصان پہنچا تھا۔ کوشل کو میں نے اپنی اس دوسری کامیابی کی بھی اطلاع دے دی تھی اور وہ خوش ہو گئی تھی، بہر طور اس کے بعد چند دن نہایت خاموشی سے گذر گئے، کوشل اور میں مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہتے تھے۔ بار ہا رادھن سنگھ کا موضوع بھی زیر بحث آتا۔ جب میں نے اسے یہ بتایا کہ مقامی کنٹرولر رادھن سنگھ ہے تو ایک دم اس کا چہرہ ست گیا تھا۔

"یہ نہیں پتہ چل سکا بھیّا کہ اس کی رہائش گاہ کہاں ہے؟"

"ابھی تک نہیں ــــ لیکن میرا خیال ہے کہ میرے آدمی جلد ہی یہ بھی معلوم کر لیں گے۔"

"میں بس اسی کی منتظر ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"کوشل! یہ جو کچھ ہو رہا ہے، کیا تم اس سے مطمئن نہیں ہو گیا؟"

"تم مطمئن ہونے کی بات کرتے ہو بھیّا، میں تو یہ کہتی ہوں شاید ہی دنیا میں کسی نے کسی کے لیے اتنا کچھ کیا ہو، تم نے جانے مجھے کون سا مقام دے دیا ہے اپنے ذہن میں میں تو اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتی۔" میں خاموش ہو گیا۔ میں جانتا تھا کہ اگر میں کچھ بولوں گا تو میرے اندر بھی جذباتی کیفیات پیدا ہو جائیں گی۔ اور میں ابھی اس کیفیت سے بچنا چاہتا تھا تقریباً دس دن بعد ٹیڈی نے مجھے اطلاع دی کہ اس نے رادھن سنگھ کا پتہ لگا لیا ہے۔ میں نے فوراً ہی اسے اپنے پاس پہنچنے کی تاکید کی۔ ٹیلیفون پر اس قسم کی گفتگو کرنا بالکل مناسب نہ تھا۔ ٹیڈی میرے پاس آ گیا۔ میں نے اسے اپنے کمرۂ خاص میں طلب کر لیا تھا۔

"ہاں ٹیڈی کہو۔"

"سر! معلوم کر لیا ہے میں نے، اس چور کے بارے میں۔ دراصل وہ اپنی ریاست کو ختم کر کے یہاں آ گیا ہے۔ ریاست تو ویسے بھی اب نہیں رہی لیکن وہ جس حیثیت سے وہاں تھا۔ وہاں بے حد بدنام ہو گیا تھا اور بے شمار لوگ اس کی زندگی کے درپے ہو گئے تھے، جس طرح اس کی عادت لوگوں کو نقصان پہنچانے کی تھی۔ بالآخر وہ وہاں اپنا تحفظ نہ کر سکا۔ اس پر بار بار قاتلانہ حملے ہوئے اس نے بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا۔ ان کی زندگیاں تباہ کر دیں۔ خاندان کے خاندان تباہ کر دیئے اس نے اور اس کے بعد بالآخر وہ یہاں آ گیا۔"

"گڈ ــــ یہ ساری معلومات تمہیں کس طرح معلوم ہوئیں ٹیڈی؟"

"خوش قسمتی ہے سر، ہمارا اپنی برادری کا آدمی اس کے ہاں ملازم ہے۔"

"اوہ گڈ ــــ کیا نام ہے اس کا؟"

"جوزف۔" ٹیڈی نے جواب دیا۔

"کب سے ملازم ہے وہ؟"

"پرانا ملازم ہے، تقریباً بیس سال سے ان کے ہاں کام کرتا ہے۔ بس معلومات حاصل کرتے کرتے میں اس تک پہنچ گیا اور پھر جوزف سے مجھے جو کچھ بھی معلوم ہوا، وہ آپ کے سامنے حاضر ہے۔"

"کہاں رہتا ہے وہ؟" میں نے سوال کیا اور ٹیڈی نے اس کی رہائش گاہ کے بارے میں مجھے بتا دیا۔

"اس کے ساتھ اس کے اہل خاندان بھی ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب، پورا خاندان ہے اس کا، بڑا باعزت آدمی بن کر وہ رہ رہا ہے کم بخت یہاں۔"

"کنور رادھن سنگھ کے نام سے ہی ہے؟"

"جی ہاں۔ اس نے اپنے نام میں کوئی تبدیلی نہیں کی؟"

"اس کے بارے میں مکمل تفصیلات بتاؤ، جوزف کو تحفظ فراہم کرو اس کی مدد کے لیے جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہو کرو۔ ہمیں اس سے رادھن کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی رہنی چاہئیں۔ بس یوں سمجھ لو ٹیڈی، سورج گرہن ہی نہیں رادھن سنگھ بھی ہمارا شکار ہے اور ہم اسے کسی بھی طرح نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیں گے۔"

"اوکے سر۔ میں یہ کام کیے لیتا ہوں۔ اس سلسلے میں کوئی اور حکم۔"

"نہیں۔ پہلے تو مجھے اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہوتی رہنی چاہیے۔ اس کے بعد کوئی نیا پروگرام انجام دوں گا" میں نے جواب دیا۔ ٹیڈی کی دی ہوئی اطلاعات سے میں نے کوشل کو آگاہ نہیں کیا تھا۔ وہ جذباتی لڑکی تھی۔ نجانے یہ

جاننے کے بعد کہ رادھن سنگھ یہاں موجود ہے، وہ کیا قدم اٹھا بیٹھے۔ کہیں اس کا کوئی قدم اس کی زندگی کا دشمن ہی نہ بن جائے۔ اس لیے میں نے اسے ان معلومات سے لاعلم رکھا البتہ اپنے طور پر میں نے سوچ لیا تھا کہ اب رادھن سنگھ کے خلاف کیا کرنا ہے۔ چور سامنے آگیا تھا، کوشل کا بدترین دشمن۔ گولڈمین کے نام سے میں نے تنظیم کو جس طرح پھیلایا تھا اور جس جس طرح میں نے سورج گرہن کو نقصانات پہنچائے تھے۔ اس کے تحت اگر رادھن سنگھ کو یہ معلومات حاصل ہو جائیں کہ یہ سب کرنے والا میں ہوں تو وہ یقینی طور پر میری طرف متوجہ ہوگا۔ میں اسے بڑے سکون سے مارنا چاہتا ہوں اس طرح کہ کوشل کی آرزو بھی پوری ہو جائے۔ البتہ کوشل کو اس سلسلے میں کنٹرول کرنا تھا۔ کہیں وہ رادھن سنگھ کو دیکھ کر بے قابو نہ ہو جائے۔ بڑے غور و خوض کے بعد بالآخر میں نے ایک اسکیم ترتیب دی اور اس کے بعد ٹیڈی سے بھی اس سلسلے میں گفتگو کی، ٹیڈی نے میری اسکیم سے دلچسپی کا اظہار کیا تھا چنانچہ اس کے بعد نئی اسکیم پر عمل درآمد شروع ہو گیا۔ میں ایک مخیر شخص کی حیثیت سے منظر عام پر آیا، بہت سے فلاحی اداروں کو میں نے چندے دیے۔ سیاسی میٹنگوں میں بھی میں نے شرکت کی اور جگہ جگہ حکومت کو نئے طرح طرح کے عطیات سے نوازا جس کی بنا پر تھوڑے ہی دنوں میں حکومت میری جانب متوجہ ہو گئی اور میرا ایک سوشل مقام بنتا چلا گیا۔ میں کسی ایسی پارٹی کی تاک میں تھا جس میں رادھن سنگھ بھی شامل ہو اور اس سلسلے میں جوزف کی مدد سے ہمیں زبردست مدد مل رہی تھی۔ جوزف کے تحفظ کے لیے رادھن سنگھ کی کوٹھی کے اردگرد تقریباً پچیس آدمیوں کو پھیلا دیا گیا تھا اور انہیں ہدایت کر دی گئی تھی کہ اگر جوزف کسی وقت خطرے میں ہو تو وہ اس کی بھرپور مدد کریں، لیکن جوزف مطمئن تھا، وہ خود بھی چالاک آدمی تھا اور بڑی احتیاط کے ساتھ رادھن سنگھ کے معمولات سے ٹیڈی کو آگاہ کر رہا تھا۔ بالآخر مجھے ایک ایسی پارٹی کے بارے میں پتہ چلا جو پرائیویٹ قسم کی تھی، صرف ایک دولت مند شخص کی بیٹی کی شادی تھی جس میں اس نے تمام شہر کے بڑے بڑوں کو بلایا تھا۔ ٹیڈی کے لیے یہ بات مشکل نہیں تھی چنانچہ مجھے بھی ایک بڑے آدمی کی حیثیت سے دعوت نامہ پیش کیا گیا، پارٹی میں میں شریک ہوا اور یہاں میں نے پہلی دفعہ رادھن سنگھ کو دیکھا۔ کم بخت کسی بھیڑیے کی ہی طرح تھا۔ لمبے چوڑے قدوقامت کا مالک، چہرے پر بے پناہ رعب، آنکھیں غنودہ سی، اس کی شخصیت بلا شبہ پرکشش سی تھی۔ بہر طور لوگوں نے اس سے میرا بھی تعارف کرایا اور میں نے بڑے پراخلاق انداز میں رادھن سنگھ کا خیر مقدم کیا۔

"آپ کے بارے میں بہت کچھ سنا جا رہا ہے پچھلے دنوں سے اور آپ کی شخصیت اچانک ہی منظر عام پر آئی ہے جبکہ یہاں رہنے والوں سے میری کافی واقفیت ہے۔ کیا میں معلوم کر سکتا ہوں کہ اس سے پہلے آپ کہاں رہے ہیں؟"

"پرانی باتوں کو دہرانا مجھے پسند نہیں ہے کنور صاحب بہتر یہ ہے کہ ہم نئے ماحول کی بات کریں۔"

"لیکن بدقسمتی سے میں پرانی چیزوں میں بہت دلچسپی لیتا ہوں۔ مجھے اس بات کی کھوج ضرور ہوتی ہے کہ کوئی شخص اگر منظر عام پر ابھرتا ہے تو اس کا ماضی کیا ہے۔ اور راجہ صاحب اگر ماضی معلوم نہ ہو تو آدمی ایک دوسرے کی طرف سے شک و شبے کا شکار ہی رہتا ہے۔"

"گویا آپ کو میرے اوپر کسی قسم کا شبہ ہے رادھن سنگھ جی ۔۔۔؟"

"نہیں راجہ صاحب، بس یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کون سی ریاست سے ہے آپ کا تعلق اور کہاں کے راجہ ہیں آپ؟"

"میں نے تو آپ سے یہ بھی نہیں پوچھا کنور رادھن سنگھ جی کہ آپ کنور کیسے بن گئے۔" میں نے جواب دیا

"اچھا تو پھر یوں کرتے ہیں کہ اس پارٹی سے ہٹ کر ایک نشست رکھ لیتے ہیں۔ اس میں آپ ہم سے ہمارے بارے میں پوچھیں، ہم آپ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اسی طرح دوستیاں ہوتی ہیں۔" رادھن سنگھ سے کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ طنزیہ گفتگو کرنے کا عادی معلوم ہوتا تھا لیکن میں نے بھی اس کو ایسے ایسے جوابات دیئے کہ بعض اوقات وہ تلملا کر رہ گیا۔ بہر طور اس نے اپنی مسکراہٹ نہیں چھوڑی تھی نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ میں نے اسے اپنی کوٹھی میں مدعو کر لیا۔

"چلیے ۔ ویسے تو ہم کسی کے گھر نہیں جاتے لیکن آپ کی کوٹھی ضرور آئیں گے۔"

"میں آپ کا استقبال کروں گا کنور صاحب، بڑے آدمیوں کو بڑے آدمیوں سے مل کر خوشی ہوتی ہے۔"

"ہوں ٹھیک کہا آپ نے۔" رادھن سنگھ نے جواب دیا۔

اور اس کے بعد ٹیڈی نے مجھے بتایا کہ چند افراد کو عمارت کے اردگرد گھومتے دیکھا گیا ہے۔ میں نے تھوڑی دیر تک کچھ سوچا اور پھر ٹیڈی کو حکم دیا کہ ان سب کو گرفتار کر کے کوٹھی میں قید کر لیا جائے چنانچہ رات کو تقریباً ساڑھے نو بجے پانچ آدمی کوٹھی کے قید خانے میں پہنچا دیے گئے جو میں نے خصوصی طور پر بنوایا تھا، تقریباً ساڑھے بارہ بجے میں نے ان سے ملاقات کی۔ وہ متوحش نظر آ رہے تھے، شکل و صورت سے وہ اچھے لوگ نہیں معلوم ہو رہے تھے۔ ٹیڈی نے انہیں اچھی طرح باندھ کر ڈال چھوڑا تھا، پانچوں اکڑوں ایک دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھ انہوں نے خوفزدہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"یہ زیادتی ہے، جرم ہے۔ ہمیں حبس بے جا میں رکھا جا رہا ہے۔ اگر ہم آزاد ہو گئے تو تمہارے خلاف رپورٹ کریں گے۔ اور تمہیں ۔۔ تمہیں گرفتار کرا دیں گے۔"

"خوب ۔ ٹھیک ہے، ضرور گرفتار کرا دینا لیکن تم عام قسم کے مجرموں کی طرح اس بات کا اظہار مت کرو کہ تم حقیقت سے واقف نہیں ہو۔ میں صرف ایک سوال کرتا ہوں اور اس کا صحیح جواب چاہتا ہوں۔ اگر مجھے اپنے سوال کا صحیح جواب نہ ملا تو اس کے بعد شاید تم اندازہ نہ کر سکو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔ ان لوگوں پر میں اپنا پورا پورا رعب جما دینا چاہتا تھا۔ وہ سب خاموشی سے دیکھتے رہے، میں نے ٹیڈی کو اشارہ کیا اور وہ ایک شخص کو پکڑ کر آگے لے آیا۔

"رادھن سنگھ نے میرے بارے میں تم سے کیا کہا ہے؟"

"کون رادھن سنگھ ۔ ہم کسی رادھن سنگھ کو نہیں جانتے۔" اس شخص نے تیز لہجے میں کہا۔ اور میں نے اطمینان سے جیب سے پستول نکالا جس کی نالی پر سائلنسر لگا ہوا تھا۔ پستول کی نال میں نے اس کی پیشانی پر رکھ کر میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور دوسرے لمحے ٹریگر دبا دیا۔ گولی اس کا بھیجا پھاڑتی ہوئی نکل گئی۔ باقی چار آدمیوں کے منہ سے دلخراش چیخ بلند ہوئی۔ وہ دہشت زدہ انداز میں اپنے ساتھی کو دیکھ رہے تھے، جو چند لمحات زمین پر تڑپا اور پھر ایڑیاں رگڑتا ہوا ساکت ہو گیا۔ ان سب کے چہروں پر اب خوف کے آثار پھیلے ہوئے تھے، میں نے ٹیڈی کو اشارہ کر کے دوسرے آدمی کو قریب بلایا اور وہ پورے بدن سے کانپتا ہوا میرے پاس پہنچ گیا۔

"رادھن سنگھ نے کیا کہا تھا تم سے؟"

"اس نے ۔۔ اس نے کہا تھا، خود اس نے نہیں کہا تھا بلکہ ہمیں دوسرے ذریعے سے ۔۔ ہدایت ملی تھی کہ ہم اس کوٹھی کی نگرانی کریں۔"

"تمہارا تعلق سورج گرہن سے ہے؟"

"ہاں ۔۔!" اس نے جواب دیا۔

"رادھن سنگھ کے ساتھ یہاں اور کتنے آدمی ہیں؟"

"سورج گرہن کا پورا گروہ ہے۔"

"گڈ ۔۔ تم نے اپنے باقی تین ساتھیوں کی زندگی بچالی ہے۔" میں نے جواب دیا اور ٹیڈی کو اشارہ کر کے واپس چل پڑا۔ میں نے ٹیڈی کو ہدایت کی کہ اس شخص کی لاش کو اٹھا کر ٹھکانے لگوا دی جائے۔

ٹیڈی آہستہ سے بولا۔ "ٹھیک ہے جناب اس میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔"

تھوڑی دیر کے بعد میں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا، اس سلسلے کے آئندہ اقدامات پر غور کر رہا تھا جس درندگی سے میں نے اس شخص کو قتل کیا تھا، بلاشبہ مجھے خود بھی پسند نہیں تھی۔ لیکن زبان کھلوانے کے لیے ضروری تھا کہ ان لوگوں کو کوئی ذہنی صدمہ پہنچایا جائے۔ بہر طور رادھن سنگھ کوئی اچھا آدمی تو تھا نہیں اور اس کے ساتھی بھی شریف لوگ نہیں تھے۔ چنانچہ یہ سب تو کرنا ہی پڑے گا۔

دوسرے دن رادھن سنگھ نے مجھے میری رہائش گاہ پر ٹیلیفون کیا۔

"راجہ صاحب! کیسے مزاج ہیں آپ کے؟"

"اوہ ۔ کنور صاحب! کیسے زحمت کی؟"

"بس کچھ نہیں ۔ آپ سے بڑی محبت محسوس ہوئی ہے۔ بڑی خوشی ہوئی ہے آپ سے مل کر، ایسے دوست کہاں ملتے ہیں۔ لیکن بات وہیں کی وہیں ہے، آپ کا ماضی نہیں مل سکا۔"

"اگر میرا ماضی جان لوگے تو رادھن سنگھ! تمہارا مستقبل خطرے میں پڑ جائے گا۔" میں نے جواب دیا اور رادھن سنگھ ایک قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"ہو سکتا ہے راجہ صاحب، کیوں نہ ہم کوئی کھیل کھیلیں دیکھو نا زندگی تو ایسی ہی دلچسپیوں کا نام ہے۔ کیا خیال ہے آپ کا؟"

"میں ہر طرح کا کھیل کھیل لیتا ہوں، رادھن سنگھ مہاراج آپ کہیے کیا کھیل کھیلنا ہے آپ کو؟" میں نے سوال کیا

"اس کے بارے میں بعد میں باتیں کرلیں گے، یہ تو بتائیں ملاقات کہاں ہو رہی ہے ہماری آپ کی؟"

"جہاں آپ چاہیں۔"

"تو پھر گرین کلب کیسا رہے گا، شاید آپ کو اس کے بارے میں پہلے سے معلومات نہ ہوں، گرین کلب کی ممبرشپ صرف ایسے لوگوں کو دی جاتی ہے جن کا ماضی سامنے ہو۔ یہ رئیس نواب، راجاؤں اور انگریزوں سے خطاب ملے ہوئے لوگوں کا کلب ہے۔ کوئی گھٹیا آدمی تو یہاں آ ہی نہیں سکتا۔"

"ہاں واقعی میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ لیکن اطمینان رکھیے آج یا آپ جب کہیں آپ سے وہیں اور اسی کلب میں ملاقات کروں گا۔"

"تو پھر کل کیوں نہ ہو جائے یہ ملاقات۔" رادھن سنگھ نے کہا۔

"کیا کھیل وہیں شروع ہو جائے گا؟"

"ارے کھیل کا کیا ہے، وہ تو زندگی بھر کی چیز ہے۔ آپ آیئے تو سہی، کل کس وقت آ رہے ہیں آپ؟"

"آٹھ بجے۔" میں نے جواب دیا اور مختصر گفتگو کے بعد ٹیلیفون بند کر دیا۔ رادھن سنگھ کی یہ دعوت میرے لیے معنی خیز تھی۔ بہر طور اس کے لیے میں نے تمام انتظامات کیے تھے، گرین کلب کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو رادھن کا کہا بالکل صحیح نکلا۔ یہ واقعی انگریزوں کے زمانے کا کلب تھا اور بڑے رکھ رکھاؤ سے چل رہا تھا لیکن میری جو موجودہ پوزیشن تھی، اس کے تحت اس کلب کی رکنیت حاصل کرنے میں مجھے دقت نہ ہوئی تھی اور میرے ایک آدمی نے وہاں کا ایک دعوت نامہ فراہم کر دیا۔ چنانچہ دوسرے دن آٹھ بجے کچھ خاص تیاریوں کے ساتھ میں گرین کلب چل پڑا۔ گرین کلب کی حسین عمارت میں میری لمبی اور شاندار کار داخل ہوئی تو میں نے اس کے برآمدے میں ہی چند لوگوں کو دیکھا۔ ان میں کنور رادھن سنگھ بھی تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر میرا استقبال کیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کر کے بولا۔

"ان سے ملو۔ راجہ صاحب سے آپ پہلے نہیں ملے ہوں گے۔ نیا نیا نام ابھرا ہے ان کا۔ لیکن اگر آپ لوگوں میں سے کوئی یہ بتلا دے کہ راجہ صاحب کون سی ریاست کے راجہ ہیں تو میں پانچ لاکھ روپے اسے انعام کے طور پر پیش کر دوں گا۔" عجیب سی گفتگو تھی، تمام ہی لوگ متوجہ ہو گئے تھے۔

"کنور صاحب بہت ہی دلچسپ آدمی ہیں دوستو بہرحال پانچ لاکھ روپے اگر تم میں سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔۔۔ آیئے کنور صاحب، کیا آپ اندر داخل نہیں ہوتے؟ کیا آپ کا تعلق برآمدے ہی سے ہے؟" اس سوال سے کنور رادھن سنگھ کا چہرہ سرخ ہو گیا مگر پھر بھی وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"نہیں ۔۔ نہیں آیئے، برآمدے سے آگے بھی بہت کچھ ہے۔" اور میں اس کے ساتھ اندر چل پڑا۔ کنور رادھن کلب کے اندرونی ہال میں داخل ہو گیا۔ باہر کے لوگ بھی اندر آ گئے تھے۔

"تشریف رکھیے راجہ صاحب!"

"شکریہ کنور۔۔!" میں بیٹھ گیا۔

"کیا خدمت کی جائے آپ کی؟"

"جو آپ پسند کریں۔ آپ نے کس کھیل کی بات کی تھی؟" میں نے کہا۔

"ہاں کھیل ۔۔ واقعی، کون سا کھیل پسند کریں گے آپ؟" کنور نے مجھ سے پوچھا۔

"مجھے ہر قسم کے کھیل پسند ہیں کنور صاحب، فیصلہ آپ پر ہے۔" میں نے کہا۔

"میرا کھیل آپ کو زیادہ پسند نہیں آئے گا راجہ صاحب! اس بات کو آپ غور سے سوچ لیں۔"

"کنور صاحب ۔۔ مجھے ہر طرح کے کھیل پسند ہیں اور اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو آپ بھی کسی قدر میرے کھیلوں سے واقف ہیں۔"

"کون سے کھیل کا تذکرہ کر رہے ہیں راجہ صاحب!" کنور رادھن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت سے کھیل کھیلے ہیں میں نے، کون کون سے کھیلوں کا تذکرہ کروں۔ مثلاً ابھی پچھلی رات پانچ آدمی میری کوٹھی کے گرد چکر لگا رہے تھے۔ میں نے ان پانچوں کو اپنے ساتھ پولو کھیلنے پر آمادہ کیا اور ان میں سے ایک نے کھیل ہار کر مجھے بہت سی باتیں بتا دیں۔" رادھن سنگھ کا چہرہ ایک لمحے کے لیے سرخ ہو گیا، پھر اس نے کہا۔

"بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"بس۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کنور صاحب جن کو پورے طور پر سمجھانا مناسب نہیں ہوتا، چھوڑیں ان باتوں کو گرین کلب میں تاش کا کھیل بھی زوروں پر ہے۔"

لیکن جو لوگ یہ کھیل کھیل رہے ہیں ان کی اوقات ہیں ۔۔ ان میں سے کوئی بھی میرے معیار کا کھلاڑی ت کم ہے۔ ہیں ہے۔"

کیا معیار ہے آپ کا کنور صاحب؟" میں نے سوال کیا۔

"آپ راجہ صاحب اپنی تمام ریاستوں کو ہار کر بھی میرے یل کے معیار کو نہیں پہنچ سکتے۔"

"اور آپ ہارنے کی کیا صلاحیت رکھتے ہیں کنور صاحب؟"

"میں نے ہارنے کے لیے کبھی کوئی کھیل نہیں کھیلا۔"

"یہ بھی غلط ہے، ابھی کچھ ہی دن پہلے آپ ایک گیم ہار لے ہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"کون سا گیم؟" کنور چونک کر بولا

خیر چھوڑیئے ۔۔ ایک شخص نے مجھ سے اس ہار کا ذکر کیا تھا یا، غالباً ہانگ کانگ کا باشندہ تھا اور کیتھروکائن کے نام سے ہور تھا۔۔۔ اس انکشاف سے رادھن سنگھ کی حالت بری ائی تھی، ایک لمحے کے لیے اس میں تشنج پیدا ہوا۔ بمشکل تمام وہ ہوش سنبھال سکا۔ اس دوران میں ادھر ادھر دیکھتا رہا تھا میں نے اسے اس طرح نظر انداز کر دیا تھا جیسے اس کی بے حیثیتی میری نظر میں کوئی اہمیت نہ ہو۔ کنور نے اپنے آپ پر قابو پایا پھر میری طرف دیکھ کر بولا۔

"ہوں ۔۔ تو کیتھروکائن سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔ راجہ صاحب، چلیے یہ تو اچھا ہے کہ آپ بھی ہماری ہی لائن کے آدمی نکلے، یہ دوسری بات ہے کہ آپ کے کام کرنے کے انداز میں راجاؤں کی شان موجود ہے۔" کنور رادھن سنگھ نے میرے اوپر چوٹ کی۔

ہاں ۔۔ راجہ جن معنوں میں آپ استعمال کر رہے ہیں، ان میں بھی غلط نہیں ہے۔ قدیم زمانے میں راجہ چڑھائی کرتے تھے علاقے ختم کرتے تھے اور مفتوحہ علاقے ان کی ملکیت ہوتے تھے اور اس کی وجہ یہ ہوتی تھی کنور صاحب، کہ وہاں کے لوگ دفاع کی اہلیت نہیں رکھتے تھے اور اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے قابل نہیں ہوتے تھے ۔۔۔ بہر طور تاش کا کھیل بھی بری چیز نہیں ہے۔ اگر آپ چاہیں تو کسی بھی وقت یہیں اسی گرین کلب میں اگر میرے ساتھ کھیل سکتے ہیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جیتنے کے سلسلے میں آپ کو مایوسی نہیں ہوگی۔ یعنی آپ کی جتنی حیثیت ہے، اس کے مطابق رقم آپ ضرور جیت سکتے ہیں۔" اس کے بعد شاید رادھن سنگھ میں قوت برداشت نہیں رہی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک سمت چلا گیا۔ یہ بے بسی کی علامت تھی، غالباً میرے بے در پے واروں نے اسے نڈھال کر دیا تھا۔ رادھن سنگھ سے یہ ٹکر لے کر مجھے بڑی مسرت ہوئی تھی اور میں اس شخص کو درحقیقت دو کوڑی کا بنا دینا چاہتا تھا۔ اس وقت یہ نشست انتہائی معقول رہی تھی اور میرے اپنے خیال میں اس کی بڑی اہمیت تھی۔ گرین کلب کے دوسرے ممبروں سے میری ملاقات ہوئی اور باقاعدہ تعارف کے بعد میں نے یہاں اپنے لیے ایک مقام حاصل کر لیا۔ کئی بڑے اور اہم لوگوں نے مجھے کلب کی مستقل رکنیت کی پیش کی۔ تو میں نے کہا۔

آپ نے دیکھا کہ میرے لیے یہاں آنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ رکنیت کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے، میں جب بھی چاہوں گا، یہاں آ جاؤں گا، ویسے کنور رادھن سنگھ نے مجھے تاش کھیلنے کی دعوت دی ہے۔ بہت جلد میرے اور ان کے درمیان کھیل ہوگا۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ کھیل آپ کے لیے کافی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ چونکہ کنور صاحب کا کہنا ہے کہ ان کی دولت کے مقابلے پر کوئی بھی ان کے سامنے نہیں آ سکتا۔ لوگوں نے اس بات کو خاص طور سے نوٹ کیا تھا۔ ان میں سے چند افراد نے دبی زبان میں یہ بھی کہا کہ کنور رادھن سنگھ بلاشبہ ایک دولت مند شخص ہے لیکن اس نے کبھی کوئی ایسا کارنامہ نمایاں انجام نہیں دیا کہ منظر عام پر آ سکتا جب کہ راجہ صاحب کی سخاوت کے بہت سے واقعات ان لوگوں کے علم میں ہیں۔

واپسی میں میں نے بڑی احتیاط رکھی تھی کنور رادھن نے واپسی پر مجھ سے ملاقات نہیں کی تھی، نظر ہی نہ آیا تھا مجھے، اس لیے واپس آتے ہوئے میں خاص طور سے چوکنا تھا چونکہ یہ بات جانتا تھا کہ سورج گرہن کے افراد بے شمار ہیں اور کوئی کارروائی کر سکتے ہیں لیکن ایسی کوئی بات ہوتی تو کنور رادھن کو چھٹی کا دودھ یاد آ جاتا کیونکہ میرے آدمی بھی اس وقت مجھ سے زیادہ دور نہیں تھے۔ کوٹھی واپس آنے کے بعد میں کافی دیر غور و خوض کرتا رہا۔ رادھن سنگھ سے ملاقات ہو گئی تھی۔ وہ یہ جان چکا تھا کہ سورج گرہن کے مقابلے میں راجہ ہی ہے اور یقیناً اسے اس بات کا علم بھی ہو گیا ہوگا کہ گولڈن تنظیم سے میرا گہرا تعلق ہے۔ گویا ہمارا آپس میں تعارف ہو چکا تھا۔ میں نے جس مقصد کے تحت اس کارروائی کا آغاز کیا تھا، اب اسے پا لیا تھا کوشش کو اب اس سلسلے میں بے خبر رکھنا ممکن نہ تھا کیونکہ تاش کے کھیل میں میں نے کنور رادھن سنگھ کو جو چیلنج کیا تھا، اس

میں کوشل ہی کو مدِنظر رکھا تھا، اور ایک دلچسپ سچویشن میرے ذہن میں تیار ہو چکی تھی۔ تاش کے کھیل میں کوشل ویسے ہی ماہر تھی اور جیسا اس نے مجھے اپنی کہانی میں سنایا تھا کہ تاش کے بادن پتے ہمیشہ اس کا فیور کرتے ہیں۔ چنانچہ رادھن سنگھ کو ہارنا ہی تھا۔ اس کے علاوہ کوشل کو دیکھ کر اس کی جو حالت ہو جائے گی وہ بھی قابلِ دید ہو گی۔ میں اس دلچسپ کھیل کی تمام سچویشن اپنے ذہن میں تیار کرنے لگا۔ کنور رادھن سنگھ کو اب اس طرح زچ کروں گا کہ وہ زندگی بھر یاد رکھے گا۔ اور اس کے بعد۔۔۔ اس کے بعد میرے ذہن میں بہت سے منصوبے بنے اور بگڑنے لگے۔ بہر طور میں نے دوسری رات کھانے کی میز پر کوشل سے اس بات کا ذکر چھیڑ دیا۔

"میں نے تمہیں بتایا تھا کوشل کہ میں کنور رادھن سنگھ سے ملاقات کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔"

"ہاں بتایا تھا بھیا۔"

"تم نے اس پر یہ سوال بھی کیا تھا کہ کیا میں اس کی رہائش گاہ کے متعلق بھی جانتا ہوں۔"

"ہاں کیا تھا۔"

"تو پھر یوں سمجھ لو کوشل کہ رادھن سنگھ سے میرا آمنا سامنا ہو گیا ہے۔"

"کب ۔۔۔؟"

"کئی بار ۔۔۔ آخری بار پچھلی رات کو ہوا تھا۔"

"اوہ ۔۔۔ کیا آپ نے اس کے سلسلے میں کوئی کارروائی کر لی ہے بھیا، میرا مطلب ہے کہ ۔۔۔"

"ہاں کوشل، میں نے تم سے کہا تھا کہ ابھی جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اسے اس طرح ماریں گے کہ وہ موت کے بعد بھی یاد رکھے گا، میں نے اس کے لیے ایک سچویشن تیار کی ہے اور میں اب اس میں تمہیں شامل کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا سچویشن ہے؟"

"کوشل میں تمہیں پہلی بار کنور رادھن سنگھ کے سامنے پیش کروں گا۔"

"میں تیار ہوں، کب ۔۔۔؟" کوشل نے مستعدی سے کہا۔

"ایک آدھ دن کے اندر اندر اس سے گرین ٹب میں میری ۔۔۔ ملاقات ہوئی تھی، بڑی دلچسپ باتیں ہوئیں اور ہم دونوں ایک دوسرے سے کافی واقف ہو چکے ہیں یعنی کنور رادھن یہ جانتا ہے کہ گولڈمین نامی تنظیم کے پسِ پشت میں ہی ہوں یا وہ کم از کم سمجھتا ہے کہ میرا تعلق کسی نہ کسی طرح گولڈمین سے ہے چنانچہ اب اس کے علم میں یہ بات ہے کہ کیتھرو کاٹن کو لاکھوں روپے کی منشیات سپلائی کرنے والی تنظیم گولڈمین کا ایک رکن میں بھی ہوں۔ میں نے اس سے تذکرہ کر دیا ہے۔ اور اس کے بعد کوشل، تم اندازہ کر سکتی ہو کہ اس کی ذہنی کیفیات کیا ہوں گی۔ بہر طور اس نے اپنے آپ کو سنبھال رکھا ہے ممکن ہے اس دوران وہ کوئی کارروائی جوابی طور پر کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن تمہیں یقیناً اس بات کا اطمینان ہو گا کہ اس کارروائی کے اسے سنگین نتائج بھگتنا پڑیں گے۔ شکست اب اس کا مقدر بن چکی ہے اور وہ کسی بھی طرح ہمارے خلاف اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ میں نے اسے تاش کے کھیل کا چیلنج کیا ہے۔ بات کوئی خاص نہیں تھی اس نے خود ہی اس کا تذکرہ کیا تھا، مجھے پیش کش کی تھی میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ ہار اس کا مقدر ہے اور اس کا جب جی چاہے آزما لے ۔۔۔"

"میں سمجھ رہی ہوں، میں سمجھ رہی ہوں۔" کوشل نے کہا۔

"بس کوشل تم تیار ہو جاؤ، تمہیں اپنی زندگی کا کھیل پیش کرنا ہے، ممکن ہے رادھن سنگھ بھی اس کا انتظام کر کے آئے۔"

اطمینان رکھو بھیا، اگر میں جیت نہ سکی تو خود کشی کر لوں گی۔" کوشل نے کہا۔

"ارے نہیں اتنا جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے، تو تمہیں اس سے متعارف کرانا ہے، تم ذرا غور کرو تمہاری صورت دیکھ کر اس پر کیا بیتے گی۔ اس کا اندازہ کر کے یقیناً مسرت ہو گی۔"

ہاں میں جانتی ہوں کوشل نے مضبوط لہجے میں کہا اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے خوف کے آثار نظر نہیں آئے تھے بہادر لڑکی تھی مقصد کے لیے جان دینا جانتی تھی اس پر جو بیتی تھی اس کے بارے میں، میں جانتا تھا لیکن میں درحقیقت اسے مکمل طور پر بے قصور سمجھتا تھا اس ساری کارروائی میں اس بے چاری کا کوئی قصور نہیں تھا۔

بہر طور کنور رادھن سنگھ کی طرف سے ایک ہفتے تک کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی جو قابلِ گرفت ہوتی یقینی طور پر اسے ان پانچ آدمیوں کے بارے میں معلوم ہو گیا ہو گا جنہیں اس کی کوٹھی کے گرد پھیلایا تھا اور جن کا اب اسے کوئی پتہ نہیں تھا

۔۔۔ نے یہ اندازہ بھی لگا لیا ہو گا کہ گولڈمین نامی تنظیم معمولی نہیں ہے۔ ۔۔۔ سورج گرہن کی طرف سے اس سلسلے میں کیا کارروائی ہو ۔۔۔ ہے اس کی اطلاع مجھے جوزف سے مل سکتی تھی لیکن جوزف سے اس ۔۔۔ ان کوئی رابطہ نہیں قائم ہو سکا تھا۔ میں نے ٹیڈی سے اس سلسلے ۔۔۔ بات چیت کی اور معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ ۔۔۔ ف کی طرف سے کوئی پیغام کیوں نہیں موصول ہوا۔

"جوزف خیریت سے ہے چیف۔ ابھی تک وہ کوئی خاص ۔۔۔ نہیں معلوم کر سکا آپ کہیں تو اس سے رابطہ قائم کرنے کی ۔۔۔ شش کی جائے۔"

"اس کی پوزیشن محفوظ رکھ کر۔" میں نے کہا۔

"آپ مطمئن رہیں میں دس گھنٹوں کے بعد اس سلسلے میں ۔۔۔ کو رپورٹ پیش کروں گا۔ ٹیڈی نے کہا اور تقریباً تین گھنٹے ۔۔۔ بعد اس نے اس سلسلے میں مجھے اطلاع دی۔

"جوزف سے رابطہ قائم ہو گیا ہے چیف۔ رادھن سنگھ ۔۔۔ دوران یہاں نہیں رہا ہے وہ ایک بار بھی کوٹھی نہیں آیا۔ ۔۔۔ ریباً چھ سات دن سے غائب ہے یہ نہیں معلوم کہاں گیا۔ ۔۔۔ ٹھی کے معاملات معمول کے مطابق ہیں۔ اس لیے ہی جوزف نے ۔۔۔ ئی اطلاع نہیں دی۔

"اوہ۔ اس کا مقصد ہے کہ سورج گرہن تنظیم کے ارکان ۔۔۔ ر جوڑ کر بیٹھ گئے ہیں۔"

"چیف۔ ایک سوال کرنا چاہتا ہوں آپ سے۔"

"ہاں۔"

"کیا آپ اس پوری تنظیم کو ختم کرنے کے درپے ہیں یا آپ کا معاملہ صرف رادھن سنگھ سے ہے۔"

"نہیں ٹیڈی۔ مسئلہ رادھن سنگھ ہی سے ہے لیکن سورج گرہن کے خلاف مسلسل عمل کرتے رہنا ہے تاکہ اس کی قربت ختم ہو جائے یا پھر اگر وہ باقی بچے بھی تو جب بھی اس کے ارکان ہمارے مقابلے پر آئیں ہم ان سے نمٹ لیں گے اس وقت تو صرف رادھن سنگھ ہی ہمارے مقابلے پر ہے۔

"او کے چیف۔ بس یہی معلوم کرنا تھا مجھے۔ جوزف نے جواب دیا۔

"مزید دو دن گزر گئے رادھن سنگھ کی طرف سے کوئی پیغام موصول نہیں ہوا تھا لیکن تیسرے دن صبح ساڑھے دس بجے مجھے رادھن سنگھ کا پیغام موصول ہوا۔

"ہیلو راجہ صاحب۔ میں کنور رادھن سنگھ بول رہا ہوں۔

"اوہو۔ رادھن سنگھ۔ آپ واپس آگئے کنور صاحب، میرا تو خیال تھا کہ آپ اب شاید کبھی واپس نہیں آئیں گے۔

احمقانہ خیالات کو دل میں جگہ نہیں دینی چاہیے راجہ صاحب کسی بھی شخص کے بارے میں بہتر یہ ہوتا ہے کہ مکمل معلومات حاصل کر لی جائیں بعض اوقات ناواقفیت زندگی کی دشمن بھی بن جاتی ہے رادھن سنگھ کا لہجہ تلملایا ہوا تھا۔

"ہاں۔ ہاں۔ یہ تو آپ نے ٹھیک کہا خیر کوئی بات نہیں ہے اگر آپ کو میرے یہ الفاظ ناگوار گزرے ہیں تو۔"

"نہیں نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے ہمارے اور آپ کے درمیان پچھلی ملاقات میں ایک گفتگو ہوئی تھی راجہ صاحب

"ہاں۔ شاید تاش کے کھیل کے سلسلے میں۔ میں نے کہا۔

"یقیناً"

"تو کیا آپ کو اس بات پر یقین ہو گیا ہے کہ میں آپ کے مقابلے پر کھیل سکتا ہوں۔ میں نے کہا۔

"ہاں۔ اس کی بھی کچھ وجوہ ہیں دراصل اس دوران میں نے کیتھرو کاٹن سے ملاقات کر لی ہے اور مجھے اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ منشیات کے کچھ ذخیرے اس کے ہاتھوں فروخت کیے گئے ہیں جتنی بڑی رقم کیتھرو کاٹن نے مجھے بتائی اس سے اندازہ ہوا کہ کم از کم وہ رقم تو آپ ہار ہی سکتے ہیں۔ رادھن سنگھ نے کہا اور میں ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا پھر میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بڑی تگ و دو کر رہے ہیں آپ میرے لیے کنور رادھن سنگھ صاحب میری خاطر آپ کو ہانگ کانگ جانا پڑے گا۔

آپ کی [illegible] نہیں۔ دراصل کیتھرو [illegible]

اس دنیا میں رہنا ہی نہیں چاہتا تھا حالانکہ میرے ساتھ کام کرتے ہوئے اسے سکون ہی سکون تھا۔ لیکن وہ بے چارہ شاید ابدی سکون کا خواہش مند تھا۔

"اوہو۔ اوہو۔ آپ اسے جاکر موت کی نیند سلا آئے۔"

کیسی باتیں کر رہے ہیں راجہ صاحب بھلا مجھے کسی کو مارنے کی کیا ضرورت ہے سنا ہے بے چارہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ خیر چھوڑیں ان باتوں کو۔ ہمارے اور آپ کے درمیان ملاقات کب ہو رہی ہے۔

بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے کنور صاحب آپ جب چاہیں۔

تو پھر آج ہی رات کیوں نہ گرین کلب میں جشن منا ڈالا جائے۔

میں اس کے لیے مکمل طور پر تیار ہوں میں نے جواب دیا۔

تو ٹھیک ہے رات کو ساڑھے آٹھ بجے کلب کے سارے ممبران آپ کا استقبال کریں گے اور ہمارے اور آپ کے درمیان ایک تاریخی کھیل ہوگا۔ رادھن سنگھ نے کہا۔

میں حاضر ہو جاؤں گا کنور رادھن سنگھ جی میں نے جواب دیا اور ٹیلی فون بند ہو گیا۔ میں نے بھی ریسیور رکھ دیا تھا۔

پھر میں رات کے بارے میں سوچنے لگا کچھ خصوصی تیاریاں بھی کرنی تھیں اس سلسلے میں، چنانچہ ٹیڈی کو خصوصی طور پر طلب کر کے میں نے آج رات کے پروگرام کے بارے میں اطلاع دی اور اس سے کافی دیر تک گفتگو کرتا رہا۔

یہ معلوم کرنا ہے راجہ صاحب کہ اگر اس کی طرف سے کوئی مجرمانہ کارروائی ہو تو ہمیں اس کے جواب میں کیا کرنا چاہیے۔

جو تمہارا دل چاہے لیکن کسی بھی طرح منظر عام پر آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

"آپ اطمینان رکھیں۔ ٹیڈی بولا اسے رخصت کرنے کے بعد میں نے کوشل کو اپنے پاس طلب کر لیا۔

"کوشل۔ آج رات تمہارا امتحان ہے۔

کیا اس سے رابطہ قائم ہو گیا۔ کوشل نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔"

"تمہیں کچھ ہدایات دینا ہیں کوشل۔ میں نے کہا۔

"ضرور۔ کہو کیا ہدایات ہیں۔؟"

"اپنے آپ کو مکمل طور پر غیر جذباتی رکھنا ہے کوشل تم اپنی اصلی شکل و صورت میں اس کے سامنے جاؤ گی میں۔ س سے تمہارا تعارف کوشل کماری کہہ کر کراؤں گا اور اس کی حالت قابل گی لیکن تمہیں اپنے چہرے سے اور اپنی کسی بھی حرکت سے بات کا اظہار نہیں ہونے دینا کہ تم اس سے کسی بھی طرح خائف اس کے لیے دل میں انتقام کا جذبہ رکھتی ہو بالکل اجنبی اس سے ملو گی یہی ہماری جیت ہے کہ ہم اسے شدید ذ کا شکار کر دیں کوشل چند لمحات خاموش رہی پھر اس نے کہا

اطمینان رکھو۔ نواز ایسا ہی ہوگا۔

بہر طور ٹیڈی نے شام کو ساڑھے چھ بجے مجھے اطلا کہ کلب کے اطراف پوری طرح مضبوط کر لیے گئے ہیں مختلف سے ہمارے آدمی کلب میں داخل ہوتے رہے ہیں۔

چند افراد کو کلب سے اغوا کر لیا گیا ہے اور ان کی ہمارے آدمیوں نے لے لی ہے تاکہ اندرونی طور پر اگر گڑبڑ ہو تو اس سے نمٹا جا سکے ٹیڈی کی اس اطلاع کے میں بہت مطمئن ہو گیا تھا۔

شام کو تیار ہو کر ہم دونوں باہر نکل آئے میری خوبص کار گرین کلب کی جانب دوڑنے لگی اسے میرا ایک خا ساتھی ڈرائیو کر رہا تھا کوشل نے ایک حسین سفید ساڑھی ہوئی تھی جس میں اس کی شخصیت انتہائی پروقار نظر آ رہی کافی دیر تک ہم اس موضوع گفتگو کرتے رہے تھے پھر جب گرین کلب کی عمارت میں داخل ہوئی تو وہاں واقعی میرے کی اعلیٰ تیاریاں کی گئی تھیں۔

میں نے رادھن سنگھ کے ایک خاص آدمی کو وہاں جو میرے استقبال کے لیے موجود تھا اس نے آگے بڑھ کر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میں کنور جی کا سکریٹری ہوں۔"

"کیوں کیا کنور صاحب نہیں آئے۔ میں نے سوال کیا۔

"نہیں۔ کنور صاحب آچکے ہیں۔ وہ اندر آپ کا ا کر رہے ہیں سکریٹری نے جواب دیا اور میں مسکراتا ہوا ا داخل ہو گیا۔ کوشل میرے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد جب ہم ہال میں پہنچے تو لوگوں نے تالیاں بجا کر ہمارا استقبال کیا شاید آج کے پروگرام کنور رادھن سنگھ نے خاصا پرچار کر دیا تھا اور اس پبلسٹی کی پر آج کلب میں صرف ایک ہی بڑی میز بچھائی گئی تھی کنور رادھن سنگھ نے مجھے دیکھا اور پھر اس کی نگاہیں کوشل کی جانب اٹھ کوشل کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے تو اس کے ذہن میں کوئی بات نہیں ابھری لیکن دوسرے لمحے شاید اسے کوشل کا چہرہ یاد آ گیا تھا میں اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے رنگوں کو دیکھ رہا تھا وہ پھر سرخ ہو گیا تھا دیر تک وہ دنیا و مافیہا کو بھول کر کوشل کی جانب متوجہ ہو رہا تھا اور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر میرے قریب پہنچ گیا۔

"آپ کی مسز راجہ صاحب۔ اس نے سوال کیا۔

میں جانتا تھا کہ اس کے دل پر کیا بیت رہی ہے اس وقت وہ اپنے آپ کو نارمل رکھنے کے لیے کتنی کوششیں کر رہا ہے۔

نہیں۔ یہ کوشل کماری ہیں۔ میری دوست۔ میں نے جواب دیا۔ رادھن سنگھ ایک لمحے کے لیے پھر ساکت ہو گیا تھا کوشل کے انداز میں بے پناہ وقار تھا اس نے بالکل سادہ اور سپاٹ نگاہوں سے کنور رادھن سنگھ کو دیکھا اور پھر میری طرف رخ کر کے بولی۔

"یہ کون ہیں؟"

"اوہ۔ سوری کوشل کماری۔ یہ رادھن سنگھ ہیں بڑی خوبیوں کے مالک ہیں ان کی خوبیوں کی کچھ خبریں تمہارے کانوں تک بھی شاید پہنچ چکی ہوں یہ وہی رادھن سنگھ ہیں۔

میں جانتی ہوں انہیں کوشل کماری نے کہا اور رادھن سنگھ پر ایک ضرب پڑی۔

ہاں میرا خیال ہے ہم ایک دوسرے سے بخوبی واقف ہیں اس نے آہستہ سے کہا۔

ناممکن۔ کوشل کماری سے آپ کیا واقف ہو سکتے ہیں کنور صاحب ان کے وجود کی گہرائیوں میں تو شاید آج تک کوئی انسان نہیں جھانک سکا۔

ان کا وجود۔ اس کی گہرائیاں۔ شاید۔ کنور رادھن سنگھ نے ٹیبل کی جانب بڑھتے ہوئے کہا۔ اور پھر ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"تشریف رکھیے راجہ صاحب۔ آپ یقینی طور پر اپنے لیے پروگرام ترتیب دے کر آئے ہوں گے آج ہمارے درمیان تاش کے کھیل کا مقابلہ ہے۔

"ہاں کوشل کماری سے بھی اس کا تذکرہ ہوا میں نے ان سے کہا کہ کنور رادھن سنگھ نامی ایک صاحب مجھ سے تاش کھیل کر جیتنا چاہتے ہیں یہ کہنے لگی کہ تاش کا کھیل بھی بھلا کوئی کھیل ہے اس میں جیتنا کون سا مشکل کام ہے بچوں کو باآسانی بے وقوف بنایا جا سکتا ہے تاش کے کھیل میں کوشل کماری بھی خاصی دلچسپی رکھتی ہیں۔

اوہ۔ بہت ماڈرن ہیں یہ۔ واقعی بہت حیرت ہوئی انہیں دیکھ کر کیونکہ رادھن سنگھ نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا تھا۔

جی ہاں۔ آپ کچھ کہہ رہے تھے میں نے کہا۔

جو کچھ میں کہہ رہا تھا شاید ان کے علاوہ کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گا اس لیے رہنے دیں بات ایسی ہونی چاہیے جو سب کی سمجھ میں آئے۔

تو اس کے لیے تاش کا کھیل ہی سب سے زیادہ مناسب ہے کون سا کھیل کھیلیں گے آپ۔

فلیش۔ کنور رادھن سنگھ نے کہا۔

آپ کے کچھ ساتھی بھی ہوں گے۔

ہاں چند لوگ ہمارے ساتھ کھیلیں گے ظاہر ہے یہ دو آدمیوں کے درمیان کا کھیل تو نہیں ہے۔

ان لوگوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔

میرے اپنے آدمی ہوں گے۔ میری رقم سے کھیلیں گے اور جیت کی رقم مجھے دیں گے آپ کا کیا خیال ہے اس سلسلے میں راجہ صاحب آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہوگا۔

نہیں نہیں۔ آپ سب لوگ مل کر اگر میری یہ تھوڑی سی رقم جیت لیں گے تو مجھے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

تو پھر وہ تھوڑی سی رقم آپ منگوا لیجئے گا کنور رادھن سنگھ نے کہا اور میں نے ہاتھ اوپر کر کے اشارہ کیا میرے دو آدمی نوٹوں کی لاتعداد گڈیاں سنبھالے ہوئے اندر داخل ہوئے یہ گڈیاں ایک علیحدہ میز پر سجا دی گئی تھیں۔ رادھن سنگھ نے انہیں دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"گڈ۔ کیتھرو کائن زندہ باد۔

مجھے تمہاری خوشیوں کا اندازہ ہے۔ رادھن سنگھ لیکن آنے والے وقت کا افسوس بھی۔ میں جانتا ہوں کہ ہار جیت تمہارے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن ہار کا نام ہی برا ہوتا ہے۔ اور پھر یہ اتنے سارے لوگ جو تمہارے ارد گرد بیٹھے ہوئے ہیں اور جو تمہیں پروقار دیکھنے کے خواہش مند ہوں گے ہارے ہوئے شخص کا وقار تو مجروح ہوتا ہی ہے۔ میں نے چوٹ کی اور رادھن سنگھ تلملا گیا۔

تمہارے لیے میں نے اپنے آپ میں بڑی تبدیلیاں پیدا کی ہیں راجہ۔ بہر طور ٹھیک ہے ہمارے تمہارے درمیان یہ کھیل تو میرا خیال ہے لمبے عرصے جاری رہے گا۔

"فی الحال تاش کے کھیل کی بات کرو۔ میں نے کہا۔
کئی نئی گڈیاں آکر ہمارے سامنے رکھ دی گئی رادھن سنگھ نے ہماری طرف اشارہ کرکے کہا۔
ان میں سے کوئی گڈی منتخب کرکے اسے کھول لو تاکہ بعد میں یہ نہ کہہ سکو کہ کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔
"یہ کام تم ہی انجام دو رادھن سنگھ"۔
نہیں۔ میں ایسے گھٹیا کام کبھی نہیں کرتا۔
ٹھیک ہے۔ میں نے جواب دیا اور ایک گڈی اٹھا کر اس کا ریپر پھاڑ دیا۔
گڈی اپنے ہاتھوں سے شفل کرکے میں نے سامنے رکھ دی اور کوشل نے مجھے اپنے گیم کے بارے میں بتایا تھا لیکن راجہ نواز اصغر سے وہ پوری طرح واقف نہیں تھی، راجہ نواز اصغر کا ماضی کیا تھا اور کوشل کو مختصراً تو اس کے بارے میں معلوم تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ تاش کا کھلاڑی راجہ نواز اصغر بھی ہے اور اس کی اپنی حیثیت بھی اس سلسلے میں کم نہیں ہے۔
چنانچہ جب مجھے موقعہ ملا تھا تو بھلا میں کیوں اعتراض کرتا تاش سیٹ ہو گئے تھے اپنی جگہ اور اس کے بعد میں نے رادھن سنگھ کے ایک آدمی سے تاش بانٹنے کو کہا۔
اس نے بے چون وچرا میرے حکم کی تعمیل کی تھی مجھے معلوم تھا کہ کوشل کے پاس کیا ہے اور میرے پاس کیا ہے کھیل شروع ہو گیا میں نے پر اطمینان انداز میں ایک گڈی اٹھا کر سامنے ڈال دی۔
کھیل ایک ایک گڈی سے شروع ہوا تھا اور یہ صورتحال انتہائی خوفناک تھی۔ بہرحال کھیل شروع ہو گیا میں نے پاؤں سے کوشل کو اشارہ کر دیا تھا کہ اس کے پاس اچھے کارڈز نہیں ہیں۔ اس لیے وہ بہت زیادہ سرگرمی کا مظاہرہ نہ کرے اچھے کارڈز میرے پاس بھی نہیں تھے چنانچہ پہلا شو ہم زبردست پیمانے پر ہار گئے۔
رادھن سنگھ کے چہرے پر فخر کے آثار پیدا ہو گئے اس نے مسکراتے ہوئے گڈی اپنے ایک ساتھی کو دی اور وہ اسے شفل کرنے لگا پھر وہ کارڈز بانٹنے لگا لیکن اصل کھیل اس وقت شروع ہوا تھا اپنے ہاتھ سے کارڈز تقسیم کرکے میں جیتنا نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی کوشل کو جتانا چاہتا تھا تاکہ کسی قسم کے شبہے کا موقعہ نہ ملے۔
اس بار میری توقع کے مطابق کارڈز کوشل کے ہاتھ میں آگئے تھے اور اس کے کارڈز سب سے بڑے تھے چنانچہ میرے اشارے پر کوشل نے کھیل کھیلنا شروع کر دیا۔ میں خود درمیان میں اڑا ہوا تھا۔ رادھن سنگھ کے دو آدمی تھوڑی دیر کے بعد تاش پھینک کر پیچھے ہٹ گئے رادھن سنگھ خود داؤ لگا تا رہا تھا وہ اپنی انا کے لیے اپنی طرف سے شو لینے کا روادار نہیں تھا۔
چنانچہ میز پر گڈیوں کے انبار جمع ہوتے گئے اور اس کے بعد میں نے بھی کارڈز پھینک دیئے اب کوشل اور رادھن سنگھ رہ گئے تھے۔
اوہ بے بی۔ ہمارے تمہارے درمیان بڑا لمبا حساب ہے لیکن فی الحال اس میز کی بات کرو کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ تم شو لے لو۔
اگر آپ کہتے ہیں کنور صاحب۔ تو ٹھیک ہے شو کر دیجئے کوشل نے مطلوبہ رقم سامنے ڈالتے ہوئے کہا اور رادھن سنگھ نے اپنے پتے میز پر پھیلا دیئے کوشل نے جب اپنے کارڈز شو کیے تو بے شمار حیرت زدہ آوازیں نکل گئیں اس کے کارڈز رادھن سنگھ سے بے حد معمولی سے بڑے تھے۔ وہ جیت گئی تھی گڈیوں کا ڈھیر اس طرف منتقل ہو گیا تھا اور اب اس کے بعد سارا کھیل کوشل کے ہاتھ میں تھا۔ کیا مجال تھی کہ کوشل کسی کو ایک ہاتھ بھی جیتنے دیتی۔
گڈیاں جمع ہوتی رہیں کئی بار تاش تبدیل کیے گئے نئی گڈیاں لائی گئیں اور چونکہ تقسیم کوشل ہی کو کرنا تھا اس لیے اب کسی کی مجال نہیں تھی کہ وہ جیت سکے۔
جیت کی رقم میز پر جمع ہوتی رہی اور اس کے بعد دوسری میز پر منتقل ہونے لگیں اتنا بڑا کھیل شاید گرین کلب کی زندگی میں کبھی نہیں ہوا تھا چاروں طرف سے لوگ سمٹ کر یہاں آگئے تھے اور گیم ہو رہا تھا۔
رادھن سنگھ کا بس نہیں چلتا تھا کہ کوشل کو کچا چبا جائے وہ اپنی زندگی کی بہت بڑی ہار سے دوچار ہوا تھا یہاں تک کہ بالآخر اس نے کھیل ختم کرنے کا اعلان کر دیا اور کھڑا ہوتا ہوا بولا۔
اس جیت پر میں آپ لوگوں کو مبارکباد نہیں پیش کروں گا کیونکہ اس کے بعد جو نیا کھیل ہو گا۔ وہ آپ دونوں کی زندگی میں بہت ہی منحوس ہو گا۔
ہارنے والے گالیاں بکتے ہوئے ہی جاتے ہیں کنور رادھن سنگھ جی اگر آپ چاہیں تو اپنی ہاری ہوئی رقم واپس لے جا سکتے ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ میں نے کہا اور رادھن سنگھ پلٹ کر واپس چلا گیا
یہ صورتحال بڑی دلچسپ تھی میرا خیال ہے کہ ہم رادھن سنگھ

کی لاکھوں روپے کی رقم جیت کر لائے تھے کوشل بے پناہ خوش نظر آرہی تھی اس نے میرے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔
آہ۔ راجہ نواز اصغر۔ شاید تم یقین نہ کرو کہ اس کی اس ملاہٹ پر اور ذلت سے میں نے کیسی زندگی حاصل کی ہے جی چاہتا ہے خوشی سے ناچنے لگوں۔ لیکن۔ لیکن۔
"ابھی نہیں کوشل۔ بہت چھوٹی سی بات ہوئی ہے یہ تو رادھن سنگھ کو اپنی زندگی کے سب سے بڑے خساروں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔
"مجھے یقین ہے۔ کوشل نے کہا۔
راستہ انتہائی پرسکون کٹ گیا رادھن سنگھ کی طرف سے ایسی کوئی کارروائی نہیں ہوئی تھی جو ہمارے لیے قابل تشویش ہوتی اور اس کے بعد تقریباً پندرہ دن تک رادھن سنگھ کا نہ کوئی پیغام موصول ہوا اور نہ اس کی طرف سے کوئی ایسی کارروائی کی گئی جو ہمارے لیے نقصان دہ ہوتی البتہ میرے پلاننگ ڈپارٹمنٹ نے مجھے ایک منصوبہ پیش کیا جو سورج گرہن کے خلاف تھا اور ہم نے اس منصوبے پر کارروائی شروع کر دی تھی۔
اس بار بھی ایک بہت بڑا منصوبہ تھا رادھن سنگھ ایک ٹھیکہ لے رہا تھا جو ایک نئے شہر کو بسانے کے سلسلے میں تھا یہاں قدیم طرز کی آبادی تھی اور حکومت وہاں جدید ترین پیمانے پر کاروبار کرانا چاہتی تھی چنانچہ اس کی کارروائی شروع ہو گئی تھی۔
ٹیڈی نے اس سلسلے میں مجھے اطلاع دی تو میں نے اس سے کہا کہ یہ ٹھیکہ راجہ صاحب کے نام ہی سے لیا جائے اور اس سلسلے میں ٹینڈر اتنا کم بھرا جائے کہ رادھن سنگھ کو بدترین شکست سے دوچار ہونا پڑے۔
مجھے اپنی اس کارروائی میں کامیابی نصیب ہوئی تھی رادھن سنگھ کی کیفیت کا تو مجھے پتہ نہیں چل سکا لیکن یہ یقین تھا کہ اس بدترین شکست پر بھی اس کی حالت بہت خراب تھی کوشل کو اس سلسلے میں بڑی حیرت تھی کہ اس نے ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی تھی اور کوشل کے سلسلے میں میری تمام توقعات ادھوری رہ گئی تھیں میرا خیال تھا کہ رادھن سنگھ کوشل کو کسی نہ کسی طرح حاصل کرنے یا ختم کرنے کی انتہائی کوشش کرے گا لیکن ابھی تک اس کی طرف سے ایسی کوئی کوشش نہیں ہوئی تھی۔
لیکن اپنے طور پر میں غافل نہیں تھا اور ٹیڈی کو میں نے رادھن سنگھ پر لگا رکھا تھا کہ وہ اس کی نگرانی جاری رکھے اور رادھن سنگھ کے معمولات سے مجھے آگاہ کرتا رہے جوزف ابھی تک بڑی کامیابی سے ــــــ اپنی حیثیت برقرار رکھے ہوئے تھا اور اس نے کسی کو شبہ نہیں ہونے دیا تھا جوزف کی طرف سے تازہ ترین اطلاعات رادھن سنگھ کے بارے میں یہ تھیں کہ رادھن سنگھ پھر کہیں غائب ہو گیا ہے اور یہ نہیں پتہ چل سکا کہ وہ کہاں گیا ہے۔
بہرحال جب تک رادھن سنگھ کی طرف سے خود کوئی کارروائی نہ ہوتی میں اپنی طرف سے مزید کچھ کرنے کے موڈ میں نہیں تھا جتنا کچھ کر چکا تھا وہ میرے لیے کافی اطمینان بخش تھا اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے رادھن سنگھ کو جگہ جگہ میرے ہاتھوں شکست نصیب ہو رہی ہو اور وہ کچھ بوکھلا سا گیا ہو۔
بات صرف میری اور اس کی ذات تک ہی نہیں تھی بلکہ اپنے طور پر میرا پلاننگ ڈپارٹمنٹ کام کر رہا تھا اور جہاں بھی رادھن سنگھ یا سورج گرہن کے مفادات ہوتے وہاں گولڈین کی ٹانگ ضرور اڑ جاتی تھی اور خدا کا فضل تھا کہ ہمیں اس سلسلے میں کامیابی ہی نصیب ہوئی تھی۔
سورج گرہن کے مختلف ٹھکانوں پر جہاں جہاں کام ہوتا تھا وہاں ہمارے آدمی تعینات ہو چکے تھے اور گولڈین ہی کے نام سے کام کر رہے تھے اس طرح سے میں نے سورج گرہن کو زچ کرکے رکھ دیا تھا جس پروجیکٹ کا ٹھیکہ مجھے ملا تھا وہ شہر سے کافی فاصلے پر ایک پر فضا مقام پر تھا وہاں قدیم طرز کی آبادی پھیلی ہوئی تھی اور یہیں پہ جدید دفاتر وغیرہ بن رہے تھے اور یہ کام بھی ہمارے آدمی ہی کرا رہے تھے۔
میں نے اپنے ایک خاص رکن سلیمان شاہ کو وہاں بھیجا ہوا تھا سلیمان شاہ ایک منجھا ہوا آدمی تھا اور بڑی ذمہ داری سے کام کی نگرانی کر رہا تھا کیونکہ کسی بھی جگہ یہ خطرہ ہو سکتا تھا کہ سورج گرہن اس میں اپنی ٹانگ اڑائے گی۔
تقریباً ایک یا ڈیڑھ ماہ گزر چکا تھا اور رادھن سنگھ کا کوئی پتہ نہیں تھا کوشل اس کے لیے سخت بے چین تھی اور بار بار مجھ سے کہنے لگتی تھی کہ کہیں وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نہ گیا ہو۔
میں کوشل کی بے چینی اچھی طرح سمجھتا تھا لیکن میں نے اسے صبر کرنے کے لیے کہا اور اسے مشورہ دیا کہ بہتر یہ ہے کہ

کر وہ اس سلسلے میں اپنے طور پر کسی قدر اطمینان رکھے یقیناً جو کچھ ہوگا بہترین ہوگا۔

پروجیکٹ ایریا سے سلیمان شاہ کا ایک پیغام مجھے ملا جس میں اس نے کہا تھا کہ اس نے کچھ ایسی چیزیں دیکھی ہیں جنھیں دیکھ کر وہ شدید حیران رہ گیا ہے چنانچہ بہتر یہ ہے کہ کسی کو اس کی مدد کے لیے بھیج دیا جائے اور وہ کوئی ذہین آدمی ہو۔

سرکاری پروجیکٹ کا معاملہ تھا اگر کوئی گڑبڑ ہو جاتی تو گولڈ مین کی ساکھ متاثر ہو سکتی تھی اور میں نے جب غور کیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ اگر رادھن سنگھ یا سورج گرہن نے ایسی کوئی حرکت کر ڈالی تو درحقیقت گولڈ مین کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا۔

چنانچہ میں نے اس سلسلے میں ٹیڈی سے مشورہ کیا اور ٹیڈی نے مجھے پیش کش کی کہ وہ فوراً اس جگہ پہنچ کر اس کام کی نگرانی کرے گا لیکن ان دنوں ٹیڈی سورج گرہن کے ہی خلاف ایک دوسرے مسئلے میں اُلجھا ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے یہ بات مناسب نہیں سمجھی اور اس کے مشورے سے چند آدمیوں کے ساتھ خود پروجیکٹ ایریا کی طرف روانہ ہو گیا۔

کوشل کو بھی میں نے بس اس کی ضد پر ہی ساتھ لے لیا تھا میں خود جا کر سلیمان شاہ سے ملنا چاہتا تھا اور یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کیا صورتِ حال ہے جس نے اسے پریشان کر دیا ہے۔

سلیمان شاہ نے پروجیکٹ ایریا کے علاقے میں اپنا ایک دفتر بنایا تھا اور وہیں اس نے ایک عمارت تعمیر کرائی تھی اسی عمارت میں سلیمان شاہ سے ملاقات کی اس نے نہایت پرجوش انداز میں اور بڑے احترام سے میرا استقبال کیا تھا۔

"سر آپ خود تشریف لے آئیں گے اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔"

"ہاں سلیمان شاہ کچھ ایسی ہی مصروفیات تھیں دوسرے لوگوں کی کہ میں نے سوچا خود ہی تم سے ملاقات کر لوں وہ کیا صورتِ حال تھی جس کی وجہ سے تم تشویش زدہ ہو گئے تھے۔"

"... پورے وثوق سے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں جناب ... رادھن سنگھ یا تو بذاتِ خود موجود ہے یا پھر اس نے اپنے خاص گرگوں کو کسی کام میں مصروف کر رکھا ہے۔ وہ کہاں ہے اس سلسلے میں، میں ابھی تک کوئی اندازہ نہیں لگا سکا۔ حالانکہ میں نے اسے تلاش کرنے کی بہت کوشش کی ہے

دراصل یہاں اور اس جگہ کے اطراف میں بے شمار عمارتیں بنی ہوئی ہیں جن میں سرکاری اور نیم سرکاری لوگ رہتے ہیں کچھ ایسے سرمایہ دار بھی ہیں جنھوں نے یہاں اپنے اپنے مکانات تعمیر کرا رکھے ہیں اور خاص طور سے گرمیوں کے موسم میں وہ لوگ یہاں سیر و سیاحت کی غرض سے آ جایا کرتے ہیں اس لیے ہم یہ اندازہ نہیں لگا سکے کہ رادھن سنگھ کس حیثیت سے یا اس کا کوئی نمائندہ کس جگہ یہاں مقیم ہے۔"

"وہ صورتِ حال کیا تھی جس نے تمھیں پریشان کر دیا۔"

"آپ کو علم ہے جناب کہ پروجیکٹ ایریا کے علاقے میں کام بہت تیز رفتاری سے شروع ہو گیا ہے ہم نے تمام زمینوں کے نقشے تیار کرنے کے بعد کھدائی شروع کرا دی ہے اور خدا کے فضل سے اتنے مختصر وقت میں ہمارا اتنا کام طے ہو گیا ہے جتنا ہم اس سے کہیں زیادہ وقت میں کر سکتے تھے۔"

"ہاں۔ مجھے اس کے بارے میں مسلسل رپورٹیں مل رہی ہیں اور میں خود بھی ابھی ان علاقوں کا جائزہ لوں گا لیکن تشویش کی بات پھر رہ گئی۔"

"جنابِ عالی ایک زیرِ تعمیر عمارت کے پاس مجھے ایک تار نظر آیا جس کا ایک سرا باہر کھلا ہوا رہ گیا تھا بظاہر تو یہ کوئی خاص بات نہیں تھی، بس یونہی محسوس ہو رہا تھا جیسے مٹی میں کوئی تار کا ٹکڑا پڑا ہوا ہے لیکن جب میں نے اسے کھینچ کر دیکھا تو مجھے محسوس ہوا کہ وہ تار ان عمارتوں کے نیچے سے گزر رہا ہے جن کی تعمیر ہم نے شروع کرا دی ہے۔ یہ تار کہاں تک گیا ہے اور کس انداز میں گیا ہے اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہو سکا۔ لیکن اس کے دوسرے سرے کو جب میں نے تلاش کیا تو مجھے انتہائی حیرت ہوئی کہ دو موٹے موٹے کیبلز زمین میں پڑے ہوئے ہیں اور ان ہی میں سے ایک میں وہ تار منسلک تھا۔"

یہ کیبلز۔ جب ہم نے ان کی کھدائی کی تو تقریباً ایک میل تک چلے گئے تھے۔ اس کے بعد میں نے وہ جگہ بند کر دی چونکہ جس جگہ تک وہ گئے ہیں وہ بھرے پڑے آباد علاقے میں ہے اور اس کے سلسلے میں ہمیں مزید کارروائیاں کرنا ہوں گی ممکن ہے ہمیں چند عمارتوں کو بھی دیکھنا پڑے۔"

"کیبل۔ تار۔" میں نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"جی ہاں جناب۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ تار کسی بہت بڑی بارودی سرنگ سے بھی منسلک ہو سکتے ہیں اور یہ سرنگ آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا میرے کہنے کا کہ ان عمارتوں کے نیچے سے گزر رہی ہے جنھیں ہم تعمیر کر رہے ہیں۔ ایک لمحے کے لیے میرا دل دہل کر رہ گیا تھا۔ اب اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا تھا کہ یہ سورج گرہن ہی کی کارروائی ہے وہ عمارتوں کی تعمیر کا انتظار کر رہے تھے اور انھوں نے عمارتوں کی تعمیر سے پہلے اپنا کام مکمل کر لیا تھا یقیناً کسی خاص حصے میں ڈائنامائیٹ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہوگا اور اس کے بعد جب عمارتیں تکمیل تک پہنچ جائیں گی تو ڈائنامائیٹ کے ذخیرے سے ان عمارتوں کو اُڑا دیا جائے گا۔

اس طرح طویل عرصے میں جو کارروائی مکمل کرنے کے بعد ہمیں اس کی پوزیشن جو حکومت کو دینا تھی وہ متاثر ہوتی اور ہماری حیثیت تقریباً ناکارہ ہو جاتی۔

سلیمان شاہ واقعی ذہین آدمی تھا جس نے تار کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے سے اتنی بڑی سازش کا سراغ لگایا تھا۔

"میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا سر کہ اب اس سلسلے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

"ڈائنامائیٹ کے ذخیرے سے ان کیبلوں کو کس طرح منسلک کیا جائے سلیمان اس کے بارے میں کوئی اندازہ کس طرح لگایا جائے۔"

"یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے جناب۔ ظاہر ہے کہ ہم اس تار کے سہارے سہارے بہت دور تک جا کر ڈائنامائیٹ کے ذخیرے کو بھڑکنے کا موقع نہیں دیں گے بلکہ ہم تاروں کو درمیان ہی سے منقطع کر دیتے ہیں اس کے بعد اس سلسلے میں ہم مزید کوششیں کریں گے۔"

"نہایت موثر پروگرام ہے لیکن تاروں کے اس حصے کو عمارتوں کے اندرونی علاقوں میں منقطع کرو خطرہ تو صرف ایک ہے کہ کہیں تعمیر کرنے والے مزدوروں میں سورج گرہن کے افراد شامل نہ ہوں۔"

"یقیناً جناب۔ اس کی خاص طور سے نگرانی کی گئی ہے اور میں اس سلسلے میں اپنے آدمیوں کے ذریعے مزدوروں کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا ہوں۔"

"کوئی مشتبہ شخصیت ملی۔؟"

"ابھی نہیں۔ ممکن ہے مزدوروں میں کوئی ایسا آدمی شامل نہ ہو کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"اس کے باوجود ہم اس شبہے کو نظر انداز نہیں کر سکتے سب سے پہلا کام سلیمان شاہ آج رات کو یہی کرو کہ ڈائنامائیٹ سے منسلک کیبل کو کاٹ کر اسے ناکارہ کر دو اس کے بعد ہم ذخیرے تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔"

رات کو سلیمان شاہ، میں اور کوشل تینوں ہی اس کام کی نگرانی کرنے لگے۔ سلیمان شاہ نے اپنے تین خاص آدمیوں کو اس کام کے لیے مخصوص کر لیا تھا جو زمین کی کھدائی کر کے کیبل کو تلاش کرتے جا رہے تھے۔ کافی موٹا کیبل تھا جس میں طرح طرح کے تار لگے ہوئے تھے یقیناً ڈائنامائیٹس کا جال اس پورے پروجیکٹ ایریا میں پھیلا یا گیا ہوگا جس کی تعمیر ہم کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک زیرِ تعمیر عمارت کے پاس پہنچ گئے جہاں ایک کمرے سے ایک موٹا کیبل گزر رہا تھا۔ چنانچہ ہم نے اسے وہاں سے زمین سے کھینچا اور اس کو درمیان سے کاٹ کر اس کے تار علیحدہ علیحدہ کر دیئے اس طرح کم از کم اس کا سلسلہ بلاسٹنگ ایریا سے کٹ گیا تھا۔

اس کے بعد ہم نے تقریباً آدھی رات تک یہ کوششیں جاری رکھیں اور بالآخر ایک بہت بڑی عمارت کے پاس پہنچ گئے جس کی تعمیر سب سے زیادہ مکمل ہو گئی تھی۔ عمارت کے عین نیچے ایک چوکور خانہ نظر آیا جس کو ذرا سا اور کھودا تو وہاں ایک سیاہ رنگ کا لوہے کا ڈھکن ملا جب اس ڈھکن کو اُٹھا کر ہم لوگ نیچے اُترے تو ہماری آنکھیں شدتِ حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

پتہ نہیں کس طرح سورج گرہن کے افراد نے یہ کارنامہ انجام دیا تھا۔ یہاں بہت بڑا ڈائنامائیٹ کا ذخیرہ لگا دیا گیا تھا۔ اور اس سے منسلک تار مختلف شاخوں میں دور دور تک پھیل گئے تھے۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ صبح ہونے کا انتظار کیا جائے اور اس کے بعد عمارت کے پورے علاقے کو جگہ جگہ سے کھدوا کر ڈائنامائیٹس کے ذخیرے تلاش کیے جائیں۔

چنانچہ دوسرا دن اور تیسرا دن بھی اس کام میں گزرا ہمیں تقریباً نو ایسی جگہیں ملی تھیں جہاں ڈائنامائیٹس کے ذخائر پوشیدہ تھے اور ان کا سلسلہ کسی خاص جگہ سے جا ملتا تھا۔

اپنے طور پر یہ تمام کارروائی مکمل کر لینے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ کیبل تار کے ذریعے اس جگہ تک پہنچنے کی کوشش کروں گا جہاں سے یہ کارروائی کی گئی تھی۔

چنانچہ اس کے لیے میں نے اپنے کام کا آغاز کیا اور رات کے وقت دو آدمیوں کے ساتھ وہاں سے آگے بڑھتا چلا گیا کیبل میری رہنمائی کر رہا تھا اور ہمارا رُخ پرانی بستی کی

جانب تھا جہاں چند عمارتیں اب بھی نہایت شاندار حالت میں موجود تھیں یہ عمارتیں بے شک قدیم تھیں اور سُرخ لکھوری اینٹوں سے بنی ہوئی تھیں لیکن اب بھی ان میں کافی جان تھی اور وہ بہت مضبوط نظر آ رہی تھیں۔

ایک عمارت تک پہنچنے کے بعد کیبل تار کا یہ سلسلہ تقریباً ختم ہو گیا اور ہمیں یہ اندازہ لگانے میں دشواری نہیں ہوئی کہ یہ وہی عمارت ہے جہاں سے یہ کارروائی کی جا رہی ہے۔

میں نے اپنے باقی کام کو بعد کے لیے ملتوی کر دیا اور ہم وہاں سے واپس چل پڑے جب میں اپنی رہائش گاہ پر پہنچا جو ایسی ہی ایک قدیم عمارت میں تعمیر کی گئی تھی تو مجھے وہاں ایک عجیب سا سناٹا محسوس ہوا میں اس وقت تنہا ہی تھا نجانے کیوں مجھے احساس ہوا کہ کوئی ایسی خاص بات ہے جو یقینی طور پر میرے لیے غیر متوقع ہے۔ کوشل اس عمارت میں تھی اور میں اُسے یہیں چھوڑ گیا تھا ایک لمحے کے لیے میں خوفزدہ ہو گیا پھر جب میں اندر داخل ہوا تو کوشل کے کمرے میں، میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا میں نے قد و قامت سے اندازہ لگا لیا کہ اُن میں سے ایک کم از کم رادھن سنگھ ہے اور دوسرے کے بارے میں مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا لیکن دوسرے آدمی کا چہرہ میرے سامنے تھا پچکے ہوئے گالوں والا ایک لمبا سا آدمی تھا جس کے بارے میں کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کون سی نسل اور کون سی ذات سے تعلق رکھتا تھا وہ کنور رادھن سنگھ کے عقب میں کھڑا ہوا تھا۔ رادھن سنگھ کے چہرے پر ایک سیاہ نقاب سجا ہوا تھا کھڑے ہوئے آدمی نے میری طرف دیکھا اور پھر رادھن سنگھ کی آواز اُبھری۔

”او ہو۔ راجہ صاحب تشریف لایئے تشریف لایئے۔“

”کمال ہے رادھن سنگھ تم نے چہرے پر نقاب بھی لگائی ہوئی ہے اور اپنی آواز بھی تبدیل کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔“

”نقاب میں نے آپ کے لیے نہیں لگائی تھی راجہ جی“۔ رادھن سنگھ نے اپنے چہرے سے نقاب چھین لی اور اس کے بعد وہ مجھے گھورنے لگا۔ وہ اندازہ لگا رہا تھا کہ میں کس پوزیشن کا آدمی ہوں اور لڑائی بھڑائی کے سلسلے میں میری کیا حیثیت ہے۔

”ہوں۔ تو آپ یہاں پروجیکٹ کی تیاریاں کر رہے ہیں اور آپ نے یہ بھی پتہ لگا لیا کہ ہم نے پروجیکٹ تباہ کرنے کی کارروائی کی تھی لیکن آپ کا کیا خیال ہے کیا آپ ہماری موجودگی میں اس پروجیکٹ کی تکمیل کر سکتے ہیں۔“

”کمال ہے کنور رادھن سنگھ۔ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر تم اس طرح کی حرکتیں کرنے پر بھی آمادہ ہو سکتے ہو۔ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم نہایت گھٹیا اور چھوٹے آدمی ہو۔“

”ہاں۔ ان معاملات میں، میں واقعی بہت ہی گھٹیا آدمی ہوں۔“

”چلو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کوشل کہاں ہے؟“

”دور نہیں ہے تم سے۔ کیا اس لڑکی نے تمھیں یہ بات نہیں بتائی تھی کہ یہ میرا شکار ہے اور اس کو چھونے والا اپنی زندگی سے ہاتھ دھو سکتا ہے تم نے اُسے بہت کچھ بنا دیا ہے۔ بلاشبہ یہ بہت بڑی چیز بن کر رہ گئی ہے لیکن کیا یہ اپنی یہ حیثیت قائم رکھ سکے گی۔“

”وہ ہے کہاں۔؟“

”موجود ہے راجہ جی یہیں موجود ہے۔ پریشان کیوں ہو رہے ہو۔ کچھ حساب کتاب ہو جائیں ہمارے“ کنور نے سرد لہجے میں کہا۔

”کیا چاہتے ہو؟“

”دودھ کا دودھ۔ پانی کا پانی۔“

”کس طرح؟“

”کچھ معلومات چاہیئے ہیں۔“

”کیسی معلومات۔؟“

”بہت سی باتیں ہیں۔ ایک تو نہیں۔ آرام سے بیٹھو۔ پیار سے باتیں کریں گے۔“

”میں ٹھیک ہوں رادھن سنگھ مہاراج“، میں نے کہا۔ واقعی میں پُرسکون ہو گیا تھا میرے اندر کا توازن ابھر آیا تھا اور اب میں ان حالات سے ذرا بھی خوفزدہ نہیں تھا۔

”کون ہو تم راجہ جی۔ ریاست کونسی ہے تمھاری۔؟“

”میری ریاست کے لیے تم اتنے پریشان کیوں ہو؟“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آدمی کو تجسس تو ہونا ہی ہے۔“

”میں نے کسی کو اپنی ریاست کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔“

”یہ سچ ہے۔ اس کی وجہ؟“

”میری کوئی ریاست ہی نہیں۔“

”گویا نام کے راجہ ہو بس“، کنور رادھن سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ میرا نام ہی ہے۔“

”دولت کہاں سے آئی راجہ جی“ کنور رادھن سنگھ نے اپنے مخصوص انداز میں پوچھا۔

”یہ سوال پوچھنے کا تمھیں کیا حق ہے۔؟“

”اس وقت مجھے تمھارے جیون پر پورا پورا حق ہے راجہ جی مہاراج۔ مر جاؤ گے ساری کہانیاں اپنے سینے میں رکھ کے نے جاؤ گے۔ بہتر ہے کچھ بتا دو۔ ممکن ہے جیون ہی مل جائے“ رادھن سنگھ بولا۔

میں اس کی کیفیات کا اچھی طرح جائزہ لے رہا تھا بہت زیادہ خوش فہمیوں کا شکار ہو گیا تھا بے وقوف آدمی لیکن اس وقت یہ نہیں جانتا تھا کہ میرے سینے میں کیا چیز موجود ہے اور اس کے بعد اس کے ساتھ کیا سلوک ہو سکتا ہے۔

”جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو صاف صاف کہو“ رادھن سنگھ جی۔“

”چلو ٹھیک ہے یہ بات بھی تم نے اچھی کہی، ہم یہ کہنا چاہتے ہیں مہاراج کہ گولڈ مین کون ہے؟“

”ایک تنظیم کا نام ہے۔“

”اس تنظیم کا سربراہ کون ہے؟“

”اگر میں تم سے یہ سوال کروں رادھن سنگھ جی کہ سورج گرہن کیا چیز ہے؟ تو تم کیا کہو گے۔“

”ہم بھی یہی کہیں گے کہ یہ ایک تنظیم ہے۔“

”اور اس تنظیم کا سربراہ کون ہے؟“ میں نے بھی سوال کیا۔

”ہاں۔ یہ بات تم نے اچھی پوچھ لی لیکن اب تمھیں بتانے میں ہمیں کوئی عار نہیں ہے مہاراج اس سے پہلے اس تنظیم کا سربراہ یشونت رائے تھا یشونت رائے کا نام ضرور سنا ہو گا تم نے معمولی چیز نہیں تھا دنیا کے بہت سے ملکوں میں اس کا نام سنا جاتا رہا ہے لیکن رہنے والا ہمارے ہاں کا تھا اور بے چارہ بڑا ہی اچھا آدمی تھا، بڑی عمدگی سے اس نے اس تنظیم کو چلایا۔ دراصل اس تنظیم کے ذرا مختلف طریقہ کار تھے اس کا کوئی ایک سربراہ نہیں ہوتا تھا سات سربراہوں پر مشتمل یہ تنظیم بڑی اچھی حیثیت سے اپنا کام انجام دے رہی تھی ہر سربراہ کی الگ الگ ذمہ داریاں تھیں الگ الگ علاقے بٹے ہوئے تھے اس کے لیکن یشونت رائے مرا تو ان سب میں پھوٹ پڑ گئی۔ ہم اس کے چھٹے آدمی تھے۔ یہ بات طے نہیں ہو سکی کہ یشونت رائے کی جگہ کسے دی جائے چونکہ وہ بہرطور اس تنظیم کا بانی تھا۔ بہرطور اس کے بعد ہم نے سوچا کہ خود ہی آگے بڑھ کر کچھ کریں اور ہم نے یہ کیا راجہ جی کہ ہم نے ان پانچ سربراہوں کو ختم کر دیا پانچوں منظر عام پر نہیں تھے ان کے نام کسی کے علم میں نہیں تھے، ان پانچوں کو مارنے کے بعد چھٹے ہم ہی رہ گئے تھے جو اس تنظیم کو سنبھال سکتے تو ہم نے تنظیم سنبھال لی اور اب شاید کسی کو بھی یہ بات پتہ نہیں ہے سوائے تمھارے کے سورج گرہن کے سربراہ ہم ہیں۔“

”ہمارے احکامات پر عمل ہوتا ہے ہم مختلف طریقوں سے ان سائیں دھڑوں کو احکامات دیتے ہیں جو ہمارے لیے پہلے دوسرے لوگوں کی سربراہی میں کام کرتے تھے کسی کو پتہ بھی نہیں چل سکا کہ اصل صورتِ حال کیا ہو گئی اور ہم نے یہ سارا کاروبار خود سنبھال لیا۔“

”واہ۔ رادھن سنگھ جی آپ تو واقعی بہت ہی چالاک آدمی ہیں۔“

”اب جو کچھ بھی کہہ لو لیکن تم بے وقوف ہو جو ہمارے راستے میں آ گئے۔ بھلا گولڈ مین کیا حیثیت رکھتی ہے ہمارے سامنے جب چاہیں گے اسے نوالہ بنا لیں گے۔“

”ایسا ہی لگتا ہے کنور رادھن سنگھ جی۔ لیکن ایک بات آپ کے ذہن سے نکل گئی۔“

”کیا۔؟“

”وہ یہ کہ آپ کو بھی کوئی شخص نوالہ بنا سکتا ہے۔“

”ارے نہیں نہیں بھیا ہم نے امرت جل پی لیا ہے۔ ہم نہیں مریں گے سمجھے تم۔“

”ہو سکتا ہے۔ بہرطور اور کیا کہنا چاہتے ہیں آپ؟“

”ارے ابھی ہم نے کہا ہی کیا ہے۔ یہ بتاؤ گولڈ مین کا سربراہ کون ہے۔ ہم نے تو اپنی بات بتا دی ہے۔“

”اگر آپ جاننا ہی چاہتے ہیں تو پھر سمجھ لیجئے میں ہی سربراہ ہوں۔“

”سمجھ گیا بس۔ یقین تھا ہمیں اور ہمارا خیال ہے کہ آہستہ آہستہ تم نے لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش خود کی ہے اگر تم چاہتے تو گولڈ مین کے سربراہ کا نام کبھی منظرِ عام پر نہیں آتا اب تم سوچو تم اکیلے آدمی تھے جو گولڈ مین کے نام پر کام کر رہے تھے اور ہر جگہ تم ہی روشناس ہو رہے تھے اس سے یہ اندازہ لگانے میں بھلا کسی کو دقت ہوتی کہ گولڈ مین کے سربراہ تم ہو۔“

”چلو اب تو تمھیں معلوم ہو گیا۔“

”ہاں۔ مگر اب بھی بہت سی باتیں رہ گئی ہیں پوچھنے کو۔“

”پوچھو۔ پوچھو وہ بھی پوچھو۔“

”کیٹھروکائن کے ہاتھوں منشیات کا ذخیرہ کس نے بچایا تھا۔“

"میں نے۔" میں نے جواب دیا۔

"تم نے اسے کہاں سے پکڑا؟"

"بس پکڑ لیا۔ یہ بات ظاہر ہے تمھیں بتانے کی نہیں ہے"

"اور نشیات کا ذخیرہ تم نے ہمارے گوداموں سے لوٹ لیا۔"

"ظاہر ہے مجھے اب اس لائن میں آنا پڑا تجربہ بھی نہیں ہے آہستہ آہستہ تجربہ کر رہا ہوں۔"

"کر رہے تھے اب نہیں کرو گے سمجھے تم۔"

"کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"مطلب یہ ہے کہ ہم ایک معاہدہ تیار کرنا چاہتے ہیں بھیا جی جس کی رو سے گولڈ مین سورج گرہن میں ضم ہو جائے گی سمجھے تمھارے سارے ساتھی سورج گرہن کے لیے کام کریں گے بڑے کام کے لوگ ہیں اور کام کے لوگوں کو ہم مارنا پسند نہیں کرتے۔ گولڈ مین اور سورج گرہن اس معاہدے کے تحت ایک ہو جائے گی اور اس کے بعد تمھارا وجود اس سنسار سے مٹ جائے گا۔ کہو کیسی رہی۔"

"واقعی بہت عمدہ۔ لیکن معاہدہ کس سے کرو گے؟" کنور رادھن سنگھ جی۔"

"تم سے بھیا۔ تم سے۔ اور اس کے لیے ہمارے پاس بہت سے مہرے ہیں۔"

"ہوں۔ بات ویسے واقعی بہت دلچسپ کہی ہے تم نے ذرا ان مہروں کے بارے میں کچھ جان سکتا ہوں۔" میں نے سوال کیا۔

"دیکھو بھیا سرکاری محکموں میں تم نے ابھی خاصی حیثیت حاصل کر لی ہے اگر ہماری سرکار کو یہ معلوم ہو جائے کہ گولڈ مین نامی تنظیم کے سربراہ تم ہو اور تمھارے ذریعے مختلف کام ہو رہے ہیں تو تمھارا کیا خیال ہے کیا سرکار ایسی کسی تنظیم کو باقی رہنے دے گی کیا تمھیں گرفتار کر کے موت کی سزا نہیں دے دی جائے گی۔ دو چار قتل تمھارے ذمے لگانا کوئی مشکل کام نہیں ہوگا میرے لیے۔"

"نہیں نہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ کام تمھارے لیے مشکل نہیں ہوگا رادھن سنگھ جی لیکن تم یہ بات ثابت کیسے کرو گے؟"

"اس سے۔" رادھن سنگھ نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر نکال کر میرے سامنے کر دیا اور میں ایک لمحے کے لیے چونک پڑا۔

"اس میں تمھاری ساری باتیں ٹیپ ہو گئی ہیں سنائیں تمھیں۔" رادھن سنگھ بولا۔ اور اس نے ٹیپ ریکارڈر کو آن کر کے وہ گفتگو سنانا شروع کر دی جو میرے اور اس کے درمیان ہو رہی تھی۔ میں اس کمبخت سے اس چالاکی کی توقع نہیں رکھتا تھا لیکن بہرطور چوٹ ہو گئی تھی واقعی یہ ٹیپ اگر حکومت کے ہاتھوں میں پہنچ جائے تو میرے لیے مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں لیکن پھر ایک اور خیال میرے دل میں آیا اور میں نے کہا۔

"مگر رادھن سنگھ جی۔ اس میں تو تمھارا بھی اعتراف ہے۔"

"تو تمھارا کیا خیال ہے بھیا۔ کیا اس ٹیپ کی ایڈیٹنگ نہیں کی جا سکتی تھی۔"

رادھن سنگھ کا کہنا بالکل درست تھا ایڈیٹنگ کر کے صرف وہ جملے الگ کیے جا سکتے تھے جن ۔ میرا گولڈ مین کے بارے میں اعتراف تھا درحقیقت رادھن سنگھ کے ہاتھ یہ بہت بڑا ثبوت لگ گیا تھا اور میں اسے اس ۔ ۔ نہیں رہنے دینا چاہتا تھا خواہ اس کے لیے کچھ بھی کرنا پڑے اس طرح تو میرا تمام کیا دھرا پانی ہو سکتا تھا۔

رادھن سنگھ کو اس سلسلے میں سنبھالنا بہت ضروری تھا۔ لیکن میں عقل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ میں نے اس بات پر کسی خاص ردِ عمل کا اظہار نہیں کیا اور مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہرطور آپ کے تجربے کے سامنے تو میں کچھ بھی نہیں کر سکتا کنور جی لیکن کوشل کا معاملہ کیا ہے، چلیے ٹھیک ہے باقی ساری باتیں تو میں نے مان لیں لیکن کوشل سے آپ کی دشمنی کی وجہ میری کچھ سمجھ میں نہیں آئی۔"

"پہلے یہ بتاؤ کہ کوشل تمھارے پاس پہنچی کہاں سے؟"

"بس اتفاقیہ طور پر ملاقات ہو گئی تھی اس نے خود کو ایک مظلوم لڑکی ظاہر کیا اور میں اس کی ہمدردی پر آمادہ ہو گیا۔"

"اس سلسلے میں کوشل کا کیا کردار ہے۔؟"

"کس سلسلے میں؟"

"میرا مطلب ہے کہ گولڈ مین کی تشکیل کس طرح سے ہوئی ہے۔"

"وہ میرے اپنے ذہن کی پیداوار تھی۔"

"اس کی وجہ۔ تمھارے پاس اتنی دولت کہاں سے آئی؟"

"اس کو آپ رہنے دیں رادھن سنگھ جی ظاہر ہے میں بھی اس میدان کا نیا کھلاڑی نہیں ہوں۔ یہ دوسری بات ہے تجربے میں آپ کا مقابلہ نہیں کر پایا ہوں کنور جی۔"

"ارے ارے کیوں ایسی باتیں کر کے ہمیں کانٹوں میں گھسیٹ رہے ہو اچھا خاصا کام تو کر رہے ہو تم اچھی خاصی ساکھ بنالی ہے تم نے۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ مقابلہ رادھن سنگھ سے ہو گیا۔"

"ہاں۔ تو کوشل کی بات رہ گئی۔"

"کوشل سے ہمارا بڑا نارشتہ ہے اس سے کا رشتہ جب ہم سورج گرہن کے سربراہ نہیں تھے وہ چھپکلی ہمیں چکر دیتی پھر رہی تھی سوچ رہی تھی کہ بہت بڑی شخصیت ہے وہ اور سب کچھ کرے گی مگر پھر ہم نے اس پر دنیا حرام کر دی۔ اور ہم جس شخص کے دشمن ہو جائیں بڑی مشکلیں پیش آتی ہیں اسے کبھی چین نہیں پاتا اور یہی ہوا تم دیکھ لو تھوڑے دن تک دور رہی ہماری نگاہوں سے اور آخر آ گئی مگر اب دور نہیں جا سکے گی بڑے بدلے لینے ہیں اس سے۔"

"ہوں۔ اس نے مجھے اپنی کہانی سنائی تھی لیکن اس میں رادھن سنگھ کا نام کہیں نہیں تھا۔"

"مان نہیں سکتے ہم۔ تم کہہ رہے ہو تو خاموش ہوئے جاتے ہیں۔"

"چھوڑو۔ رادھن سنگھ ان باتوں کو اب یہ بتاؤ کہ معاہدے کے بارے میں تم نے کیا فیصلہ۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ گولڈ مین تمھارے ساتھ شامل ہو جائے اور سورج گرہن کے لیے کام کرے اور میں بھی تمھارے وفاداروں میں آ جاؤں۔"

"ارے اتنی بڑی کایا پلٹ کیسے ہو گئی راجہ جی۔ تم بڑے دمی ہو۔"

"نہیں دیکھو رادھن سنگھ جی۔ جب انسان کسی مسئلے میں ناکام ہو جائے تو پھر اسے چاہیے کہ دوسروں کے ساتھ تعاون کرے میرے ساتھ بھی یہی پوزیشن ہو گئی ہے۔"

"گویا۔ جان بچانا چاہتے ہو۔" کنور رادھن سنگھ بولا۔

"ہر آدمی یہی چاہتا ہے۔" میں نے جواب دیا اور رادھن سنگھ ہنسنے لگا۔ چند لمحات خاموشی رہی پھر اس نے کہا۔

"سوچنا پڑے گا تمھارے بارے میں۔ اگر ایسی پیش کش کر رہے ہو تم تو پھر سوچنا پڑے گا۔" وہ پُرخیال انداز میں اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔

میں خاموشی سے اس طرح ساکت و جامد بیٹھا ہوا تھا جیسے اب میرے اندر سکت ہی نہیں رہ گئی ہو لیکن ایک بار صرف ایک بار مجھے دفعہ ملا اور وہی موقع رادھن سنگھ کے لیے خطرناک تھا وہ ٹہلتا ہوا میرے قریب سے گزرا اور میں نے کسی مینڈک کی طرح اس پر چھلانگ لگا دی رادھن سنگھ کو گمان بھی نہیں تھا کہ ایسا ہو جائے گا میں اسے رگیدتا ہوا زمین پر لے آیا۔

رادھن سنگھ نے بدن کی پوری قوتوں سے مجھے اپنے اوپر سے اچھالنے کی کوشش کی لیکن شاید وہ بھی میرے بارے میں غلط فہمیوں کا شکار تھا۔ میں نے اس کا چہرہ زمین پر رگڑ دیا۔ اس کی ناک اور پیشانی بُری طرح زخمی ہو گئی اور اس سے خون رسنے لگا۔

میں نے ایک لمحے کے لیے اس کے سر کو پکڑ کر اوپر اٹھایا اس نے یہی سوچا تھا کہ میں اس کا سر زمین پر دے ماروں گا چنانچہ اس نے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکا دیئے اور مجھے اس موقع کا انتظار تھا۔ دوسرے ہاتھ سے میں نے اس کے گریبان سے ٹیپ ریکارڈر نکال لیا۔ رادھن سنگھ کے حلق سے ایک آواز نکل گئی تھی، میں نے ٹیپ ریکارڈر پوری قوت سے ایک دیوار پر دے مارا اور اچھل کر رادھن سنگھ کی پیٹھ سے اتر گیا۔

رادھن سنگھ اپنے آپ کو ابھی پوری طرح سنبھال بھی نہیں پایا تھا وہ اپنی زخمی آنکھ اور پیشانی کہ میں نے ٹیپ ریکارڈر پھر اٹھایا اور اس کے اندر سے چھوٹا کیسٹ نکالنے کے بعد دور اسپول کھینچ ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے باہر پھینک دیا۔ رادھن سنگھ خونخوار نگاہوں سے مجھے گھور رہا تھا پھر اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس طرح تو نے اپنی موت کو آواز دی ہے مورکھ میرے ہاتھوں سے بچ سکتا ہے بچ سکتا ہے میرے ہاتھوں سے۔"

وہ زور سے دہاڑا۔ اور اسی وقت دو تین آدمی اندر گھس آئے انھوں نے صورتِ حال کو دیکھا تو میری طرف لپکے لیکن میں نے دونوں ہاتھ بلند کر دیئے تھے۔ میرا مقصد یہی تھا کہ کسی طرح اس ٹیپ کو ضائع کر دوں اس کے بعد جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ ان پستول برداروں سے فوری طور پر مقابلہ کرنا تو ممکن نہیں تھا اس کے ساتھ ہی ایک دوسری بات بھی میرے ذہن میں تھی وہ یہ کہ کوشل کو چھوڑ کر میں یہاں سے فرار نہیں ہو سکتا تھا جس طرح بھی ممکن ہو سکتا کوشل کو ان کے چنگل سے رہائی دلانا فرض تھا اور یہ اسی شکل میں ممکن تھا کہ میں خود کوشل کے ساتھ قید ہو جاؤں اور یہی ہوا۔ آنے والوں نے مجھے چاروں طرف سے جکڑ لیا۔ رادھن سنگھ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسے بند کر دو۔ اس کا فیصلہ بعد میں کریں گے۔"

غالباً زخمی ہونے کی وجہ سے وہ ابھی اپنے آپ کو سنبھالنا چاہتا تھا۔ بہرطور میرا اصل کام تو پورا ہو ہی چکا تھا اور مجھے اب اس سے آگے کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

میرا یہ اندازہ بھی غلط نہیں نکلا کہ مجھے کوشل کے ساتھ ہی بند کیا جائے گا یقینی طور پر اتنے فاصلے پر اس عمارت میں بے شمار قید خانے نہیں ہوں گے چنانچہ یقینی طور پر مجھے کوشل کے ساتھ ہی قید کیا گیا تھا اور جس کمرے میں مجھے دھکیلا گیا کوشل وہاں پہلے سے موجود تھی وہ ایک کونے میں بیٹھی ہوئی تھی اور ہراساں نظر آ رہی تھی مجھے دیکھ کر اس کے حلق سے ہلکی سی آواز نکل گئی مجھے لانے والوں نے باہر سے کمرے کا دروازہ بند کر لیا تھا۔

بہرطور جب وہ چلے گئے تو میں کوشل کی طرف متوجہ ہوا اور مسکرانے لگا۔

"تم بھی بھیا۔ تم بھی۔"

"نروس ہو رہی ہو کوشل۔"

"نہیں بھیا تمھارے آ جانے سے اب مجھے کوئی خوف نہیں رہا لیکن ہم پھنس گئے کیا تم رادھن سنگھ کے ہاتھوں۔"

"ہاں کوشل۔ فی الحال تو تم یہی سمجھو۔" میں نے جواب دیا۔

"لیکن بھیا۔ اب کیا ہوگا؟"

"کچھ نہیں۔ ہم یہاں سے نکل جائیں گے کام وہی ہوگا جو میں چاہتا ہوں۔" میں نے اتنے اعتماد سے کہا تھا کہ کوشل متحیر سی ہو کر میری طرف دیکھنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

"میں اس پاپی کی دوسری رہائش گاہ کے بارے میں بھی جانتی ہوں۔ اس نے مجھے اس کی تفصیل بتائی ہے۔"

"تم سے کچھ گفتگو ہوئی تھی اس کی۔"

"ہاں۔ کافی گفتگو ہوئی۔ میں نے روپا کے بارے میں پوچھا تو وہ ہنسنے لگا۔ اور اس نے بتایا کہ روپا اس کی تحویل میں ہی ہے۔"

"فکر نہ کرو کوشل۔ ہم روپا کو اس کے جنگل سے چھڑا لیں گے۔" میں نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ کمرے کا دروازہ خاصا مضبوط معلوم ہوتا تھا۔ موٹی لکڑی کا تھا اور اس میں باہر کی سمت پیتل کا تالا لگا ہوا تھا مجھے امید تھی کہ اگر میں نے پوری قوت صرف کی تو شاید دروازے کا کوئی حصہ یا تالا ہی ٹوٹ جائے

بہرطور اس میں ابھی مجھے تھوڑا سا وقت صرف کرنا تھا۔ تھوڑی دیر تک میں خاموشی سے کچھ سوچتا رہا کوشل بھی بالکل خاموش تھی۔ کافی دیر اسی طرح گزر گئی تو میں نے اپنی کلائی کی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں اپنے کام کا آغاز کر دینا چاہیے کوشل۔"

"مگر مگر۔"

"دیکھو۔ ٹرائی کرتا ہوں۔" میں پیچھے ہٹا اور پھر کمرے کے دروازے پر پہنچ کر میں نے اسٹارٹ لیا اور بپھرے ہوئے سانڈ کی طرح اپنا داہنا کندھا دروازے سے ٹکرایا۔

ایک بار تو گویا سامنے کی دیوار ہی لرز کر رہ گئی تھی اور دروازے کے قبضے بھی شاید کچھ ڈھیلے ہو گئے تھے لیکن اس عمل میں آواز خاصی پیدا ہوئی تھی۔ میں خاموشی سے اپنی جگہ جا بیٹھا۔

اس آواز سے پیدا ہونے والے ردعمل کا جائزہ لینا چاہتا تھا لیکن کچھ نہ ہوا۔ خاصی دیر اسی طرح خاموشی رہی اس کے بعد میں پھر اپنی جگہ سے اٹھا اور میں نے پوری قوت سے دروازے پر ٹکر ماری اور اس بار دروازہ اپنی جگہ سے ہل گیا تھا۔

بس اتنا ہی کافی تھا بھلا دروازے کو جڑ سے اکھاڑنے کی کیا ضرورت تھی میں نے کوشل کی طرف دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل آیا کوشل بہت زیادہ متاثر نظر آ رہی تھی۔ اور چاروں طرف دیکھ رہی تھی میں بھی یہ جائزہ لینا چاہتا تھا کہ عمارت کی صورت حال کیا ہے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان لوگوں نے ہمیں بند کرنے کے بعد یہاں رکنا مناسب نہ سمجھا ہو پوری عمارت ہی خالی پڑی تھی۔

میں کسی قدر متعجب ہو گیا۔ بات سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ وہ لوگ کہاں چلے گئے تھے۔ کوشل چند لمحات کے بعد بولی۔

"یوں محسوس ہوتا ہے جیسے عمارت میں ہمیں قید کرنے کے بعد انھوں نے یہ یقین کر لیا ہوگا کہ اب ہم یہاں سے باہر نہیں نکل سکیں گے۔ اور یہ سوچنے کے بعد وہ چلے گئے۔"

"لیکن کہاں؟"

"میرا خیال ہے میں تمھیں بتا سکتی ہوں۔" وہ کہنے لگی اور اس کے بعد ہم عمارت کے بیرونی حصے میں آ گئے عمارت کے ایک کونے میں ایک بوسیدہ سی کار کھڑی ہوئی تھی جو کسی قدیم ہی ماڈل کی تھی میری نگاہیں اس کی طرف اٹھ گئیں تو کوشل کہنے لگی۔

"ٹرائی کر لو کیا حرج ہے۔" میں کار کے قریب پہنچ گیا ظاہر ہے یہ سب کچھ حماقت ہی محسوس ہوتی تھی لیکن دفعتاً ہم دونوں کو ہوشیار ہو جانا پڑا۔ ایک آدمی کار کی پچھلی سیٹ پر منہ پر ٹوپی رکھے خاموش سو رہا تھا اس کے دونوں پاؤں پھیلے ہوئے تھے۔

ایک لمحہ کو تو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کوئی لاش ہو دوسرے لمحے میں نے دروازہ کھول کر اس کے گریبان پر ہاتھ

ڈال دیا۔ ایک جھٹکے سے وہ باہر آ پڑا اس نے آنکھیں ملتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی لیکن میرا زوردار گھونسہ اس کے منہ پر پڑا اور وہ اوندھے منہ زمین پر گر پڑا۔ غالباً یہی واحد انسان اس عمارت میں تھا۔ میں نے ہاتھ ایسا مارا تھا کہ وہ بیہوش نہ ہو چند لمحات کے بعد میں نے اسے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

"ہاں اب تم شروع ہو جاؤ۔"

"کک۔ کیا بکواس ہے۔"

"ایک منٹ" کوشل بولی اور وہ آگے بڑھ کر اس شخص کی تلاشی لینے لگی۔ اس کے لباس کے اندرونی حصے میں پستول موجود تھا جسے کوشل نے نکال کر اپنے قبضہ میں کر لیا دوسری جیب میں کچھ فالتو راؤنڈ بھی پڑے ہوئے تھے۔ کوشل نے وہ بھی نکال لیے۔ میں نے مسکرائی نگاہوں سے کوشل کو دیکھا بلاشبہ اس وقت اس نے عقل کا کام کیا تھا۔ میں نے تو اس کو نظر انداز کر دیا تھا۔

ہم نے اس شخص کو اچھی طرح مار پیٹ کر اس سے یہ معلوم کر ہی لیا کہ کنور رادھن سنگھ اس وقت کہاں ہے۔ کوشل نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ میرے علم میں بھی وہی عمارت تھی۔"

"تو پھر چلیں۔" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"یہ بتاؤ یہ کار صحیح حالت میں ہے۔"

"جی ہاں جناب۔ ٹھیک ہے چلتی ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"اس میں پیٹرول ہے۔"

"ہاں۔ کافی پیٹرول ہے۔"

"تو اب تمھاری ہمیں کیا ضرورت ہے۔" میں نے کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ لیکن میں نے اسے موقع نہیں دیا۔ میری لات اس کے پیٹ پر پڑی اور جیسے ہی وہ جھکا میرا گھونسہ اس کی پیشانی پر پڑا۔

"مار نا مت۔ کرائے کا آدمی ہوگا۔" کوشل نے رحم دلی سے کہا۔

"او کے باس۔ لیکن اس کے باوجود اسے سنبھالنا تو ضروری ہے۔"

"تو پھر میرا خیال ہے کہ ہم اسے اس قید خانے میں بند کر دیں۔ جہاں ہمیں بند کر دیا گیا تھا۔ کوشل بولی۔ اور میں نے اس سے اتفاق کیا۔

"لیکن قید خانے کے دروازے کی حالت خراب تھی، چنانچہ مجبوراً مجھے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے اندر ڈالنا پڑا" تاکہ کوئی دوسرا ہی آ کر اسے نکال لے۔ اور وہ خود یہاں سے نہ نکل سکے۔

ہم اس کام سے فارغ ہو کر کار میں بیٹھ کر آگے بڑھ گئے کار سست رفتاری سے چل رہی تھی ویسے بھی اس کے انجن میں بہت زیادہ جان نہیں تھی۔ تھوڑے فاصلے پر ایک نہر نظر آئی جس کے کنارے پہنچ کر میں پختہ سڑک پر نہایت کم رفتار سے کار ڈرائیو کرنے لگا۔ ایک دوشاخے پر پہنچ کر سڑک کافی کشادہ ہو گئی تھی اور تھوڑی دور چلنے کے بعد اس کی کشادگی میں کمی پیدا ہو گئی۔

اب وہ ایک پگ ڈنڈی کی شکل میں نظر آ رہی تھی۔ عجیب سی جگہ تھی کچھ دیر تک ہم ڈھلوان اور سرسبز کنارے پر درختوں اور پھول دار پودوں کے درمیان آہستہ آہستہ سفر کرتے رہے اور پھر ایک جگہ پہنچنے کے بعد کوشل نے ایک سمت اشارہ کیا۔

"غالباً۔ وہ عمارت ہے جو ہمیں مطلوب ہے۔" کوشل بولی۔

"تو پھر کار کو یہیں چھوڑے دیتے ہیں۔ تم میرے ساتھ چلوگی۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تمھارے ساتھ نہ چلنے کا بھلا اس وقت میں اس سے باز رہ سکتی ہوں۔" میں نے کوشل کو اترنے کا اشارہ کیا۔

کار بند کر کے ہم نے ایسی جگہ چھپا دی تھی جہاں سے وہ کسی کو نظر نہ آئے۔ اس کے بعد ہم ایک پگ ڈنڈی کی ڈھلان پر اترنے لگے جو آگے پہنچنے کے بعد کسی قدر بلند ہو گئی۔

زیادہ سفر نہیں کیا تھا کہ ہمیں دو آدمی نظر آئے جو آپس میں باتیں کرتے ہوئے اسی سمت آ رہے تھے پھر وہ نہر کی طرف اترنے لگے وہ سیدھے ہماری ہی طرف آ رہے تھے۔ پتہ نہیں کیا مقصد تھا ان کا۔ لیکن پھر کچھ دور پہنچ کر انھوں نے ہمیں دیکھ لیا اور ٹھٹک گئے۔ فاصلہ کافی تھا لیکن میں نے اتنا ضرور اندازہ لگا لیا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر معنی خیز انداز میں گردن ہلانے لگے تھے چند لمحات کے بعد وہ اپنی جگہ سے آگے بڑھے اور ہمارے قریب پہنچ گئے۔

ان میں سے ایک اچھا خاصا قدآور آدمی معلوم ہوتا

تھا دوسرا اس کی نسبت کافی چھوٹا تھا اور اس کا پھیلاؤ بھی خاصا تھا اس نے اپنی جیکٹ کی آستینیں چڑھا رکھی تھیں اور کی گھنی داڑھی بھی تھی جو تقریباً آنکھوں تک پہنچی ہوئی تھی۔

دوسرا آدمی کافی مضبوط اور قدآور تھا وہ خاکی پتلون اور بھورے کوٹ میں تھا اس کی بھنویں اور مونچھیں گھنی تھیں وہ چند سیکنڈ ہماری طرف دیکھتے رہے اور پھر مزید آگے بڑھ آئے ان میں سے ایک نے کوشل کی طرف دیکھا اور کریہہ سے انداز میں مسکرایا۔

"ہیلو بنی۔ کیسے آنا ہوا ادھر۔ اور یہ بدھو کون ہے۔"
میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ کم از کم ان لوگوں کو اس بات کا احساس نہیں ہو سکا تھا کہ ہم کون ہیں۔ میں نے کوشل کی طرف دیکھا اور کوشل نے میری طرف۔ اس کے بعد قدآور آدمی نے آہستہ سے کہا۔

"عزیزم۔ بڑا افسوس ہوا اس بات کا کہ تم غلط جگہ چلے آئے۔ اب دیکھو نا۔ ہم جیسے لوگ کیا کر سکتے ہیں۔؟"

"میں نہیں سمجھا پیارے دوست۔؟" میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"سمجھاؤ بھئی" اس نے تمسخرانہ انداز میں اپنے ساتھی سے کہا۔

"سمجھانا ہی پڑے گا" دوسرے آدمی نے کہا اور پھر اچانک اس طرح ٹانگ گھمائی جیسے مجھے ایک ہی لات میں دور پھینک دینا چاہتا ہو۔ لیکن میں نے ہلکی سی جھکائی دے کر اس کی دوسری ٹانگ بھی زمین سے اٹھا دی اور وہ دھپ سے نیچے گر پڑا۔

اسی وقت دوسرے آدمی نے اس صورتِ حال میں مداخلت کی اور مجھ پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن میں اس کے سامنے لیٹ گیا اور پہلا آدمی جو گرنے کے بعد پھرتی سے اٹھا تھا اس کی زد میں آ گیا۔

دونوں کے حلق سے کریہہ آوازیں نکل گئیں۔ ان کے چہرے آپس میں ٹکرا گئے تھے۔ اور ایک کی ناک کے نتھنوں سے خون بہہ نکلا تھا۔

دونوں ہی بپھر گئے۔ ان میں سے ایک نے لمبا چاقو کھول لیا تھا۔

"ہٹ جا سامنے سے" چاقو والے نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن میں اس کا موقع نہیں دے سکتا تھا کہ وہ اطمینان سے جنگ کر سکے میں زمین پر بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے سوئپ لگا کر ان میں سے اس شخص کو لپیٹ لیا جو دوسرے کو موقع دے رہا تھا۔ وہ اوندھے منہ گرا اور سنبھالا لینے کے لیے اس نے چاقو والے کو پکڑ لیا۔ وہی ہوا جس کا میں متوقع تھا۔ چاقو نے اس دوسرے شخص کی گردن کی شہ رگ کاٹ دی۔

میرے لیے اتنا موقع کافی تھا۔ میں نے دوسرے آدمی کی بوکھلاہٹ سے فائدہ اٹھایا اور پوری قوت سے اس پر فلائنگ کک لگائی۔ میری یہ کوشش ضرورت سے زیادہ ہی کارگر رہی وہ اچھلا اور سر کے بل گرا۔

گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنائی دی تھی اور اس کے بعد کھیل ہی ختم ہو گیا تھا۔ اب ہمارے سامنے دو لاشوں کے سوا کچھ نہیں تھا۔

کوشل خاموش کھڑی ہوئی تھی۔

"یہ دونوں تو گئے کوشل"

"ایں۔ ہاں" وہ بولی۔

"یہ شاید یہاں کے محافظ تھے"

"ہاں۔"

"اور ہمیں نہیں پہچانتے تھے۔" میں نے کہا پھر کوشل کے بازو پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"کوشل کیا تمہیں اسقدر بدحواس ہونا چاہیئے"

"اوہ نہیں نہیں بھیا یہ بات نہیں ہے۔ بڑی بے دردی سے مار دیا تم نے ان دونوں کو اور میں نے پہلی بار تمہارے ہاتھوں سے قتل ہوتے دیکھا ہے اور میں محسوس کر رہی ہوں کہ تم پر کوئی اثر نہیں ہے اس کا۔"

"انسان بذاتِ خود درندہ نہیں ہوتا کوشل اسے درندہ بنا دیا جاتا ہے، آؤ آگے چلیں اس عمارت میں اس کی موجودگی یقینی معلوم ہوتی ہے۔" میں نے کہا اور کوشل میرے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ ہم لوگ جھاڑیوں کی آڑ لیتے ہوئے عمارت کی سمت چل پڑے اور تھوڑی دیر کے بعد اس عمارت کے قریب پہنچ گئے۔

سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کوئی یہاں موجود ہے یا نہیں۔ چاروں طرف خاموشی کا دور دورہ تھا۔ بڑے گیٹ سے داخل ہونے کے بعد ہم اندر داخل ہو گئے اور چہار دیواری کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگے۔ دفعتاً کوشل نے میرا بازو پکڑ کر ایک جھاڑی میں مجھے روک لیا۔

"کیا بات ہے۔؟"

"ایک آواز۔ ایک آواز سنی ہے میں نے" وہ آہستہ سے بولی۔ اور میں بھی ساکت ہو کر آواز سننے کی کوشش کرنے

لگا۔ دفعتاً میں نے کچھ قدموں کی آواز سنی اور گردن نکال کر اس طرف دیکھنے لگا۔ لیکن مجھے کوئی نظر نہیں آیا تھا۔ بس عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔ جیسے کوئی دبے قدموں ہمارے آگے بڑھ رہا ہو۔ تھوڑی دیر تک تو میں نے احتیاط کا ثبوت دیا۔ اور اس کے بعد جب آواز پھر ساکت ہو گئی تو میں کوشل کو ساتھ لے کر آگے بڑھنے لگا اور بالآخر عمارت کے برآمدے تک پہنچ گیا۔

برآمدہ سنسان پڑا ہوا تھا۔ اور اوپر جانے کے لیے پانچ سیڑھیاں تھیں، ہم سیڑھیاں طے کر کے اور دروازے تک پہنچ گئے، دروازے کو ہلکا سا دھکا دیا تو وہ کھل گیا۔ پہلے میں نے گردن ڈال کر اندر دیکھا اور جب کوئی نظر نہ آیا تو میں اندر داخل ہو گیا۔ لیکن جیسے ہی میں اندر داخل ہوا، دروازہ ایک زوردار آواز کے ساتھ بند ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"خبردار، جنبش کرنے کی کوشش مت کرنا، تم بہت سی پستولوں کی زد میں ہو۔"

میں ایک دم ساکت ہو گیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا گیا تھا۔ اور اب صورتِ حال مختلف ہو گئی تھی چنانچہ میں خاموشی سے ہاتھ اٹھا کر کھڑا ہو گیا، کوشل نے بھی ہاتھ اوپر اٹھا دیئے تھے۔ وہ ساکت کھڑی تھی اور کسی پتھر کے بت کی طرح نظر آ رہی تھی۔ غالباً اس صورتحال سے وہ پھر خوفزدہ ہو گئی تھی۔

میں نے اطراف میں نگاہیں ڈالیں اور اس شخص کو دیکھ لیا جو میرے عقب میں کھڑا تھا۔ جب ہم لوگ اندر داخل ہو رہے تھے تو یقیناً وہ دروازے کی آڑ میں تھا اور اس نے ہمیں موقع دیا تھا کہ ہم اندر آ جائیں۔

بہرطور چوٹ ہو گئی تھی اب اس کے بعد کی صورتحال دیکھنی تھی۔

میں نے ایک لمحہ میں فیصلہ کیا اور دفعتاً زمین پر لیٹ گیا۔ فوراً ہی ایک فائر ہوا اور گولی میرے بدن کو چھوتی ہوئی سامنے والی دیوار سے ٹکرائی۔

"بہتر ہے کہ زندہ ہی ہمارے ساتھ چلنے کی کوشش کرو لیکن اگر صورتحال ہماری مرضی کے خلاف ہوئی تو تمہاری موت بھی متوقع ہے، چلو دونوں ہاتھ گدی پر رکھ لو۔ میں نے اور کوشل نے اس کی تقلید کی تھی۔

وہ ہمارے سامنے آ گئے۔ اور پھر میرے ہاتھ مشاقی سے پشت پر کس دیئے گئے۔ لیکن اس وقت بھی میں نے ذہانت کا ثبوت دیا تھا۔ اور جیسے ہی حملہ آور میری پشت پر پہنچا میں نے کہنی اس کے سینے پر مار کر اسے سامنے لانے کی کوشش کی لیکن وہ لوگ بھی غافل نہیں تھے میرے سر کی پشت پر ایک زوردار ضرب لگی اور میرا ذہن ساتھ چھوڑنے لگا۔ یقینی طور پر میں ان کا شکار ہو گیا تھا۔ چند لمحات تک احساس رہا تھا کہ وہ کچھ کارروائی کر رہے ہیں اور اس کے بعد حواس ساتھ چھوڑ گئے۔

آنکھ کھلی تو کنپٹیوں میں شدید دھمک ہو رہی تھی دیر تک یہی کیفیت رہی اور اس کے بعد صورتِ حال کچھ بحال ہوئی تو میں اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن میرے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ پیروں میں بھی رسیاں بندھی ہوئی تھیں، انتہائی کوشش کر کے میں اٹھ کر بیٹھ گیا

سب سے پہلے میں نے کوشل کے بارے میں اندازہ لگانے کی کوشش کی اور یہ دیکھ کر مجھے انتہائی اطمینان محسوس ہوا کہ کوشل مجھ سے کچھ فاصلے پر اسی حالت میں پڑی ہوئی ہے، پتہ نہیں اسے بھی بے ہوش کر دیا گیا تھا یا وہ ہوش میں تھی۔ بہرطور اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ ہمارا یہ نیا قید خانہ کون سی جگہ ہے۔ دفعتاً مجھے اپنے بدن میں کچھ عجیب سی کیفیت محسوس ہوئی، پتہ نہیں میرا بدن کانپ رہا تھا یا پھر۔ یا پھر۔

دوسرے لمحے میں نے کوشل کی ہلکی سی آواز سنی اور میری نگاہیں اس کی طرف اٹھ گئیں۔

"اوہ۔ یہ۔ یہ۔ یہ۔ ارے اوہ" اس بار اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔

میں بہت غور و خوض کر رہا تھا، سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بدن ہل رہا ہے یا میں خود ہل رہا ہوں۔ دوسرے ہی لمحے میں نے کوشل کو آواز دی۔

"ہاں بھیا۔ میں ہوش میں ہوں لیکن یہ زمین کیسے ہل رہی ہے۔"

"کیا تمہاری زمین بھی ہل رہی ہے۔" میں نے احمقانہ انداز میں سوال کیا۔

"تم بھی ہل رہے ہو بھیا۔؟" کوشل نے کہا اور میں خاموشی سے صورتِ حال کا جائزہ لینے لگا تب میں نے یہ اندازہ لگایا کہ اس وقت ہم کسی ایسی جگہ ہیں، جو متحرک ہے لیکن وہ کیسی جگہ ہو سکتی تھی۔ غالباً کسی جہاز کا کیبن۔ ہاں یقیناً ایسی ہی

بات تھی۔

میں نے جب غور سے اطراف کے مناظر دیکھے تو مجھے یہ اندازہ لگانے میں دقت نہ ہوئی کہ یہ کیبن کسی بہت ہی بڑی موٹر لوٹ کا تھا اور شاید مویشیوں وغیرہ کے لیے مخصوص تھا۔ دیواروں کے پاس کچھ ایسے برتن بھی پڑے ہوئے تھے جن میں حیوانوں کو کھانا اور پانی دیا جاتا ہوگا۔ نہایت گندگی پھیلی ہوئی تھی یہاں ابھی تک میں نے اس بُو کو محسوس نہیں کیا تھا۔ جس کے بارے میں اندازہ لگانے کے بعد مجھے اس کا احساس ہوا تھا۔

کیبن زیادہ بڑا نہیں تھا ہلکے ہلکے ہچکولے لگ رہے تھے، اس کا مقصد ہے کہ وہ لوگ ہمیں موٹر لوٹ میں کہیں لے جا رہے ہیں، لیکن کہاں؟ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

کیبن کی چھت پر کبھی کبھار بھاری جوتوں کی دھمک سنائی دے جاتی تھی، اور اس کے بعد خاموشی چھا جاتی نجانے یہ سفر کتنی دیر تک جاری رہا، ہچکولوں نے سر میں چکر پیدا کر دیئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہچکولے کچھ کم ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اس کے علاوہ یہاں اور کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

بہت دیر تک اسی انداز میں یہ سفر جاری رہا اور پھر غالباً موٹر لوٹ یا یہ جہاز رک گیا۔ ہم صورتِ حال کا اندازہ لگانے رہے۔ یہ اندازہ نہیں ہو سکا تھا ہمیں کہ یہاں داخل ہونے کا راستہ کون سا ہے۔

تقریباً پندرہ یا بیس منٹ اور گزر گئے اور اس کے بعد روشنی کا ایک طوفان اندر آ گیا۔ یہ طوفان چھت سے داخل ہوا تھا۔ پتہ چلا کہ ایک بہت بڑا ڈھکنا صندوق کے ڈھکنے کی طرح اُٹھا دیا گیا ہے۔ پھر اُس میں سے کچھ آدمی نیچے کود آئے اور اب یہ احساس ہوا کہ چھت کی بلندی اتنی زیادہ نہیں تھی جتنی ہمیں محسوس ہو رہی تھی۔

آنے والوں کے ہاتھوں میں پستول تھے۔ انہوں نے ہمیں دیکھا اور پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔

"یہ ہوش میں آ گئے ہیں۔"

"چلو اچھی بات ہے ان کا منحوس وزن اٹھا کر ہمیں اوپر جانے کی مصیبت پیش نہیں آئے گی۔ اے چلو اٹھو ہم تمہارے باپ کے نوکر نہیں ہیں کہ تمہیں لادے لادے پھریں۔" ان میں سے ایک نے کرخت لہجے میں کہا۔

"تو بھائی تم سے کس نے کہا ہے کہ ہمیں لادے لادے پھرو لیکن کیا تمہیں ہماری صورتِ حال کے بارے میں کچھ اندازہ ہے۔"

"کیا مطلب؟" ان میں سے دوسرے نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"ہمارے ہاتھ اور پاؤں دونوں بندھے ہوئے ہیں کھڑے نہیں ہو سکتے ہم اس حالت میں۔"

"اسے بے وقوف کے بچو، بھلا ہاتھ پاؤں باندھنے کی کیا ضرورت تھی، مجال ہے جو میری موجودگی میں یہ کوئی حرکت کر سکیں، چلو ہاتھ پاؤں کھول ان کے۔" اور تھوڑی دیر کے بعد ہمارے ہاتھ اور پاؤں بندشوں سے آزاد ہو گئے۔

بڑی سنسناہٹ سی محسوس ہو رہی تھی بدن میں ہم ابھی تک ان ہچکولوں کی وجہ سے چکرا رہا تھا۔ بہر طور اوپر کھڑے ہوئے آدمیوں نے سہارا دے کر ہمیں اُوپر کھینچا۔ اور ہم لوگ موٹر لوٹ کی چھت پر آ گئے۔

یہاں سے ہمیں لکڑی کے اس عارضی پل پر اُترنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی، جو شاید تازہ تازہ لگایا گیا تھا اس پل سے گزرنے کے بعد ہم زمین پر پہنچ گئے۔ اس زمین کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں تھا کہ یہ کہاں ہے، لیکن اچانک اطراف کے مناظر دیکھ کر میری آنکھوں میں حیرت کے نقوش اُبھر آئے۔

میں نے دل ہی دل میں مسکرا کر سوچا کہ رادھن سنگھ تم نے واقعی اپنی دانست میں بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے یہ وہی جزیرہ تھا۔ جہاں سے میں نے رادھن سنگھ کے گوداموں سے منشیات کے ذخائر حاصل کئے تھے اور ہمیں شاید دوبارہ اسی جزیرے میں قیدی بنا کر لایا گیا تھا۔

گویا زندگی کا ایک اور دلچسپ رُخ۔

رادھن سنگھ سے براہ راست مقابلہ۔

اور میں اس کے لیے پوری طرح تیار تھا۔

جو لوگ ہمیں یہاں قیدی بنا کر لائے تھے ان کی تعداد کافی تھی۔ میری کارروائی کے بعد یہاں انتظامات کافی سخت کر دیئے گئے تھے اور اب یہاں بڑی تبدیلیاں نظر آ رہی تھیں۔ ہمیں شاید کسی جگہ گودام میں ہی قید کیا گیا تھا۔

"یہ تو بہت بُرا ہوا بھیا۔" کوشل نے کہا۔

"کیا کوشل؟"

"ہم رادھن سنگھ کے قیدی بن گئے۔"

"فی الحال" میں نے جواب دیا۔

"مجھے بڑا خطرہ محسوس ہو رہا ہے بھیا۔" کوشل تشویش سے بولی۔

"میں موجود ہوں کوشل تمہیں تشویش کی کیا ضرورت ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے بھیا، مگر تم بھی انسان ہی ہو رادھن سنگھ کے بارے میں یقیناً تم نے اندازے لگائے ہوں گے۔ لیکن میں تمہیں بتا دوں کہ وہ انسان کی صورت میں درندہ ہے رحم کے نام کوئی چیز اس کے پاس نہیں ہے جب کبھی وہ درندگی پر اترتا ہے تو وہ یہ بھول جاتا ہے کہ وہ بھی عام انسانوں کی طرح ہے۔

"کوشل اپنی زندگی کے بارے میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے بھی زندگی میں اتنے دکھ اٹھائے ہیں کہ میری شخصیت ہی ختم ہو کر رہ گئی ہے انسان کو جانور بنتے ہوئے کوئی دیر نہیں لگتی۔ کوشل رادھن سنگھ اگر جانور ہے تو میں بھی ایک وحشی درندہ ہوں اس دنیا سے نمٹنے کا میں نے ایک ہی گر سیکھا ہے۔ اسے اس کی زبان میں سمجھاؤ۔ اگر تم نے رحم کی زبان استعمال کی تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہیں نہیں ہوگا۔ چنانچہ کوشل تم مجھے معاف کرنا رادھن سنگھ پر کاری ضرب لگانے کے لیے۔ مجھے بھی انسانیت کا لبادہ اتار کر پھینکنا پڑے گا۔ اور میں وہی کروں گا جو وقت کی ضرورت ہے۔ میں اس مشن کو اور زیادہ طویل نہیں کر سکتا۔" کوشل خاموشی سے میری شکل دیکھنے لگی۔ وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی تھی۔ ہم لوگ قیدی کی حیثیت سے تقریباً چودہ گھنٹے تک یہاں بند رہے اس دوران کوئی شخص ہمارے پاس نہیں آیا تھا لیکن پندرہویں گھنٹے میں چند مسلح افراد کو اپنی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا۔ ان میں جو شخص سب سے آگے تھا وہ رادھن سنگھ ہی تھا۔ لیکن ایک نئے روپ میں اس وقت وہ ایک سیاہ رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ اس کی کمر پر ایک بیلٹ بندھی ہوئی تھی۔ سیاہ رنگ کا یہ ڈھیلا ڈھالا لباس مارشل آرٹس کے ماہروں کا سا تھا۔ اس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور ہمارے قید خانے کا دروازہ کھول دیا گیا۔

"باہر آؤ راجہ صاحب۔" رادھن سنگھ بدستور طنزیہ انداز میں بولا۔ میں کوشل کو اشارہ کر کے آگے بڑھ گیا۔ چنانچہ ہم دونوں باہر نکل آئے۔ رادھن سنگھ ہاتھ سے اشارہ کر کے لاپروائی سے آگے بڑھ گیا اور اس کے بعد ہمیں بھی گودام سے باہر نکال لیا گیا۔ جزیرے پر خاموش سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ تاحد نگاہ کوئی نہیں تھا۔ سوائے ان لوگوں کے جو رادھن سنگھ کے ساتھی تھے رادھن سنگھ نے ہماری طرف رُخ کر کے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ گولڈ مین کو میں شہر کی کسی سڑک پر اس طرح ماروں کہ کتے اس کی لاش گھسیٹتے پھریں۔ لیکن صورتِ حال کچھ ایسی ہو گئی ہے راجہ صاحب کہ تمہارا خاموشی سے مر جانا ہی بہتر ہے۔ لیکن رادھن سنگھ کے بارے میں تم نے جتنے غلط اندازے قائم کیے تھے اب تمہیں ان کی سزا بھگتنی ہے۔ رادھن سنگھ بلاوجہ ہی سورج گرہن کا سربراہ نہیں بنا ہے۔ بلکہ اس کے لیے اس نے محنت کی ہے۔ ہمارے تمہارے بیچ زور کا مقابلہ ہوگا۔ راجہ صاحب اور آج تم کچھ نئی چیزوں سے واقف ہو گے۔ آؤ آؤ سامنے آؤ۔" رادھن سنگھ مارشل آرٹس کا پوز بنا کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن اسے اندازہ نہیں تھا کہ میری بھی زندگی کیسے لوگوں کے درمیان گزری ہے۔ میں نے خود کو بھی جس انداز سے حملے کے لیے اچھالا تھا وہ بے حد مہلک اور خطرناک تھا۔ یہ چیتے کی مخصوص جست تھی جس کے ذریعے وہ اپنے شکار کی کھوپڑی توڑ دیتا تھا۔ لیکن رادھن سنگھ کے بارے میں ایک لمحے میں اندازہ ہو گیا۔ کہ وہ بھی مارشل آرٹس کے بہترین فن سے ناواقف نہیں ہے چنانچہ اس نے اپنے آپ کو سنبھال کر زمین پر جھکایا اور اپنے دونوں ہاتھوں میرے چہرے کی طرف کر دیئے۔ میں نے فضا ہی میں ایک قلابازی کھائی اور سیدھا ہو گیا۔ بہت عرصے سے مارشل آرٹ کے کسی مقابلہ کا موقع نہیں ملا تھا لیکن اب صورتِ حال ایسی پیدا ہوئی تھی تو میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنی زندگی کے بہترین فن کا مظاہرہ کروں گا۔ میں نے فضا میں اپنے آپ کو روک کر رادھن سنگھ کے کندھے پر ایک ضرب لگائی۔ اور رادھن سنگھ لڑکھڑا گیا۔ اس سے قبل کہ وہ سنبھلتا میں نے کسی سانپ کی طرح

پلٹ کر دوسرا حملہ کیا اور رادھن سنگھ کو اس بار بُری طرح لڑکھڑا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ اگر وہ نہ ہٹتا تو میری یہ ضرب اس کے لیے بہت کافی ثابت ہوتی۔ اسے اس وقت بڑی مایوسی ہوئی تھی۔ اپنے آدمیوں کے سامنے اس کی بڑی سبکی ہوئی تھی۔ مارشل آرٹ کے کچھ فنون سے واقف ہونے کے بعد اس نے سوچا ہوگا کہ مجھے زیر کرنا بہت آسان ہوگا کیونکہ ضروری نہیں ہے کہ میں بھی اس فن سے واقف ہوں لیکن میں نے جس طرح حملوں کا مظاہرہ کیا تھا انہوں نے اسے شدید مایوس کر دیا لیکن اس نے اپنے حواس بحال رکھے تھے۔ چند قدم پیچھے ہٹ کر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور میرے حملوں کو روکنے کی کوشش کرنے لگا۔ میں نے کئی زبردست ہاتھ اس کے جسم کے مختلف حصوں پر مارے تھے اور دو تین جگہ اس کا چہرہ مجروح ہو گیا تھا۔ لیکن اب اس کے لیے ممکن نہیں تھا کہ وہ تنہا مجھ سے جنگ کرے۔ چنانچہ اس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کر دیا اور وہ سب بیک وقت میری طرف لپکے۔ میں ان مسلح افراد کے حملے کے لیے تیار نہیں تھا۔ لیکن اسی لمحے میں میں نے خود کو سنبھال لیا۔ وہ مجھے چاروں طرف سے گھیر رہے تھے ان میں سے کچھ نے چاقو وغیرہ نکال لیے۔ پھر پہلے دو آدمی میری طرف بڑھے تو میں دفعتاً زمین پر گر گیا۔ اور تیزی سے قلابازیاں کھاتا ہوا دور نکل گیا۔ میں ان دونوں کے حملوں کو پیچھے سے روکنا چاہتا تھا دفعتاً میں نے پیروں کے بل زور لگا کر اپنے آپ کو سنبھالا اور دوسرے لمحے آگے آنے والے دونوں آدمی میری ٹھوکروں کا شکار ہو گئے۔

وہ لڑھکتے ہوئے ایک دوسرے پر ڈھیر ہو گئے تھے۔ میں نے دفعتاً فضا میں بلند ہو کر ان دونوں کی گردنوں میں ٹانگیں پھنسائیں اور پھر ایک طرف جھکتا چلا گیا۔ میرے ہاتھ زمین پر ٹکے اور میں نے ٹانگوں کی قوت سے ان دونوں کو ٹکرا دیا۔ ان کے سر خربوزوں کی طرح کھل گئے تھے۔ کوشل کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکل گئی تھی۔ دوسرے افراد بھی مجھ پر حملہ آور ہوتے لیکن ان میں سے کوئی بھی میرے بدن کو چھونے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔

رادھن سنگھ پر دفعتاً دیوانگی طاری ہو گئی اپنے آدمیوں کی یہ ناکامی دیکھ کر وہ وحشت زدہ ہو گیا تھا۔ غصہ سے بے انتہا مغلوب ہو کر اس نے ایک خوفناک دھاڑ حلق سے نکالی اور مجھ پر حملہ کر دیا۔ میں زمین سے فضا میں بلند ہوا۔ رادھن سنگھ نے بھی یہی حرکت کی تھی فضا میں ہم دونوں کے جسم ٹکرائے لیکن میں بالکل چاق و چوبند تھا۔ میں نے اپنی ہتھیلی کا نچلا حصہ رادھن سنگھ کے پاؤں پر مارا۔ اور دوسرے لمحے رادھن سنگھ کے منہ سے ایک کربناک چیخ نکل گئی۔ لیکن میں عقب سے بھی ہوشیار تھا۔ ایک شخص نے اپنے ملبے سے آہنی اوزار کے ذریعے مجھ پر حملہ کرنا چاہا۔ لیکن میں نے اپنی جگہ کھڑے کھڑے اس کے حملہ آور ہاتھ کو اپنی بغل میں دبایا اور اپنی کوہنی اس کے سینے پر ماری۔ یہ ضرب اتنی زوردار تھی کہ اس کی پسلی چٹخ گئی۔ اور وہ پلٹ کر پیچھے گر پڑا۔ میں نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا نہیں تھا۔ بلکہ آگے بڑھ کر رادھن سنگھ کے گھٹنے پر ایک ضرب لگائی تھی۔

رادھن سنگھ بے بسی سے پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے آگے بڑھنا چاہا لیکن اس بار پھر رادھن سنگھ کے ساتھیوں نے میرے گرد دائرہ بنا لیا اور مجھے ان لوگوں سے نمٹنے کے لیے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ رادھن سنگھ خود کو ہوا میں اُچھال کر پیچھے لے گیا تھا میرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتا بلکہ پہلے ان لوگوں سے نمٹ لیتا جو میرے اطراف میں آ کر پریشان کر رہے تھے۔ میں پوری طرح ان لوگوں پہ نگاہیں جمائے تیزی سے پینترے بدل رہا تھا۔ پہلا آدمی میرے ہدف پہ آیا تو میں نے اس کی ریڑھ کی ہڈی پر ایک زوردار ضرب لگائی۔ اور دوسرے پاؤں سے اس کی کھوپڑی سہلا دی۔ ایک اور شخص گرتے ہوئے آدمی کی زد میں آیا تو میں نے اسی کو اپنا نشانہ بنایا اور اس کی کلائی ٹوٹ کر لٹک گئی۔ اب میں ان لوگوں پر مسلسل تابڑ توڑ حملے کر رہا تھا۔

کوشل اس طرح سینے پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی جیسے پتھر کا کوئی بت ہو۔ اور اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا ہو۔ وہ میرے دونوں ہاتھ اور پاؤں مشینی انداز میں حرکت کر رہے تھے۔ اور میں ان لوگوں کو ناکارہ بناتا جا رہا تھا۔ میرے داہنے بازو میں بس ایک ہلکی سی خراش لگی تھی جس سے خون بہہ رہا تھا۔ میں ان لوگوں کے دائروں کو توڑ دینا چاہتا تھا لیکن وہ بھی اپنی زندگی کی بازی لگا کر اپنے آپ کو رادھن سنگھ کی نگاہوں میں سرخرو کرنا چاہتے تھے یہ دوسری بات ہے کہ اس کوشش میں ان کے بدن سرخ ہوئے جا رہے تھے دفعتاً میں نے کچھ قدموں کی آوازیں سنیں۔ یہ آوازیں گودام کی طرف سے آ رہی تھیں۔ میں نے ایک لمحہ کے لیے ادھر دیکھا اور پھر

برق رفتاری سے فضا میں اُچھل کر ایک سمت دوڑ لگا دی۔ یہ تو صرف ایک چال تھی تین آدمی میرے پیچھے دوڑے اور میں دفعتاً پلٹ پڑا۔ وہ جھونک میں مجھ سے ٹکرائے، لیکن میں اس کے لیے بالکل تیار نہ تھا گودام کی طرف سے آنے والے مزید تین افراد تھے۔ جو غالباً یہاں کی صورتِ حال دیکھ کر اس طرف دوڑ لگانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ لیکن میں نے انہیں موقع نہیں دیا اور ان پر حملہ کر دیا۔ اب مجھے یہ شبہ ہونے لگا تھا کہ رادھن سنگھ یہاں رُکے گا نہیں اور میرا یہ اندازہ غلط نہیں نکلا۔ رادھن سنگھ اپنے آدمیوں کا حشر میرے ہاتھوں دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ اس نے دفعتاً کنارے کی طرف دوڑ لگا دی۔

کوشل یہ نکلنے نہ پائے۔ دفعتہً میں نے چیخ کر کہا اور کوشل جواب تک میری ہلاکت کی سحر میں گرفتار تھی ایک دم سنبھل گئی۔ اُس نے جھرجھری سی لی اور جیسے کسی خواب سے بیدار ہو گئی۔ میں رادھن سنگھ کی سمت کا اندازہ لگا چکا تھا اور اب مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ وہاں سے فرار ہو جانے کے چکر میں ہے دفعتاً تھوڑے سے فاصلہ پر پہنچ کر میں نے اس پر جست لگائی اور اُسے لپیٹتے ہوئے زمین پر آن گرا۔ ہم دونوں دور تک لڑھکتے چلے گئے تھے۔

کوشل مسلسل ہمارے پیچھے چلی آ رہی تھی کہ دفعتاً فضا میں ایک فائر کی آواز گونجی کسی نے کوشل پر فائر جھونک مارا تھا۔ گولی کوشل کے بازو میں کہنی کے قریب لگی اور وہ گھوم گئی۔ اس کے بازو سے خون بہہ نکلا تھا لیکن اب میں دیوانہ ہو گیا تھا میں نے رادھن سنگھ کو بُری طرح رگڑ کر رکھ دیا۔ وہ میری گرفت سے نکل گیا۔ لیکن جیسے ہی وہ کھڑا ہوا میں نے اس کی کمر پر ایک لات رسید کر دی۔ اور وہ ٹھٹھک گیا۔ دو آدمی رائفل سنبھالے اسی طرف دوڑتے چلے آ رہے تھے وہ غالباً صحیح صورت حال سے واقف نہیں تھے جیسے ہی وہ قریب پہنچے میں نے رادھن سنگھ کو اُٹھا کر ان پر دے مارا۔ اس دوران کوشل اپنے زخم کی پرواہ کیے بغیر وہاں پہنچ گئی تھی۔ نیچے گرے ہوئے ایک آدمی کی رائفل اُٹھا کر اس نے اس کی نال پکڑی اور پوری قوت سے اس آدمی پر دے ماری۔ دوسرے آدمی کے ساتھ بھی اس نے یہی سلوک کیا تھا تیسرا وار اس نے رادھن سنگھ کی پنڈلیوں پر کیا۔ یہ وار ایک وحشیانہ انداز میں کیا تھا۔ رادھن سنگھ کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی، اور وہ زمین پر تڑپنے لگا۔ غالباً اس کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور پھر اس کے بعد کھیل ختم ہو گیا۔ رادھن سنگھ میں اب اتنی سکت نہیں تھی۔ کہ وہ مزید کوئی کارروائی کر سکے اس کے آدمی بھی ناکارہ ہو گئے تھے۔ کچھ مر چکے تھے کچھ دم توڑ رہے تھے اور جو شدید زخمی تھے ان کی کراہوں کی آوازیں فضا میں بلند ہو رہی تھیں۔ بظاہر محسوس ہوتا تھا جیسے یہاں اور کوئی موجود نہ ہو۔ ہم نے صورت حال پر مکمل قابو پا لیا تھا سب سے زیادہ تقویت کی بات یہ تھی کہ اب ہمارے پاس اسلحہ موجود تھا۔

میں نے مسکراتی نگاہوں سے کوشل کو دیکھا اور پھر رادھن سنگھ کی طرف دیکھ کر بولا۔

”یہی ہیں کنور رادھن سنگھ کوشل۔“

”ہاں یہی پاپی ہے۔“

رادھن سنگھ آنکھیں بند کرنے لگا تو کوشل نے رائفل کی نال اُس کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر مارتے ہوئے کہا۔

”تو بے ہوش نہیں ہو گا پاپی۔ اگر تو نے بے ہوش ہونے کی کوشش کی تو۔ تو میں تیرے کپڑوں میں آگ لگا کر تجھے زندہ جلا دوں گی۔“

رادھن سنگھ نے لوکھلا کر آنکھیں کھول دیں۔ کوشل کے لہجے میں بڑی سفاکی تھی۔

”کیا سلوک کیا جائے تمہارے ساتھ رادھن سنگھ؟“ میں نے پوچھا۔

”جو من چاہے کرو۔ میں کیا کہوں۔“

”ارے آپ نے ہتھیار ڈال دیئے مہاراج۔“

”بکواس مت کرو۔“ وہ دہاڑا۔

”چلو ٹھیک ہے اب یہ بتاؤ کوئی ایسی جگہ ہے یہاں جہاں اسٹیمر وغیرہ موجود ہو۔“

رادھن سنگھ کی آنکھیں بے اختیار ایک سمت اُٹھ گئیں۔ لیکن اس نے فوراً خود کو سنبھال لیا۔

”کوئی ایسی جگہ یہاں نہیں ہے۔“

میں ہنس پڑا۔ ”جگہ کی نشاندہی تو خود تم نے کر دی ہے۔ کوشل رائفل تمہارے پاس ہے۔ اس کی نگرانی کرو میں ابھی آتا ہوں۔“

کوشل نے حیرانی سے میری طرف دیکھا اور پھر تعجب سے کہنے لگی۔

”کہاں جا رہے ہو بھیا۔“

"اسٹیمر کی تلاش میں۔"

"مگر یہ تو کہتا ہے کہ یہاں کوئی اسٹیمر نہیں ہے۔"

"اس کی آنکھیں کچھ اور کہہ رہی ہیں۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر بولا۔ "اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ مگر تمہیں معلوم ہے کہ یہ کتنا بڑا شیطان ہے۔ اس لیے اس پر نگاہ رکھنا۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے بھیا۔"

میں چل پڑا۔ رادھن سنگھ نے بے اختیار میری طرف دیکھا تھا۔ وہاں چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ میں نے ان چٹانوں کی طرف دوڑ لگائی اور تھوڑی دیر کے بعد ان کے قریب پہنچ گیا۔ چٹانوں کے درمیان میں نے ایک اسٹیمر دیکھ لیا۔ اس پر کوئی موجود نہ تھا۔

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ گویا اندازہ درست تھا۔ اس اسٹیمر کے لوگ بھی مجھ سے مقابلے میں کام آ گئے تھے میں نے جائزہ لیا اور اسٹیمر پر اتر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسٹیمر اسٹارٹ ہو کر چل پڑا۔ میں اسے گھما کر دوسری طرف لے آیا تھا۔ اب میں کوشل کو دیکھ سکتا تھا۔ وہ بھی حیرت سے اسٹیمر کو دیکھ رہی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد رادھن سنگھ کو اسٹیمر پر منتقل کر دیا گیا۔ اب اس کی آنکھوں میں مُردنی چھائی ہوئی تھی۔

"کیا خیال ہے رادھن مہاراج؟" میں نے مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کتے ہو۔"

"اب گالیوں پر اتر آئے۔ بُری بات ہے اتنے بڑے آدمی کو گالیاں نہیں بکنی چاہئیں۔"

"بڑا حساب کتاب ہے اس کا میرا۔ برسوں کے بوجھ اُتارنے ہیں اس سے۔" کوشل نے کہا اور رادھن سنگھ کانپ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

O

کوشل ایک زخمی ناگن تھی۔ اگر میں اس کی کہانی سے واقف نہ ہوتا تو اسے دنیا کی بھیانک عورت قرار دیتا لیکن یہ بات میں جانتا تھا کہ اس پر کیا بیتی ہے رادھن سنگھ نے اس سے انسانوں کی سی زندگی چھین لی تھی۔ اس کے بدلے میں وہ جو کچھ کرتی کم تھا۔ جب اسے دل کے ارمان نکالنے کا پورا موقع ملا تھا۔ رادھن سنگھ ایک قید خانے میں بند تھا۔ اور کوشل اس کی نگران تھی۔

"کیا پروگرام ہے کوشل؟"

"اس سے روپا کا پتا پوچھو۔" کوشل نے کہا۔ ہم دونوں ہی رادھن سنگھ کے پاس گئے تھے۔

"تم جانتے ہو رادھن سنگھ۔ اب تمہارے ساتھ کیا سلوک ہو گا۔ اس لیے بہتر ہے کہ کوشل کی بہن روپا کا پتا بتا دو۔"

"گدھے ہو تم۔ پوچھ سکتے ہو تو پوچھ لو۔" رادھن سنگھ نے حقارت سے کہا۔

"مجھے اجازت ہے بھیا۔" کوشل نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ اور میں نے شانے ہلا دیئے۔ چنانچہ کوشل نے اپنا کام شروع کر دیا۔

اس کے اشارے پر قید لوگوں نے رادھن سنگھ کے بدن سے پورا لباس اُتار دیا تھا۔ اور پھر قید خانے کا ایک ایک رخنہ بند کر دیا گیا۔ لیکن میں نہیں جانتا تھا کہ کوشل کے ذہن میں کیا پروگرام ہے۔

رادھن سنگھ مادر زاد برہنہ اس قید خانے میں بند تھا۔ قید خانے میں مائیک لگائے گئے تھے تاکہ اس کی آواز دوسرے کمرے میں سُنی جا سکے۔

اپنے پروگرام کے آغاز سے کوشل نے مجھے آگاہ کر دیا تھا۔ وہ کوئی کارروائی کر کے آئی اور اطمینان سے کمرے میں آ بیٹھی۔

"کیا کیا ہے تم نے کوشل؟"

"ایک معمولی سی کوشش۔" کوشل نے کہا اور ہنس پڑی۔ اس ہنسی میں ایک وحشت تھی۔

دفعتاً میں نے رادھن سنگھ کی دلخراش چیخ سُنی اور پھر وہ مسلسل چیخنے لگا اس کی ان چیخوں میں بڑی اذیت تھی۔

"ارے بچاؤ۔ ارے بچاؤ مر گیا۔ بچاؤ۔" وہ جذباتی انداز میں چیخ رہا تھا۔

"کیا کیا ہے تم نے کوشل؟"

"کچھ نہیں بھیا۔ بھڑوں کا ایک چھتّہ قید خانے میں پھینک دیا گیا ہے۔"

"بھڑوں کا چھتّہ؟"

"ہاں۔ صحن کے پیڑ میں لگا تھا۔ گروچن لال نے اسے احتیاط سے ایک ڈبے میں بند کر کے توڑ لیا اور اب وہ ڈبہ قید خانے میں کھل گیا ہے۔"

"خدا کی پناہ۔" میں نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر میں خاموشی سے رادھن سنگھ کی ڈوبتی آوازیں سُننے لگا۔

پھر شاید وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

"اگر وہ مر گیا تو کوشل؟"

"ایسا کوئی کام نہیں کروں گی بھیا۔ وعدہ۔" کوشل نے سارے انتظامات کر لیے تھے۔ جب ہم رادھن سنگھ سے ملنے قید خانے کی فضا بھڑوں سے پاک ہو چکی تھی۔ دھواں کر کے تمام بھڑوں کو بھگا دیا گیا تھا۔ لیکن رادھن سنگھ کا پورا بدن سوجا ہوا تھا۔ اس کی شکل نہیں پہچانی جا رہی تھی۔

"پانی۔ مجھے پانی دو۔" وہ گڑگڑا کر بولا۔

"روپا کہاں ہے۔؟"

"پانی۔ پہلے پانی دو۔"

"روپا کا پتا بتاؤ۔" کوشل غرائی۔

"پہلے پانی دیدو مجھے۔"

"ایک قطرہ نہیں ملے گا۔"

"نہیں بتاؤں گا۔ ایک لفظ نہیں بتاؤں گا۔" اس نے دیوانگی کے انداز میں کہا۔

کوشل خاموشی سے یہاں سے چلی آئی تھی۔ اٹھارہ گھنٹے کے بعد ہم دونوں پھر رادھن سنگھ کے پاس پہنچے۔ وہ پانی لے کر گئی تھی۔ "لو رادھن سنگھ جی! پانی پیو۔" اس نے کہا۔ اور برتن رادھن سنگھ کی طرف بڑھا دیا۔

رادھن سنگھ پاگلوں کی طرح پانی پر جھپٹا۔ لیکن پانی کا ایک ہی گھونٹ لیا تھا اس نے کہ برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

ارے تیرا ستیاناس۔ ارے کیا پلا دیا مجھے۔ ارے میں مر گیا۔

میں خود چونک پڑا۔ کوشل ہنسنے لگی تھی۔

"فکر نہ کرو رادھن سنگھ جی۔ ایک دوا ملی ہوئی تھی اس میں جو پانی کو صرف کڑوا کر دیتی ہے۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا مگر پانی۔"

"مر جاؤں گا میں۔ تمہیں بھگوان کا واسطہ مجھے پانی تو دے دو۔"

"روپا کا پتا بتا دو۔"

"وہ گجراج کے جزیرے سنتھیا میں قید ہے۔ چرن بہاری تمہیں وہاں تک لے جا سکتا ہے۔" رادھن سنگھ نے ہتھیار ڈال دیئے۔

"چرن بہاری کون ہے؟"

"تمہیں گارولی کی بلڈنگ نمبر سات میں ملے گا۔" پانی دیدو مجھے۔"

وہ تمہارا آدمی ہے۔

"ہاں۔"

"پانی اس وقت ملے گا تمہیں جب چرن بہاری ہمارے پاس آجائے گا۔" کوشل نے کہا۔

"اسے فون کر دو۔"

"یہ کام تم ہی کرو گے۔" کوشل نے کہا۔ اور پھر رادھن سنگھ کو قید خانے سے نکالا گیا۔ اس نے چرن بہاری سے بات کی اور اسے ایک جگہ بُلا لیا گیا۔

"تب رادھن سنگھ کو تھوڑا سا پانی دیتے ہوئے کوشل نے کہا۔ "اگر تم نے کوئی چالاکی کی رادھن سنگھ تو اب کے تمہیں تیزاب پلاؤں گی پانی کی جگہ۔"

"میں کوئی چالاکی نہیں کروں گا۔" رادھن سنگھ نے کہا۔

چرن بہاری کے حصول کے لیے کافی احتیاط سے کام کیا گیا۔ پھر اسے قید خانے میں لایا گیا۔ لیکن رادھن سنگھ کی حالت دیکھ کر وہ دہشت زدہ ہو گیا تھا۔

"بہاری انہیں گجراج لے جاؤ۔ روپا ان کے حوالے کر دو۔"

"جی مہاراج۔"

"کوئی چالاکی مت کرنا؟"

"جی مہاراج۔"

"اب تم کھاؤ پیو، عیش کرو اس وقت تک جب تک روپا یہاں نہ آجائے۔"

"چرن کوئی حرکت مت کرنا۔"

"میں خیال رکھوں گا مہاراج۔" چرن بہاری نے لرزتے ہوئے کہا۔ اور ہم اسے قید خانے سے نکال لائے۔

میں نے کوشل سے کہا۔ "میں خود روپا کو لینے جاؤں گا کوشل۔"

"بھیا تم۔۔؟"

"ہاں صرف میں، تنہا۔"

"بھیا روپا کو دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں۔ مگر میں تمہارے لیے بھی خطرہ مول لینا نہیں چاہتی۔"

"تم اطمینان رکھو کوشل۔ میں روپا کو لے کر ہی آؤں گا۔"

گجراج تک کا سفر بڑا پیچیدہ تھا۔ یہ کوئی خفیہ علاقہ تھا۔ ہمیں پہلے ریل سے سفر کرنا پڑا جو چوبیس گھنٹے کا تھا۔

پھر ایک علاقے میں جیپ سے جانا پڑا۔ یہ سب اسمگلروں کے علاقے تھے پھر ایک سنسان گھاٹ سے چرن بہاری ایک اسٹیمر لے کر چل پڑا۔ اب تک وہ میرے ساتھ پورا تعاون کرتا رہا تھا۔ میرے اور اس کے درمیان اس پورے سفر میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

اسٹیمر کا سفر بھی ایک گھنٹے کا تھا۔ مجھے تعجب تھا کہ یہ کیسے جزیرے ہیں جن پر حکومت کی کوئی توجہ نہیں ہے بہرحال ہم ایک جزیرے پر پہنچ گئے جو بدنما چٹانوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ چرن بہاری یہاں کچھ لوگوں سے ملا۔ اس نے اُن سے بات چیت کی اور پھر ہم جزیرے کے اندرونی حصے میں داخل ہو گئے۔

غاروں کے جال یہاں بکھرے ہوئے تھے۔ انہیں میں سے ایک غار میں روپا موجود تھی۔

ایک حسین نوخیز لڑکی جس کا چہرہ ہلدی کی مانند پیلا تھا۔ اس کے خدوخال میں کوشل کی جھلک تھی۔ اس لیے اسے روپا تسلیم کرنے میں مجھے کوئی عار نہ ہوا۔

تمہارا نام روپا ہے؟ اس نے سوال کیا۔ لیکن وہ خالی خالی آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگی۔

"یہ جواب کیوں نہیں دیتی؟"

"اس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے" بہاری نے جواب دیا۔

"اسے لے جانے کا بندوبست کرو۔ میں نے بہاری کو حکم دیا۔ میرا خیال تھا کہ بہاری نے رادھن سنگھ کی جو حالت دیکھی ہے۔ اس کے تحت وہ کوئی حرکت نہیں کرے گا۔

بہاری چلا گیا۔ ایک گھنٹے کے بعد وہ واپس آیا اور مجھ سے کہا۔

"تیاریاں ہو گئی ہیں مہاراج۔ میں روپا کو سہارا دے کر باہر آیا۔ اسٹیمر ہمیں لے کر چل پڑا۔ لیکن بہاری چال چل چکا تھا۔ کوئی پلان تھا اس کے ذہن میں۔ ابھی اسٹیمر زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ دفعتاً فضا میں ہیلی کاپٹر نظر آیا جو اسی طرف آ رہا تھا۔

"یہ کیا ہے بہاری۔؟ میں نے پوچھا۔"

"میں نہیں جانتا مہاراج۔ بہاری نے کہا اور دفعتاً اس نے پانی میں چھلانگ لگا دی۔"

اسٹیمر ہمارے سر پر پہنچ گیا۔ اور دفعتاً اس سے گولیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ میرے ہوش اڑ گئے تھے۔ اتفاق تھا کہ کوئی گولی ہمیں نہ لگی۔

اور اب اس کے علاوہ چارہ کار نہیں تھا کہ میں روپا کے ساتھ سمندر میں چھلانگ لگا دوں۔ میں نے روپا کو سنبھالا پانی میں کود گیا۔ ہیلی کاپٹر واپس پلٹا۔ اور بس شاید اوپر بم پھینک کر اسٹیمر کو تباہ کر دیا گیا تھا۔

لیکن میں زندگی کے سب سے خوفناک مرحلے میں ... ہو گیا تھا۔ وسیع و عریض بے کراں سمندر اور ایک ذہنی طور ... غیر متوازن ہستی جسے سنبھالنا تھا۔ اس کے علاوہ چارہ کار ... نہیں تھا کہ ساحل کی طرف ہی تیرنا شروع کروں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ خوش بختی سے سمندر کا زیادہ سفر طے نہیں ہوا ... پھر بھی اس حالت میں ساحل تک جانا معمولی بات نہ تھی۔ روپا کو حاصل کرنے کی جو خوشی تھی سب ختم ہو گئی ... میں نے اسے سنبھال کر تیرنا شروع کر دیا۔ روپا خود بھی ... مدد کر رہی تھی لیکن اس کا سارا بوجھ مجھ پر تھا اور میں زندگی کی تلاش میں ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ جو کچھ ہو گیا تھا اس کا گمان بھی نہیں تھا۔ بڑی آزمائش آ پڑی تھی۔

خوفناک جدوجہد جاری تھی۔ نہ جانے کتنی دیر تک ... رہا۔ ہاتھ پاؤں شل ہو گئے تھے رفتہ رفتہ انہیں ہلانے کی رفتار سست ہو گئی لیکن اس کے ساتھ ہی ایک بار یوں محسوس ہوا جیسے پانی ہلکا ہوتا جا رہا ہو۔ شاید میں ڈوب رہا تھا۔ لہریں اب میرے اوپر سے گزر رہی تھیں۔ ایک جب اوپر سے گزری تو نیچے پیٹ ریت سے ٹکرایا ... یا تھکن یا غنودگی جو کچھ بھی تھی۔ ایک دم ذہن سے چھٹ گئی۔ میں اچھل پڑا۔ ایک طاقتور لہر نے کچھ اور آگے ... تو پاؤں زمین سے ٹک گئے۔

عجیب سے جذبات ہو گئے تھے دل میں ... ایسی موجزن ہو گئی تھی جو بیان سے باہر تھی ... اب ... ہوئی تھی لیکن میرا دل و دماغ منور ہو گیا تھا میں روپا کو شانے پر ڈالے ہوئے کھڑا ہو گیا کئی قدم آگے بڑھا ... بالآخر پتھریلی جگہ پر پہنچ گیا ایسی جگہ جہاں لہریں نہیں آ رہی تھیں۔ ہاتھوں سے ٹٹول ٹٹول کر میں نے ایسی جگہ منتخب کی جو مسطح تھی۔ پہلے روپا کو ایک چٹان پر لٹا دیا۔ اس کے بعد خود بھی اس چٹان کے نزدیک ایک ابھرے ہوئے پتھر پر بیٹھ گیا۔ میری اپنی حالت بھی بہتر نہیں تھی بدن کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔

لیکن چونکہ اندرونی طور پر خوشی تھی اس لیے زیادہ احساس ... تھا رات آہستہ آہستہ گزرتی رہی۔ دو بار ننھی ننھی ... ریں برسیں اور میں خوفزدہ ہو گیا۔ اگر بارش آ گئی تو پناہ ... کے لیے کوئی جگہ نہیں ہو گی۔ چٹانوں میں اتنی پھسلن ... بیان سے باہر۔ کوئی غلط جنبش موت کا پیغام بن ... تھی۔

صبح کی روشنی نے ماحول کو منور کر دیا لیکن بے حد ... ہیبت ناک ماحول تھا سیاہ بدنما ہیبت ناک چٹانیں سینہ ... تنے کھڑی تھیں اور ان کا سلسلہ تاحد نگاہ چلا گیا۔ دور دور ... سیاہ چٹانوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا پتہ نہیں کون سی جگہ ... حالات بہت سنگین تھے۔ میں نے گہری سانس لے کر روپا ... طرف دیکھا تنفس جاری تھا۔ بے ہوشی شاید گہری نیند میں ... بدل گئی تھی اس لیے اُسے جگانا مناسب نہ سمجھا جس جگہ وہ لیٹی ... ہوئی تھی وہ محفوظ تھی اس کے گرنے کا خطرہ نہیں تھا چنانچہ ... اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ قرب و جوار کا جائزہ ... لیا جائے اور اس جگہ کے بارے میں کوئی اندازہ لگانے کی ... کوشش کی جائے کہ یہ کون سی جگہ ہے۔

میرا کام نہایت خوش اسلوبی سے ہوا تھا اور میں ایک ... ایسی کوشش میں کامیاب ہو گیا تھا جو ناقابلِ یقین سمجھی ... جاتی تھی لیکن اس کے بعد جن حالات سے دوچار ہوا تھا ... وہ تقدیر ہی کا عطیہ تھے خدا کی کوئی مصلحت ہی ہوگی ... ان میں بھی۔

میں روپا کو اس جگہ چھوڑ کر وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ ... کائی لگی چٹانوں پر بے پناہ پھسلن تھی لیکن تھوڑی دور ... یہ پھسلن ختم ہو گئی۔ سمندر کی نمی ان چٹانوں کو مسلسل ... بھگوتی رہی تھی جس کی وجہ سے ان پر کائی جم گئی تھی۔ لیکن ... کا عقبی حصہ محفوظ تھا۔ چٹانیں چونکہ پھسلواں تھیں اور ... ان پر قدم جمانا مہارت کا کام۔ میں خود تو کسی نہ کسی طرح آگے ... بڑھ ہی سکتا تھا۔ لیکن روپا کو اس وقت ساتھ لے کر آنا ... خطرناک بھی ہو سکتا تھا۔ جگہ جگہ گہرے کھڈ نظر آئے یہ چٹانی سلسلہ ... میرے لیے اجنبی تھا نجانے کتنی دور تک چلا گیا تھا اور نجانے ... اس کے دوسری طرف کیا تھا بہرطور یہ بات طے تھی کہ چٹانوں ... کو عبور کیے بغیر کسی منزل کی تلاش ناممکن تھی۔ بھلا ان چٹانوں ... میں ... یوں محسوس ہوا جیسے چوٹی پر کوئی شے متحرک ہے۔ ... ٹھٹک گیا لیکن پھر اس جگہ میری نگاہ گئی تھی میں

نے ایک چیل کو حرکت کرتے دیکھا اور ایک گہری سانس لے کر آگے بڑھ گیا۔

میں نے سوچا کہ جا کر دیکھوں اس طرف کیا ہے۔ چنانچہ اس چٹانی چوٹی کے قریب پہنچ گیا۔ چوٹی پر کھڑے ہو کر میں نے دوسری طرف دیکھا ایک بہت بڑی گہری کھائی تھی جس میں لاتعداد سنگریزے پڑے تھے۔ ان سنگریزوں پر ایک ایسی چیز پڑی ہوئی تھی جس نے مجھے چونکا دیا۔

یہ بوسیدہ کشتیاں تھیں ٹوٹی پھوٹی کشتیاں ان سنگریزوں پر بکھری پڑی تھیں۔ ویسے یہ جگہ پانی کی پہنچ سے دور تھی اس لیے کشتیاں بھیگی ہوئی نہیں تھیں۔ میں اندازہ لگانے لگا کہ نیچے جانے کی جگہ کون سی ہو سکتی ہے اور مجھے ایک ایسی ڈھلان نظر آ گئی۔ جہاں سے اگر میں قدم جما کر نیچے جانے کی کوشش کرتا تو شاید نیچے پہنچ سکتا تھا۔ کشتیوں کی موجودگی نے بہرصورت اتنا تو یقین دلا دیا تھا کہ اگر یہ جگہ اس وقت غیر آباد تھی تو کبھی نہ کبھی ضرور آباد ہو گی۔

حالانکہ یہ کشتیاں سال خوردہ تھیں اور ان پر کاہی کا غلبہ تھا۔ وہ ٹوٹی پھوٹی تھیں جس سے اندازہ بھی ہوتا تھا کہ اب انہیں استعمال نہیں کیا جاتا ہو گا۔

لیکن نجانے کیوں میرا ذہن اس بارے میں متجسس تھا۔ میں اس ڈھلان کی جانب بڑھ گیا اور بڑی آہستگی سے نیچے اُترنے لگا کافی احتیاط سے ایک ایک قدم بڑھاتے ہوئے بالآخر میں نیچے سنگریزوں کے پاس پہنچ گیا۔ جس جگہ کشتیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہاں عین سامنے ایک بڑے غار کا دہانہ تھا۔ میں ایک لمحے تک سوچتا رہا اور پھر کشتیوں کے نزدیک پہنچ کر ان کی سال خوردگی کا جائزہ لینے لگا۔ کافی پرانی اور خستہ حال تھیں۔

پھر میں زمین پر ایسے نشانات تلاش کرنے لگا جن سے یہ اندازہ ہو سکے کہ یہاں انسانی قدم پہنچتے رہتے ہیں یا یہ جگہ بالکل ہی ویران پڑی رہتی ہے کشتیوں کی موجودگی اس بات کی ضمانت نہیں ہو سکتی تھی کہ یہاں آبادی بھی ہو گی۔

زمین پر کوئی ایسا نشان نہ مل سکا تو میں پہاڑی غار کی جانب بڑھ گیا۔ غار کی طرف بڑھتے ہوئے میں نے ایک سوکھی ہوئی خشک لکڑی اُٹھالی تھی جو ذرا بہتر حالت میں تھی نجانے غار کے اندر کیا ہو۔ نہ جانے کیسے حالات سے واسطہ پڑے۔

غار تاریک ہی نظر آ رہا تھا۔ بس روشنی کی جو کرنیں

اس کے سامنے کے حصے پر پڑ سکتی تھیں وہ اس کو منور کیے ہوئے تھیں ورنہ اس کے آگے بالکل تاریکی تھی۔ میں غار کے دہانے سے اندر داخل ہوا، غار زیادہ کشادہ نہیں تھا۔ بس ایک پہاڑوں کا کٹاؤ تھا۔ جسے سامنے کے حصے سے غار کا دہانہ سمجھا جا سکتا تھا۔

لیکن ہلکی سی روشنی میں، میں نے غار کے ایک کونے میں پڑے ہوئے سامان کو دیکھ لیا۔ اس کے نزدیک پہنچ کر میں نے اسے ٹٹولا غالباً کسی بڑی کشتی کا بادبان تھا۔ جسے لپیٹ کر رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا لیکن وہ بالکل ہی بوسیدہ تھا ذرا سا کھینچنے سے پھٹ جاتا۔ نیچے ٹین کے کچھ ڈبے پڑے ہوئے تھے۔ جو خشک خوراک کے تھے تھوڑے ہی فاصلے پر پیٹرول کا ایک ٹین رکھا ہوا تھا۔ جسے کھول کر دیکھا تو مٹی کے تیل کی بدبو اور گیس اٹھنے لگی۔ جب میں نے اسے ہلا کر دیکھا تو اس میں کافی، مقدار میں تیل موجود تھا۔ مٹی کے تیل کا لیمپ بھی نظر آیا۔ گویا یہاں کسی نے قیام کیا تھا۔

یہ بادبان ان ٹوٹی ہوئی کشتیوں میں سے کسی کا معلوم نہیں ہوتا تھا کیونکہ اس کا حجم خاصا تھا۔ میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔ کوئی چیز بھی تو نہیں تھی میرے پاس پستول تھا جو پانی میں بھیگ کر ناکارہ ہو گیا تھا اور میں نے اسے اپنے بدن سے جدا کر کے پھینک دیا تھا۔ چاقو وغیرہ موجود نہیں تھا۔

بہرطور یہ رسی مجھے کام کی چیز نظر آئی اور میں اسے کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد اس میں کامیاب ہو گیا۔ رسی کو دیکھا کافی مضبوط تھی باقی بادبان بری طرح گل چکا تھا رسی چونکہ سن کی بنی ہوئی تھی اس لیے ہواؤں کی نمی اور وقت کی کہر اس پر اثر انداز نہ ہو سکی تھی۔ تاہم وہ اتنی مضبوط بھی نہیں تھی۔ جتنی اصل حالت میں ہو گی۔ رسی تقریباً بارہ یا پندرہ گز لمبی تھی۔ میں نے اس کا لچھا سا بنایا اور کندھے پر ڈال لیا اور لکڑی لیے ہوئے باہر نکل آیا۔

پھر کچھ سوچ کر دوبارہ اندر گیا اور مٹی کے تیل کا وہ ٹین بھی اٹھا لیا۔ ممکن ہے کسی کام آ جائے لیکن کس کام؟ دفعتاً میرے ذہن میں ایک خیال ابھرا۔ روپا بھوکی ہو گی۔ مجھے خود بھی بھوک محسوس ہو رہی تھی ساری رات گزر چکی تھی اور کل دن میں بھی۔ میں نے ہلکا سا کھانا کھایا تھا لیکن ان چٹانوں میں خوراک کی تلاش بے سود ہو گی۔ البتہ سمندر میں قدرتی غذا ضرور موجود ہو گی۔ یہاں سے سمندر تک جانے کا راستہ تلاش کرنے میں۔

میں ادھر ادھر نظر دوڑاتا اور سنگ ریزوں پہ چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ لکڑی اور رسی کا لچھا میرے ساتھ تھا۔ ان دونوں چیزوں کو میں خود سے جدا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کافی دیر چلنے کے بعد جب میں ایک پہاڑی کٹاؤ میں داخل ہو کر دوسری طرف نکلا تو سمندر نگاہوں کے سامنے تھا۔ بڑی بڑی لہریں امڈ رہی تھیں۔ جو پہاڑی کٹاؤ میں داخل ہوتیں اور واپس چلی جاتیں۔ یہ کٹاؤ پانی سے بھرے ہوئے تھے۔

دفعتاً میرے ذہن میں ایک خیال آیا سمندر میں داخل ہو کر تو مچھلی کا شکار ایک احمقانہ سوچ ہی ہو سکتی تھی۔ لیکن ممکن ہے ان قدرتی تالابوں میں مچھلیاں موجود ہوں۔ میں ان تالابوں میں جھانکتا ہوا آگے بڑھنے لگا اور پھر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ایک بڑے سے گڑھے میں جو زیادہ گہرا نہیں تھا۔ مجھے چھوٹی بڑی مچھلیوں کے غول نظر آئے اور میری باچھیں خوشی سے کھل گئیں۔

یہ مچھلیاں اپنی مرضی سے واپس نہیں جا سکتی تھیں۔ ایک طرح سے یہاں قید ہو گئی تھیں لیکن یہ قید بھی ان کے لیے قید نہیں تھی کیونکہ گڑھا پانی سے لبالب بھر جاتا تھا یہاں اگر سمندر کی بہت بڑی لہر انہیں بہا کر لے جاتی تو اور بات تھی لیکن شاید اتنی بڑی لہریں یہاں نہیں پہنچ پاتی ہوں گی۔ میں نے گڑھے کے کنارے بیٹھ کر مچھلیوں کو تاکنا شروع کر دیا۔ لکڑی کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں تھی جس سے میں ان کا شکار کر سکتا میں نے کئی بار مچھلیوں کو لکڑی ماری لیکن کامیابی نہ ہوئی وہ مجھ سے زیادہ پھرتیلی تھیں پھر میں نے ایک بڑی مچھلی کو جس کا وزن ایک کلو سے کم نہ ہو گا تاک لیا۔ وہ تالاب کے کنارے موجود تھی غالباً میرے لکڑی کے واروں سے وہ سہم گئی تھی میں نے اللہ کا نام لے کر اس پر ایک زبردست وار کیا اور پھر میری حیرت کی انتہا نہ رہی مچھلی تڑپنے لگی تھی اس نے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ میں اسے ہاتھ ڈال کر باہر نکال لوں اور میں نے ایسا ہی کیا۔ تڑپتی ہوئی مچھلی میرے ہاتھ سے دو تین مرتبہ پھسلی لیکن آخرکار اس پر میری انگلیوں کی گرفت قائم ہو گئی۔ اس طریقے سے میں نے دو تین مچھلیاں اور شکار کیں، اور انہیں لیے ہوئے اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں کشتیاں پڑی ہوئی تھیں۔ پھر میں نے پتھروں سے ایک چولہا سا بنایا اور کشتی کی لکڑیوں کے چھوٹے چھوٹے

...ڑے جمع کر کے انہیں اس چولہے میں رکھ کر ان لکڑیوں پر ...ی کا تیل چھڑکا لیکن اب آگ کا مسئلہ تھا اور خداوند قدوس نے ...نان کو زندہ رہنے کے بہت سے طریقے بتا دیے تھے۔ انہی میں سے ...ب طریقہ چقماق کا بھی تھا لیکن چونکہ میں ان پتھروں کے بارے ...ں زیادہ نہیں جانتا تھا جو آگ پیدا کرتے ہیں لیکن یہ ضرور معلوم تھا ...تھوڑی بہت آگ ہر پتھر سے پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ میں کوشش ...تا رہا۔ اور کوشش میں مجھے پسینہ آ گیا۔ پتھروں کو ایک دوسرے ...مارتا تو ہاتھوں میں بھی دھمک محسوس ہوتی۔ میری یہ کوشش ...تھوڑی دیر بعد کامیاب ثابت ہوئی اور مٹی کے تیل نے ہلکی سی آگ ...پکڑ لی۔

میں اپنے ہاتھوں کی چھاؤں میں اس آگ کو پروان چڑھاتا ...تھا اور تھوڑی دیر بعد سال خوردہ لکڑیوں نے آگ پکڑ لی۔ ...میں نے کچھ اور لکڑیاں اوپر تلے سجا دیں اور پھر دو بڑے پتھر ...اس طرح ان کے کنارے رکھ دیے کہ ان پہ مچھلی رکھی جا سکے۔ ...مچھلی کی کھال اس طرح اتارنا ممکن نہیں تھا۔ لیکن اگر وہ صحیح طور ...بھن گئی تو بہرطور کام چلایا جا سکتا ہے۔ اس طرح میں نے ...تمام مچھلیاں بھون لیں۔ پھر مچھلیوں کو سن میں لپیٹ کر ...اسی راستے سے واپس چل پڑا جس طرف سے یہاں آیا تھا لکڑی ...اور رسی کا لچھا اب بھی میں نے اپنے پاس ہی رکھا تھا۔

وہاں تک پہنچنے میں مجھے بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ ...مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ بار بار یہاں آنا میرے لیے ممکن نہ ہو ...گا۔ ذرا سی لغزش ہاتھ پاؤں توڑ سکتی ہے۔ بہرطور میں روپا ...کے پاس پہنچ گیا۔ دور ہی سے میں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ ہوش ...میں آ گئی ہے اور اسی چٹان پر پاؤں لٹکائے بیٹھی ہے ...جہاں میں اسے چھوڑ کر گیا تھا۔ اس کے چہرے پر وحشت ...کے آثار تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے خوف نے اسے سکتہ ہو ...گیا ہو میرے قدموں کی آواز پر بس اس نے مجھے چونک کر ...نہیں دیکھا تب میں اس کے سامنے پہنچ گیا۔

"روپا۔ میں نے نرم لہجے میں آواز دی۔ اور اس نے کھوئی ...ہوئی نگاہیں مجھ پر جما دیں۔ اس کا چہرہ کسی قسم کے تاثرات ...سے عاری تھا۔

"تمہیں بھوک لگی ہو گی۔ میں نے کہا۔ لو یہ مچھلی کھا لو۔ اور ...ایک مچھلی اس کی جانب بڑھا دی۔ وہ مچھلی کو دیکھتی رہی۔ لیکن ...اس نے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا تھا۔ میں نے مچھلی کو درمیان سے ...توڑا اور ناخن سے اس کی کھال چھیلنے لگا۔ پھر میں نے اس

کا گوشت روپا کے چہرے کے قریب کر دیا اور اس نے بچوں کے سے انداز میں اپنا منہ کھول دیا۔ مجھے ہنسی آ گئی۔

"اس میں کانٹے بھی ہوں گے تم اسے اپنے ہاتھوں سے پکڑو اور کھا لو۔ میں نے کہا تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیئے مجھے مسرت ہوئی تھی۔ کم از کم اس میں الفاظ سمجھنے کی صلاحیت تھی پر وہ مچھلی کے گوشت کو دانتوں سے نوچ نوچ کر کھانے لگی۔ کانٹے تھوکتی جا رہی تھی میں جب اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا تو میں نے بھی دو مچھلیاں معدے میں اتار لیں ایک مچھلی میں نے ضرورت کے لیے محفوظ کر لی تھی۔ دو مچھلیاں روپا نے کھا لیں مچھلی کھانے کے بعد وہ پھر بچوں کے سے انداز میں میری طرف دیکھنے لگی اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"روپا۔ اب تم ہوش میں آ گئی ہو۔ خدا کے لیے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرو۔ اب تم دشمنوں میں نہیں، دوستوں میں ہو۔

وہ خاموشی سے میری بات سنتی رہی اس بات کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"آؤ اب ہم زیادہ دیر نہیں رک سکتے۔ میں نے اس کا بازو پکڑا اور بڑی احتیاط سے ایک سمت منتخب کر کے اس سمت چل پڑا۔ وہ آہستہ آہستہ قدموں سے میرے ساتھ چل رہی تھی۔ غالباً رات کی پرسکون نیند نے اسے خاصا پرسکون کر دیا تھا۔ ہم دونوں سفر کرتے رہے یہ سفر ہم دونوں ہی کے لیے مشکل تھا لیکن بڑی پامردگی سے میں روپا کو سنبھالے ہوئے آگے بڑھتا رہا۔ بہت سے خطرناک راستے بھی آئے۔ بہت سی ایسی جگہیں آئیں جہاں سے آگے بڑھنا ناممکن نظر آتا تھا لیکن بہرطور قدرت کی مدد سے ہم نے ان راستوں کو عبور کر لیا اور جب سورج عین سروں پر آ پہنچا تو ہم خاصا، فاصلہ طے کر چکے تھے وہ جگہ خاصی دور رہ گئی تھی یہاں تو اب سمندر کا شور بھی سنائی نہیں دیتا تھا۔ میں نے روپا کے انداز میں تکلیف کے آثار دیکھے تو ایک بہتر جگہ تلاش کر کے وہاں بیٹھ گیا۔ کوئی جلدی نہیں تھی کیونکہ کسی منزل کا تعین نہیں ہو سکا تھا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ یہ انوکھا سفر ہمیں کسی ایسی جگہ ہی لے جائے گا جہاں جان بچنے کی کوئی امید ہو۔

یقیناً ہواؤں نے ہمیں اس جگہ سے کافی دور لا پھینکا تھا جہاں ہم کو اترنا تھا۔ اور اب یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ جس جگہ

ہم موجود ہیں۔ وہ کون سی جگہ ہے۔ اگر لوٹی ہوئی کشتیاں نظر نہ آتیں تو شاید یہ کہنا بھی مشکل ہوتا کہ اس جگہ انسانی قدم پہنچے ہوں۔

عجیب ویران سا علاقہ تھا اور پھر چٹانوں کا یہ سفر تو انتہائی جان لیوا تھا۔ ایک ایک لمحہ موت کا ڈر تھا۔ دفعتاً فضا میں ایک عجیب سی آواز بلند ہوئی میرے کان اس آواز سے نا آشنا نہیں تھے۔ میں چونک پڑا بہت دور غالباً سمندر پر ایک ہیلی کاپٹر سفر کرتا ہوا اس طرف آ رہا تھا۔ کسی خوش فہمی کی گنجائش نہ تھی۔ ہیلی کاپٹر ہمارے دوستوں کا نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس سے قبل کہ وہ ہمارے سروں پر پہنچ کر ہمیں دیکھ لے اور انہی چٹانوں پر ہمیں بھون کر رکھ دے۔ میں نے اپنے بچاؤ کے لیے بندوبست ضروری سمجھا۔

میں پھرتی سے اٹھا، روپا کا ہاتھ پکڑا اور آگے بڑھنے لگا روپا کی کیفیت میں نمایاں تبدیلی نظر آ رہی تھی۔ ہیرا شوٹ سے نیچے آتے ہوئے اس نے چند الفاظ کہے تھے، جن سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ بہت جلد اس کی ذہنی قوتیں بحال ہو جائیں وہ بھی شاید ہیلی کاپٹر کی آواز محسوس کر چکی تھی اور صورت حال کی نزاکت سے کچھ واقف ہوتی جا رہی تھی۔ اس لیے تھکن کے باوجود اس نے میرا ساتھ دیا۔

ہم لوگوں کو ایک چٹانی سائبان مل گیا۔ سیاہ بھدی اور بدنما چٹان کسی چھتری کی طرح اپنی جگہ سے باہر کو نکلی ہوئی تھی اگر ہم اس کے نیچے پہنچ جاتے تو یقینی طور پر ہیلی کاپٹر میں بیٹھے ہوئے لوگ ہمیں اوپر سے نہیں دیکھ سکتے تھے ہم نے ایسا ہی کیا۔ ہم اس طرح سمٹ کر بیٹھ گئے کہ ہمارے ہاتھ پاؤں بھی چٹان کے سائبان سے باہر نظر نہ آ سکے۔

ہیلی کاپٹر کی آواز تیز ہوتی گئی۔ کافی نیچی پرواز کر رہا تھا اور پھر ہمارے سروں پر سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ میں یہ اندازہ بھی نہ لگا سکا تھا کہ یہ کون سا علاقہ ہے جس جگہ ہم پہنچے ہیں۔ وہ کس کی تحویل میں ہے۔ کیا نام ہے اس کا۔ اس لیے پورے وثوق سے یہ بھی نہیں کہہ سکتے تھے کہ ہیلی کاپٹر ہم لوگوں کی تلاش میں ہے۔ اس کا اندازہ لگانا بے حد مشکل تھا۔

ہم کافی دیر تک وہاں چھپے رہے۔ شبہ تھا کہ ہیلی کاپٹر کہیں پلٹ کر واپس نہ آئے لیکن تقریباً پندرہ منٹ گزر گئے اور دوبارہ اس کی آواز نہ سنائی دی۔ تو میں روپا کا ہاتھ پکڑ کر چٹان کے سائبان سے باہر نکل آیا۔ میری نگاہیں آسمان میں بھٹک رہی تھیں لیکن ہیلی کاپٹر مایوس ہو کر واپس جا چکا تھا۔

کیا وہ لوگ دوبارہ ہمیں تلاش نہ کریں گے۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ دفعتاً مجھے ایک آہٹ سنائی دی اور میں اچھل پڑا آہٹ اب بار بار سنائی دے رہی تھی اور میں اس کی سمت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ میں اگر تنہا ہوتا تو مجھے زیادہ پرواہ نہ اس کے علاوہ میں نہتا بھی تھا۔ اپنے بچاؤ کے لیے کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ آہٹ بدستور سنائی دے رہی تھی۔ اور اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ میں خود کو مقابلے کے لیے تیار کر کے ان لوگوں کو دیکھوں۔ روپا کو وہیں چھوڑ کر میں برق رفتاری سے چٹان کے پیچھے گیا۔ وہاں کوئی نہیں تھا لیکن ایک رخنے میں ایک بہت بڑا کچھوا نظر آیا جس کا اوپر خول ٹوٹا ہوا تھا وہ رینگ رہا تھا۔ اور یہ آواز اس کی تھی میں نے سکون کی سانس لی۔ اور واپس روپا کی طرف آ گیا لیکن اس ماحول اس جگہ سے اتنی وحشت محسوس ہو رہی تھی کہ میں سے یہاں نہ رکا گیا۔ اور میں روپا کا ہاتھ تھام کر یہاں سے آگے بڑھ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے موسم میں نمایاں تبدیلی ہر چند کہ دھوپ اس سے پہلے بھی بہت تیز نہیں تھی اور چٹانوں میں ہمیں گرمی کا کوئی احساس نہیں ہو سکا تھا لیکن بادلوں کے اچانک آسمان پر چھا جانے سے موسم بہت خوشگوار ہو گیا، البتہ سیاہ صورت چٹانیں کچھ اور بدصورت ہو گئی تھیں۔

روپا بڑے اعتماد سے میرا سہارا لیے ہوئے تھی تھکے ہونے کے باوجود آگے بڑھ رہی تھی۔ میں نے اس کے جوتے اتروا دیئے تھے کیونکہ ان کی وجہ سے اسے چلنے میں دقت ہو رہی تھی۔ جدید ساخت کے جوتے تھے، جو یہاں پر بالکل ہی بیکار ہو جاتے تھے۔ البتہ یہ جوتے میں نے ضائع نہیں کیے تھے۔ تاکہ اگر کوئی ایسا راستہ آئے جہاں ان کی ضرورت ہو تو پھر کوئی پریشانی نہ ہو سکے۔

بادلوں کی سیاہی گہری ہو گئی اور مجھے اب یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر بارش ہو گئی تو ان چٹانوں پر قدم جمانا مشکل ہو جائے گا۔ جگہ جگہ کھائیاں اور گڑھے تھے اور بعض یہ گڑھے ہمیں پھلانگنا بھی پڑتے تھے۔ چٹانیں اتنی چکنی تھیں کہ اگر کوئی گڑھا پھلانگتے ہوئے اندازے کی ذرا سی غلطی ہو جائے تو ہم گڑھے میں گر پڑیں۔ میں اپنی تمام تر کوشش اس پر صرف کر رہا تھا کہ ہمیں کوئی خطرناک راستہ اختیار نہ کرنا پڑے۔ اس لیے بار بار ہمیں راستہ کاٹنا پڑتا۔

ابھی تک بارش شروع نہیں ہوئی تھی، اور میں اس سے پہلے کسی ایسی جگہ پہنچ جانا چاہتا تھا، جہاں کوئی بہتر پناہ گاہ مل سکے۔ میری نگاہیں ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں پھر دفعتاً ایک جگہ مجھے نظر آئی۔ میں نے روپا کو اس طرف متوجہ کیا اور وہ چونک کر ادھر دیکھنے لگی۔

"میرے خیال میں وہ جگہ بہتر ہے۔ اگر بارش ہو گئی تو ہمیں پناہ مل سکے گی۔"

"آں ۔۔ ہاں ۔۔" روپا نے جواب دیا اور ہم نے رخ بدل دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہم اس جگہ پہنچ گئے۔ یہاں ہمیں چٹان کی ایک چھتری سی نظر آئی تھی، نیچے خاصا گہرا خلا تھا۔ ہم اس خلا میں اترنے لگے۔ راستہ ایسا تھا کہ ہمیں اس جگہ پہنچنے میں کوئی دقت نہ ہوئی، لیکن یہ دراڑ بہت دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور دھندلاہٹیں چھا جانے کے باوجود ہمیں دوسری طرف کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ دراڑ اتنی سیدھی تھی کہ کافی طویل ہونے کے باوجود دوسری طرف کا منظر صاف نظر آ رہا تھا اور اس منظر میں ہمیں درخت جھومتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ گویا چٹانوں کا اختتام تھا اور اب شاید کوئی جنگلی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ جی تو چاہا کہ دوڑ کر ان جنگلوں میں پناہ لی جائے لیکن بارش کا خوف تھا۔ اور جنگل ہمارے شناسا نہ تھے۔ اس لیے میں نے اس جگہ سے باہر نکلنا مناسب نہ سمجھا۔ یوں بھی صاف ستھری جگہ تھی۔ کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے سنگریزے پڑے ہوئے تھے، باقی جگہ بالکل صاف تھی۔ کوئی سوراخ یا رخنہ بھی نہیں تھا جن سے یہ خدشہ ہوتا کہ یہاں حشرات الارض کا ڈیرا ہو گا۔

"میں پیاس محسوس کر رہی ہوں۔" روپا کی نقاہت بھری آواز ابھری اور میں نے ادھر ادھر دیکھا۔ دوسرے لمحے میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو دعا کرو بارش ہو جائے۔ یقینی طور پر ہمیں پانی دستیاب ہو جائے گا۔ بظاہر تو یہاں کہیں پانی کی امید نظر نہیں آتی۔"

روپا خاموشی سے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔ میں نے چھوٹے چھوٹے سنگریزے صاف کر کے ایک ایسی جگہ بنا دی جہاں وہ آرام سے بیٹھ سکے۔

"میرے خیال میں یہ جگہ ہمارے لیے بہترین پناہ گاہ ہے۔ ہم رات بھی یہیں گزاریں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" روپا آہستہ سے بولی۔ میں خود بھی اس سے چند فٹ کے فاصلے پر بیٹھ گیا تھا۔ پھر میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"روپا تمہیں احساس ہے کہ تم کتنے پریشان کن مراحل سے گزر رہی ہو۔"

اس نے خالی خالی سی نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا۔ اور پھر گردن چٹان سے ٹکا دی۔

"اپنی یادداشت پر زور دو۔ روپا یاد کرو کہ تم کہاں تھیں، کن کن حالات سے گزریں۔"

"مجھے یاد نہ دلاؤ۔ میں وہ سب کچھ یاد نہیں کرنا چاہتی، میں سکون چاہتی ہوں۔" اس نے آہستہ سے کہا اور میرا دل خوشی سے دھڑک اٹھا۔

یہ سمجھ داری کے الفاظ تھے۔ اب تک وہ جس ذہنی کیفیت میں نظر آ رہی تھی یہ کیفیت اس سے بالکل مختلف تھی۔

"میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا روپا! میری خواہش ہے کہ تم حالات کو سمجھو اور خود کو ان کے لیے تیار کرو۔"

"میں ۔۔ میں ۔۔" وہ گردن ادھر ادھر ہلانے لگی، اور پھر اس نے میرے چہرے پر نگاہیں جما دیں اور آہستہ سے بولی۔ "میں ٹھیک ہوں، میرا خیال ہے میں ٹھیک ہوں۔" گو کہ اس لہجے میں تھکن اور نقاہت موجود تھی مگر لہجے میں یقین بھی تھا۔

"اوہ روپا، تمہاری یادداشت واپس آ رہی ہے۔" میں پرمسرت لہجے میں بولا۔

"شاید میری یادداشت گم ہی نہیں ہوئی تھی۔ میں ۔۔ میں بس ۔۔ براہ کرم خاموش ہو جاؤ میرا سر درد کرنے لگتا ہے۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا اور میں خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔ مجھے بڑی مسرت ہو رہی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ بس اب تھوڑی ہی دیر درکار ہے، روپا کی ذہنی کیفیت بحال ہو جائے گی۔ دراصل وہ دماغی خلل کا شکار نہیں ہوئی تھی، یہ تو ان اذیتوں کا اثر تھا جنہوں نے اس کا دماغ ماؤف کر دیا تھا۔

چٹانی چھت سے ذرا پرے زمین بھیگنے لگی۔ بوندیں آ گئی تھیں۔ میں نے روپا کو اس طرف متوجہ کیا اور وہ بے صبری

سے چٹانی سائبان کے نیچے سے کھسکنے لگی۔ اب مجھے احساس ہوا کہ اس کی کتنی شدت سے پیاس محسوس ہو رہی ہے۔

اُس نے کھلی جگہ میں منہ نکالا اور چت لیٹ گئی، آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، پھر اس نے منہ بھی کھول دیا اور پانی کے قطرے اس کے چہرے کو بھگونے لگے۔

کالی گھٹائیں ماحول کو نگلتی رہیں اور اچھی خاصی تاریکی پھیل گئی۔ دفعتاً آسمان پر بجلی کڑکنے لگی اور ہوا طوفانی شکل اختیار کر گئی۔ ہوا کے تیز تھپیڑے چھوٹے چھوٹے پتھروں کو اڑانے لگے اور اس کے بعد شدید بارش ہو گئی۔

موسم بھی ایک دم سرد ہو گیا تھا۔ روپا دوبارہ سائبان کے نیچے آ گئی تھی۔ بجلی بُری طرح کڑک رہی تھی، بادل گرجتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے پہاڑوں میں ہزار ہا توپیں بیک وقت چلا دی گئی ہوں۔ اس قدر شور ہو رہا تھا کہ کانوں کے پردے پھٹے جا رہے تھے۔

بارش آہستہ آہستہ تیز ہوتی جا رہی تھی۔ ہواؤں کے تھپیڑے رگوں میں خون جمائے دے رہے تھے۔ بادلوں کی گھن گرج اور بجلی کی گرج چمک بدستور جاری تھی۔

نہ معلوم کتنی دیر تک ہم اس طرح بیٹھے رہے۔ روپا اونگھنے لگی تھی۔ دفعتاً میرے کانوں میں ایک عجیب سی آواز ابھری۔ میں نے اس کا صحیح اندازہ نہیں لگایا تھا پھر یہ آواز واضح ہوتی چلی گئی۔ اور میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ سوچ سکتا برف کی مانند کوئی سخت شے میرے بدن کو چھوتی ہوئی گزر گئی۔

خون منجمد کر دینے والا پانی خدا جانے کہاں سے ایک سیلاب کی مانند اس دراڑ میں داخل ہو رہا تھا اور اس سے جو صورت حال پیدا ہونے والی تھی اس کا تصور ہی دہشت زدہ کرنے کے لیے کافی تھا۔ سرد پانی نے روپا کو بھی ہوشیار کر دیا۔ اور وہ جلدی سے کھڑی ہو گئی۔

" پانی ـــ پانی ـ" وہ کپکپاتی آواز میں چیخی اور میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر تاریکی میں چھلانگ لگا دی اور اگر دراڑ پتلی نہ ہوتی تو پانی کا ریلہ ہمیں ذرا سی مہلت بھی نہ دیتا۔ ہم اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتے، ایک دوسرے کو تھامے اندھا دھند دوڑ رہے تھے کسی بھی لمحے ہماری زندگی موت سے ہمکنار ہو سکتی تھی۔ لاتعداد کھڈ منہ کھولے ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ وہ گھاٹی جو میرے خیال میں تنگ اور مختصر تھی،

آگے چل کر کشادہ اور گہری ہوتی جا رہی تھی۔ ہمارے پیچھے پانی کا بے پناہ شور ابھر رہا تھا۔ روپا بڑی ہمت سے میرا ساتھ دے رہی تھی۔ ایک بار بجلی چمکی تو ہم نے اطراف کے ماحول کو دیکھا۔ ہمارے چاروں طرف چٹانیں پانی میں ڈوبی کھڑی تھیں۔

" اس کے آگے راستہ بند ہے۔" روپا کی ڈوبتی ہوئی آواز سنائی دی۔

میری نگاہ چاروں طرف بھٹک رہی تھی۔ تھوڑے فاصلے پر میں نے چٹان میں ایسے رخنے دیکھے جہاں سے اوپر چڑھنے کی کوشش کی جا سکتی تھی۔ میں روپا کا ہاتھ پکڑ کر ادھر کھینچنے لگا۔

روپا میرے ساتھ گھسٹتی آ رہی تھی۔ ہم بچ گئے لیکن آگے کا ماحول نامعلوم تھا۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ کیا کیفیت ہو۔ عقل ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ چرن نے یہ حرکت کیوں کی تھی۔ رادھن سنگھ نے تو اسے کچھ اور دی تھیں اس نے ان کے برعکس کیا تھا۔ اور اب چرن کا پتہ نہیں تھا۔

بہرحال میں بُری طرح پھنسا ہوا تھا۔ کوئی بھی لمحہ کا لمحہ بن سکتا تھا۔ روپا نہ جانے کیا کیا مصیبتیں اٹھا چکی تھی۔ اب ان حالات میں اس کی حالت اور خراب ہوتی جا رہی تھی۔ میں اسے حوصلہ دے رہا تھا لیکن اس کے چہرے کی زردی میں کمی نہیں ہو پا رہی تھی۔

رات ہو گئی۔ ہمیں تلاش کرنے والوں کی سرگرمیاں ختم ہو گئی تھیں رات کو چھپنے کے لیے ہم نے ایک مناسب جگہ کا انتخاب کر لیا تھا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ لوگ کہاں پھیلے ہوئے ہیں۔ بھوک پیاس سے الگ جان نکلی جا رہی تھی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں؟

نیند کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ واقعی اس کے بارے میں ساری مثالیں سچ ثابت ہو گئی تھیں کہ دار پر بھی آ جاتی ہے۔

ہم بھی سو گئے۔ نہ جانے کون سا پہر تھا نہ جانے کیا ہوا تھا کچھ آہٹیں بالکل قریب ابھریں۔ اور پھر اچانک روشنی نے میری آنکھیں بند کر دیں۔

" وہ رہے۔" ایک آواز سنائی دی۔ اور اس سے پہلے کہ میں اٹھنے کی کوشش میں کامیاب ہو جاؤں بہت سی رائفلوں کی نالیں میری گردن سے آ لگیں۔ روپا کی بھی یہی کیفیت تھی،

لیکن روپا کے بدن میں کوئی تحریک نہیں تھی۔ وہ ساکت و جامد پڑی تھی۔

" اٹھو۔ کوئی حرکت کی تو۔" ایک کرخت آواز نے کہا اور میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" اس کی تلاشی لے لو۔"

دو آدمی میرے قریب پہنچ کر میرے بدن کو ٹٹولنے لگے۔ اور پھر میرے پاس جو کچھ تھا انھوں نے نکال لیا۔

" لڑکی بے ہوش ہے۔" کسی نے کہا۔

" مر تو نہیں رہی۔؟" دوسری آواز نے کہا۔

" شاید نہیں۔"

" تب اسے اٹھا لو۔" روپا کے بارے میں یہ الفاظ سن کر مجھے افسوس ہوا تھا۔

" سنو۔" میں نے کہا۔

" ہاں کہو کیا بات ہے ؟"

" میں تمھاری تمام ہدایات پر عمل کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر لڑکی کو کوئی نقصان پہنچا تو۔"

" ٹھیک ہے چلو۔" انھوں نے کہا۔ اور اس کے بعد مجھے کوئی ایک میل کا سفر کرنا پڑا۔ صبح ہونے والی تھی۔ مجھے ایک غار میں پہنچا دیا گیا اور پھر ایک سلاخوں والے دروازے کے پاس پہنچ کر انھوں نے مجھے اندر دھکیل دیا۔

" لڑکی کو بھی یہاں پہنچا دو۔"

" نہیں اس کی جگہ دوسری ہے۔" جواب ملا۔ اور وہ لوگ روپا کو لے کر چلے گئے۔

یہ صورت حال سخت تشویش کا باعث تھی لیکن میں ہراساں نہیں تھا وہ لوگ جو کچھ بھی تھے مجھے خدا پر بھروسہ تھا دوپہر تک میں بند رہا۔ تقریباً دو بجے چند لوگوں نے مجھے اس قید خانے سے نکالا اور ساتھ لے کر چل پڑے۔

غاروں کا عظیم الشان سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ایک کشادہ غار میں وہ رک گئے۔ بڑی سی میز بچھی ہوئی تھی، اور اس کے پیچھے ایک خطرناک سی شکل کا آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کے چہرے پر گھنی داڑھی تھی آنکھیں گہری براؤن اور خطرناک تھیں۔

" ٹھیک ہے تم سب جاؤ۔" اس نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ خود پرست آدمی معلوم ہوتا تھا اپنے آپ پر بہت زیادہ اعتماد تھا اُسے۔ میرے خیال میں اس نے غلطی کی تھی حالات بے شک خراب تھے لیکن اگر کوئی ایسی صورت حال ہوتی کہ

مجھے اس سے جنگ کرنا پڑی تو پھر راجہ نواز اصغر کے سامنے اس کا ٹھہرنا مشکل تھا۔ میں آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچ گیا اس کی ہدایت پر اس کے تمام ساتھی باہر نکل گئے تھے خوفناک شکل کے آدمی نے لگا۔ میں اٹھا کر مجھے دیکھا اور دونوں ہاتھ میز پر رکھ دیئے لیکن دفعتاً وہ اس طرح پیچھے ہٹ کر کرسی جا لگا۔ جیسے میز کی سطح سے اُسے کرنٹ لگا ہو اس کی آنکھیں متحیرانہ انداز میں پھیل گئی تھیں وہ اپنی کرسی پیچھے کھسکا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

ایک بار پھر اس نے دونوں ہاتھ میز پر جما کر جھک کر مجھے دیکھا اور اس کے بعد میز کے عقب سے نکل آیا۔

" میرے خدا! میرے خدا! اگر میری آنکھیں دھوکا نہیں کھا رہیں تو یہ تم ہو حسین شہزادے تم ہو۔ راجہ نواز اصغر۔" اس کے منہ سے اپنا نام سن کر مجھے سخت حیرت ہوئی تھی۔ وہ میرے بالکل قریب آ گیا۔

" مجھے دھوکا تو نہیں ہوا۔ بتاؤ مجھے دھوکا تو نہیں ہوا تم نواز ہی ہو نا جو مجھے اسپین میں ملے تھے تمہیں۔ اسے یقیناً یقیناً آہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں تعجب سے اس کی شکل دیکھ رہا تھا۔ مجھے اس کے چہرے میں کہیں بھی شناسائی محسوس نہیں

ہو رہی تھی۔ وہ آگے بڑھا اور پُراشتیاق انداز میں اس نے میرے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"جواب دو۔ جواب دو۔ تم راجہ نواز اصغر ہی ہو نا۔"

"تم کون ہو۔؟" میں نے بھاری لہجے میں پوچھا۔

"پہلے میری بات کے جواب میں ہاں یا نہیں کہہ دو پھر میں تمہیں اپنے بارے میں جواب دوں گا۔" اس کے انداز میں بالکل نرمی اور دوستی تھی۔

"ہاں۔ میں راجہ نواز اصغر ہی ہوں لیکن بدقسمتی سے تمہیں نہیں پہچان سکا۔"

"بڑے لوگ چھوٹے لوگوں کو نہیں پہچانتے بہت چھوٹا ہوں میں تمہارے سامنے بہت معمولی سا انسان ہوں یقیناً میں تمہیں یاد نہیں ہوں گا چونکہ تم جیسے لوگ صرف احسان کرتے ہیں جن پر احسان کرتے ہیں اُسے یاد نہیں رکھتے چونکہ وہ احسان بے لوث ہوتا ہے۔"

"کیا میں نے تم پر کوئی احسان کیا تھا۔؟" میں نے پوچھا۔

"احسان۔ تم نے میرے اُوپر احسان کیا تھا جس نے میری زندگی کے دھارے بدل دیے جس نے مجھے نہ جانے کیا سے کیا بنا دیا۔"

"میں واقعی تمہیں بھول چکا ہوں اس کے لیے مجھے معاف کر دینا۔" میں نے کہا۔

"ارے لارڈ۔ تمہارا مل جانا میرے لیے سب سے بڑی خوش بختی ہے۔ شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو راجہ نواز اصغر کہ میں نے تمہیں بار بار یاد کیا ہے۔ جب بھی اپنی نئی زندگی پر نگاہ دوڑاتا ہوں۔ تم یاد آجاتے ہو۔" میں حیرانی سے اس کی شکل دیکھتا رہا۔

"بیٹھو لارڈ بیٹھو۔ اس کرسی پر بھلا میں تمہارے سامنے بیٹھ سکتا ہوں براہ کرم بیٹھو۔" وہ مجھے شانوں سے سنبھالتا ہوا کرسی تک لے گیا اور پھر زبردستی مجھے کرسی پر بٹھا دیا۔ خود وہ میرے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر آبیٹھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"اسپیرو۔ ڈائمنڈ اسپیرو۔" اس نے جواب دیا۔ اس نام کو میں اپنے ذہن کے پوشیدہ گوشوں میں تلاش کرنے لگا لیکن یاد نہیں آرہا تھا کہ یہ کون ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں جن حالات میں لایا گیا ہوں اسپیرو شاید تمہیں ان سے لاعلمی نہیں ہوگی لیکن اس کے باوجود میں شدید حیرت کا شکار ہوں مجھے اپنے بارے میں تفصیل بتاؤ۔"

"اسپین میں، اسپین میں ہوٹل کنکارڈو میں میری ملاقات ہوئی تھی۔ میں زندگی اور موت کی کشمکش کا شکار وہ لڑکی جس کا نام گستیارو تھا میری بہن تھی۔ لیکن میں کو اس انداز میں یاد نہیں کرنا چاہتا راجہ نواز اصغر تم دونوں بہن بھائیوں پر بہت بڑا احسان کیا تھا تم نے نئی زندگی دی تھی گستیارو۔ وہ اس نئی زندگی میں میرا ساتھ نہیں دے سکی۔ لیکن میں نے تمہاری ہدایات اور تمہاری دی ہوئی رقم سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا۔"

"افسوس۔ مجھے وہ لمحات بالکل یاد نہیں۔"

"کسی ایک پر تم نے احسان کیا ہو تو یاد رکھو تم راجہ اصغر تم بہت بڑے انسان ہو لیکن کیا وہ شخص تم ہی ہو جسے روبا کو اغوا کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔"

"ہاں۔ وہ میں ہی ہوں۔"

"تب پھر یقینی طور پر جو کچھ کیا گیا بہت صحیح کیا گیا۔ تم سے معافی کا خواستگار ہوں ظاہر ہے جس کے بارے میں ہم نہ جانتے ہوں اس کے لیے کیا کہہ سکتے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں۔ جو کچھ ہوا دوسرے انداز میں ہوا لیکن اب سب ٹھیک ہے۔"

"میں تم سے کہہ چکا ہوں اسپیرو کہ تمہارے اس واقعہ کو یاد دلانے کے باوجود میں تمہیں نہیں پہچان سکا یقیناً یہ بات تمہیں ناگوار گزری ہوگی۔"

"نہیں چیف ہرگز نہیں۔ میں نے بھی تو تم سے کہہ دیا احسان کرنے والے یہ یاد نہیں رکھتے کہ کس پر احسان کر رہے ہیں لیکن احسان ماننے والے ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ میں تمہیں اپنے بارے میں بتا دوں کہ میں ایک آوارہ گرد تھا۔ تمہارا اگشار سنا تھا اسپین میں پاگل ہوگیا تھا تمہارے لیے میری بہن گستیارو تمہاری دیوانی ہوگئی تھی۔ ہم بہت بڑے عذاب کا شکار تھے تم نے ہماری مالی مدد کی تھی اس وقت جب ہم اپنی زندگی سے دُور ہوتے جا رہے تھے۔ ہم نے تمہاری مدد کے سہارے اپنی زندگی کو سہارا دینے کی کوشش کی تم نے ہمیں کچھ نصیحتیں بھی کی تھیں اس وقت اور ہم نے وہ نصیحتیں اپنے دل کے گوشوں پر دستک دیتی ہوئی محسوس کی تھیں اس کے بعد ہم نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ میں نے آوارہ گردی کی زندگی کو چھوڑ دیا۔ میں اپنی بہن گستیارو کو لے کر وہاں سے یوگوسلاویہ چلا گیا۔

یوگوسلاویہ میں میری بہن بیمار ہو کر موت کا شکار ہوگئی۔

تمہاری دی ہوئی تعلیمات میرے ذہن و دل میں جاگزیں ہیں میں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ دنیا کو ترک کرنا انسان کے لیے بہتر نہیں ہے البتہ یہ دوسری بات ہے چیف کہ اس نے مجھے صحیح زندگی گزارنے کی مہلت نہ دی۔ بالآخر میں ان راہوں پر چلتے چلتے یہاں تک آپہنچا چیف میں بتاؤں کہ میں سورج گرہن کا ایک بہت بڑا آدمی ہوں۔ اس کا ایک ڈیپارٹمنٹ کنٹرول کرتا ہوں نقل و حرکت آمد و رفت اور بڑے بڑے کاموں میں تمہارے اسپیرو کا ہاتھ ہے۔ میں تمہیں اور تفصیلات بھی بتانا چاہتا ہوں چیف۔"

"بتاؤ۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس تبدیلی سے میری طبیعت میں ایک خوشگوار سی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔

"تفصیلات تو میں نہیں جانتا میرے علم میں جو کچھ آیا ہے میں تمہیں اس کے بارے میں بتا دوں۔ روبا نامی لڑکی اس وقت میرے پاس قید تھی اور کنور رادھن سنگھ نے جو اس وقت سورج گرہن کا ممبر ون ہے مجھے اس کے بارے میں ہدایات دی تھیں کہ میں اس کی نگرانی کروں وہ میری ملکیت ہے۔ کنور رادھن سنگھ مقامی آدمی ہے اور اپنے آپ کو بے حد خطرناک سمجھتا ہے میں اس تنظیم میں برابر کی حیثیت سے شامل ہوا تھا کنور رادھن سنگھ اس وقت میرے برابر کی پوزیشن رکھتا تھا ان دو آدمیوں کی موت کے بعد کنور رادھن سنگھ کو وہ مقام حاصل ہوگیا جو سورج گرہن کے چیف کی حیثیت کا ہے وہ مغرور آدمی ہے اپنی برتری منوانے کے لیے طرح طرح کی چالیں کرتا رہتا ہے لیکن چیف پچھلے دنوں سے میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ میری بے عزتی کرنے کی کوشش کر رہا تھا میرے دل میں اُس کے خلاف لاوا پک رہا تھا اور میں نے بھی اپنے دل میں طے کر لیا تھا کہ اسی وقت اس کی ان حرکتوں کی بدترین سزا دوں گا۔ چرن بہاری میرا آدمی ہے۔ سورج گرہن میں بے شمار افراد ایسے ہیں جو میرے لیے کام کرتے ہیں اور اُن کی دلچسپی بھی میرے ساتھ ہے چونکہ میں نے کام کے لیے ایک نیا طریقہ کار دریافت کیا ہے۔ سورج گرہن کے چیف ہونے کی حیثیت سے رادھن سنگھ کو مجھ پر برتری حاصل تھی اور اپنی اس برتری سے وہ ہمیشہ ناجائز فائدے اُٹھایا کرتا تھا۔ مجھے چرن بہاری کی طرف سے اطلاع ملی کہ رادھن سنگھ ایک جال میں پھنس گیا ہے۔ کچھ لوگوں نے اسے اغوا کر کے بہت بُری حالت بنا دی ہے اور اس کے اغوا کے پس پردہ روبا کا حصول ہے میں چرن بہاری کو ہدایت کی کہ کسی طرح وہ ان لوگوں کو نقصان پہنچا دے اور روبا کو اُن لوگوں کی تحویل میں نہ جانے دے اس سے میری مراد یہی تھی کہ جب روبا ان لوگوں کو نہیں ملے گی جنھوں نے اس کے حصول کے لیے رادھن سنگھ کو قید کیا ہے تو وہ رادھن سنگھ کو اذیتیں دے دے کر مار دیں گے۔ لیکن مجھے کیا معلوم کہ وہ تم ہو چیف ہاں مجھے واقعی یہ بات نہیں معلوم تھی اب تک تمہارے ساتھ جو کچھ ہوا وہ لاعلمی کی بنیاد پر ہوا وہ سب میرے آدمی تھے جو تمہارے اُوپر موت نازل کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن اس کے پس پردہ تم سے دشمنی نہیں بلکہ کنور رادھن سنگھ سے دشمنی تھی ہم کنور رادھن سنگھ کو تمہارے ہاتھوں ہلاک کرانے کے خواہش مند تھے تاکہ یہ جواز بھی پیدا ہو جائے کہ کسی اور پارٹی نے رادھن سنگھ پر قابو پا کر اُسے ختم کر دیا۔ لیکن یہاں تو صورتِ حال ہی مختلف نکلی۔ میں دلچسپی سے اسپیرو کی باتیں سن رہا تھا اور دل ہی دل میں اس امدادِ غیبی کے لیے خدا کا شکر گزار تھا جس نے نہ صرف میری زندگی بچائی تھی بلکہ مجھے میرے مقصد کے حصول سے قریب کر دیا تھا۔ میں تھوڑی دیر تک خاموش رہا اسپیرو میری شکل دیکھتا رہا پھر میں نے اسپیرو سے پوچھا۔

"مگر اب تمہارا کیا پروگرام ہے اسپیرو۔؟"

"ساری باتیں پس پشت چلی گئی ہیں راجہ نواز اصغر، اب تو میرے اُوپر یہ فرض عائد ہوگیا ہے راجہ نواز اصغر کہ تمہیں روبا سمیت وہاں پہنچا دوں جہاں تم جانا چاہتے ہو۔"

"تو پھر مجھ پر بھی یہ فرض عائد ہوگیا ہے کہ رادھن سنگھ کو زندہ واپس نہ نکلنے دوں مگر چیف۔ کیا تم اس کے لیے کوئی ایسا بندوبست بھی کر سکتے ہو کہ اس کی موت میں میرا ذکر نہ آئے۔"

"گولڈ مین کا نام سنا ہے تم نے۔؟" میں نے اسپیرو سے سوال کیا اور اسپیرو چونک پڑا۔

"ہاں۔ ہاں کیوں نہیں۔ گولڈ مین آجکل سورج گرہن کے لیے دردِ سر بنا ہوا ہے۔"

"وہ میری ہی تنظیم ہے اسپیرو۔ اور میں اس کا چیف

ہوں۔"

"کیا۔؟" اسپیرو حیرت سے اچھل پڑا۔

"ہاں۔"

"سچ کہہ رہے ہو چیف۔ سچ کہہ رہے ہو۔"

"بالکل سچ اسپیرو۔ بہت سی کہانیاں میرے سینے میں بھی پوشیدہ ہیں میرا دل بھی چاہتا ہے کہ کسی کو یہ کہانیاں سناؤں۔"

"تو چیف فرصت ہے تم یوں سمجھ لو کہ تمھاری منزل پر پہنچا دیا جائے گا تمھیں خوشی اسی بات کی ہے کہ رادھن سنگھ قید میں ہے۔ ایک بات ضرور بتا دو چیف کیا وہ مکار آدمی پوری طرح تمھاری گرفت میں ہے کہیں یوں تو نہیں ہو گا کہ تمھارے پیچھے وہ تمھیں اور تمھارے ساتھیوں کو ڈاج دے کر نکل جائے۔"

"نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔"

"تو گویا ہمیں فرصت ہے یہاں میری مکمل حکومت ہے اس علاقے میں ایک بھی آدمی ایسا نہیں ہے جو میرا ہم نوا نہ ہو۔ سب کے سب رادھن سنگھ سے نفرت کرتے ہیں اور میرے مقصد کے حصول کے لیے پوری طرح آمادہ ہیں چنانچہ تم اپنے آپ کو دوستوں میں سمجھو یہ بھی یقین کر لو کہ روپا کو اور تمھیں بڑے اطمینان سے تمھاری منزل پر پہنچا دیا جائے گا۔ لیکن مجھے گولڈ بن کی کہانی سناؤ۔" میں نے مختصراً اسپیرو کو گولڈ بن کے بارے میں تفصیلات بتائیں اس دوران اس نے میرے لیے کھانے پینے کی چیزیں منگوائی تھیں۔ میں نے اس سے کہا۔

"روپا کو بھی آسانیاں فراہم کر دو اسپیرو۔"

"ابھی لو۔ ابھی میں اسے یہاں بلوائے لیتا ہوں۔" اسپیرو نے کہا اور پھر اپنے سامنے رکھی ہوئی میز کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک گھنٹی بجا دی۔ چند ہی لمحات کے بعد دو آدمی اندر آ گئے۔

"لڑکی کو عزت و احترام کے ساتھ اندر لے آؤ۔" تھوڑی دیر کے بعد روپا بھی یہاں پہنچ گئی۔ اسپیرو نے اس سے کہا۔

"معاف کرنا لڑکی تمھارے ساتھ اب تک جو کچھ ہوا لاعلمی میں ہوا یہ نہیں معلوم تھا کہ تم ایک ایسے آدمی سے تعلق رکھتی ہو جو ہمارے لیے بہت کچھ ہے۔ بیٹھ جاؤ۔ براہ کرم بیٹھ جاؤ۔ ہم گزرے ہوئے لمحات کو واپس نہیں لا سکتے لیکن تم سے معافی ضرور مانگتے ہیں۔" روپا تھکے تھکے سے انداز میں بیٹھ گئی میں نے اُسے کھانے کی پیش کش کی تو اس نے بلا تعرض قبول کر لی کیونکہ وہ بھوکی تھی۔ کھانے کے دوران میں اور اسپیرو باتیں کرتے رہے روپا ہم سے بے تعلق تھی۔ میں نے اسپیرو کو تمام تفصیلات بتاتے ہوئے اپنی کہانی سنائی اور ترلوکا کا نام سن کر اسپیرو اچھل پڑا۔

"اوہ۔ بنکاک کے نواح میں ترلوکا کا ایک بہت بڑا گروہ موجود ہے اسے ایک عورت کنٹرول کرتی ہے اور وہی وہاں کا انتظام چلا رہی ہے۔"

"کیا۔؟" میں تعجب سے اچھل پڑا۔

"ہاں چیف۔ میری معلومات اس سلسلے میں بہت زیادہ ہیں۔"

"اس کا کیا نام ہے۔؟" میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا تھا۔

"یہ تو میں نہیں جانتا لیکن بہر طور وہی اس علاقے کی حکمراں ہے۔"

"وہ۔ وہ زیبی ہے۔"

"کیا۔؟"

"ہاں۔ ترلوکا نے ایک بار اشارتاً مجھے بتایا تھا۔"

"اوہ چیف۔ مگر ترلوکا کا وہ آرگنائزیشن بڑے خطرناک انداز میں کام کرتا ہے بہت لمبے ہاتھ ہیں اس کے مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ تمھاری بیوی اور ترلوکا کے اتنے بڑے کارکن کی حیثیت سے کام کر رہی ہے۔"

"کم بخت ترلوکا۔ ہپناٹزم کا ماہر ہے اس نے یقیناً زیبی کو ٹرانس میں لے کر یہ سب کچھ کرایا ہے۔"

"تب تو پھر یوں سمجھ لو چیف کہ تمھاری منزل بنکاک میں ہے۔"

"میں دیکھ لوں گا سب کچھ دیکھ لوں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"میرے لائق جو بھی خدمات ہوں چیف۔ مجھے ان کے بارے میں ضرور بتا دینا۔"

"تمھارا بس اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے مجھے بنکاک اور اس کے نواح میں بہت کچھ کرنا ہو گا۔"

"ترلوکا کے اس گروہ کی چیرہ دستیاں رنگون، سنگاپور، بنکاک، تھائی لینڈ اور ہانگ کانگ وغیرہ میں یہاں وہ اعلیٰ پیمانے پر کام کر رہا ہے اور اس وقت اس سے بڑا گروہ کوئی نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اس گروہ کو فنا کر کے دم لوں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"اوکے چیف۔ تو پھر اسپیرو کے لیے کیا حکم ہے؟"

"بس اسپیرو۔ تمھاری اتنی ہی مہربانی کافی ہے کہ اس وقت میں تم نے ہم کو سہارا دیا اور ہم مصیبت سے نکل گئے۔"

"نہیں چیف۔ اسے مہربانی نہ کہو اسپیرو بدنصیب ہے کہ پہلے تمھارے بارے میں معلوم نہ ہو سکا۔ اگر تمھیں کچھ ہو جاتا تو چیف تو اسپیرو اپنے آپ کو کبھی معاف نہ کرتا۔" میں نے اس کا بہت بہت شکریہ ادا کیا تھا اس کے بعد اسپیرو کہنے لگا

"چیف۔ تم کب واپس جانا چاہتے ہو؟"

"اگر تمھارے پاس واپسی کے انتظام میں کوئی رکاوٹ ہو تو دوسری بات ہے ورنہ جتنی جلدی مناسب سمجھو۔"

"میں صرف آدھے گھنٹے کے اندر اندر تمھاری واپسی کا بندوبست کر سکتا ہوں۔ میں تمھیں ہیلی کاپٹر سے واپس بھجوا دیتا لیکن اس طرح سے ذرا سے شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں گے، بہتر ہے کہ تم اسٹیمر کے ذریعے ہی جاؤ۔ تمھیں کوئی دقت نہیں ہو گی۔ ہر طرح کی سہولتیں تمھیں فراہم کی جائیں گی اور ایک ایسے ساحل پر چھوڑ دیا جائے گا جہاں سے تم با آسانی اپنے مرکز تک پہنچ سکتے ہو۔"

"تمھارا شکریہ اسپیرو۔"

"ویسے بھی چیف تمھیں جب بھی مجھ سے رابطہ قائم کرنا ہو میں تمھیں اس کے بارے میں تمام تر تفصیلات فراہم کر دوں گا مجھے فوری طور پر رادھن سنگھ کی موت کی اطلاع دینا چیف۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا۔

اسپیرو نے اپنے کہنے کے مطابق آدھے گھنٹے کے اندر اندر ہمارے لیے واپسی کے انتظامات کر دیئے۔ روپا کی حالت خاصی بہتر نظر آ رہی تھی۔ ایک خوبصورت سی بڑی لانچ میں سفر کرتے ہوئے اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور پھر میری طرف دیکھنے لگی اور پھر اس نے آہستہ سے سوال کیا۔

"تم کون ہو؟"

"تمھاری ذہنی کیفیت اب کیسی ہے روپا؟"

"میں نے شاید تمھیں پہلے بھی بتایا تھا کہ میں پاگل نہیں ہوئی ہوں لیکن۔ لیکن اگر میری کہانی سنو گے تو دنگ رہ جاؤ گے تم۔"

"میں تمھاری کہانی سننا چاہتا ہوں روپا۔" میں نے جواب دیا اور روپا مجھے رودنو کر اپنے بارے میں بتانے لگی اُس نے اپنی بہن کوشل کا ذکر بھی کیا اپنے گھر کا تذکرہ بھی کیا میں نے اس سے پوچھا۔

"روپا معاف کرنا۔ ایک ایسا سوال پوچھنا چاہتا ہوں جسے بتاتے ہوئے تمھیں یقیناً افسوس بھی ہو گا، شرم بھی آئے گی لیکن میرے لیے یہ سوال ضروری ہے۔"

"کیا۔؟" اس نے کہا۔

"اس دوران تمھارے ساتھ کوئی ایسی زیادتی تو پیش نہیں آئی جو۔۔۔"

"نہیں۔ کنور رادھن سنگھ کمینہ صفت انسان ہے۔ وہ بس مجھے دھمکیاں ہی دیتا رہا ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ میری بہن کوشل نے اُسے بہت سے نقصانات پہنچائے ہیں چنانچہ میری بے عزتی کوشل کے سامنے ہی کی جائے گی۔" روپا نے جھجکتے ہوئے شرماتے ہوئے بتایا۔

"اور اب رادھن سنگھ اپنی موت خود ہی مر گیا۔ تم نے دیکھ لیا کہ اُس کے آدمی نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ میں تمھیں بہت سی خوش خبریاں دینا چاہتا ہوں روپا۔"

"خوش خبری۔ کیا میرے لیے بھی اس سنسار میں کوئی خوش بختی ہو سکتی ہے۔"

"ہاں روپا کتنی مسرت کی بات ہے کہ تم ابھی تک ان درندوں کی وحشت سے محفوظ ہو اور ایک عزت دار لڑکی کی حیثیت سے اپنی بہن کے پاس جا رہی ہو۔"

"کس کے پاس۔؟" روپا نے بے اختیار میرا شانہ پکڑ لیا۔

"کوشل کے پاس۔"

"دیدی۔ دیدی کہاں ہے کیا تم اس کے بارے میں جانتے ہو۔"

"بہت کچھ جانتا ہوں اس کے بارے میں۔ بس یوں سمجھ لو اب تم اس کے سامنے پہنچنے والی ہو۔" روپا کی زبان بند ہو گئی تھی۔ ملازموں سے میں نے کوشل کے بارے میں معلوم کیا اور پھر روپا کو اس کے کمرے کے دروازے سے اندر داخل کر دیا۔ اس کے بعد کے مناظر کیا ہوں گے ان کا مجھے اندازہ تھا اس لیے میں وہاں نہ رکا۔ یہ رقت آمیز مناظر مجھ سے برداشت نہ ہوتے میرا بھی کوئی کھو چکا تھا۔ میں ایک کمرے میں آ بیٹھا اور آنکھیں بند کر لیں۔

اسپیرو نے اپنے آدمیوں کو خاص طور سے ہدایت کر دی تھی کہ وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کریں چنانچہ وہ سب کے سب نہایت احترام سے مجھ سے پیش آ رہے تھے، روپا کی ذہنی کیفیت کافی حد تک بحال ہو گئی تھی اور وہ میرے الفاظ کی چاشنی میں کھوئی ہوئی تھی۔ میں نے اس کے چہرے کے بدلتے

ہوئے رنگ دیکھے تھے۔ وہ اُمید و بیم کی کیفیت کا شکار تھی پھر جب ہماری گاڑی ہماری رہائش گاہ پر پہنچی تو میں نے اُن لوگوں سے کہا کہ اب وہ یہاں سے واپس جا سکتے ہیں تاکہ کسی کو کوئی شبہ نہ ہو سکے۔ ہمیں یہاں لانے والے شکریہ ادا کر کے چلے گئے تھے۔ میں روپا کا ہاتھ پکڑے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ میرے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا دیدی بھی اس کوٹھی میں موجود ہے۔" میں ان الفاظ کی گہرائیوں کو سمجھ رہا تھا۔ میں نے اُس کے شانے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں روپا۔ اندر چلو۔" روپا کے قدموں میں لرزش تھی نہ جانے کیا کیا احساسات اس کے دل میں ہوں گے میں کوشل کی کیفیات کے بارے میں بھی جانتا تھا۔ ایک ملازم سے میں نے کوشل کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ اُوپری منزل میں ہے۔ اندر داخل ہونے کے بعد ہم اوپر جانے کے راستے طے کرنے لگے اور تھوڑی دیر بعد میں اُس کمرے کے سامنے پہنچ گیا جہاں کوشل موجود تھی۔ دروازے کو ہلکا سا دبایا تو وہ کھلتا ہوا محسوس ہوا۔ میں نے ہلکی سی دستک دی تو کوشل کی آواز اُبھری۔

"اندر آ جاؤ۔ کون ہے؟" پہلے میں اندر داخل ہوا تھا اور میرے پیچھے پیچھے روپا۔ کوشل نے مجھے دیکھا اور روپا پر نگاہ ڈالی پھر کھڑی ہو گئی۔

"اوہ۔ اوہ لو از تم۔ تم واپس۔" اس کے الفاظ حلق میں اٹک گئے۔ اس کی نگاہ روپا پر پڑ گئی تھی، ایک لمحہ کے لیے اس کی آنکھیں یوں محسوس ہوا جیسے باہر نکل پڑیں گی، پھر اس کے دونوں ہاتھ فضا میں پھیلے اور اس کے حلق سے ایک دلدوز چیخ نکلی۔

"روپا۔" اس نے دوڑنے کی کوشش کی لیکن پاؤں اُلجھ گیا اگر میں سنبھال نہ لیتا تو وہ یقیناً اوندھے منہ زمین پر آ گرتی میں نے اسے سنبھالا روپا کا ہاتھ پکڑا اور اس کے نزدیک کر دیا اس کے بعد کے جو مناظر ہو سکتے تھے وہی ہوئے دونوں بہنیں سسکیاں لے کر رو رہی تھیں ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی تھیں اور میرے دل میں نہ جانے کیا کیا خیالات جاگزیں تھے، میرے بازو بھی مچل رہے تھے، کسی کو اپنی گرفت میں لینے کے لیے ایک جانا پہچانا لمس، ایک جانا بوجھا چہرہ ایک حسین خوشبو جو مجھ سے چھین لی گئی تھی۔ اور جو اب میرے لیے خواب و خیال بن گئی تھی۔ کیا اس نیکی کے صلے میں، کہ ان دو بہنوں کو آپس میں یکجا کرنے کی کوشش میں مجھے کوئی ثواب مل سکتا ہے، اگر اس کا صلہ اس روئے زمین پر مجھے ملے تو صرف یہی ہو سکتا تھا کہ ایک دن میری زیبی بھی میرے سینے سے لپٹی ہوئی سسکیاں بھر رہی ہو، میں اپنے دل کو مسوس کر رہ گیا، اور اس کے بعد میں نے مناسب نہ سمجھا کہ ان دونوں کے درمیان رخنہ انداز ہوں، چنانچہ میں واپس نیچے آ گیا۔ اور اپنے کمرے میں جا بیٹھا اس وقت میری ذہنی کیفیت بھی کچھ عجیب سی ہو گئی تھی، حلق میں ایک گولہ سا بار بار آ کر پھنسنے لگتا تھا۔ جی چاہتا تھا کہ آنسو بہاؤں لیکن اگر آنسو بہہ گئے تو دل کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی اور میں اس آگ کو سرد کرنا نہیں چاہتا تھا۔ زیبی کے حصول کے لیے میں نے جو طویل تر طریقۂ کار استعمال کیا تھا اس میں یہ ضروری تھا کہ سینہ جہنم کی آگ میں جلتا رہے۔ آنسو کا ایک قطرہ بھی اگر اس آگ پر پڑ گیا تو پھر اس کی تپش کم ہو جائے گی، چنانچہ میں اس دل کو اور تپانا چاہتا تھا، اتنا سرخ کر دینا چاہتا تھا کہ اس نکلنے والے شعلے میرے دشمنوں کو بھسم کر دیں، میں خاموشی سے بیٹھا رہا اور نجانے کتنا وقت گزر گیا۔ دل میں طرح طرح کے خیالات آ رہے تھے، اسپیرو نے ہانگ کانگ اور بینکاک کے نواح میں منشیات کے جس اسمگلر کا ذکر کیا تھا، اگر ترلوکا کا کہنا سچ ہے تو پھر اس کے امکانات تھے کہ وہ زیبی ہو سکتی ہے میری زیبی کو نہ جانے کس طرح سے اس کام پر آمادہ کیا گیا ہو گا۔ ترلوکا کی مکروہ قوتوں کو میں اچھی طرح جانتا تھا۔ بلاشبہ ایک عجیب و غریب کردار تھا یہ۔ میرے سامنے ایسے کردار کبھی نہیں آئے تھے، مجھے وہ لمحات یاد آ رہے تھے، جب اپنی دانست میں، میں نے اسے ہلاک کر دیا تھا۔ اب تو صورت حال یہ ہونی چاہیے تھی کہ ترلوکا کے بدن کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے اُن کو بھی جلا کر خاکستر کر دیا جائے تاکہ اُن کے دوبارہ جڑ کر ترلوکا کے وجود میں آ جانے کا امکان نہ رہے۔ اور اگر وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو یقیناً میں ایسا ہی کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے زیبی کا حصول میرے لیے ضروری تھا۔ وقت اس طرح گزرا کہ اندازہ بھی نہ ہو سکا پھر کوئی کمرے میں گھس آیا۔ اور میں نے چونک کر نگاہیں اُٹھا دیں۔

"تم یہاں چھپے بیٹھے ہو لو از ہم کہاں کہاں تمھیں تلاش کرتے پھرے۔ اُمید بھی نہیں تھی کہ تم اس طرح خاموشی سے یہاں بیٹھے ہو گے۔" یہ کوشل کی آواز تھی روپا بھی اس کے پیچھے

کوشل نے روپا کو لباس تبدیل کرا دیا تھا اور اب روپا نئی زندگی نظر آ رہی تھی۔ میں نے خوش دلی سے اُن دونوں کو خوش آمدید کہا۔

"تم چلے کیوں آئے تھے؟" کوشل نے پوچھا۔

"اس لیے کہ تم دونوں بہنوں کو دل کی بھڑاس نکالنے کا پوری طرح موقعہ مل جائے۔"

"لو از میں صرف تمھارے لیے ایک دُعا کر سکتی ہوں۔ یہ کہ خدا تمھیں بھی یہی لمحات نصیب کرے جو تمھاری وجہ سے ہمیں نصیب ہوئے ہیں۔"

"شکریہ۔ کوشل درحقیقت اگر سچ پوچھو تو میری حیات کا مقصد بھی صرف یہی ہے۔" میں نے دل گیر لہجے میں کہا۔ روپا عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"دیدی۔ ان سے تمھارا کیا رشتہ ہے؟"

"تیرے خیال میں کیا ہو سکتا ہے۔"

"کیا یہ جیجا جی ہیں۔"

"نہیں روپا۔ ہمارے بیچ محبت کے پاکیزہ رشتے ہیں۔ یہ میرے بھیا ہیں۔"

"اوہ۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"تم نے جب اسے چھوڑا تھا کوشل تو یہ کتنی بڑی تھی۔" میں نے پوچھا۔

"بہت چھوٹی تھی یہ۔ بالکل چھوٹی۔"

"تمھیں ایک دوسرے کو پہچاننے میں دقت تو نہیں ہوئی۔"

"خون، خون کو فوراً پہچان لیتا ہے۔"

"تم دونوں یہیں اب آرام کرو۔ اور ہاں اس کا کیا حال ہے؟"

"رادھن سنگھ کا۔"؟

"ہاں۔"

"مر رہا ہے مورکھ نشے کا عادی ہے۔ میں نے حالت خراب کر دی ہے۔"

"روپا رادھن سنگھ تم سے کیا کہتا تھا۔"

"دو چار بار ملا تھا پاپی۔ کچھ کہتا نہیں تھا بس گھورتا رہتا تھا۔" روپا نے جواب دیا۔

"ہوں۔ میرے خیال میں کوشل اب رادھن سنگھ کی زندگی مناسب نہیں ہے۔"

"ہاں۔ سانپ کو ہم دیر تک جیتا نہیں رکھ سکتے! اسے مر جانا چاہیے۔"

"یہ کام تم کرو گی یا میں کروں۔؟"

"دونوں مل کر کریں گے۔" کوشل نے جواب دیا۔

"تب پھر آؤ۔" میں نے کوشل سے کہا اور ہم تینوں ان تہہ خانوں کی طرف چل پڑے جہاں رادھن سنگھ کو قید کیا گیا تھا مجھے اس بات کا بخوبی اندازہ تھا کہ میری ان دنوں کی غیر موجودگی میں کوشل نے رادھن سنگھ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا ہو گا، کوشل کے سینے میں جو آگ بھڑک رہی تھی اسے سرد کرنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی اور میں بھی اگر چاہتا تو رادھن سنگھ کی جان نہیں بچا سکتا تھا۔ بات اگر صرف کوشل ہی کی ہوتی تو شاید میرے دل میں رادھن سنگھ کے لیے کوئی نرمی پیدا ہو جاتی لیکن مجھے خود بھی اپنی منزل تلاش کرنے کے لیے اس مقام کی ضرورت تھی۔ چنانچہ میں تہہ خانے میں قدم رکھا اور رادھن سنگھ کی شکل میرے سامنے آ گئی۔ اس کی دونوں ٹانگوں میں زنجیریں بندھی ہوئی تھیں اور یہ زنجیریں دیوار کی کڑیوں میں پیوست تھیں۔ لباس تار تار ہو رہا تھا بال بکھرے ہوئے تھے اور آنکھوں سے وحشت جھانک رہی تھی۔ میں نے اسے دیکھا رادھن سنگھ نے مجھے دیکھتے ہی پھرتی سے اُٹھنے کی کوشش کی اور اوندھے منہ زمین پر گر پڑا۔

"آزاد کر دو۔ مجھے آزاد کر دو۔ اس سے زیادہ قوت برداشت مجھ میں نہیں ہے یہ لڑکی تمھیں مل گئی اب اور کیا چاہیے تمھیں۔"

"مجھ سے بات کرو رادھن سنگھ۔ مجھ سے بات کرو۔" کوشل نے غرّاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تو۔ تو دور ہو جا میری نگاہوں سے۔ چلی جا ورنہ میں تجھے گردن دبا کر مار دوں گا۔ سب کچھ سب کچھ تیری وجہ سے ہوا ہے۔"

"جھوٹ بکتا ہے کتّے پاپی، تو نے خود انسانوں پر زندگی اتنی تلخ کر دی تھی کہ اس کائنات میں تیرا وجود ایک ناسور کی مانند رہ گیا ہے تجھے قتل کرنا اس سنسار کو بچانا ہے بھول گیا میرے پتا جی کو۔ بھول گیا ان لمحات کو جب میں تیری قید میں تھی اور تو نے اپنے کتوں سے میرا بدن نچوا دیا تھا بھول گیا رادھن سنگھ اپنی اس فرعونیت کو جس میں تو اپنے آپ کو بہت مہان سمجھتا تھا اور دوسرے انسانوں کو مٹی کا ڈھیر۔ بھول گیا ان ساری باتوں کو۔ بتا اب تجھے کون سی قوت بچا سکتی ہے۔"

"مار ڈالوں گا۔ مار ڈالوں گا میں تم سب کو مار ڈالوں

گا۔ مجھے مجھے آزاد کر دو۔ ایک بار آزاد کر دو۔ اس کے بعد میں تمھیں بتاؤں کہ رادھن سنگھ کیا ہے۔ دھوکے سے مار گیا ورنہ یہ تمھارے بس کی بات نہیں تھی۔"

"رادھن سنگھ۔ پاپ کا گھڑا ایک نہ ایک دن ضرور بھر جاتا ہے۔ اور اس کے بعد اس میں کچھ باقی نہیں رہتا میں جانور نہیں ہوں لیکن وحشی اور موذی کو قتل کرنا ہر انسان کا فرض ہے تیرے ساتھ صرف ایک ہی احسان کیا جا سکتا ہے صرف ایک احسان۔"

"کیا۔ کیا۔ جلدی بول۔ میں۔ میں یہاں سے اب نکلنا چاہتا ہوں۔"

"میں تجھے اس سنسار سے نکالے دیتی ہوں۔" کوشل نے کہا۔ اور پھر روپا کی طرف دیکھ کر بولی۔

"روپا یہی وہ پاپی ہے۔ یہی ہے نا وہ جس نے ہم سے ہمارا گھر چھین لیا ہمارے ماتا پتا چھین لیے جس نے روپا تجھے ویشیا بنانے کی کوشش کی اور مجھے ویشیا بنا دیا۔ دیکھ روپا اس کا حشر دیکھ اس کا انجام دیکھ روپا۔" کوشل نے ایک چھوٹی سی شیشی اپنے لباس میں سے نکال لی اس کی ڈاٹ مضبوطی سے کس کر لگی ہوئی تھی۔ میں سمجھ نہیں پایا تھا کہ یہ کیا ہے۔ لیکن کوشل نے اس شیشی کی ڈاٹ کھول لی۔

"میں نے تیرے لیے اس کا انتظام کیا تھا رادھن سنگھ اس میں تیری پسند کی شراب ہے سمجھا۔ لے پی لے۔" کوشل نے شیشی رادھن سنگھ کی طرف بڑھا دی۔

"شراب۔ شراب۔" رادھن سنگھ کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ اس نے کوشل کے ہاتھوں سے شیشی لی اور اُسے اپنے حلق میں خالی کر لیا۔

لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے منہ اور ناک سے دھواں اُبل پڑا تھا اس کی دلخراش چیخ آدھی بلند ہو سکی اور آنکھیں دہشت سے پھٹ گئیں اور پھر وہ زمین پر اس طرح تڑپا کہ دیکھا نہیں جاتا تھا کوئی انسانی جسم اس برق رفتاری سے زمین پر نہیں پھڑک سکتا تھا جس طرح رادھن سنگھ پھڑکا تھا میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے لیکن کوشل کی آنکھوں میں شدید نفرت کے آثار تھے۔ وہ ذرا بھی اس کی کیفیت سے متاثر نہیں معلوم ہوتی تھی۔

"اس میں کیا تھا کوشل۔ اس میں کیا تھا؟" میں نے سوال کیا۔

"تیزاب۔ خوفناک تیزاب جس نے اس کے اندر کے نظام کو جلا کر بھسم کر دیا ہوگا۔" کوشل نے بے رحمی سے کہا، اور میں کانپ کر رہ گیا۔ رادھن سنگھ کے بدن کی تڑپ آہستہ آہستہ مدہم پڑتی گئی۔ اور چند لمحات کے بعد اس کے حلق سے گوشت کے لوتھڑوں کا انبار نکل پڑا۔ تیزاب نے اُس کے بدن کو اندر سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تھا۔

رادھن سنگھ کا یہ بدترین حشر میرے لیے دنیا کی سب سے اذیت ناک موت تھی لیکن کوشل نے اپنی جو کہانی سُنائی تھی اس کے تحت اس سے ہمدردی کرنے کو بھی دل چاہتا تھا، کوشل نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر آہستہ آہستہ اس نے اپنا سر میرے سینے سے ٹکا دیا۔

"مجھے سنبھالو بھیا۔ مجھے سنبھالو۔ مجھے اوپر لے چلو۔" روپا بھی وحشت زدہ نظر آ رہی تھی۔ میں کوشل کو سنبھالے ہوئے اُوپر آ گیا اور پھر اُسے اس کے کمرے میں لے آیا۔ کوشل ایک صوفہ پر بیٹھ گئی تھی اس کی آنکھیں بند تھیں اور سر پشت سے ٹکا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک اس کی یہی کیفیت رہی اور پھر اُس نے آہستہ سے کہا۔

"بھیا میرا مشن ختم ہو گیا ہے میری زندگی کا سب سے بڑا مشن پورا ہو گیا ہے۔ اب میں ایک عام لڑکی ہوں ایک دیہاتی لڑکی مجھے میری دیہاتی زندگی میں واپس لوٹا دو مجھے میرا سنسار دے دو بھیا۔ میں اب کسی قابل نہیں رہی ہوں۔"

میں نے اُسے تسلیاں دیں اور بمشکل تمام وہ اعتدال پر آ سکی۔ رات کو کھانے پر میں نے کوشل سے کہا۔

"کوشل۔ تم نے کہا تھا کہ تمھارا مشن ختم ہو گیا۔"

"ہاں بھیا۔ رادھن سنگھ پاپی اپنے انجام کو پہنچ گیا میری بہن مجھے مل گئی۔ اب میں اپنے اندر بڑی کمزوری پاتی ہوں یوں محسوس کرتی ہوں جیسے جو کچھ میں نے کیا ہے میرا اپنا کیا ہوا نہ ہو۔"

"ٹھیک ہے کوشل۔ جیسا تم کہو۔ کیا تم اپنے اسی دیہات میں واپس جانا چاہتی ہو۔" میں نے اُداس لہجے میں کہا۔ اور کوشل چونک کر مجھے دیکھنے لگی دفعتاً جیسے اُسے کچھ یاد آ گیا۔ اس کی آنکھوں میں شرمساری کے آثار نظر آئے اور پھر وہ آہستہ سے بولی۔

"نہیں بھیا۔ غلط کہا تھا میں نے۔ سچ مچ غلط ہی کہا تھا میں نے۔ میرا مشن ابھی ختم کہاں ہوا ہے خود غرض ہو گئی تھی بھیا۔ یا پھر یوں سمجھ لو جذباتی ہو گئی تھی ابھی تو تمھاری

بھائی کا ملنا باقی ہے بھیا۔ مجھے معاف کر دو۔ جو جذباتی کیفیت مجھ پر طاری ہو گئی تھی وہ میرے بس میں نہیں تھی۔ معافی چاہتی ہوں۔ میرے بھیا میں معافی چاہتی ہوں۔"

"نہیں کوشل۔ سچ مچ تمھارا یہ مقام نہیں ہے اب تم واقعی آرام کرو۔ میری زندگی تو ایک تپتا ہوا ریگستان ہے۔ جس میں مجھے ابھی نہ جانے کتنی دور تک چلنا ہے تا حدِ نگاہ دھوپ اور سائے پھیلے ہوئے ہیں مجھے ان دھوپ اور سایوں میں ابھی طویل زندگی بسر کرنا ہے۔"

"میں تمھاری ساتھی ہوں بھیا۔ کوشل تمھاری ساتھی ہے کیسی باتیں کرتے ہو، ایک جذباتی بھول کی اتنی بڑی سزا تو نہ دو مجھے، غلطی ہو گئی تمھاری بہن سے معاف کر دو نا اب اُسے۔"

"کوشل۔ میں بالکل ناراض نہیں ہوں تم سے اور نا ہی یہ سمجھتا ہوں کہ تمھیں اب ان معاملوں میں پڑنے کی ضرورت ہے روپا کو لے جاؤ اپنی دنیا بساؤ۔ میں اس دنیا میں تمھارا ساتھی ہوں کوشل تیار ہو جاؤ میں تمھیں تمھارے گاؤں چھوڑنے جاؤں گا۔"

"ہرگز نہیں، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تم چاہے مجھے پاگل سمجھ لو۔ میری زندگی کا ایک دور ختم ہو گیا ہے لیکن ابھی دوسرا دور باقی ہے۔ جب ہم دونوں مرحلوں سے نمٹ لیں گے بھیا تو پھر اپنے بارے میں بہت کچھ سوچیں گے۔"

"دیکھو کوشل۔ ؟"

"کچھ نہیں بھیا۔ اب بار بار یہ الفاظ کہہ کر مجھے ذلیل نہ کرو۔"

"تو پھر تم کیا ارادہ رکھتی ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"تمھاری ہر کوشش میں تمھارا ساتھ دوں گی سب کچھ کروں گی تمھارے لیے جو تم چاہو گے۔" کوشل کہنے لگی اور میں گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

بہر طور اس دن تو میں نے کوشل سے کچھ نہیں کہا، لیکن دوسرے دن اسپیرو کے بارے میں تمام تفصیلات بتا دیں۔ میں نے اُسے بتایا کہ اسپیرو اب یہاں سورج گرہن کا کنٹرولر ہے اور سورج گرہن گولڈ مین کے سامنے کبھی نہیں آئے گی لیکن میرا مقصد اب تبدیل ہو چکا ہے۔ میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکوں گا۔"

"تو پھر تمھارا کیا ارادہ ہے بھیا۔ ؟"

"اسپیرو نے مجھے ایک کہانی سنائی ہے اور اس کہانی کے تحت مجھے بینکاک جانا ہوگا۔ میں از سر نو ترلوکا کے راستے میں آؤں گا اور اپنا کام کروں گا۔"

"نہیں بھیا۔ تم اکیلے نہیں جاؤ گے گولڈ مین کی پوری تنظیم تمھارے ساتھ ہوگی۔"

"ہاں کوشل۔ ایسا ہوگا۔ اگر تم یہاں گولڈ مین کا چارج سنبھالے ہوئے ہو تو پھر ایسا ہوگا۔ تم جانتی ہو کوشل کہ گولڈ مین کے نام سے جرائم کر کے مجھے اپنی دولت میں اضافہ کرنے کی خواہش نہیں ہے میں تو اس تنظیم کو ترلوکا کے مقابلے پر لانا چاہتا تھا۔"

"تو یہ تنظیم ترلوکا کے مقابلے پر آئے گی بھیا۔" کوشل نے کہا۔

"نہیں۔ اب حالات ذرا تبدیل ہو چکے ہیں۔ ابھی گولڈ مین کو اس حیثیت سے ترلوکا کے سامنے نہیں لایا جا سکتا۔ ہاں بعد میں دیکھ لیا جائے گا۔"

کوشل کو میں نے لاکھ سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ کسی طور اس بات پر راضی نہیں ہو رہی تھی کہ مجھے تنہا چھوڑ دے اور اپنے گاؤں واپس چلی جائے۔ بہر حال میرے ذہن میں پہلے بھی یہ بات نہیں تھی کہ کوشل کو اپنے آپ سے الگ کر دوں۔ وہ ذہین عورت تھی اور گولڈ مین کے معاملات سے اتنی واقف ہو گئی تھی کہ اب وہ گولڈ مین تنظیم کو چلا سکتی تھی۔ بہر طور کئی دن تک میرے اور اُس کے درمیان اس سلسلے میں گفتگو چلتی رہی اور جب میں نے یہ محسوس کیا کہ کوشل وہی کرے گی جس کا وہ فیصلہ کر چکی ہے تو پھر میں نے حالات کو بڑھانے کی کوشش شروع کر دی۔ میں نے خفیہ طور پر اسپیرو سے رابطہ قائم کیا اور اس سے اس موضوع پر گفتگو کی تھی۔ اسپیرو نے بڑی عقیدت سے مجھے اس بات کا یقین دلایا کہ وہ گولڈ مین سے مکمل طور پر تعاون کرے گا اور اُسے کبھی اپنی حریف تنظیم نہیں سمجھے گا۔" میں نے اُسے اپنے ہاں مدعو کیا۔ رادھن سنگھ کی موت سے اسپیرو بہت خوش نظر آتا تھا اُس نے کہا۔

"یہ اتنا خود غرض اور اتنا ذلیل تھا کہ میں تمھیں بتا نہیں سکتا چیف۔ بہر حال اب تنظیم میرے کنٹرول میں ہے۔ مجھے ہدایات دو چیف کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"اسپیرو۔ گولڈ مین تنظیم کو میں چلاتا تھا تمھیں یہ بات معلوم ہے۔"

"کیوں نہیں چیف۔"

"اب کوشل اس کی سربراہ ہے۔ میرے بہت سے آدمی ہیں اگر کوشل کو تمھاری ضرورت پیش آئے تو تم اس سلسلے

یں کام کرو گے۔؟"

"بالکل کروں گا چیف تم فکر ہی نہ کرو۔ ویسے تمہارا کیا ارادہ ہے۔"

"میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میری زندگی کا مقصد کچھ اور ہے۔"

"تو پھر تم یوں سمجھو کہ اسپیرو بھی اس مقصد میں پورا پورا شامل ہے چیف۔" اسپیرو نے جواب دیا۔ پھر بولا۔

"تم بینکاک جاؤ گے؟"

"ہاں۔ میں بینکاک میں کسی ایسی حیثیت سے داخل ہونا چاہتا ہوں جس سے مجھے کوئی فائدہ ہو سکے۔"

"چیف۔ ایک نام بتاتا ہوں۔ اگر تم اس کی توجہ حاصل کر لو تو تمہیں بڑی آسانیاں ہو جائیں گی۔"

"کون ہے وہ؟"

"میڈم جینی ہاک۔ وہ نسلاً فرانسیسی ہے باپ پرتگالی تھا لیکن بڑی کاٹ کی عورت ہے جرائم پیشہ افراد سے دوستی رکھتی ہے اور ایک بات بتاؤں چیف حسن پرست ہے حسین چہروں کو اپنی قربت میں دیکھنا چاہتی ہے اس سے زیادہ اور کوئی حیثیت نہیں ہے اس کی۔ بے پناہ دولت مند ہے اور دولت کے یہ ذرائع نامعلوم ہیں لیکن چیف اگر تم ایک خوبصورت سے نوجوان کا میک اپ کر کے اس کے سامنے آنے کی کوشش کرو تو یقین کرو کہ تمہیں ایک بہترین تحفظ حاصل ہو جائے گا۔ جرائم پیشہ افراد کی دنیا میں بھی داخل ہو سکتے ہو۔ کیونکہ اس کا تعلق ایسے ہی لوگوں سے رہتا ہے بس یوں سمجھ لو کہ باقی سب کچھ تم پر ہو گا۔"

"مجھے اس کا پتہ بتاؤ۔" میں نے کہا اور اسپیرو تفصیلات بتانے لگا۔ زندگی کے اس نئے مشن پر کام کرنے کے لیے میں نے ابتدائی ضروریات پوری کیں خاصی بڑی رقم بنکاک منتقل کرا دی۔ اور اس کے بعد میں نے اپنے چہرے پر میک اپ کیا جو ایک تاریخی حیثیت رکھتا تھا۔ کوشل نے مجھے دیکھا تو ششدر رہ گئی۔ روبا کی آنکھوں میں ایک عجیب سے تاثرات نظر آئے اور اسپیرو نے دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لیے۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میڈم جینی ہاک کی موت آ ہی گئی۔" اسپیرو نے کہا۔ اچھا انسان تھا مجھے آج تک یاد نہیں آیا تھا کہ میں نے کب اور کس دور میں اس کے لیے کوئی کام کیا تھا لیکن بہر حال وہ میرا بے حد عقیدت مند نظر آتا تھا۔ اس کے بعد میں ایک طیارہ سے بینکاک روانہ ہو گیا۔

بینکاک ایئرپورٹ اترنے کے بعد میں نے اپنی شخصیت پر ایک نیا خول چڑھا لیا تھا اس حسین شہر کی حسین زندگی سے پوری طرح لطف اندوز ہونے کا فیصلہ کر کے میں بہت مطمئن تھا پچھلے دن جن ہنگاموں میں گزرے تھے بلینکاک کی زندگی میں میں ان ہنگاموں کو فراموش کر دینے کا خواہش مند تھا۔ ایک خوبصورت سے فائیو اسٹار ہوٹل میں، میں نے قیام کیا۔ اور چند ہی روز میں مجھے احساس ہو گیا کہ میری شکل و صورت بے شمار لوگوں کے لیے باعث کشش ہے میں نے بہت سی عورتوں کو اپنی جانب نگراں پایا تھا بہر طور میں نے کسی بھی جانب کوئی توجہ نہیں دی پھر ایک دن میں نے ہوٹل گیلارڈ میں شام کے پروگرام میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔ اسپیرو نے مجھے بتایا تھا کہ جینی ہاک عموماً گیلارڈ میں ملتی ہے چنانچہ میں خاص طور سے گیلارڈ آیا تھا۔ میرے جسم پر ایک نفیس سوٹ تھا گیلارڈ میں داخل ہوا تو بہت سی نگاہیں میری جانب اٹھ گئیں میں تھوڑی دیر تک میز کی تلاش میں نگاہیں دوڑاتا رہا اور پھر ایک جانب بڑھ گیا۔ ایک کرسی پر بیٹھ کر میں نے اطراف میں نگاہیں دوڑائیں لیکن زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ایک تانبے کی رنگ کی خوبصورت سی لڑکی میرے پاس پہنچ گئی۔ غالباً اس کا تعلق اسپین سے تھا۔ لڑکی نے جھک کر مجھ سے کہا۔

"مسٹر۔ پلیز میڈم جینی ہاک آپ کو طلب کرتی ہیں۔"

"کون جینی ہاک؟" میں دھڑکتے دل سے پوچھا۔ تو لڑکی نے ایک سمت اشارہ کر دیا۔ تھوڑے فاصلے پر ایک پکی عمر کی حسین عورت میک اپ میں لتھڑی ہوئی بیٹھی تھی میں نے لڑکی کی طرف دیکھا اور مسکرا دی۔

"کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ اس بوڑھی عورت کے بجائے میری دوستی تم سے ہو۔" لڑکی بری طرح اچھل پڑی اس نے خوفزدہ نگاہوں سے ادھر دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔

"تمہارے پاس بیٹھنے کی آرزو کسے نہ ہو گی لیکن جو

جینی ہاک کے منظورِ نظر ہوتا ہے وہ خود اپنا نہیں رہتا۔

"بیٹھ جاؤ۔ اس بے وقوف عورت سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" میں نے کہا۔

"خدا کے لیے ایسے الفاظ نہ کہو تم زندگی کے بدترین عذاب کا شکار ہو جاؤ گے۔" لڑکی مضطربانہ انداز میں بولی اور میں ہنسنے لگا۔

"اگر تم یہ سب کچھ نہیں چاہتیں تو جا سکتی ہو۔ لڑکی چند لمحات میرے پاس کھڑی رہی اور اس کے بعد واپس چلی گئی میں نے ایک نگاہ ان دونوں کی طرف دیکھا وہ جھک کر جینی ہاک سے کچھ کہہ رہی تھی۔ جینی ہاک خاموشی سے دوسری طرف دیکھنے لگی۔ میں گیلارڈ کی تقریبات میں مشغول ہو گیا تھا۔ حالانکہ اسپیرو نے مجھ سے کہا تھا کہ مجھے جینی ہاک سے رابطہ قائم کر لینا چاہیئے لیکن میں اس میں کچھ تبدیلیاں کرنا چاہتا تھا فوراً ہی اسکے پہلو میں جا بیٹھنا ممکن ہے کسی شبہ کا باعث بن جائے چنانچہ میں احتیاط سے کام لینا چاہتا تھا۔ میڈم جینی ہاک تھوڑی دیر تک بیٹھی رہی اور اس کے بعد اپنی اس سیکریٹری کے ساتھ چلی گئی۔ گیلارڈ میں میں تقریباً ساڑھے بارہ بجے تک رہا اور وہاں کے پروگراموں سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ پھر میں وہاں سے اٹھ گیا ایک ٹیکسی کر کے میں ہوٹل کی جانب جانے لگا لیکن ابھی زیادہ سفر طے نہیں کیا گیا تھا کہ دفعتاً میرا ذہن چکرانے لگا ٹیکسی کے شیشے بند ہو گئے تھے۔ اور اس میں ایک ہلکی ہلکی سی بو چکرا رہی تھی۔ میں نے ڈرائیور سے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن میرے منہ سے الفاظ نہ نکل سکے اور تھوڑی دیر کے بعد میرے حواس گم ہو گئے ہوش آیا تو ایک حسین ترین خواب گاہ میں تھا۔ اور بستر پر لیٹا ہوا تھا چند لمحات تو میں حالات پر غور کرتا رہا۔ اور جب سب کچھ یاد آیا تو مجھے ہنسی آ گئی۔ گویا مجھے کسی نوجوان لڑکی کی طرح اغوا کر لیا گیا تھا۔ گردن گھما کر دیکھا تو سامنے ہی ایک آرام کرسی پر جینی ہاک نیم دراز تھی۔ مجھے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو تم۔؟"

"میری سیکریٹری نے تمہیں میرا نام بتایا تھا۔"

"اوہ۔ میڈم جینی ہاک۔"

"تمہاری یادداشت خاصی بہتر معلوم ہوتی ہے۔"

"لیکن لیکن میں یہاں۔"

"میں جب کسی کو اپنی میز پر طلب کرتی ہوں تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اسے میری میز پر پہنچ جانا چاہیئے اور جب کوئی مجھ سے سرکشی کرتا ہے تو پھر وہ اس طرح میرے قدموں میں آ جاتا ہے۔"

"لیکن میڈم۔ میں آپ سے ناواقف ہوں۔"

"واقف ہو جاؤ گے۔ اس میں تمہیں کوئی دقت نہیں ہو گی۔" جینی ہاک نے جواب دیا۔

"تجھے۔ مجھے یہاں بے ہوش کر کے لایا گیا تھا۔ کیا وہ ٹیکسی ڈرائیور۔"

"میرا ہی آدمی تھا۔ میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ اگر کوئی مجھے ضد دلا دے تو وہ ہمیشہ نقصان میں رہتا ہے۔ کیا پیو گے۔"

"کوئی ٹھنڈی چیز۔ میرا سینہ جل رہا ہے۔" میں نے کہا اور جینی ہاک نے کرسی میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا چند لمحات کے بعد مشروب کے دو گلاس ہمارے سامنے آ گئے تھے۔ اس نے ایک گلاس میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا

"اس میں کچھ ہے تو نہیں۔؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں۔ جینی ہاک کے مہمان پروقار انداز میں اس تک پہنچتے ہیں۔" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔ اور میں نے مشروب کا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ میں اپنے تمام تر تجربے کو مدنظر رکھتے ہوئے اس عورت کے بارے میں اندازے قائم کر رہا تھا۔ اس سلسلے میں میرا تجربہ مجھے دھوکا نہیں دے سکتا تھا۔ عمر ہی اس دشت کی سیاحی میں گزری تھی۔ سینی ٹور جیسی عورتوں سے واسطہ پڑا تھا یہ خاتون شدید احساسِ برتری کی مریضہ تھیں اور انہیں اسٹڈی کرنے کیلئے میرے پاس لائحہ عمل تھا میں جانتا تھا کہ ایک عام آدمی ان کے لیے دلکش نہیں ہو سکتا۔

بہر حال بینکاک میں قدم جمانے کے لیے مجھے یہ عورت شاندار معلوم ہوئی تھی۔ اور میں نے اس کے بارے میں اندازے قائم کر لیے تھے۔

"بینکاک کیسے آنا ہوا۔؟"

"آوارہ گرد ہوں۔"

"کوئی خواہش لائی ہے۔؟"

"ہزاروں خواہشیں ہیں کس کس کا تذکرہ کروں؟"

"بچ کر رہنا!" وہ مسکرا کر بولی۔

"کس سے؟"

"اُن حسن پرستوں سے جو تمہارے لیے خون بہا سکتے ہیں۔"

"اوہ کون ہوں گے وہ؟"

"بینکاک۔ انوکھی جگہ ہے!"

"میں تو پہلے ہی مرحلے پر پھنس گیا۔"

"پھنس نہیں گئے بچ گئے۔" اس نے فخریہ انداز میں کہا۔ "اب تم میری تحویل میں ہو۔ اور جب لوگ یہ جان لیں گے کہ تمہاری نگراں میں ہوں تو۔"

"تو۔؟" میں نے پوچھا۔

"کسی کی مجال نہیں ہوگی کہ تمہاری طرف آنکھ اٹھائے۔"

"خوب۔ اب تو میں واقعی خوش نصیب ہوں۔"

"میرا ساتھ پسند کرو گے۔؟"

"اب اس کا کیا سوال ہے؟"

"کیوں۔؟"

"آپ کا قیدی ہوں۔"

"تھنکنے۔ اب نہیں ہو۔ وہ تو بس نافرمانی کی سزا تھی" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ دلکش ہیں۔" میں نے جواب دیا۔ جینی ہاک کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"سچ کہہ رہے ہو یا بے وقوف بنانے کا فن بھی آتا ہے تمہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"[illegible] فوری طور پر نہیں [illegible]"

"[illegible] لفظ استعمال کیا ہے تم نے۔ میڈم ہاک۔ نہیں صرف جینی کہو مجھے۔"

"[illegible] سے آگے بڑھنے والی بات تو نہیں ہوگی۔" میں نے پوچھا۔

"نہیں۔ دوستوں میں یہ بات نہیں ہوتی۔ تیار ہو جاؤ باہر کا موسم بے حد خوبصورت ہے۔"

"اوہ۔ مجھے تو باہر کے بارے میں کوئی اندازہ ہی نہیں ہے۔" میں بولا۔

"بارش ہو رہی ہے اور مجھے بارش کا موسم بے حد پسند ہے۔"

"وہ تو مجھے بھی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"میں چاہتی ہوں کہ تھوڑی سی پی لی جائے۔ اس کے بعد بارش کا رنگ اور گہرا ہو جاتا ہے۔"

"تو پھر تکلف کیوں ہے۔" میں نے جواب دیا اور وہ خوشی سے اچھل پڑی۔

"کیا واقعی؟"

"ہاں کیا حرج ہے۔ ہر چند کہ میں زیادہ برداشت نہیں کر سکتا لیکن تمہارے لیے۔" میں نے بے تکلفی سے کہا اور جینی فوراً اٹھ کر باہر نکل گئی اس دوران میں اپنے لیے راستے منتخب کر چکا تھا۔

چند پیگ اس نے لیے چند میں نے یہ دوسری بات ہے کہ میرے گلاس میں موجود شراب بڑی صفائی سے صوفے کے پیچھے قالین میں جذب ہو گئی تھی۔ جینی کی آنکھوں میں سرور کی لہریں نظر آ رہی تھیں وہ تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلو۔ باہر چلتے ہیں۔ میرا خیال ہے بارش بند ہو چکی ہے۔" میں خاموشی سے اٹھ گیا باہر نکلا تو ایک حسین کار کھڑی ہوئی تھی جس کا ڈرائیور اس کے قریب ہی موجود ہی تھا۔

"ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ ہم خود ہی۔" وہ بولی اور مجھے اسٹیرنگ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے خاموشی سے کار کا اسٹیرنگ سنبھال لیا اور وہ دوسری طرف کا دروازہ کھول کر میرے پاس آ بیٹھی۔ کار اس خوبصورت عمارت سے باہر نکل آئی تھی۔ جینی نے ایک سمت اشارہ کیا اور میں نے کار اس طرف بڑھا دی۔ سڑکیں بھیگی ہوئی تھیں اور بارش کی وجہ سے ان پر زیادہ رش نہیں تھا۔

بینکاک کی حسین داستانیں اطراف میں بکھری ہوئی تھیں جینی میری رہنمائی کرتی رہی اور تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک انتہائی خوبصورت مقام پر پہنچ گئے۔ میرے ذہن میں جو منصوبہ موجود تھا اس پر عمل کرنے کا وقت آ گیا تھا۔ جینی دروازہ کھول کر نیچے اتری تو میں نے دفعتاً کار

آگے بڑھا دی وہ متحیرانہ انداز میں آنکھیں پھاڑے کھڑی رہ گئی تھی ایک چوراہے سے گھوم کر میں کار کو وہیں واپس لے آیا جہاں میں نے اسے چھوڑا تھا لیکن کچھ فاصلے پر میں نے کار روک دی تھی۔

جینی ہکا بکا اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی شاید وہ کچھ کہہ بھی رہی تھی لیکن اس کے جملے میرے کانوں تک نہیں پہنچ پا رہے تھے میں کچھ اور قریب ہو گیا چند افراد جینی کے گرد آ کھڑے ہوئے تھے ایک شخص نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"اوہ۔ میڈم ہاک۔ خیریت آپ!"

"وہ کہاں گیا؟"

"وہ شاید آپ کی کار لے کر بھاگ گیا۔ کون تھا وہ؟" کسی نے سوال کیا۔

"کہاں گیا وہ؟ میں، میں اسے قتل کر دوں گی میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی اس ذلیل انسان کو!"

"آئیے میڈم۔ آپ ہمارے ساتھ آئیے۔ کون بے وقوف آدمی تھا وہ جس نے آپ کے ساتھ یہ بدتمیزی کرنے کی کوشش کی!"

بہر حال وہ لوگ جینی کو لے کر وہاں سے چلے گئے میں اپنی اس کارکردگی پر خوش تھا اس عمارت کے بارے میں میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ کس جگہ ہے جینی کو یہ سب کچھ بہت اجنبی اجنبی لگا ہوگا لیکن مجھے اندازہ تھا کہ وہ اس قسم کی عورت ہے اور میری اس حرکت سے اس کے ذہن میں متضاد کیفیت پیدا ہو گئی ہوگی۔ میں نے ایک ٹیکسی کی اور اسی عمارت میں واپس آ گیا جس میں جینی نے مجھے بے ہوشی کے عالم میں بلایا تھا۔

ملازمین چونکہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ اس لیے انہوں نے کوئی تعرض نہیں کیا اور میں اطمینان سے جینی کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔

ظاہر ہے جینی کی شام برباد ہو گئی تھی وہ بھلا کہاں جا سکتی تھی۔ چنانچہ تقریباً دو گھنٹے بعد وہ اپنی کار میں ہی واپس آئی خود ہی ڈرائیو کر رہی تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ اندر داخل ہو گئی مجھے دیکھ کر جو اس کی کیفیت ہوئی وہ ناقابلِ بیان ہے وہ پاگلوں کی طرح کھڑی مجھے دیکھتی رہی اور پھر چند قدم آگے بڑھ کر بولی۔

"تم۔ تم واپس یہاں آ گئے شاید تمہیں مرنے سے بہت دلچسپی ہے!"

"نہیں میڈم ہاک! بے ہوش کر کے کسی کو کسی سے بلا لینا بہت آسان ہے لیکن اس کے بعد اسے اپنی مرضی کے مطابق ہینڈل کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔"

"مجھے جانتے نہیں ہو ابھی۔ پہلے معلوم کر لیا ہوتا کہ جینی ہاک کون ہے۔ اس کے بعد یہ جرأت کی ہوتی تو بہتر تھا!"

"کسی کو جاننے کے بعد اگر کچھ کیا تو کیا کیا؟ آپ نے مجھے اپنی میز پر طلب کیا تھا میں نہ آیا۔ اس کے بعد آپ نے جارحیت استعمال کرتے ہوئے مجھے اپنے گھر بلوا لیا۔ تو آپ کا کیا خیال تھا میڈم ہاک کہ میں آپ کے جوتے چاٹنے لگتا۔"

"تم نے میری عزت خاک میں ملا دی اور اس کے بدلے میں جانتے ہو کیا ہوگا!"

"نہ جانتا ہوں نہ جاننا چاہتا ہوں البتہ سمجھتا ہوں کہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ میں اتنا نرم چارہ بھی نہیں ثابت ہوں گا آپ کے لیے۔" جینی کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نظر آئے پھر آہستہ آہستہ وہ نارمل ہونے لگی وہ ایک صوفے پر

آکر بیٹھ گئی اس کے انداز میں سوزح تھی پھر وہ گہری سانس لے کر بولی۔

"تمہاری وجہ سے مجھے شدید ذہنی صدمے سے دوچار ہونا پڑا ہے میں انتقام کی آگ میں سلگ رہی تھی میں تمہارے بدن کی بوٹیاں بوٹیاں کرنے سے بھی دریغ نہ کرتی۔ لیکن لیکن۔"

"ٹھیک ہے۔ غصے کے عالم میں انسان کے دل میں یہ تمام خیالات آ ہی جاتے ہیں لیکن ان پر عمل اتنا آسان نہیں ہوتا اگر آپ چاہیں تو اس کی کوشش کر کے دیکھ سکتی ہیں۔"

"جنگلی ہو۔ جانور ہو بالکل۔ وہ ایک دم مسکرا پڑی۔"

"نہیں جینی۔ سچ کہہ رہا ہوں میں اپنے آپ کو ایسی ہی آزمائشوں میں ڈالنے کا عادی ہوں اگر تم میری بے عزتی نہ کرتیں تو شاید میں تمہارے بارے میں کبھی سوچ سکتا تھا۔"

"تو اب اسی انداز میں سوچتے رہو گے میرے بارے میں۔ اس نے محبوبانہ انداز میں کہا۔

"نہیں۔ پہلے تم اپنی انتقامی کوشش کر لو جب اس میں ناکام ہو جاؤ تو ہم دوبارہ دوست بن جائیں گے میں نے کہا اور وہ ہنس پڑی۔

میرا اندازہ غلط نہیں تھا اس کی طبیعت میں اذیت پسندی تھی اور وہ ایسے ہی لوگوں کو پسند کرتی تھی۔

"اگر میں اس وقت تمہیں موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کروں۔ تو تم کیا کرو گے۔"

"اس عمارت کو تباہ کر دوں گا تمہاری ہاتھوں کی دسوں انگلیاں کاٹ لوں گا اور اس کے بعد آرام سے چلا جاؤں گا۔"

"بڑے اعتماد سے کہہ رہے ہو یہ سب کچھ۔"

"ہاں۔ واقعی اعتماد سے کہہ رہا ہوں بلاؤ ان لوگوں کو جو مجھے سزا دیں۔"

"ٹوٹ پھوٹ جاؤ گے اور مجھے ٹوٹے پھوٹے لوگ پسند نہیں چلو چھوڑو ان باتوں کو اطمینان سے بیٹھو میں تمہیں معاف کر چکی ہوں۔" میں نے دل ہی دل میں خوش ہوتے ہوئے گردن ہلا دی وہ مسکرائی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی پھر اس نے کھڑے ہو کر کہا۔

"اس کے باوجود کہ میں ایک بار پھر تمہارے سامنے بے وقوف بن گئی ہوں میں تمہارے بارے میں تصدیق ضرور کروں گی۔"

"کیسی تصدیق۔" میں نے سوال کیا لیکن اس نے جواب نہیں دیا دروازے کے پاس جا کر اس نے مخصوص دستک دی اور باہر نکل گئی۔ میں اطمینان سے بیٹھا رہا تھا مجھے امید ہو گئی تھی کہ جینی ہاک میرے جال میں پھنس گئی ہے۔"

تھوڑی دیر بعد وہ مسکراتی ہوئی اندر آئی اور مجھے اشارہ کر کے واپس چل پڑی چند لمحات کے بعد ہم ایک دوسرے کمرے میں آ گئے تھے۔

"بیٹھو ڈیئر۔" تم واقعی شاندار ہو۔

"شکریہ جینی لیکن تم میرے بارے میں کیا تحقیقات کرتی پھر رہی ہو۔"

"کچھ نہیں۔ تمہارے ہوٹل سے تمہارا سامان منگا لیا ہے میں نے، تمہارے کاغذات بھی انہی میں موجود ہیں بلاشبہ سیاح ہو، میں تمہارے بارے میں سب کچھ جان چکی ہوں۔"

"او کے جینی۔ اگر تم نے یہ سب کچھ کر لیا ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ اب آرام سے وقت گزارو تمہیں ضرورت کی تمام چیزیں یہاں مل جائیں گی۔ کوئی پریشانی نہیں ہوگی تمہیں، میں تم جیسے انسانوں کو بہت زیادہ پسند کرتی ہوں۔"

"تمہارا کاروبار کیا ہے جینی؟"

"بتا دوں گی۔ یہ بھی بتا دوں گی، ویسے اگر تم چاہو تو بینکاک میں جینی ہاک کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو۔

"میں۔ کوئی معلومات نہیں حاصل کرنا چاہتا۔ اگر وہ طریقہ کار اختیار نہ کرتیں اور کسی اور ذریعے سے میری تمہاری ملاقات ہوتی تو شاید تمہیں یہ تکلیف بھی نہ اٹھانی پڑتی۔ جہاں تک میری اپنی زندگی کا تعلق ہے بس یوں سمجھ لو جینی کہ میں اس دنیا میں ایک تنہا انسان ہوں اور اس تنہائی کو میں نے اپنی زندگی کا ایک ذریعہ بنا لیا ہے۔

"ذریعہ معاش کیا ہے؟" اس نے سوال کیا۔

"کوئی خاص نہیں۔ ملک ملک کی سیر کرتا ہوں اور ضروریات پوری کرنے کے لیے وہ تجارت کر لیتا ہوں۔ جسے اسمگلنگ کا نام دے دیا گیا ہے۔

"واقعی۔ وہ گہری نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے بولی۔"

"ہاں۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟"

"اوہ نہیں دلچسپ بات یہ ہے کہ میں خود بھی یہی سب کچھ کرتی ہوں لیکن میرا طریقہ کار تم سے مختلف ہے حالات بتا رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کی دوستی کے لیے پیدا ہوئے ہیں ویسے بنکاک میں تمہیں کوئی پریشانی تو نہیں ہے۔

"ابھی تک تو نہیں۔"

"میرے کارندے بے شمار علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ تم اگر چاہو تو میرے ساتھ رہ کر اپنی مشکلات حل کر سکتے ہو۔

اتنی جلدی بھی کیا ہے ابھی تو میرے پاس بہت کچھ ہے!

"ہاں۔ ہاں۔ جلدی کچھ نہیں ہے۔ ابھی تو مجھے بھی تمہاری ضرورت ہے۔ اس نے عجیب سے انداز میں کہا۔ اور پھر ہنس پڑی۔

جینی ہاک کے ساتھ وقت گزرتا رہا۔ میں مطمئن تھا بنکاک میں مجھے بہترین سہارا مل گیا تھا۔ جینی کی طرف سے مجھ پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ ہر جگہ آزادی سے گھوم پھر سکتا تھا۔ ایک خوبصورت کار اس نے میری تحویل میں دے دی تھی۔

اس دن بھی میں بنکاک کے ایک خوبصورت نظارے سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ دو آدمی میرے نزدیک پہنچ گئے۔

"ہیلو۔" ان میں سے ایک نے کہا اور میں سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا۔

"کون ہو تم؟"

"آپ کے خادم۔"

"کیا مطلب؟"

"ہم میڈم کے غلام ہیں۔ میڈم ہاک کو اس وقت آپ کی ضرورت ہے۔"

"اوہ خیریت۔"

"جی ہاں۔ انہوں نے ہمیں آپ کی تلاش میں بھیجا تھا۔ ان کے انداز میں نیازمندی تھی۔ میں نے ایک لمحے سوچا اور پھر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ وہ میری رہنمائی کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد کار ایک عمارت میں داخل ہو گئی اور ان کے اشارے پر رک گئی۔ وہ میرے ساتھ نیچے اتر گئے۔ انہوں نے مجھے اندر چلنے کا اشارہ کیا اور میں ان کے ساتھ عمارت میں داخل ہو گیا۔ صدر دروازے سے گزر کر ہم ایک ہال میں پہنچے جہاں چند افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ سب صورت اور لباس سے اچھے لوگ نہیں معلوم ہوتے تھے۔ سامنے ہی ایک دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ دونوں مجھے لیے ہوئے اس میں داخل ہو گئے جس کمرے میں مجھے لایا گیا تھا۔

وہ ایک خوبصورت ڈرائنگ روم تھا ان میں سے ایک نے مجھے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میں بیٹھ گیا۔

"میڈم ہاک ابھی آتی ہیں، ہم لوگوں کو اجازت دیں۔" وہ بولے اور اس کے بعد باہر نکل گئے۔ میں گہری نگاہوں سے کمرے کے ماحول کا جائزہ لینے لگا۔ دیواروں پر خوبصورت تصویریں آویزاں تھیں۔ سامنے ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ جس پر پردہ جھول رہا تھا۔ چند لمحوں کے بعد اس پردے کے پیچھے سے ایک دراز قامت عورت باہر نکل آئی۔ کافی خوبصورت عورت تھی لیکن اپنے انداز سے خطرناک بھی معلوم ہوتی تھی۔

"ہیلو۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔ آپ کون ہیں؟" میں نے سوال کیا اور وہ ہلکے سے قہقہے کے ساتھ چند قدم آگے بڑھ آئی۔"

"جو کوئی بھی ہوں تمہارے لیے اجنبی ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"میڈم ہاک کہاں ہیں؟" میں نے سوال کیا اور اس کا چہرہ بگڑ گیا۔

"جہنم میں۔ یہاں صرف میں ہوں مجھ سے ملو۔"

"گویا تم نے مجھے دھوکے سے بلایا ہے؟" میں نے کہا۔

اور وہ لاپروائی سے آگے بڑھ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"ہاں ایسا ہی سمجھ لو۔"

"تم کون ہو اور کیا چاہتی ہو؟" میں نے سوال کیا۔ میں گہری نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے اُس کے بارے میں اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مجھے ٹیٹی وان کہتے ہیں اور تمہارے بارے میں، میں اچھی طرح جانتی ہوں، کہ تم جیسے لوگ کسی کے وفادار نہیں ہو سکتے۔ وہ جینی ہاک ہو یا اور کوئی۔ یہ بھی معلوم ہے مجھے کہ میری یہ صاف گوئی تمہیں پسند نہیں آئے گی۔

"میڈم ٹیٹی وان۔ آپ نے مجھے جینی ہاک کے نام پر بلایا تھا۔

"جینی ہاک۔" وہ حقارت آمیز انداز میں ہنس پڑی۔ پھر کہنے لگی۔

"تم سمجھتے ہو کہ میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتی، غلط خیال ہے تمہارا۔ تم ایک چالاک انسان ہو اور یقینی طور پر صرف دولت کے لیے جینی ہاک تک پہنچے ہو۔ لیکن ڈیئر تمہاری یہ چالاکی تمہاری گردن میں پھندہ بن گئی۔ جینی کے بارے میں تم نہیں جانتے کہ وہ کیا چیز ہے۔ خوبصورت نوجوانوں کو وہ ایک حسن پرست عورت کسی حیثیت سے اپنے جال میں پھانستی ہے اور ان پر بے دریغ خرچ کرتی ہے وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ان کا حسن ان کی خوش بختی کا ذریعہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ نہیں ہوتی۔ بعد میں وہ لوگ کتوں کی سی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔ سمجھے اپنے آپ پر غور کرو۔ اور بتاؤ کہ کیا یہ زندگی بہتر ہے تمہارے لیے؟" میں نے متعجبانہ انداز میں اُسے دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"یقیناً یہ زندگی بہتر نہیں ہے۔ میڈم ٹیٹی وان! لیکن کیا میں یہ معلوم کر سکتا ہوں کہ آپ کو مجھ سے یہ دلچسپی کیوں پیدا ہو گئی۔ اور آپ میرے لیے کیوں پریشان ہیں؟" ٹیٹی وان میرے اس سوال پر چند لمحات خاموش رہی اور پھر بولی۔

"خوش نصیب ہو تم جو میری نگاہِ انتخاب تم پر پڑ گئی۔ میں تمہیں اُس کے جال سے نکالنا چاہتی ہوں۔"

"اور اگر میں نہ نکلنا چاہوں تو؟" میں نے سوال کیا۔

"میں تمہیں اس کے لیے مجبور کرنے کی کوشش کروں گی میری پیشکش اُس سے بہتر ہو گی تمہارے لیے۔ تم کون ہو؟ میں یہ نہیں جاننا چاہتی۔ بس میں یہ جانتی ہوں کہ تم میرے لیے کام کر سکتے ہو۔"

"تمہارے لیے۔"

"ہاں میرے لیے۔ میں تمہیں اس کی اجازت دیتی ہوں کہ تم ٹیٹی وان کے بارے میں جو کچھ معلوم کرنا چاہو کر لو۔ اس کے بعد میں تمہیں پیش کش کرتی ہوں کہ تم میرے لیے کام کرو۔"

"خوب۔ میں نے دلچسپ نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جو آسانیاں تمہیں اُس سے حاصل ہو رہی ہیں۔ میں اُس سے کہیں زیادہ آسانیاں تمہیں فراہم کر سکتی ہوں۔"

"بلاشبہ۔ بات قابلِ غور ہے لیکن؛ آپ جینی ہاک سے کیوں ناراض ہیں۔"

"یہ سوال کرنے کا حق تمہیں نہیں ہے۔ ضرورت سے زیادہ اونچی اُڑان نہ اختیار کرو۔ نقصان اُٹھاؤ گے۔"

"مجھے کرنا کیا ہو گا؟" میں نے سوال کیا۔

"ابھی اس بارے میں کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔ پہلے تم خود رابطہ قائم کرو۔"

"یہ کام آپ کا ہے میڈم وان، میرے پاس اس کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔"

میں اپنا کام جانتی ہوں اور اس کے لیے تمہیں جو سب سے پہلا کام کرنا ہو گا وہی تمہارا پہلا اور آخری امتحان ہو گا۔"

"وہ پہلا کام کیا ہو گا؟" میں نے سوال کیا۔

"جینی ہاک کا قتل۔ تم اسے قتل کرو گے اور اسے قتل کرنے کے بعد اگر تم بنکاک سے نکلنا چاہو تو اس کی تمام ذمہ داری مجھ پر ہو گی۔"

"بہت بڑا کام ہے یہ۔ لیکن یہ سوال میرے ذہن میں ضرور پیدا ہو گا کہ آپ اسے کیوں قتل کرنا چاہتی ہیں۔"

"وہ میری کاروباری حریف ہے۔ اس کی وجہ سے مجھے بدترین نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ میں اُس کے خون کی پیاسی ہوں۔ میں اُسے زندہ نہیں دیکھنا چاہتی۔"

"آپ کا کیا کاروبار ہے؟"

"اسمگلنگ۔"

"تو کیا ۔۔ تو کیا ۔۔! جینی ہاک بھی اسمگلر ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"تم نہیں جانتے؟"

نہیں۔ اس حیثیت سے میں اُسے نہیں جانتا۔"

"تو پھر جان لو۔ معلومات کرو۔"

"ٹھیک ہے میں معلومات کروں گا۔"

"جینی ہاک کی موت کے بعد بھی تمہارے لیے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔"

"دراصل میڈم ٹیٹی وان میں ایک لاابالی انسان ہوں، اور میری زندگی کا مقصد صرف دولت ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے سامنے دولت کے انبار لگا دوں گی۔ یہ صرف تم پر منحصر ہے کہ جب چاہو اپنی آمادگی کا اظہار کر دو۔"

"شکریہ۔ مجھے اس پر غور کر لینے دیں؟" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ اور وہ پُرمسرت انداز میں مجھے دیکھنے لگی۔

"جس طرح تمہیں لایا گیا ہے اس کے لیے میں تم سے معذرت خواہ ہوں۔ اب تم جا سکتے ہو۔ تمہاری کار باہر موجود ہے۔" واپسی میں میرا ذہن بُری طرح اُلجھا ہوا تھا۔ جینی ہاک کے قتل کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ لیکن یہ نئی پیشکش میرے لیے کافی تعجب خیز تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ جینی ہاک اور ٹیٹی وان میں سے کس کا فیصلہ کروں۔

اسپیرو نے جینی ہاک کا نام لیا تھا۔ اور ٹیٹی وان کے بیان کے مطابق جینی ہاک نے اسے کسی کاروباری معاملے میں شکست دی تھی جس کی بنا پر وہ اُس کی دشمن ہو گئی تھی۔ اس کا مقصد ہے کہ جینی ہاک کا پلّہ بھاری ہے اور مجھے یہاں کسی مضبوط ساتھی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ ٹیٹی وان کے پروگرام پر عمل کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ میں اندر داخل ہوا۔ تو جینی ہاک میری منتظر تھی۔ وہ بالائی منزل کی ایک نشست گاہ میں موجود تھی مجھے دیکھ کر تھکے تھکے انداز میں مسکرائی اور سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"کہاں آوارہ گردی ہو رہی تھی؟"

"بنکاک حسین ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"بور تو نہیں ہوئے۔؟"

"نہیں میں پُرسکون ہوں۔"

"لیکن زیادہ عرصے پُرسکون نہ رہ سکو گے۔"

"کیوں؟"

"بس بور ہو جاؤ گے تم۔"

"نہیں جینی ہاک۔ تمہاری دوستی مجھے بور نہیں ہونے دے گی۔" میں نے کہا اور جینی ہاک کے انداز میں ایک مسرت آمیز کیفیت پیدا ہو گئی۔ انسان کتنا ہی چالاک کیوں نہ ہو کہیں نہ کہیں تک پہنچ جائے اپنی تعریف پر خوشی اُس کی فطرت میں رہتی ہے۔ ہر طور جینی ہاک میرے لیے خاص اہمیت رکھتی تھی۔

"میری دوستی۔"

"ہاں جینی۔ مجھے تمہاری دوستی عزیز ہے۔" جینی پُرخیال نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"تم ابھی بنکاک میں اجنبی ہو۔"

"مجھے اس سے انحراف نہیں۔"

"زیادہ عرصے میرے دوست نہیں رہ سکو گے۔"

"وجہ۔"

"میں بنکاک کی ایک بدنام عورت ہوں۔"

"بدنام؟"

"ہاں۔ یہاں میرے بارے میں بہت سی کہانیاں مشہور ہیں۔

"مجھے ان سے کیا غرض ہو سکتی ہے۔"

"غرض پیدا ہو جائے گی۔"

"شاید نہیں جینی۔ میں نے مضبوط لہجے میں کہا اور جینی مجھے غور سے دیکھنے لگی۔

"اتنے وثوق سے کہہ رہے ہو۔"

"ہاں۔ وہ خامیاں مجھ تک پہنچنا شروع ہو گئی ہیں۔"

"کیسے۔ وہ اچانک سنبھل کر بیٹھ گئی۔"

"ٹیٹی وان۔ کیا تم اس نام سے واقف ہو۔ میں نے کہا۔ اور اچانک جینی کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔

"ہاں واقف ہوں۔"

"کیسے؟"

"وہ مجھے ملی تھی۔"

"کب؟ کہاں۔؟ جینی نے اضطراب سے پوچھا۔

"مجھے تمہارے نام سے بلایا گیا۔ اور ایک عمارت میں اس نے مجھ سے ملاقات کی۔ اور اس دوران وہ مجھے تمہارے بارے میں اُکساتی رہی۔ اس نے مجھے بتایا کہ چند دنوں کے بعد میری حیثیت ایک کتے کی سی رہ جائے گی۔ اس سے قبل کہ میری یہ حالت ہو جائے مجھے سنبھل جانا چاہیئے۔ انہوں نے مجھے ایک پیش کش بھی کی۔

"کیا۔؟ جینی نے پوچھا۔

"یہ کہ میں تمہیں ہلاک کر دوں اور اس کے عوض وہ مجھے ایک بہترین زندگی فراہم کرے گی۔ مجھے تم سے زیادہ سہولتیں دینے کی خواہش مند ہے وہ، اس نے مجھے بتایا کہ تم اس کی کاروباری حریف ہو اور اسے شدید نقصانات پہنچاتی رہی ہو جس کے صلے میں وہ تمہیں قتل کر دینے کی خواہش مند ہے۔ جینی ہاک کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھوں سے انگارے نکلنے لگے تھے پھر وہ آہستہ سے بولی۔

"ٹیڈی وان کے سلسلے میں، میں نے کبھی اس انداز سے نہیں سوچا تھا۔ اس کی مجال کہ وہ اس حد تک آگے بڑھ جائے میں اسے اس بات کا مزا چکھاؤں گی۔ میں اسے بتا دوں گی کہ میں کیا ہوں۔ میں نے سوچا تھا کہ وہ چھوٹے موٹے کام کر رہی ہے کرتی رہے میں اس کے راستے میں خود بخود نہیں آئی تھی بلکہ اگر کبھی میرے اور اس کے مفادات ٹکرائے تو میں نے اسے شکست دی اور یہ اس کی کمزوری تھی اگر وہ مجھ سے طاقتور ہوتی تو جیت جاتی لیکن ظاہر ہے وہ میرے مقابلے پر کچھ بھی نہیں ہے' اور اب وہ ان گھناؤنی چالوں پر اتر آئی ہے۔ میں اسے اس کا جواب ضرور دوں گی ۔۔۔

جینی ہاک خود کلامی کے انداز میں اپنے آپ سے باتیں کر رہی تھی پھر اس نے چونک کر میری طرف دیکھا اور دیر تک دیکھتی رہی اس کے بعد کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بولی۔

"لیکن تم نے مجھے یہ تفصیل کیوں بتائی۔"

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے کہ کیا تم اس سے متفق نہیں ہو۔"

"کیا کہنا چاہتی ہو۔ میں نے سرد لہجے میں کہا۔"

"نہیں پلیز۔ ناراض ہونے کی بات نہیں۔ میں تمہارے خیالات جاننا چاہتی ہوں۔

"ٹیڈی وان تمہاری دشمن ہے اس نے مجھے تمہارے قتل پر آمادہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے بتاؤ میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ اگر میرے بارے میں اندازہ نہیں لگا سکی ہو جینی ہاک تو یہ اندازہ لگا لو کہ میں چوہا بھی نہیں ہوں۔ اگر اپنی بات پہ اڑ جاؤں تو وہ سب کچھ کر سکتا ہوں جس کا تصور بھی کسی کے ذہن میں نہ ہو۔ میں نے تمہیں دوست کہا ہے اور میں دوستی نبھانا جانتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم مجھے اتنا گھٹیا انسان تصور نہیں کرو گی۔

"اوہ ۔۔ نہیں ڈیئر ۔۔ پلیز۔ اس انداز میں مت سوچو۔ میں بھی تمہیں دوسروں سے بالکل مختلف سمجھتی ہوں۔"

"شکریہ جینی۔ میری خواہش ہے کہ تم مجھے دوسروں سے مختلف سمجھتی رہو۔ مجھے ٹیڈی وان کے بارے میں تفصیلات بتاؤ۔ وہ کیا حیثیت رکھتی ہے۔

"احمق ۔ بے وقوف ۔ خود کو بہت کچھ سمجھتی ہے لیکن میرے سامنے کچھ بھی نہیں میں نے اُسے کبھی اتنی اہمیت نہیں دی کہ اسے اپنے مدِمقابل سمجھوں اس کا تعلق کسی گروہ سے ہے لیکن وہ کسی ایک سے مل کر نہیں رہتی۔ اپنے طور پر اپنی قوت بڑھانے کی فکر میں سرگرداں ہے لیکن میں نے اس سے کبھی کوئی خطرہ نہیں محسوس کیا۔ اس نے اب خود ہی بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالا ہے تو اسے بھگتنا ہو گا۔

"وہ بھی اسمگلنگ کا کاروبار کرتی ہے۔ میں نے سوال کیا۔"

"اور اس کا ذاتی گروہ کتنا بڑا ہے۔"

"میں نے اس کے بارے میں کبھی زیادہ معلومات نہیں حاصل کیں۔ لیکن اب ذرا سی توجہ دینا پڑے گی اس پر سُنا یہ تھا کہ وہ اپنے طور پر گروہ بنا کر کام کرتی ہے لیکن احکامات کسی اور کے ہوتے ہیں۔ وہ کون ہے اس کے بارے میں مجھے کبھی نہیں معلوم ہو سکا۔ ویسے ڈیئر کیا تم اس عمارت کے بارے میں بتا سکتے ہو۔ جہاں اس کی تم سے ملاقات ہوئی تھی۔

"ہاں۔ ہاں کیوں نہیں۔ وہاں سے میں اپنی کار ڈرائیو کرتا ہوا یہاں تک پہنچا ہوں۔ میں تمہیں اس جگہ لے جا سکتا ہوں،

"مجھے تھوڑی دیر کے لیے اجازت دو اور ذرا مجھے اس عمارت کی سچویشن بتاؤ۔ تم تو اب بنکاک میں کافی گھوم چکے ہو۔ میں نے اسے عمارت کے بارے میں تفصیلات فراہم کر دیں۔ اور وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل گئی۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ واپس آئی تو بے حد پُرسکون تھی۔ اس نے مجھ سے کہا۔

رات کو چند افراد مجھ سے ملنے آ رہے ہیں۔ میں نے خاموشی سے گردن ہلا دی اور انتظار کرنے لگا۔ وہ چند افراد تقریباً سولہ سترہ افراد پر مشتمل تھے اور کئی گاڑیوں میں آئے تھے ان کے پہنچنے کے بعد تھوڑی دیر تک ان سے گفتگو ہوئی۔ اور پھر جینی ہاک مجھے اپنے ساتھ لے کر ایک کار میں بیٹھ کر چل پڑی باقی گاڑیاں ہمارے پیچھے آ رہی تھیں۔

میں جینی ہاک کو ان راستوں کے بارے میں بتا رہا تھا جن سے گزر کر میں اس عمارت تک پہنچا تھا۔ ڈرائیونگ وہ خود کر رہی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم اس عمارت کے قریب پہنچ گئے جہاں میری ملاقات ٹیڈی وان سے ہوئی تھی۔ عمارت کو میں نے پہچان لیا اور اس کی طرف اشارہ کر دیا۔

جینی ہاک نے گاڑیوں میں لگے ہوئے وائرلیس سیٹ پر اپنے آدمیوں کو اس عمارت کے بارے میں ہدایات دیں اور چند ہی لمحات کے بعد اس کے ساتھیوں نے اس عمارت کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

جینی میرے ساتھ نیچے اتر آئی اور پستول ہاتھ میں لے کر عمارت کے گیٹ کی طرف بڑھی، میں خود بھی اس کا ساتھ دے رہا تھا۔ ظاہر ہے کھل کر اس کی مدد کرنا تھی ورنہ اس کا مکمل اعتماد حاصل کرنا مشکل ہوتا۔

گیٹ خالی پڑا تھا۔ ہم صدر دروازے سے اندر داخل ہوئے لیکن چند ہی لمحات کے بعد مجھے احساس ہوا کہ عمارت خالی ہے جینی وحشیانہ انداز میں ایک ایک حصے کو جھانکتی پھر رہی تھی اور اس وقت یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کس قدر خطرناک عورت ہے، اس کے آدمی بھی اندر موجود تھے اور عمارت کو پوری طرح چھان رہے تھے۔

لیکن عمارت میں کچھ بھی نہ ملا۔ جینی نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"بزدل۔ بھاگ گئی۔ اس میں اتنی جرأت نہیں تھی، کہ وہ میرے سامنے آ سکتی سمجھے۔ تم نے دیکھ لیا کہ وہ کس قدر دلیر ہے۔ میں نے شانے ہلا کر اس کی بات کی تائید کی اور ہم واپس چلے گئے۔

جینی کے چہرے کے تاثرات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا۔ کہ اس نے میری بات کو جھوٹ نہیں سمجھا ہے۔ وہ بے حد پرجوش نظر آ رہی تھی۔

"میں نے ٹیڈی وان کو اس لیے چھوڑ رکھا تھا کہ اب تک وہ میرے لیے کسی طور نقصان دہ نہیں ثابت ہوئی تھی۔ لیکن اس نے ابتدا کر دی ہے اور انتہا میں کروں گی۔ میں دیکھوں گی کہ اس کی پہنچ کہاں تک ہے۔

میں خاموش ہی رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں اپنی خوابگاہ میں پہنچ گیا۔ یہ تمام صورت حال میرے لیے نہایت تسلی بخش تھی میں جانتا تھا کہ جینی ہاک کے سلسلے میں فیصلہ کر کے میں نے دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔"

لیکن تعجب یہ تھا کہ ٹیڈی وان کو اس بات کا شبہ کیسے ہو گیا کہ میں اس کے خلاف کام کروں گا۔ اگر شبہ نہ ہوتا تو وہ عمارت چھوڑ کر نہ بھاگ جاتی۔ رات کو نہایت سکون سے سویا۔

دوسری صبح جب ناشتے کی میز پر جینی ہاک سے ملاقات ہوئی تو وہ حسبِ معمول ہشاش بشاش تھی۔ کسی خاص احساس کا شکار نہیں معلوم ہوتی تھی۔ ناشتہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"ہمارے بنکاک میں اپنے آدمیوں کو آگاہ کر دیا ہے اور انہیں ہدایات دے دی ہیں کہ ٹیڈی وان جہاں کہیں ملے اُسے پکڑ کر میرے سامنے پیش کریں، تم اس بات پر یقین کر لو کہ وہ میرے ہاتھوں سے کسی طور نہیں بچ سکتی، اس نے میری طاقت کا غلط اندازہ لگایا تھا۔ مجھے بزدل دشمن سے شدید ترین نفرت ہے چھپ کر وار کرنے والے میرے لیے انتہائی قابلِ نفرت ہوتے ہیں۔ میں تو کھلے میدانوں میں مقابلہ کرنے کی شوقین ہوں، جبکہ وہ اپنے طور پر مطلق العنان بھی نہیں ہے۔

"یہ نہیں معلوم ہو سکا جینی ہاک کہ وہ کس کے لیے کام کرتی ہے۔"

"ابھی تک کچھ پتا نہیں چل سکا۔ لیکن اس میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔

سارا دن ٹیڈی وان جینی ہاک کے ذہن پر سوار رہی وہ آج بہت مصروف رہی تھی۔ لاتعداد ٹیلی فون وصول کیے تھے اس نے، اور ان میں زیادہ تر ٹیڈی وان سے ہی متعلق تھے اس کے آدمی چاروں طرف ٹیڈی وان کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ ٹیڈی وان مجھ سے رابطہ قائم کر کے اچھی خاصی مصیبت میں پھنس گئی ہے۔

بہرطور ان معاملات سے مجھے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن بنکاک کی آوارہ گردی کرنے میں اب مجھے احتیاط سے کام لینا ہو گا چونکہ ٹیڈی وان میری دشمن بن گئی تھی۔

ابھی تک میں جینی ہاک کے سلسلے میں کوئی خاص کام نہیں کر سکا تھا جس کا مجھے شدید احساس تھا میری خواہش تھی کہ جلد از جلد اس کے بارے میں ٹھوس معلومات حاصل کر کے اپنے کام کا آغاز کر دوں، لیکن یہ معاملات نمٹائے بغیر سب کچھ مشکل تھا۔ جینی ہاک کا اعتماد حاصل کرنے میں بہرطور ابھی کچھ دشواریاں تھیں۔

لیکن اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اسپیرو نے میری صحیح راہنمائی کی تھی اور جینی ہاک کے پاس پہنچ کر اس نے میرے لیے بہت سے کام آسان کر دیے تھے۔ میں ان لوگوں میں شامل ہو گیا تھا جن کا تعلق اسمگلنگ وغیرہ سے تھا اور اس طرح مجھے ترلوکا کے سلسلے میں خاص آسانیاں فراہم ہو سکتی تھیں۔

ترلوکا کے خلاف کرتے ہوئے یہ احساس بھی ذہن میں تھا کہ اگر اسپیرو نے غلط نہیں کہا اور کوئی عورت مقامی طور پر اس کا کاروبار چلاتی ہے تو اس عورت کے سلسلے میں زیبی کا شبہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

دیکھنا یہ تھا کہ اونٹ کس وقت کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

اس رات کھانے کی میز پر میں نے جینی ہاک سے کہا۔

" جینی ہاک تمہاری شخصیت عام نہیں ہے۔ ٹیٹی وان کو میں نے دیکھا تھا اگر اس میں تمہارے مقابلے پر آنے کی سکت ہوتی تو وہ اس عمارت کو اس طرح چھوڑ کر نہ بھاگتی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تم سے خوفزدہ ہے ایسی معمولی حیثیت کی لڑکی کو خود پر مسلط کرنے سے کیا فائدہ، میرا خیال ہے اسے بھول جاؤ اور اس کے لیے اتنی زیادہ اُلجھنیں ذہن میں نہ پالو۔ جینی ہاک مجھے دیکھ کر مسکرانے لگی تھی۔

" تمہارا کیا خیال ہے میں نے اسے اپنی سوچ پر مسلط کر لیا ہے۔"

" ہاں جینی۔ میں یہی محسوس کر رہا ہوں۔"

" غلط ڈیئر۔ غلط۔ جینی ہاک نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کی آنکھوں میں تشویش کے آثار تھے۔

" تم دوہری کیفیت کی شکار ہو جینی۔"

" میرے ذہن کو پراگندہ کر دو اگر میرے چہرے پر کوئی اُلجھن دیکھتے ہو تو اس کی وجہ کچھ اور ہے۔

" کیا ؟"

" میں۔ میں ایک بے حیثیت لڑکی کو اپنے مقابلے پر برداشت نہیں کر پا رہی۔ مجھے بار بار یہ خیال آتا ہے کہ میں اسے چیونٹی کی طرح مسل سکتی تھی، میں نے ایسا کیوں نہ کیا۔

" بہرحال اب اسے ذہن سے جھٹک دو۔

" اوہ تم فکر مت کرو سب ٹھیک ہے۔ تمہارے ساتھ بہت دن سے کوئی پروگرام نہیں بنا۔

" ہاں۔"

" تو پھر۔ اول۔ یہ بتاؤ تم نے بنکاک کے نواحی علاقے دیکھے؟"

" بنکاک تو خوب گھوم لیا ہے۔ لیکن ابھی نواحی علاقے نہیں دیکھے۔

" ٹھیک ہے۔ میں اب تمہیں نواح کی سیر کراؤں گی تھوڑا سا ذہنی سکون بھی ملے گا۔

دوسرے دن اس پروگرام پر عمل کا فیصلہ کر لیا گیا جینی ہاک نے پکنک کی تیاریاں کی تھیں۔ اس نے بہت خوبصورت لباس پہنا تھا اور اپنی عمر سے چھوٹی نظر آ رہی تھی۔

" چلیں۔ اس نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔ ایک خوبصورت کار میں سوار ہو کر ہم باہر نکل آئے۔ اور کار برق رفتاری سے آگے بڑھنے لگی۔ بنکاک کے نواحی علاقے بہت خوبصورت تھے، ڈرائیونگ جینی ہاک نے سنبھالی ہوئی تھی، خوبصورت لباس میں ملبوس وہ بہت اسمارٹ نظر آ رہی تھی، اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے رنگ اس بات کا احساس دلاتے تھے، کہ میرے ساتھ سفر کرتے ہوئے وہ بہت خوش ہے، تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا۔

" تم نے یقیناً بنکاک کے حسین ترین علاقے دیکھے ہوں گے، لیکن جھیل کولن گراٹ بہت خوبصورت جگہ ہے، اس کے اطراف میں پھیلے ہوئے باغ اس کے حسن کو دوبالا کرتے ہیں۔"

" کولن گراٹ۔ ؟ میں نے سوال کیا۔"

" ہاں۔ بڑی تاریخی جگہ ہے، جینی ہاک نے جواب دیا۔ آبادی سے کافی دور درختوں کے جھنڈ کے ساتھ ساتھ ایک لمبی سڑک جاتی تھی۔ اور پھر جینی ہاک یہ راستے طے کرتی ہوئی جھیل کولن گراٹ کے پاس پہنچ گئی۔ جو درختوں کے عقب میں تھی، اس نے گاڑی سڑک سے اُتاری اور تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک چھوٹی سی شفاف جھیل کے پاس پہنچ گئے تھے منظر واقعی اتنا حسین تھا کہ دل خوش ہو گیا تھا۔ ہم گاڑی سے اُترے اور جھیل کے کنارے پہنچ گئے۔ جینی ہاک باقاعدہ پکنک کا پروگرام بنا کر آئی تھی، ہمارے اطراف پھولوں کی مہک ہوا اور کو خوشگوار خوشبوئیں بخش رہی تھی۔"

" اس طرف تو نہیں آئے تم ؟"

" نہیں۔ ابھی میں نے بنکاک کا اندرونی علاقہ ہی دیکھا ہے، میں نے جواب دیا۔

" کیسی جگہ ہے ؟"

" بے حد حسین، نہایت نفیس، میں نے کہا، ہم کافی دیر تک وہاں بیٹھے گفتگو کرتے رہے، اطراف میں کوئی نہیں تھا۔ لوگ یہاں تفریح کرنے نہیں آتے تھے، یا پھر شاید اس لیے آج یہاں کوئی نہیں تھا کہ چھٹی کا دن نہیں تھا، ہم پرسکون انداز میں بیٹھے بات چیت کرتے رہے، دفعتاً کسی گاڑی کی آواز اُبھری اور میں چونک پڑا۔

" جینی کوئی آواز سنی۔ ؟"

" ہاں۔ شاید کسی گاڑی کے انجن کی آواز تھی۔ وہ بولی۔ دفعتاً پھر کسی خیال کے تحت اٹھ کھڑی ہوئی۔"

" مگر آس پاس تو کوئی گاڑی نظر نہیں آ رہی۔"

" ممکن ہے کوئی دور کی آواز ہو۔"

" ادھر بظاہر کوئی سڑک بھی نہیں ہے، کہ کوئی گزرتی ہوئی گاڑی ہو۔"

" کیا خیال ہے میں اطراف میں دیکھوں۔"

" دیکھ لو میرا خیال ہے، اس بلند جگہ سے کھڑے ہو کر تم اِدھر کا منظر دیکھ سکتے ہو، جینی نے کہا، اور میں اس طرف بڑھ گیا ٹیلے پر کھڑے ہو کر میں نے آس پاس نگاہیں دوڑائیں، لیکن درحقیقت گاڑی کی آواز اس کے بعد نہیں اُبھری تھی، اور نہ ہی مجھے دور دور تک کوئی گاڑی نظر آئی تھی، میں واپس پلٹا تاکہ جینی ہاک کو اس بات کی اطلاع دوں کہ ہمارا خیال غلط تھا لیکن دوسرے لمحے میں ٹھٹک کر رہ گیا۔ جینی ہاک پر نگاہ پڑی تو اس کے اطراف چند افراد کھڑے ہوئے تھے اور ان میں ایک عورت بھی تھی۔ ان سب کے ہاتھوں میں پستول صاف نظر آ رہے تھے، میرے ذہن میں صرف ایک خیال آیا۔ ٹیٹی وان، میں نے سوچا کہ اس وقت میرا اپنا کردار کیا ہونا چاہیئے۔ لیکن دل نے یہی فیصلہ دیا کہ جینی ہاک کی مدد ضروری ہے۔ کیونکہ اس وقت وہی میرا مطمع نگاہ ہے۔ تینوں آدمی مسلح تھے، اور ان کے ساتھ جو عورت تھی، ممکن ہے اس کے پاس بھی پستول ہو۔ ان سے بھڑنا آسان کام نہیں تھا، لیکن بہرحال کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی تھا، میں یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ان لوگوں کو میری موجودگی کا علم ہے یا نہیں۔

بالآخر میں نے ایک ایسی جگہ کا انتخاب کیا، جہاں سے ان کی نگاہوں سے محفوظ رہ کر ان تک پہنچ سکتا تھا، درختوں کے جھنڈ اس سلسلے میں کارآمد تھے، چنانچہ طویل راستہ اختیار کر کے اس طرف بڑھنے لگا، اور جھیل کے کنارے لگے ہوئے ان درختوں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا، جن کی جڑوں میں جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ اور ان جھاڑیوں میں چھپا جا سکتا تھا۔ میں اب ان کی آوازیں بخوبی سُن رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ان جھاڑیوں میں سے اس عورت کو بھی دیکھ لیا تھا جو ٹیٹی وان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھی، ٹیٹی وان کی آواز اُبھری۔"

" تم بکواس کرتی ہو، مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے۔ مارکر تم اسے تلاش کرو، دیکھو وہ یہیں کہیں ہو گا۔"

" میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ میں تنہا یہاں آئی ہوں، تم جانتی ہو کہ میں تنہائیوں کی عادی ہوں۔"

" بکواس کرتی ہو۔ میں ان دنوں تمہارے بارے میں خاصی معلومات حاصل کرتی رہی ہوں۔ تم پر آج کل عشق کا بھوت سوار ہے، ٹیٹی وان نے کہا۔

" لڑکی تو جانتی ہے کہ تو اپنی موت کو قریب سے قریب تر لا رہی ہے، مجھ سے بھڑ کر تو نے اچھا نہیں کیا۔ جینی ہاک کی آواز سنائی دی۔"

" ٹھیک ہے، نتیجہ تو سامنے آنا ہی ہے، اور اس وقت تو صورت حال تمہارے علم میں پوری طرح آ چکی ہے، ڈیئر جینی ہاک، مارکر جاؤ اسے تلاش کرو، لیکن ہوشیاری سے۔ ٹیٹی وان کا ایک آدمی جو اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا، آہستہ آہستہ درختوں کی طرف بڑھ گیا، میں نے صرف ایک لمحے میں فیصلہ کیا اور اپنی جگہ چھوڑ دی۔ میں بھی درختوں کی آڑ لیتا ہوا اس جانب چل پڑا۔ اور انتہائی کامیابی سے اس کا تعاقب کر کے مناسب موقع کی تلاش میں لگ گیا۔ چند ہی لمحوں کے بعد مجھے موقع مل گیا، مارکر کے لیے وہ لمحہ انتہائی حیرت انگیز تھا، جب اچانک میں نے عقب سے اس کی گردن پر ایک ہاتھ رسید کیا، اور دوسرا ہاتھ اس کی پستول پر ڈال دیا۔ وہ زیادہ طاقتور آدمی ثابت نہیں ہوا تھا، دوسرے لمحے زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ میں نے اطمینان سے اس کے ہاتھ سے پستول لیا، اور اسے دوسرا ہاتھ رسید کر کے بالکل ہی اٹنا غفیل کر دیا، اس کے بعد میں جھاڑیوں کے بالکل قریب پہنچ گیا، ٹیٹی وان کے دونوں آدمیوں نے پستول اپنے جیب میں رکھ لیے تھے اور جینی ہاک کے ہاتھ اس کی پشت پر کس دیے گئے تھے، پھر ان میں سے ایک نے پوچھا۔

" اب کیا کرنا ہے ؟"

" وہ بھی مل جائے تو دونوں کو اسی جگہ ٹھکانے لگا کر جھیل میں ڈبو دو۔ ٹیٹی وان نے جواب دیا۔"

" مارکر ابھی تک واپس نہیں آیا۔ دوسرے آدمی نے گردن اٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا، میرے لیے یہی موقع بہتر تھا، چنانچہ میں دبے پاؤں جھاڑی کی آڑ سے نکلا اور بجلی کی طرح میں نے ان پر چھلانگ لگا دی۔ میری بھرپور لات ٹیٹی وان کی کمر پر پڑی تھی، اور اس کے ساتھ ہی میں ان دونوں پر جا پڑا۔ ٹیٹی وان کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی، اور وہ اوندھے منہ زمین پر جا پڑی۔ میں نے پھرتی سے ان دونوں آدمیوں کے پستول اپنے قبضے میں کیے اور وہ بیوقوفوں کی طرح مجھ کو دیکھنے لگا۔

" بس ہاتھ اٹھا دو کھیل ختم ہو گیا، میں نے سرد لہجے میں

کہا لیکن جیسے میری بات ان کی سمجھ میں نہیں آئی تھی، اور بات سمجھانے کے لیے کچھ اور بھی کیا جا سکتا تھا، چنانچہ میں نے ان میں سے ایک کی پیشانی کا نشانہ لیتے ہوئے کہا۔

" ہاتھ اٹھا دو، ورنہ تمہاری کھوپڑی کے چیتھڑے اُڑ جائیں گے، انہوں نے بے اختیار اپنے ہاتھ اٹھا دیئے ٹیٹی وان بھی اپنا لباس جھاڑتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی، اور منہ کھول کر مجھے دیکھنے لگی۔

" تم۔ اس کی غرائی ہوئی آواز اُبھری ۔ ؟ "

" ہاں۔ ڈیر ٹیٹی وان۔ میں ہی ہوں۔ ظاہر ہے تمہیں میری ہی تلاش تھی، میں نے جواب دیا اور جینی ہاک کے حلق سے بے اختیار ایک قہقہہ نکل پڑا۔ "

" ہاں ڈیر ٹیٹی وان کیا خیال ہے تمہارا۔ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں ہر حالت میں تم پر بھاری ہوں۔ "

" تم ۔ تم دونوں۔ ٹیٹی وان کے منہ سے غصے کی وجہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی، دفعتاً جینی ہاک نے کہا۔

" اس کا تیسرا ساتھی تمہاری تلاش میں گیا ہوا ہے۔ "

" ہاں گیا ہوا ہے نہیں، گیا ہوا تھا، وہ بس جھاڑیوں میں اوندھا پڑا ہے، میں نے کہا اور جینی ہاک پھر ہنس پڑی۔ اس نے میری طرف رُخ کر کے کہا۔ "

ذرا میرے ہاتھ کھول دو، میرا خیال ہے ٹیٹی وان سے آج ہی ہمارا پیچھا چھوٹ جائے۔

" ارے نہیں جینی ایسی جلدی بھی کیا ہے۔ کچھ گفتگو تو کر لیں ان لوگوں سے۔ "

" ان سب کو قتل کر کے ان کی لاشوں کو ہم جھیل کی گہرائیوں میں پہنچا دیں گے، اس کے بعد۔ "

" اس کے بعد اس کے گروہ کا خاتمہ کر دوں گی۔ نام و نشان مٹا دوں گی ٹیٹی وان کا، ٹیٹی وان زمین پر بیٹھ گئی اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا تھا، چند لمحے وہ اسی طرح بیٹھی رہی، پھر اس نے بھاری لہجے میں کہا۔"

" تم ۔ تم لوگ اگر مجھے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرو گے تو اس کا نتیجہ بہت ہی خوفناک ہوگا، تم تصور نہیں کر سکتے، تم تصور نہیں کر سکتے کہ میں کون ہوں ۔ ؟

" چلو۔ کون ہو تم ذرا یہ بھی بتا دو۔ میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "

" میں خود کچھ نہیں ہوں۔ لیکن جن لوگوں کا مجھے سہارا حاصل ہو گیا ہے وہ بہت طاقتور ہیں۔ سمجھے تم لوگ۔ ان سے ٹکرانا تمہارے لیے ممکن نہیں ہوگا۔

" کون لوگ ہیں وہ ؟ "

" میشو ماریو کیوں جینی اس نام سے واقف ہو تم ؟ ٹیٹی وان نے کہا اور جینی کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ اس نام سے خائف ہو گئی ہے۔

" بحالتِ مجبوری مجھے یہ نام استعمال کرنا پڑا ہے، ورنہ عام جگہ یہ تو نام نہیں لیا جا سکتا۔

جینی ہاک جذباتی انداز میں ہنس پڑی تھی۔

" کیوں۔ تم ہنسیں کیوں ؟ ٹیٹی وان نے پوچھا۔

" تمہاری بکواس پر۔ "

" مطلب ۔ "

" ہر کمزور انسان یہ نام لے کر دوسروں کو ڈرانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہ اس کی آخری کوشش ہوتی ہے۔ جینی ہاک نے کہا۔

" اس کے باوجود لوگ اس کا احترام کرتے ہیں۔ "

" میں اسے ایک ناکام کوشش قرار دیتی ہوں۔ اور تم اس فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔

" میں نے تمہیں اس کا حوالہ دے دیا ہے باقی کام تمہارا ہے ٹیٹی وان نے کہا۔

کچھ بھی ہو تمہیں سزا ملے گی۔

میں جینی ہاک کا جائزہ لے رہا تھا، میں نے محسوس کیا تھا کہ وہ کچھ کچھ پڑ گئی ہے جو جوش و خروش تھوڑی دیر قبل اس میں تھا اب اس کا عشرِ عشیر بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

" مگر یہ کون ہے جینی ۔ "

" میرے خیال میں انہیں لے چلو۔ بعد میں سب کچھ دیکھ لیں گے۔

" یہ تمہارے حق میں بُرا ہوگا جینی۔ میری بات کو اپنے ذہن میں بٹھا لینا یہ تمہارے حق میں بہت بُرا ہوگا۔ جینی نے اس کی بات نہ سنی اور تھوڑی دیر کے بعد انہیں گرفتار کر کے کار میں پہنچا دیا گیا۔ ہم لوگ انہیں لے کر چل پڑے اور برق رفتاری سے کار دوڑاتے ہوئے باتھ فرائین رہائش گاہ میں داخل ہو گئے۔

ٹیٹی وان پر قابو پانے میں ہمیں کوئی دقت نہیں

ی تھی لیکن میں نے محسوس کیا تھا کہ جینی ہاک یہ انوکھا نام کے بعد خاصی فکر مند ہو گئی ہے خود میرا ذہن بھی خاصا ن سا ہو رہا تھا ان واقعات کے بارے میں کچھ سوچنا کار تھا جو کچھ ہو رہا تھا ٹھیک ہو رہا تھا۔

جینی ان لوگوں کے ساتھ جو بھی سلوک کرے مجھے اس ے کوئی دلچسپی نہیں تھی جینی نے ملازموں کو ان لوگوں کے ے میں ہدایات دیں اور پھر میرا بازو پکڑ کر اندر داخل ہو گئی نے نشست گاہ کا رخ کیا اور وہاں جا کر ایک صوفے ر گئی۔"

" کیا بات ہے جینی۔ تم خاصی پریشان نظر آ رہی ہو۔

" نہیں ڈیر براہ کرم مجھے برانڈی پلاؤ۔

" ضرور۔ ضرور۔ میں جانتا ہوں کہ تم ذہنی طور پر کس پریشان ہو میں نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد اسے برانڈی ایک گلاس پیش کر دیا۔

" کیا تم تھوڑی سی ۔ "

" نہیں ڈیر۔ میں بالکل پرسکون ہوں۔

" مجھے ان واقعات کی توقع نہیں تھی اس کا مطلب ہے لوگ ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ جینی نے ادھا گلاس الی کر کے کہا اور پھر بولی۔

" میں ٹیٹی وان کے اس حد تک آگے بڑھنے کے بارے ں سوچ بھی نہیں سکتی تھی تم نے اس وقت انتہائی دلیری ا ثبوت دیا ہے ورنہ صورتحال خاصی خراب ہو جاتی۔

" شکریہ جینی ڈیر لیکن یہ کوئی خاص کام نہیں تھا۔ اب مجھے اتنا چوہا بھی نہ سمجھو تم۔

" میں جانتی ہوں۔ مجھے اندازہ ہو چکا ہے۔ جینی نے ہا اور پھر ۔۔۔ ٹیلی فون کی طرف اشارہ کر کے بولی۔

" براہ کرم ذرا مجھے ٹیلی فون اٹھا دو۔ میں نے فون اٹھا کر اس کے سامنے رکھا تو وہ ایک نمبر ڈال کر کے کسی کو مخاطب رنے لگی چند لمحات کے بعد اس نے ایک آدمی کو مخاطب رکے کہا۔"

" یہاں کچھ خطرناک لوگ قید ہیں انہیں لے جاؤ۔ میں انہیں اس کوٹھی سے ہٹانا چاہتی ہوں ویگن لے آؤ۔ ان کی تعداد چار کے قریب ہے ایک عورت اور تین مرد۔ تم خود دیکھ لینا وہ تمہارے لیے اجنبی نہیں ہوں گے۔ ہاں وہ تمہاری تحویل میں رہیں گے ۔۔۔ بس اور کوئی کام نہیں ہے جلدی کرو ۔۔ او کے۔ جینی نے ریسیور رکھ دیا اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگی۔

" تم۔ تم خاصے پریشان نظر آتے ہو۔

" ہاں پریشانی کی بات ہے جینی تم فولادی شخصیت کی انسان ہو میری آنکھوں نے تمہارے چہرے کا وہ سکون دیکھا ہے جو قابلِ رشک ہے تم انتہائی خطرناک حالات میں بھی پرسکون رہنے کی عادی ہو۔ لیکن۔ لیکن اس وقت تم کچھ نروس نظر آ رہی ہو ظاہر ہے میں اس کی وجہ جاننا چاہتا ہوں۔

" کوئی خاص بات نہیں ہے اس نے ایک نام لیا تھا۔ مشیو ماریو۔

" ہاں یہ نام ہی میرے لیے پریشان کن ہے۔ "

" بس یہ ایک نام ہے ڈیر۔ اس نام کے ساتھ بہت پراسرار داستانیں وابستہ ہیں اسمگلروں کی دنیا میں یہ نام اجنبی نہیں ہے چوروں قاتلوں اور زیرِ زمین تنظیموں کے لیے بھی یہ نام اجنبی نہیں ہے اس نام پر لوگوں کو امان ملتی ہے خطرناک سے خطرناک آدمی کے سامنے اگر یہ نام لے دیا جائے تو وہ باز آ جاتا ہے۔ ویسے مشیو ماریو بنکاک کے ان پراسرار قبائلی علاقوں سے تعلق رکھتی ہے اور لوگ اس نام کی ایک طرح سے پوجا کرتے ہیں۔ وہ کوئی مذہبی شخصیت نہیں ہے بلکہ یوں سمجھ لو کہ مجرموں کی دنیا میں وہ انتہائی ہولناک نام ہے۔

" مشیو ماریو۔ میں نے دلچسپی سے کہا۔

" ہاں ۔ "

" مگر لوگ اس سے خوف زدہ کیوں رہتے ہیں۔

" اس لیے کہ اگر کوئی اس نام کا احترام نہیں کرتا تو ایسی موت مارا جاتا ہے کہ انسان تصور نہ کر پائے۔

" کمال ہے۔ کیا ایسے واقعات ہو سکتے ہیں۔

" کیوں نہیں بے شمار۔

" اس کے باوجود تم نے ٹیٹی وان کی بات نہیں مانی جینی ۔ "

" ہاں۔ میں نہیں ماننا چاہتی تھی۔

" بہرحال جینی۔ جو کچھ بھی ہے میں تمہاری ہر طرح سے مدد کرنے کو حاضر ہوں ۔۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور جینی مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر بولی۔ "

"ویسے تو بہت سے لوگ میری زندگی میں آئے ہیں۔ لیکن تمہاری آمد بلاشبہ میری خوش بختی کی علامت ہے۔"

"میں خادم ہوں۔" میں نے کہا اور جینی مسکرا کر خاموش ہو گئی اس کے بعد یہ نشست برخاست ہو گئی۔ پھر رات کا نجانے کون سا پہر تھا کہ مجھے جینی کی چیخ سنائی دی۔ اور پھر دوسری چیخ ابھری اور میں نے پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی۔

لیکن اس وقت میرے سر کی پشت پر ایک ضرب پڑی۔ اور پھر کلوروفارم بھرا رومال سنگھا کر مجھے بے ہوش کر دیا گیا۔ ڈوبتے ہوئے ذہن سے میں نے جینی کی ایک اور چیخ سنی تھی۔ اس کے بعد مجھے ہوش نہیں رہا تھا۔ آنکھ کھلی تو ایک عجیب سا شور سنائی دیا۔ شور کے ساتھ بدن بھی ہل رہا تھا۔ چند لمحات تو ذہن ساتھ نہ دے سکا۔ پھر حواس کچھ بحال ہوئے اور میں نے غور کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ میں کسی اسٹیمر وغیرہ میں سفر کر رہا ہوں۔ یقینی طور پر میرا خیال درست نکلا۔ چونکہ جو ہچکولے میرے بدن کو لگ رہے تھے وہ اسٹیمر کے سفر کے علاوہ کسی اور کے نہیں ہو سکتے تھے۔

تھوڑے ہی فاصلے پر کسی کے گفتگو کرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ میں نے ہلکی سی آنکھیں کھول کر دیکھا۔ دو آدمی بیٹھے شراب نوشی کر رہے تھے۔ شکل و صورت سے خاصے خطرناک معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے بدن بھی قوی ہیکل۔ احساسات کچھ اور جاگے تو ہاتھ بندھے ہوئے محسوس ہوئے۔ دونوں ہاتھ پشت پر کس دیے گئے تھے لیکن بندش میں وہ ہوشیاری نہیں دکھا سکے تھے۔ میں نے ہلکی سی کوشش کی اور ہاتھوں کی رسیاں کسی قدر ڈھیلی ہو گئیں۔ یہ میرے لیے امید افزا بات تھی۔ ذہن پر اب تک کلوروفارم کے اثرات تھے۔ میں لے گزرے ہوئے لمحات کے بارے میں سوچا۔

جینی ہاک کی چیخیں بے ہوش ہونے سے قبل میرے کانوں میں پڑی تھیں اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی ان کی قید میں ہو گی اور یہ لوگ۔ ممکن ہے۔ ممکن ہے ان لوگوں کا تعلق شیوماریو سے ہو۔ یا پھر ٹیٹی وان کے آدمی جو صورتحال پر قابو کے لیے تیار ہو گئے تھے۔ حالات کا رُخ بدل چکا تھا۔ اب تک میں نے جینی ہاک کا ساتھ دیا تھا۔ اس خیال کے تحت کہ اسپیرو نے مجھے اس کی جانب متوجہ کیا تھا۔ اور اس کے ذریعے میں اپنی منزل پا سکتا تھا۔

لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ جینی ہاک کی اپنی پوزیشن کیا ہے۔ یقینی طور پر اس کے معاملات خاصے پھیلے ہوئے تھے لیکن

ابھی تک مجھے کوئی ایسا نہیں ملا تھا کہ میں اپنے مقصد کی طرف بڑھ سکتا۔ اسٹیمر کی رفتار سست ہونے لگی۔ شاید وہ کسی ساحل پر پہنچ رہا تھا۔

میں نے سوچا کہ بے ہوش رہنے کی اداکاری کروں یا ہوش میں آ جاؤں۔ دونوں میں سے کون سی بات بہتر رہے گی پھر فیصلہ کیا کہ ہوش میں آ جانا چاہیے۔ کم از کم صورتِ حال کا اندازہ تو رہے گا۔ چنانچہ میں نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ دونوں میری طرف متوجہ نہیں تھے۔ اور شاید باہر جانے کے متعلق سوچ رہے تھے۔ میں نے حلق سے ایک آواز نکالی اور دونوں حیرت سے اچھل پڑے۔ وہ ایک ساتھ بُری طرح گھومے تھے۔

"اسے ہوش آ گیا۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"تم رُکو۔ میں باہر دیکھتا ہوں۔" دوسرے نے کہا اور مجھ پر نگاہ ڈال کر آگے بڑھ گیا۔ میں اس شخص کو دیکھ رہا تھا جو میرے سامنے تھا اور کسی قدر اضطراری کیفیت کا شکار تھا۔

"کون ہو تم۔؟" میں نے سوال کیا۔

"جو کوئی بھی ہوں۔ بہرا اور گونگا ہوں۔" اس نے جواب دیا۔"

"بڑا افسوس ہوا تم سے مل کر۔" میں نے برجستہ کہا۔ اور وہ ہنس پڑا۔

"کب سے ہے یہ کیفیت۔" میں نے سوال کیا۔"

"جب سے مجبوریاں دامن گیر ہوئیں۔" اس نے جواب دیا۔

"ہاں دوست۔ مجبوری ایسی ہی چیز ہوتی ہے۔ اب کچھ دیر کے بعد تم لنگڑے اور لولے بھی ہو جاؤ گے۔" میں نے کہا۔

"خیر اب اتنا مجبور بھی نہیں ہوں۔" وہ کہنے لگا۔"

"ہاتھ کھول دو میرے۔"

"کچھ کہا ہے تم نے۔" وہ کان پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ اور میں مسکرا پڑا۔ اسٹیمر رُک گیا تھا۔ دوسرا آدمی واپس آ گیا۔ اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔

"آؤ چلیں۔" اس نے کہا اور پھر انہوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ میں خاموشی سے ان کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا۔ حالات کو جانے بوجھے بغیر کسی قسم کا ہنگامہ مناسب نہیں تھا۔ ان لوگوں کے بارے میں، میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ میرے کسی سوال کا جواب نہیں دیں گے۔ چنانچہ خاموشی بہتر تھی۔

وہ ایک سنسان ساحل تھا۔ نزدیک سیاہ رنگ کی ایک کار کھڑی تھی جس کی نمبر پلیٹ نہیں تھی۔ مجھے کار میں بٹھا دیا گیا اور پھر وہ دونوں میرے دائیں بائیں آ بیٹھے۔ جو میرے نگران تھے تیسرا شخص کار کے اگلے حصے میں چلا گیا تھا۔ پھر کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھ گئی۔

"جینی کہاں ہے۔" کیا تم دونوں نے اسے بھی اغوا کر لیا ہے" میں نے سوال کیا۔ اور وہ دونوں چونک کر مجھے دیکھنے لگے۔ پھر اس شخص نے مسکرا کر کہا۔ جس سے میری بات چیت ہو چکی تھی۔

"بدقسمتی سے میرا یہ ساتھی بول نہیں سکتا۔"

"بڑے بداخلاق ہو تم لوگ۔"

"سنو دوست کوئی ایسا سوال مت کرو جو ہمارے لیے تکلیف دہ ہو۔" اور جس کا ہم جواب نہ دے سکیں۔ ہمارے تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ خاموشی اختیار کرو۔ میں واقعی خاموش ہو گیا۔ سفر تقریباً دس منٹ جاری رہا پھر وین کسی عمارت میں داخل ہو گئی۔ آہنی گیٹ کھلا اور بند ہو گیا۔ ان لوگوں نے نیچے اتر کر دروازہ کھول دیا۔ یہاں انتہائی خوبصورت گھاس بچھی ہوئی تھی اور اسی گھاس پہ سے چند سیڑھیاں گزرتی تھیں جو عمارت کے صدر دروازے تک پہنچ گئی تھیں۔ صدر دروازے کے بعد ایک وسیع و عریض ہال نظر آیا۔ جس میں چند لوگ موجود تھے۔ میں نے بغور انہیں دیکھا ایک لمبے قد کے آدمی نے مسکرا کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔ کیسے مزاج ہیں؟"

"بہتر ہوں۔"

"مجھے جانتے ہو۔"

"ہاں۔ قد و قامت خاصا لمبا ہے۔ لیکن کھوپڑی بہت چھوٹی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

لمبا آدمی دانت پیس کر رہ گیا تھا لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔ چند لمحات کے بعد میں ہال کے آخری سرے پر پہنچ کر اوپر جانے والی سیڑھیوں پر چڑھنے لگا۔ عمارت کافی خوبصورت تھی اوپری منزل پر ایک چوڑی راہداری سے گزرنے کے بعد بالآخر میں ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔

مجھے لانے والوں میں سے ایک نے کہا۔ "آرام کرو لیکن اگر تمہاری طرف سے کوئی حرکت ہوئی تو مجھے تمہارے خلاف قدم اٹھانا پڑے گا۔ ورنہ آرام کرو۔" یہ کہہ کر وہ واپس مڑ گیا۔

میں نے اطمینان سے ہاتھوں کی رسی ڈھیلی کی اور ہاتھ آزاد کیے۔ پھر میں نے دروازہ اندر سے بند کر لیا اور کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ چاروں طرف سے بند کمرہ تھا۔ چھت کے قریب ایک روشندان تھا لیکن تنگ، اور اس کے ذریعے فرار کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔

میں کمرے کی تلاشی لینے لگا۔ درمیانہ سا فرنیچر تھا۔ اور اس میں مجھے کوئی خاص چیز نہیں ملی۔ میں تھک کر مسہری پر بیٹھ گیا۔ نجانے کتنی دیر گزر چکی تھی۔ لیکن اندازہ ہوتا تھا کہ کافی وقت گزر چکا ہے۔

جینی ہاک کے بارے میں ابھی تک کچھ نہیں معلوم ہو سکا تھا۔ اس کی سوچیں ابھی تک ذہن میں گونج رہی تھیں یقینی طور پر اس کے ساتھ بھی حادثہ پیش آیا ہے۔

میں دیر تک مختلف باتیں سوچتا رہا۔ کافی دیر کے بعد کچھ آہٹیں سنائی دیں اور میں چونک پڑا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ اور میں اسے کھولنا بھول گیا تھا۔ بہرحال میں نے دروازہ کھول دیا۔ اور تین آدمی اندر داخل ہو گئے۔ ان میں سے ایک خاصا تنومند

تھا۔

" اسے لے چلو۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ انہوں نے میرے ہاتھ دوبارہ کس دیئے۔ لیکن میں نے خیال رکھا تھا اور اس بندش کو کھولنا میرے لیے مشکل نہیں تھا۔ لیکن میں صورت حال کا بغور جائزہ لے رہا تھا اور میں اس وقت تک کوئی خاص جدوجہد نہیں کرنا چاہتا تھا جب تک کہ اس کی شدید ضرورت نہ پیش آجائے۔ دروازے سے باہر نکل کر وہ لوگ مجھے ایک سمت لے چلے تینوں آدمی میرے پیچھے تھے۔ قوی ہیکل لڑا کا میری پشت پر ہاتھ رکھ کر مجھے دھکیل رہا تھا، وہ کسی خاص جگہ مجھے لے جانا چاہتے تھے۔ بہرصورت میرے ہاتھ اب اتنی دقت میں نہیں تھے کہ آزاد نہ ہوسکتے۔

میں نے ان کا خیال رکھا تھا، وہ مجھے ایک اور ہال میں لائے، جس میں داخل ہونے کے لیے مجھے ایک چوڑے دروازے سے گزرنا پڑا تھا۔ تینوں افراد بھی اندر آگئے تھے اور انہوں نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا تھا۔ یہ جگہ اس قسم کی کارروائیوں کے لیے مناسب ترین تھی۔ کافی بڑا ہال تھا، بالکل خالی فرش پر قالین تک نہیں تھا۔ بس اوپری حصے میں چھوٹے چھوٹے روشندان بنے ہوئے تھے۔ چھت کے وسط میں ایک فانوس لٹکا ہوا تھا جس سے روشنی چھن رہی تھی، بند دروازے کے قریب وہ دونوں کھڑے ہو گئے، اور قوی ہیکل شخص مجھے دھکیلتا ہوا ہال کے بیچوں بیچ لے آیا۔ میں اب صورتحال سے نمٹنے کے لیے پوری طرح تیار تھا۔ راجہ نواز اصغر کا ماضی اگر ان لوگوں کے علم میں آجاتا تو شاید ان خیالات میں وہ محتاط رہنے کی کوشش کرتے۔ لیکن ان کی بدقسمتی تھی، میں صورت حال سے نمٹنے کے لیے پوری طرح تیار تھا، قوی ہیکل لڑاکے نے اپنی کلائیوں کے پٹھے درست کیے اور مجھ سے چند گز کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کے پنجے پھیلا لیے، دفعتاً ان میں سے ایک شخص ہاتھ اٹھا کر بولا۔"

" ایک منٹ رکو، بہتر یہ ہے کہ ہم وہ کوشش کریں جس میں کوئی خرابی نہ ہو، ہاں دوست تو تم فیصلہ کر چکے ہو۔"

"کس سلسلے میں؟"

" جنگ کرو گے، یا ٹیٹی وان کا پتہ بتاؤ گے۔"

"کیا میں جنگ کرنے کی پوزیشن میں ہوں؟ دونوں بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ جنگ کی جا سکتی ہے؟ میں نے سوال کیا۔"

"تو کیا یہ ممکن نہیں ہو گا، کہ تم ہمیں ٹیٹی وان کا پتا بتا دو۔"

تم لوگوں نے اسے اور ہمارے ساتھیوں کو اغوا کیا ہے۔ وہ ہمیں اس عمارت میں نہیں ملے جہاں تم تھے۔"

" تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

" یہی کہ تم جینی ہاک کے چمچے ہو، اس نے جواب دیا۔"

" اگر جینی کو جانتے ہو تم تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کیا کام لیتی ہے۔"

" ہاں۔ ہاں کیوں نہیں، لیکن ٹیٹی وان کو اغوا کرنے کے سلسلے میں تمہارا ہی ہاتھ تھا۔ یہ بات مجھے معلوم ہو چکی ہے!"

" یقیناً۔ میں اس سے انحراف نہیں کروں گا۔"

" تو پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ اسے کہاں قید کیا گیا ہے!"

" ممکن ہے ایسا ہو لیکن یہ معلومات تم نے جینی سے کیوں نہیں معلوم کیں۔"

" یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔ تم سے جو پوچھا جا رہا ہے اس کا جواب دو۔"

" میرا جواب یہ ہے کہ تم احمق ہو اور اپنی حماقتوں کے ساتھ ساتھ اب جو بیوقوفی کرو گے، اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔"

" اوہ۔ تم۔ تم حد سے زیادہ نرمی برت رہے ہو۔ جب تم نے اسے میرا کیس کہہ دیا ہے تو پھر کیوں فضول باتیں کر رہے ہو۔ یہ ابھی سب کچھ بتا دے گا، قوی ہیکل شخص نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور وہ دونوں شانے ہلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ قوی ہیکل شخص نے پھر پنجے پھیلا دیئے، اس کی چمکدار آنکھیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں، لیکن اس وقت وہ حیرت زدہ ہو کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا، جب اچانک میں نے اپنے بندھے ہوئے ہاتھ کھول کر اس کے آگے کر دیئے ریشمی [illegible] میں نے ایک طرف پھینک دی تھی، ان دونوں آدمیوں کے منہ بھی حیرت سے کھل گئے۔ انہوں نے رسی کی طرف دیکھا، لیکن اگر میں اس وقت ان کی حیرت سے فائدہ نہ اٹھاتا تو مجھ سے بڑا احمق اس روئے زمین پر دوسرا نہ ہوتا، میں نے اچھل کر ایک فلائنگ کک قوی ہیکل شخص کے سینے پر ماری اور وہ ایک دم سے ڈس بیلنس ہو گیا۔ اس سے قبل کہ وہ زمین پر گرتا۔ میں نے اسے پیچھے سے سنبھالا اور اس کا سر بغل میں دبا کر اس کی آنکھیں بری طرح رگڑ دیں۔ پھر اسے سیدھا کر کے ایک مکہ اس کی ناک پر رسید کیا۔ قوی ہیکل شخص تڑپ

کر پیچھے ہٹا تھا۔ آنکھوں اور ناک کی تکلیف نے اسے پاگل کر دیا، وہ سنبھلنے کی کوشش کے باوجود نہ سنبھل سکا اور پیچھے جا گرا، لیکن اس خوفناک آدمی کو چھوڑ دینا سخت حماقت تھی۔ اس دوران میں فیصلہ کر چکا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے، میں نے اس کے اٹھنے کا انتظار کیا اور جونہی وہ کھڑا ہوا میری دونوں ٹانگیں اس کے سینے پر پڑیں، جیسا کہ میرا اندازہ تھا، وہ دونوں اس کی لپیٹ میں آجائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس سے بچنے کی کوشش میں دونوں ہی دیوار سے بری طرح ٹکرائے۔ اور ان کے حلق سے کرب آوازیں نکل گئیں۔ لیکن میں مشین بن گیا تھا۔ میں نے رکنا مناسب نہ سمجھا، اور ان پر چھلانگ لگا دی۔

دوسرے لمحے میں نے ان کے پستولوں پر جھپٹا مارا اور وہ دونوں پستول مجھے اپنے قبضے میں کرنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوئی، دفعتاً عقب میں مجھے ایک ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی بدبودار دھوئیں کا ایک مرغولہ ہوا میں بلند ہوا، اب مزید کوئی خاص بات تھی، میں نے دروازے کی طرف لپکنے کی کوشش کی، لیکن گیس اتنی طاقتور تھی کہ اس نے مجھے چند قدم چلنے کی مہلت نہ دی۔ بے ہوشی اور پھر ہوش یہ قید خانہ بھی خوبصورت تھا۔ میں دیر تک خیالات میں ڈوبا رہا، پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ شدید بھوک لگ رہی تھی۔ میں نے دروازہ زور زور سے پیٹا تو کسی نے دروازہ کھول دیا۔ باہر ایک مقامی آدمی کھڑا تھا۔

یس۔ یس دوڑا۔ کوئی خدمت؟"

میں بھوکا ہوں۔"

" جی۔ ہاں۔ جی ہاں۔ آیئے ناشتہ لگ گیا ہے۔ اس نے کہا اور میں حیران رہ گیا۔ بہرحال میں اس کے ساتھ چل پڑا تھا۔ ایک چھوٹے سے کمرے میں ڈائننگ ٹیبل پڑی ہوئی تھی۔ اس پر بہترین ناشتہ لگا ہوا تھا۔ ایک خوبصورت سی لڑکی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔

" تم بہت دیر سے جاگنے کے عادی ہو گئے ہو ڈارلنگ، میں کب سے ناشتے پر تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔

میں نے ایک لمحے کے لیے رک کر لڑکی کو دیکھا، اور پھر خاموشی سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ لڑکی مجھ سے اس طرح پیش آرہی تھی جیسے پرانی شناسا ہو۔ لیکن اس کا چہرہ میرے لیے بالکل اجنبی تھا۔ ناشتہ کرتے ہوئے میں ذہن میں بہت سے منصوبے بناتا رہا۔ اور پھر میں نے فیصلہ کر لیا کہ ناشتے کے بعد اس لڑکی سے نمٹوں گا۔ خوب پیٹ بھر کر ناشتہ کیا تھا۔ کافی کے دو کپ لیے۔ لڑکی میرے سامنے موجود تھی۔ اس نے ابھی اپنی کافی خالی نہیں کی تھی۔ میں فارغ ہو گیا۔ اور پھر میں نے اطمینان سے ہاتھ بڑھا کر لڑکی کی گردن پکڑ لی۔ اس کے حلق سے تیز چیخ نکل گئی تھی۔

"کیا مطلب؟"

"میری آنکھ اسی کمرے میں کھلی ہے، جہاں اس لڑکی نے مجھ سے ملاقات کی تھی۔ اس سے قبل میں کہیں اور تھا، شاید بنکاک میں۔"

"تم۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

"افسوس اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں بول سکتا۔" میں نے سادگی سے جواب دیا۔ اور دبلا پتلا آدمی متعجبانہ انداز میں میری شکل دیکھنے لگا۔ پھر اس کی لرزتی ہوئی آواز ابھری۔

"تم۔ کیا تم واقعی سچ بول رہے ہو؟"

"ہاں۔ اور میں یہ بھی کہہ رہا ہوں کہ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ اب میں کس جگہ ہوں۔" دبلا پتلا آدمی اضطراب کے عالم میں ہاتھ ملنے لگا۔ اس کے ہونٹوں سے عجیب سی آوازیں نکل رہی تھیں پھر اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ میں ابھی آیا۔" اور پھر وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ میں خاموشی سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ لڑکی اب حیرت زدہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ اس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ دفعتاً وہ آہستہ سے بولی۔

"قصور میرا بھی نہیں تھا۔"

"اور تم جانتی ہو کہ میں نے خود کو میکوئن یا میکی ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی۔ میں تمہیں ان ہی لوگوں میں سے سمجھ رہا تھا، جو مجھے یہاں لائے ہیں۔"

"اوہ۔ اوہ تعجب ہے۔"

"یہ نہیں بتاؤ گی کہ یہ کون سی جگہ ہے؟"

"بنکاک ہی کا ایک علاقہ ہے۔ لیکن تعجب ہے، تعجب ہے کیا میں تمہاری اصل شکل دیکھ سکتی ہوں؟"

"افسوس میک اپ اتارنے کے لیے اموبہا کی ضرورت پیش آئے گی۔"

"یہ میک اپ بے ہوشی کے عالم میں نہیں کیا گیا ہو گا؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔" میں نے جواب دیا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"ویسے مجھے تمہارے ساتھ بھی یہ زیادتی کرکے افسوس ہوا ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔ غلط فہمی جو ہوئی تھی۔ مجھے اب تم سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ ویسے میکوئن ایسا کبھی نہ کرتا میرے بہت سے بال ٹوٹے ہیں۔"

"مجھے افسوس ہے۔"

"کوئی بات نہیں ہے، ویسے یہ صاحب کون تھے، کیا تمہارے ڈیڈی۔؟"

"نہیں۔ میرے انکل ہیں۔ اور میکوئن کون ہے۔ کیا تمہارا شوہر؟"

"نہیں منگیتر۔ ہماری شادی کچھ دنوں بعد ہو جانے گی لیکن آخر میکوئن کہاں گیا۔ انکل کو بھی نہیں معلوم یہ کہہ کر وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر اسی وقت دبلا پتلا آدمی اندر داخل ہو گیا اس کا چہرہ پرسکون تھا۔ لڑکی سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کوئی خاص بات نہیں ہے، بے بی پرسکون رہو۔"

"میکوئن کہاں ہے انکل؟"

"وہ جہاں بھی ہے، خیریت سے ہے۔ شام تک واپس آجائے گا۔" دبلے پتلے آدمی نے جواب دیا۔

"کیا وہ خطرے میں ہے؟"

"نہیں۔ وہ بالکل خطرے میں نہیں تم پرسکون رہو۔" دبلے پتلے نے جواب دیا اور پھر بولا۔

"میرا خیال ہے، اب تم آرام کرو۔ میں تمہیں میکوئن کے بارے میں بتا چکا ہوں۔ تم شام کو اس سے مل سکتی ہو۔"

"میں سمجھی نہیں انکل۔"

"میں تنہائی چاہتا ہوں۔" دبلا پتلا آدمی کسی قدر جھلائے ہوئے لہجے میں بولا اور لڑکی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ٹھیک ہے۔ آیئے مسٹر ہم باہر چلیں۔ انکل کو کام کرنے دیں۔"

"نہیں انہیں یہیں رہنے دو،" دبلا پتلا آدمی بولا اور لڑکی خاموشی سے گردن ہلا کر باہر نکل گئی۔ دبلا پتلا آدمی گردن جھکائے بیٹھا رہا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"کیا دشمنی ہے اس سے تمہاری۔؟"

"کیا؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"تم نے اس سے انحراف کیا ہے؟"

"کس سے۔؟"

"مشیو مار یو۔" دبلا پتلا آدمی میری شکل دیکھتے ہوئے بولا۔

"اوہ۔ یہ نام میں نے سنا ہے، لیکن میری اس سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"ناممکن۔ ایسا نہیں ہو سکتا کیا چاہتا ہے وہ تم سے۔؟"

"میں نے کہا نا میں نے اس کا نام سنا ہے۔ کبھی ملاقات نہیں ہوئی ان حالات میں دشمنی یا دوستی کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے؟"

"کسی اور ذریعے سے میرا مطلب ہے کوئی ایسی بات جو اسے ناگوار گزری ہو؟"

"ایک بات مسٹر۔ کیا میں آپ کا نام نہیں معلوم کر سکتا۔؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ بغیر نام کے بھی کام چل سکتا ہے" دبلے پتلے آدمی نے جھنجلائے ہوئے سے انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے سوال یہ پیدا ہے کہ مشیو مار یو عورت ہے یا مرد؟"

"مطلب؟"

"آپ نے اسے مرد کے طور پر استعمال کیا ہے؟"

"وہ مرد ہے یا عورت اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کچھ لوگ اسے عورت سمجھتے ہیں اور کچھ مرد۔ لیکن تم کیسی باتیں کر رہے ہو کسی دشمنی کے یہ سب کچھ۔" دبلا پتلا آدمی بولا۔

"بہر طور ممکن ہے ایسی کوئی بات ہو۔ میرے علم میں نہیں ہے۔"

"میں تمہیں ایک مشورہ دے سکتا ہوں نوجوان اس کی دشمنی کسی کو راس نہیں آتی۔ تمہیں بھی راس نہیں آئے گی اگر اس سے کوئی جھگڑا ہے تو نپٹا لو اور اس سے صلح کر لو۔"

"کیا وہ بہت خطرناک ہے؟"

"اتنا کہ اگر تمہیں اس کے بارے میں معلومات حاصل ہو جائیں تو تم خوف سے مر جاؤ۔"

"لیکن میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں سنی۔"

"تعجب کی بات ہے، بنکاک میں اگر اجنبی ہو تو پہلے مشیو مار یو کے بارے میں تمہیں معلومات حاصل کر لینا چاہئے تھیں میں سمجھتا ہوں کہ میکوئن کی گمشدگی بھی کوئی ایسی ہی بات ہے۔ مشیو مار یو ایسے ہی شکار کرتا ہے یا کرتی ہے۔ وہ ہمیشہ دوہری چال چلتی ہے اور اس کے بارے میں کوئی بھی کچھ نہیں جانتا میکوئن کی گمشدگی اور تمہاری اس کی شکل میں یہاں موجودگی ممکن ہے میرے لیے کوئی سزا ہو، لیکن۔"

"لیکن کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں مجھے اطمینان دلایا گیا ہے۔"

"میرے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"یہی کہ تم اس کے زیر عتاب ہو۔"

"اوہ۔" میں نے گہری سانس لی۔ "یہ معاملہ ہے۔"

"میں پھر یہی کہوں گا، وہ جو کچھ چاہتا ہے مان لو۔"

"ممکن ہے اسے غلط فہمی ہوئی ہو۔"

"یہ ناممکن ہے۔"

"کیا تم میری اس سے ملاقات کرا سکتے ہو۔؟" میں نے سوال کیا

"کمال کی بات کرتے ہو، میں کیا اور میری اوقات کیا۔"

"اس کا پتہ تو بتا سکتے ہو مجھے؟"

"اس کے بارے میں شاید اس کے قریب ترین لوگ بھی نہ بتا سکیں گے۔"

"ٹھیک ہے، تو اب میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"تمہیں تمام باتیں معلوم ہو چکی ہیں، میں نے تمہیں صورت حال سے آگاہ کر دیا ہے۔ بہتر ہے کہ میرے خلاف کوئی کام نہ کرو باقی تمہارے لیے مجھے کوئی حکم نہیں ملا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صرف تمہیں پہنچا کر اور شکل بدل کر حیران کرنا چاہتا ہے، تم کہیں جانا چاہو تو جا سکتے ہیں۔"

"ہونہہ۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"بہت بہت شکریہ مسٹر میری وجہ سے آپ کو پریشانی ہوئی۔"

"کاش میں تمہاری کچھ مدد کر سکتا۔"

"اس علاقے کے بارے میں اگر تھوڑی بہت معلومات حاصل ہو جائے، تو شاید میرا کوئی کام بن جائے۔"

"کیسی معلومات۔؟"

"میں بنکاک کے کون سے علاقے میں ہوں؟"

"یہ بنکاک کا نواحی علاقہ ہے۔ اور یہاں چھوٹا موٹا کاروبار ہوتا ہے۔"

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے مطمئن رہو، اگر کبھی میں اس کی گرفت میں آگیا تو کسی مسئلے میں تمہارا نام نہیں لوں گا۔" دبلے پتلے آدمی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور میں باہر نکل آیا۔ مجھے باہر جانے کی اجازت تھی۔ حالانکہ مجھے دروازے کا پتہ نہیں تھا لیکن اسے تلاش کر لینا مشکل نہیں ثابت ہوا۔ اور میں عمارت سے باہر نکل آیا۔ باہر کا منظر میرے لیے دلچسپ تھا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد مجھے ایک سڑک نظر آئی اور میرے قدم اس کی طرف بڑھ گئے میں جانتا تھا کہ مجھے الجھانے کے لیے شاندار کارروائی کی گئی ہے لیکن یہ بات بھی میرے ذہن میں تھی۔ کہ مجھے براہ راست ان معاملات میں ملوث نہیں کیا گیا۔ وہ لوگ مجھے چینی ہاک کا آلہ کار سمجھتے ہیں اور ان کی تمام تر دشمنی چینی ہاک سے ہے ٹیلی وان آزاد ہو گئی تھی۔ اور چینی ہاک اس کے قبضے میں تھی۔ ٹیلی وان نے مجھے اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کی تھی اور مقصد اس کا یہی تھا کہ مجھے چینی ہاک سے توڑ لے۔ نجانے مشیو مار یو کا کیا چکر تھا۔ اور چینی ہاک کو وہ اپنے قابل کیوں سمجھتی تھی۔ یہ بات بھی میرے لیے باعث دلچسپی تھی کہ مشیو مار یو کے قریب ترین لوگ یہ بات نہیں جانتے تھے کہ وہ عورت ہے یا مرد۔ "یہ کیسے خطرناک سمجھا جاتا تھا خود چینی ہاک نے بھی مجھے اس کے بارے میں تفصیلات بتائی تھیں۔ اور چینی ہاک جیسی نڈر عورت اس سے خوفزدہ نظر آئی تھی۔ گو یا ابھی تک مشیو مار یو مجھ میں اس لیے دلچسپی لے رہی تھی یا لے رہا تھا کہ میں چینی ہاک کا آدمی ہوں۔ میری

اصل حیثیت ابھی تک کسی کے علم میں نہیں تھی۔ یہ بات میرے لیے خاصی اطمینان بخش تھی پہلے میں اپنی اس حیثیت سے سارے معاملات سے نمٹ لینا چاہتا تھا۔ اس کے بعد اپنی اصل حیثیت سامنے لاؤں گا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مشبو مارلو تک کس طرح پہنچا جائے۔ صورتِ حال کافی دلچسپ تھی اور میں ان الجھنوں میں خود کو بہت زیادہ دلچسپی لیتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔ میرا اصل مشن تو ابھی بہت پیچھے تھا۔ ابھی تو میں اِدھر اُدھر کے چکروں میں پھنسا ہوا تھا سڑک پر چلتے ہوئے میں کافی دور نکل آیا تھوڑے فاصلے کے بعد گھنی آبادی شروع ہو گئی تھی۔ مکانات چھوٹے تھے اور ان کے درمیان صاف قسم کے بازار لگے ہوئے تھے۔ آبادی کے لوگ غریب معلوم ہوتے تھے۔ اور اپنے اپنے کاموں میں مست رہنے والے تھے۔ ان میں سے کسی نے میری طرف توجہ نہیں دی میں سوچ رہا تھا کہ کیا میں ان لوگوں میں گم ہو کر ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو سکتا ہوں۔ اس وقت بھی میرے چہرے پر میکوئن کا میک اپ تھا جسے ایمو نیا کے بغیر نہیں اتارا جا سکتا تھا۔ کاش یہاں مجھے میک اپ کا سامان مل جاتا۔ میں انہیں میک اپ کے سامان سے کافی پریشان کر سکتا تھا۔ سب سے تعجب خیز بات یہ تھی کہ جینی پاک خود بھی لاپتہ ہو گئی تھی۔ اگر جینی پاک کو میرے بارے میں علم ہے اور وہ خود ان لوگوں کے چکروں سے نکل گئی ہے تو اسے میری خبر لینی چاہیے تھی۔ بہرطور میں یہ بات نہیں سمجھ سکا تھا کہ جینی پاک کی موجودہ پوزیشن کیا ہے۔ میں نے تقریباً سارا بازار گھوم لیا یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ ان لوگوں میں چھپنا ممکن نہیں ہے، مجھ میں اور ان میں بہت فرق ہے چنانچہ میں وہاں سے بھی آگے بڑھ گیا۔ بستی سے نکل کر مجھے پھر ایک سڑک نظر آئی جو سیدھی چلی جا رہی تھی اس آبادی کے بارے میں مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ کتنی دور تک پھیلی ہوئی ہے لیکن میں اس سڑک پر زیادہ دور تک نہیں گیا تھا کہ دفعتاً عقب سے ایک کار نظر آئی اور میں سڑک کے کنارے پر ہو گیا خوبصورت کار میرے نزدیک آکر رک گئی اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک سنہرے بالوں والی لڑکی بیٹھی تھی جس نے مجھے دیکھ کر کار میں بریک لگا دیئے اور پھر ریورس کر کے میرے نزدیک پہنچ گئی۔

"ہیلو! میکوئن کہاں جا رہے ہو؟" اس نے چشمہ اتار کر بے تکلفی سے کہا۔

"بس یونہی آوارہ گردی کر رہا ہوں۔"

"آؤ میرے ساتھ ایک کپ چائے پیو۔" اس نے کہا میں ایک لمحے کے لئے ہچکچایا اور پھر ایک گہری سانس لے کر کار میں جا بیٹھا۔ لڑکی نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی تھی ظاہر ہے وہ میکوئن کی شناسا تھی لیکن میری نہیں۔

"اور سناؤ کیسے ہو۔؟"

"بس ٹھیک ہوں!"

"میں باہر گئی ہوئی تھی تمہیں پتہ ہوگا۔"

"ہاں شاید۔"

"دو تین دن قبل آئی ہوں۔"

"گڈ۔" میں مختصراً بولا۔

"وینا کہاں ہے؟" اس نے سوال کیا اور میں نے ایک لمحے میں سمجھ لیا کہ وینا اس لڑکی کا نام ہو سکتا ہے جو مجھے ملی تھی۔

"وہ الجھی ہوئی ہے آج کل۔" میں نے فوراً جواب دیا۔

"کیوں خیریت۔؟"

"بس اس کے مشاغل میں الجھنیں پالنا شامل ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"ہاں یہ تو تم نے ٹھیک کہا۔ جب اسے کوئی الجھن نہیں ہوتی تو وہ بہت الجھ جاتی ہے۔" لڑکی بولی اور ہنس پڑی۔ پھر اس نے چونک کر کہا۔

"تم بھی کچھ پریشان لگتے ہو۔ کوئی خاص بات؟"

"ہاں ہے تو سہی لیکن اطمینان سے بتانے کی ہے۔" میں نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں یقیناً۔ اطمینان سے ہی ٹھیک ہے۔" اس نے کہا اور کار ایک خوبصورت سے مکان کے سامنے رک گئی۔ فوراً ہی ایک ملازم نے کار کا دروازہ کھول دیا تھا۔ لڑکی نیچے اتری میں مکان کا جائزہ لینے لگا کافی خوبصورت مکان تھا۔ میں بھی لڑکی کے ساتھ نیچے اتر گیا۔ چند لمحات کے بعد میں ایک آراستہ ڈرائنگ روم میں تھا۔ یہاں تک آتے ہوئے مجھے محسوس ہوا تھا جیسے اس مکان میں لڑکی کے علاوہ اور کوئی موجود نہ ہو ملازم باہر ہی رہ گیا تھا۔

"تم بیٹھو میکوئن میں ابھی آتی ہوں۔" اس نے کہا اور باہر نکل گئی۔ یہ لڑکی میکوئن اور اس کی منگیتر کی شناسا معلوم ہوتی تھی اور میرے میک اپ سے دھوکا کھا گئی تھی۔ میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا دفعتاً میرے ذہن میں ایک خیال آیا کیا لڑکی مجھ سے کوئی فریب کر رہی ہے کیا واقعی وہ مجھے میکوئن کے دھوکے میں یہاں لائی ہے یا کوئی منصوبہ اس کے ذہن میں ہے۔ یہ خیال کچھ اس طرح میرے ذہن میں جما کہ میں پھرتی سے اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور ڈرائنگ روم کے دروازے سے باہر نکل آیا۔ ڈرائنگ روم سے صرف چند گز کے فاصلے پر وہ لڑکی ایک دروازے

میں داخل ہو رہی تھی میں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر خود بھی فوراً دروازے کے پاس پہنچ گیا۔ لڑکی نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا تھا۔ میں نے چابی کے سوراخ سے آنکھ لگا دی وہ سامنے رکھے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگی تھی۔ میرا دل دھڑکنے لگا۔ شاید میرا خیال درست تھا۔ میں نے جلدی سے کی ہول سے آنکھ ہٹا کر کان لگا دیا۔ لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ نمبر دس بول رہی ہوں۔ ہاں میں اسے یہاں لے آئی ہوں۔ وہ ڈرائنگ روم میں موجود ہے۔ بہتر، جو حکم۔ جی ہاں میکوئن کے میک اپ میں ہے۔ بہت بہتر! ٹھیک ہے میں انتظار کر رہی ہوں۔" اور پھر اس نے ریسیور رکھ دیا۔ میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر وہاں سے ہٹ گیا۔ چاہتا تو اس دوران یہاں سے فرار ہو سکتا تھا لیکن فرار ہو کر کہاں جاتا چنانچہ تن بہ تقدیر ڈرائنگ روم میں واپس آ گیا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ ابھی تک میں سب کچھ برداشت کرتا آ رہا تھا لیکن اب صورتِ حال کچھ سوچنے پر مجبور کر رہی تھی لڑکی واپس آ گئی۔

"بور تو نہیں ہوئے میکوئن؟"

"نہیں۔ چائے کہاں ہے؟"

"بس ملازم ابھی لا رہا ہے۔"

"کیا یہاں صرف ایک ملازم ہے۔؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔"

"تم یہاں تنہا رہتی ہو۔؟"

"بالکل۔" وہ ہنس دی اور میں صوفے سے ٹک گیا۔

"کافی تبدیلیاں ہو گئی ہیں تمہارے اندر میکوئن۔" اس نے کہا

"ہاں شاید۔"

"وجہ؟"

"وجہ چائے پینے کے بعد بتاؤں گا۔"

"کمال ہے۔" اس نے کہا۔ چند لمحات کے بعد چائے آ گئی۔

"ہاں۔ تو اب تم مجھے وجہ بتاؤ۔"

"بس ڈیئر وجہ تم جانتی ہو کہ میں میکوئن نہیں ہوں۔" میں نے کہا اور لڑکی کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

"کیا مطلب۔؟"

"خوب۔ اداکاری اچھی کر لیتی ہو لیکن جو کچھ میں نے کہا ہے غلط نہیں کہا تم نے ابھی فون پر میرے بارے میں یہی اطلاع دی ہے نا۔" لڑکی بری طرح خوفزدہ ہو گئی تھی۔ میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"اطمینان رکھو تمہیں میرے ہاتھوں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"کک۔ کیسی باتیں۔" وہ ہکلا کر بولی۔

"مشبو مارلو مجھ سے کیا چاہتی ہے۔ آج تک مجھ سے ٹینی وان کا پتہ پوچھا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ میں جینی پاک کے عام دوستوں میں سے ہوں اور اس کے ذاتی معاملات کی مجھے کوئی خبر نہیں ہے۔ میری خواہش ہے ڈیئر کہ تم مشبو مارلو سے میری ملاقات کرا دو اور میرے اور اس کے درمیان پیدا ہونے والی غلط فہمی دور کرا دو۔" لڑکی حیرت کے عالم میں مجھے دیکھ رہی تھی۔ اس کا چہرہ اتر گیا تھا۔ وہ گھبرائی ہوئی نگاہوں سے بار بار دروازے کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"میں کہہ چکا ہوں کہ میں تم سے صرف مدد چاہتا ہوں اور تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ تمہیں میری مدد کرنی چاہیے۔" ابھی اس نے جواب بھی نہیں دیا تھا کہ دروازے پر زور دار دستک ہوئی اور اس کے فوراً بعد دو آدمی اندر داخل ہو گئے۔ دونوں بہترین ورزشی جسموں کے مالک تھے ان میں سے ایک نے پلٹ کر دروازہ بند کیا اور لڑکی کی طرف رخ کر کے بولا۔

"سوری ڈیئر۔ تمہارے ڈرائنگ روم کی تباہی کا مجھے افسوس ہوگا لیکن مجبوری ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے لڑکی کی طرف دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"شاید تم انہی دونوں کا انتظار کر رہی تھیں۔ فون پر تمہیں انہی کے بارے میں اطلاع ملی ہوگی۔" لڑکی کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھر آئے۔ ان میں سے ایک نے ایک لمبا سا چاقو کھول لیا اور دوسرے نے انگلیوں میں کلپ پہن لیا۔ میں خاموشی سے ان دونوں کی شکلیں دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے کہا۔

"ویسے ڈیئر میری اس خواہش کو یاد رکھنا اور اگر تمہیں مشبو مارلو سے گفتگو کرنے کا موقع مل جائے تو اس سے میری اس خواہش کا اظہار ضرور کر دینا کہ میں اس کی دوستی چاہتا ہوں اور میں اس کی دوستی کے قابل ہوں۔"

"کیا مطلب۔؟" لڑکی بے اختیار بول اٹھی۔

"یہ دو گدھے۔ میرے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ جنہیں تمہاری مدد کے لیے بھیجا گیا ہے۔"

دونوں لڑاکے غصے میں بھر گئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ "تمہیں ٹینی وان کا پتہ بتانا ہوگا۔"

"ہاں ضرور۔ چلو میں تمہیں وہاں پہنچا دوں۔" میں نے کہا اور

ایک دم ان پر حملہ کر دیا۔

وہ اس پہل کی توقع نہیں رکھتے تھے۔ میں نے ان کی اس غفلت سے فائدہ اٹھایا چاقو والے کی کلائی پکڑ کر میں نے ایک خاص داؤ استعمال کیا اور اسے الٹ دیا۔ اگر دوسرا آدمی فوراً ہی مجھ پر حملہ نہ کر دیتا تو ان میں سے ایک کو تو میں نے صاف کر دیا تھا۔ دوسرے کے حملہ آور ہوتے ہی میں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور دوسرے حملہ آور کے گھونسے نے اپنے ہی ساتھی کے دانت توڑ دیئے۔ میرا پہلا شکار منہ پکڑ کر کراہنے لگا۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"قصور میرا نہیں ہے دوست۔ تمہاری یہ حالت تمہارے ساتھی نے بنائی ہے۔"

دانت ٹوٹے ہوئے شخص نے غراتے ہوئے کچھ کہنے کی کوشش کی اور پھر چاقو سیدھا کر کے مجھ پر پل پڑا۔ لیکن میں نے یہاں بھی پھرتی سے کام لیا اور ایسی پوزیشن اختیار کر لی کہ دوسرا حملہ آور میری آڑ میں جائے۔

نتیجے میں لمبا چاقو دوسرے آدمی کے بازو میں پیوست ہو گیا تھا۔

"او کتے۔ ہوش میں آ۔ وہ ہمارے ہی ہاتھوں سے ہمیں ختم کرنے پر تلا ہوا ہے۔" زخمی شخص نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو نے خود بھی تو۔" دوسرے آدمی نے کہا لیکن میں نے اسی وقت اس کی کمر پر لات جما دی تھی۔ وہ بری طرح دیوار سے جا ٹکرایا لڑکی اچھل کر ایک میز پر چڑھ گئی تھی۔

میں نہایت ہوشیاری سے انہیں مارتا رہا اور دونوں سخت زخمی ہو گئے۔ لڑکی بار بار اپنی جگہ بدل رہی تھی۔ پھر ایک بار اس نے دروازے کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تو میں نے کہا۔

"نہیں ڈیبر۔ تم باہر نہیں جاؤ گی۔ ورنہ دوسری صورت میں مجھے تمہاری بھی یہی حالت بنانی پڑے گی۔" وہ خوفزدہ ہو کر دیوار سے چپٹ گئی تھی۔

دونوں آدمیوں کے حواس جواب دے گئے۔ میں نے ان میں سے ایک کا گریبان پکڑتے ہوئے کہا۔

"اب تم بتاؤ جینی ہاک کہاں ہے۔؟"

"جہنم میں۔" اس نے جواب دیا اور بے ہوش ہو گیا۔ دوسرا پہلے ہی لمبا ہو چکا تھا۔

لڑکی کی آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ بار بار خشک ہونٹوں کو زبان سے تر کر دیتی تھی۔

"تم مر گئے۔" اس کے حلق سے بے اختیار آواز نکلی۔

"اپنی مرضی سے مر گئے ہوں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا میں نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ۔ میرے خدا۔" لڑکی جھومنے لگی۔

"نہیں ڈیبر۔ اگر تم بے ہوش ہو گئیں تو پھر مجبوراً مجھے تمہاری بھی گردن کاٹنی پڑے گی۔"

وہ چونک کر سیدھی ہو گئی تھی۔

"میں نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ مجھ سے تعاون کرو اور مجھے اپنا وعدہ پورا کرنے دو دوسری شکل میں مجھے مجبور ہونا پڑے گا۔"

"مجھ سے کیا چاہتے ہو۔" اس نے خوفزدہ انداز میں کہا۔

"پہلا مسئلہ تو یہی ہے کہ میری خواہش مشبومار تک پہنچا دو بولو یہ کام کرو گی۔"

"ہاں۔ اگر اس سے ملاقات ہوئی۔"

"یہاں ایمونیا مل جائے گا۔؟"

"ہاں۔"

"گڈ۔ تو پھر لاؤ۔" اس نے کہا۔ اور چند لمحات کے بعد میرا چہرہ میک اپ سے صاف ہو گیا تھا۔

"اب مجھے اجازت دو۔ ہاں یہاں سے دور نکلنے کے لیے مجھے کچھ کرنا پڑے گا۔"

"کیا۔؟"

"تمہیں کسی کمرے میں بند کرنا پڑے گا۔"

"یہ میرے حق میں بہتر ہو گا۔" وہ آہستہ سے بولی۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد میں نے اپنی کارروائی مکمل کر لی۔ میں لڑکی کا شکریہ ادا کر کے باہر نکل آیا۔

اس عمارت سے کافی دور آنے کے بعد میں نے اپنے آئندہ اقدام پر غور کیا۔ اب کیا کرنا چاہیے۔ جینی ہاک غائب ہو چکی تھی۔ انہیرو نے مجھے اس کے بارے میں بتایا تھا یہ سچ ہے کہ مجھے اس کی وجہ سے کافی مدد مل گئی تھی لیکن میرے خیال میں ابھی تک کام کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ ہاں ایک خیال دل کو بار بار کلک کر رہا تھا۔

مشبومار تو کون ہے۔؟ اسے جاننا چاہتا تھا دل میں یہی احساس تھا اور یہی خواہش مجھے اس کام کو تسلسل جاری رکھنے پر مجبور کر رہی تھی۔

لیکن بڑا صبر آزما کام تھا۔ ایک روز دل میں خیال آیا یہ لوگ مجھے یہاں کیوں روکتے تھے۔ کیا اس جگہ سے ان کا کوئی تعلق ہے۔ میں چاہتا تو اب یہاں سے نکلنا میرے لئے مشکل نہیں ہوتا لیکن پوری تحقیق کر کے جانا چاہتا تھا۔

بالآخر میں اس سڑک پر آ گیا جہاں سے گزر کر یہاں تک آیا تھا۔ سڑک کے دونوں طرف خوبصورت درخت لگے ہوئے تھے۔ ان کے پس منظر میں چٹانیں تھیں۔ مکانوں کی کوئی ترتیب نہیں تھی جس کا جہاں دل چاہا تھا اس نے مکان بنا لیا تھا۔ عجیب سی جگہ تھی میں نے ایک ایسے علاقے کا انتخاب کیا جہاں دور تک آبادی نہیں تھی۔ میں جانتا تھا کہ بہت جلد اعلیٰ پیمانے پر میری تلاش شروع ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد۔

بعد کے حالات میرے علم میں تھے شب بسری کے لیے ایک جگہ منتخب کر کے میں آرام سے لیٹ گیا۔ کافی فاصلے پر ایک روشنی نظر آ رہی تھی۔ میں روشنی پر نگاہ جمائے نہ جانے کیا کیا سوچتا رہا پھر اچانک میرے دل میں اس خواہش نے سر اٹھایا کہ اس روشنی کو قریب سے دیکھوں۔

عجیب سی خواہش تھی لیکن خود کو اس سے باز نہ رکھ سکا اپنی جگہ سے اٹھا اور اس طرف چل پڑا۔ کافی فاصلہ طے کرنا پڑا تھا لیکن بالآخر چٹانوں میں چھپے ہوئے۔ اس خوشنما مکان تک پہنچ ہی گیا مکان کے احاطے میں روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ احاطہ اتنا بلند نہیں تھا کہ اسے عبور کرنا مشکل ہوتا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ اور اس کے بعد پوری عمارت کا ایک چکر لگا کر اسے دیکھا۔ مجھے اندر داخل ہونے کے لیے کسی مناسب جگہ کی تلاش تھی۔ اور ایسی جگہ تلاش کرنے میں بھی کوئی دقت نہ ہوئی۔ جس کھڑکی سے میں اندر داخل ہوا تھا وہ ایک کمرے کی تھی۔

لیکن کمرہ خالی تھا۔ کمرے کا دروازہ کھول کر میں باہر نکل آیا سامنے ہی کچن تھا۔ قدم بے اختیار اس طرف اٹھ گئے۔

کچن میں مجھے کھانے کا سامان مل گیا۔ اور میں نے دل میں اپنے نادیدہ مہربان کا شکریہ ادا کر کے ضرورت کی چیزیں حاصل کر لیں جن کی سخت حاجت محسوس ہو رہی تھی۔

لیکن کھانے کے دوران کچن کے دروازے سے غافل ہو گیا تھا۔ جب اچانک وہاں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو میں پلٹا۔

دروازے میں ایک عورت کھڑی تھی۔ اور یہ عورت میرے بدن میں چیونٹیاں سی رینگنے لگیں۔ میں نے اسے پہچان لیا تھا۔ یہ ٹیٹی وان تھی۔ وہ میری اصلی شکل پہچانتی تھی اور اس وقت میں اصلی شکل میں تھا۔ لیکن وہ اتنی پرسکون کیوں ہے۔

میں نے اپنے اعصاب پر قابو رکھا۔ وہ آہستہ سے اندر آ گئی۔

"کافی پیو گے۔" اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"ضرور۔"

"اس طرف ہٹو۔" میں بناتی ہوں۔

"خوب۔ کوئی نئی اسکیم۔"

"بیکار باتیں مت کرو۔ ہٹو۔" اس نے بڑی اپنائیت سے کہا اور میں نے اسے جگہ دے دی۔ پھر میں اسے کافی بناتے دیکھتا رہا اس کی ہر جنبش پر میری نگاہ تھی۔

کافی بنا کر اس نے دو پیالیوں میں انڈیلی اور میری طرف رخ کر کے بولی۔

"آؤ۔"

"عمارت میں کتنے افراد ہیں۔"

"میں تنہا ہوں۔"

"کیسے یقین کر لوں۔"

"جس طرح جی چاہے۔" اس نے جواب دیا۔ اور میں سوچنے لگا پھر میں نے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے یہ بھی سہی۔" میں اس کے ساتھ چلتا ہوا ایک کمرے میں آ گیا۔

"سنو۔ اس وقت میں صرف ایک انسان ہوں۔ تمہیں مجھ سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آرام سے بیٹھو۔ کافی پیو۔ پلیز مجھ پر یقین کرو۔"

"بڑی دلچسپ بات ہے ٹیٹی وان۔ لوگ مجھ سے تمہارا پتہ پوچھ رہے ہیں اور تم یہاں موجود ہو۔"

"ضرور ایسا ہوا ہو گا۔"

"اس بارے میں مجھے کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔"

"وہ بات جس کے بارے میں مجھے بھی کچھ معلوم نہیں ہے میں تمہیں کیسے بتا سکتی ہوں۔"

"گڈ۔"

"تمہیں یقین نہیں اس کا یہ ایک انوکھا جال ہے۔ اور اس بار اس جال میں ہم سب پھنسے ہیں۔"

"کچھ تفصیل ڈیبر۔"

"تم جانتے ہو کہ میں مشبومار لو کی غلام ہوں۔"

"ہاں مانا تو ہے۔"

"اور شاید یہ بھی جان چکے ہو گے کہ خود جینی ہاک بھی اس کی نمائندہ ہے۔"

"کیا۔" میرا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"گویا نہیں جانتے۔ بہرحال جان لو۔"

"یہ کیسے ممکن ہے تم دونوں تو۔ تم میرا مطلب ہے۔" ٹیٹی وان آنکھیں بند کر کے ہنسنے لگی تھی۔

"ہاں ڈیبر۔ حقیقت یہی ہے۔ بڑے گہرے جال میں لے کے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اپنے دشمنوں کی حیثیت سے پھیلایا

ہوا ہے تاکہ ان کے اصل دشمن ان سے رابطہ قائم کرکے اپنا دل ان کے سامنے کھول دیں اور وہ اطمینان سے اپنے اصل دشمنوں سے آگاہ ہو جائیں۔"

"یہ سب سچ ہے؟"

"صرف سچ!"

"میرا دل نہیں مانتا۔ ممکن ہے، یہ سب تم جینی ہاک کی مخالفت میں کہہ رہی ہو۔"

"اس سے زیادہ میں اور کیا کہہ سکتی ہوں۔"

"آخر مشیو مار لو کیا ہے؟"

"ایک گروہ! ایک تنظیم۔"

"اس کا مقصد۔؟"

"ہر طرح کے جرائم۔"

"میرے ساتھ یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔؟"

"یہ تم ہی بتا سکتے ہو۔"

"کیا مطلب۔؟"

"وہ کسی کی ذات میں اتنا نہیں الجھتے۔ نہ جانے تم سے انہیں یہ خاص دلچسپی کیوں ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر تم کون ہو، اور وہ تم سے کیا چاہتے ہیں۔"

"کمال ہے ڈیر ٹیٹی وان۔ سب ہی جانتے ہیں کہ میں ایک آوارہ گرد ہوں۔ زندگی میں کوئی خاص کام نہیں کر سکا وقت گزارنے کے لیے اور مالی مشکلات حل کرنے کے لیے۔ چھوٹے موٹے جرائم کرکے گزارہ کرتا رہا ہوں۔ لیکن ان حالات سے کبھی پالا نہیں پڑا۔ میں خود بھی نہیں جانتا کہ یہ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ جینی ہاک خود ہی میری طرف متوجہ ہوئی تھی۔ تم نے بھی اس کے بارے میں کچھ تفصیلات مجھے بتائیں۔ میں اس قسم کے لوگوں میں سے نہیں ہوں جو صرف دولت کے لالچی ہوتے ہیں۔ جینی ہاک نے مجھے اپنے ساتھ رکھا۔ اور پھر مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ مجھ سے کچھ خاص توقعات قائم کر رہی ہے۔ ابھی تک اس نے مجھے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ تم سے دشمنی کا چکر بھی اسی کا ہوا تھا ورنہ تم جانتی ہو، کہ میں ذاتی طور پر تم سے کوئی نہیں رکھتا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ وہ لوگ مجھ سے یہی سوال کر رہے تھے کہ ٹیٹی وان کہاں ہے۔ ظاہر ہے مجھے تمہارے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ جینی ہاک نے تمہیں کہاں پہنچا دیا ہے۔"

"اب تو تم یہ سب کچھ جان چکے ہو، جینی ہاک بھی مشیو مار لو کے لیے کام کر رہی ہے۔ لیکن تمہارے ساتھ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ اس کا میں صحیح اندازہ نہیں لگا سکتی۔ میں جا... کہ وہ لوگ تم سے کیا چاہتے ہیں، تمہاری کوئی اور حیثیت نہیں ہے۔؟"

"مثلاً۔؟" میں نے سوال کیا۔ اور ٹیٹی وان خشک ہونٹو... پر زبان پھیرنے لگی۔

"میں نہیں جانتی، دیکھو اب تک جو کچھ بھی ہوا ہے، ا... تم یقین کر سکو تو کر لینا کہ میرا اس سے کوئی ذاتی تعلق نہیں، مجھے امید ہے کہ تم میرے بارے میں غلط نہیں سوچو گے۔ ... پتہ نہیں کیوں خود کو تھکا تھکا محسوس کر رہی ہوں، میں ب... خود بری نہیں ہوں۔ حالات کا شکار ہو کر ان جرائم پیشہ افرا... میں پھنس گئی۔ اور پھر اتنا دور نکل آئی کہ واپسی مشکل ہو گئی چ... میں نے یہ زندگی اپنا لی۔ لیکن کبھی کبھی میرے دل میں انسانی... بھی پیدا ہوتی ہے، اور میں چاہتی ہوں کہ لوگوں کے لیے کچھ کر... میرا خیال ہے اسی جذبے نے مجھے تمہاری جانب مائل کر دیا... تم یقین کرو میں نے اس سے قبل تمہارے بارے میں سوچا تک نہیں تھا۔ بس میں چاہتی ہوں کہ تمہیں براہ راست میری ذات... کوئی نقصان نہ پہنچے تو تم میرے خلاف کچھ نہ کرنا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کا خیال رکھوں گا" میں نے جواب دیا۔

"تمہارا تعلق کسی باقاعدہ گروہ سے تو نہیں ہے۔؟"

"نہیں ڈیئر میں نے تمہیں جو کچھ بھی بتایا ہے وہی حقی... ہے لیکن یہ خیال تمہارے ذہن میں کیوں آیا؟"

"بس یوں ہی۔ میں سوچ رہی تھی کہ کہیں وہ اسی و... سے تو تمہاری طرف متوجہ نہیں ہیں۔"

"اگر ان کے دل میں یہ خیال ہے بھی تو وہ میرے بارے میں تحقیقات کر سکتے ہیں" میں نے جواب دیا۔

"پھر نہ جانے وہ تم سے کیا چاہتے ہیں۔"

"میں یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں" میں نے جواب دیا۔

"کہاں جاؤ گے۔؟"

"بنکاک ہی کے کسی علاقے میں۔"

"اس میں تمہیں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی، میرا خیا... ہے، تم بنکاک چھوڑ دو۔ یہاں رہنا تمہارے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔"

"لیکن میرے ذہن میں کچھ اور ہی خیال ہے" میں نے کہ...

"کیا۔؟"

"میں خود مشیو مار لو تک پہنچنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں۔؟ اس کی وجہ۔"

"جیسا کہ میں تم سے کہہ چکا ہوں، ٹیٹی وان کہ میں ایک آوارہ ...ش آدمی ہوں۔ زندگی میں کبھی کوئی کام جم کر نہیں کیا۔ اگر مشیو مار لو ...ے گروہ میں مجھے جگہ مل جائے، تو میں اپنی زندگی کا ایک نیا دور ...شروع کر سکتا ہوں۔"

"ممکن نہیں ہے، بہت ہی مشکل ہے، وہ لوگ تمہارے ...ملاف سوچ رہے ہیں۔ اور تم۔ تم۔"

"اس کے باوجود میں اس سے ملنا چاہتا ہوں میں اس ...سے کیسے مل سکتا ہوں۔"

"اس کے لیے میں تمہیں ایک مشورہ دے سکتی ہوں، لیکن تمام خطرات تمہارے سامنے ہونے چاہئیں۔"

"کیا۔؟"

"بنکاک میں روبن سنز اسٹورز کو ذہن میں رکھنا۔ وہاں پہنچ ...کر تم مشیو مار لو سے ملاقات کر سکتے ہو، کس طرح یہ میں بھی نہیں بتا سکتی۔"

"روبن سنز اسٹور۔"

"ہاں۔ لیکن ایک بات میں بھی تمہیں بتا دوں، کہ اگر کسی سے تم نے یہ تذکرہ کیا کہ یہ نام تمہیں مجھ سے معلوم ہوا ہے۔ تو یوں سمجھ لینا میری زندگی خواہ مخواہ چلی جائے گی۔ میں اگر تمہارے لیے نقصان دہ نہ ثابت ہوں۔ تو تم بھی میری زندگی بچانے کی کوشش کرنا۔"

"اس کا وعدہ" میں نے کہا۔

"تمہارا شکریہ۔"

"اب مجھے اجازت دو" میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس وقت کہاں جاؤ گے۔"

"بس اب تمہارے مشورے کی روشنی میں آگے قدم بڑھاؤں گا۔ اور اس کے لیے مجھے چھپنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ اس سے قبل میں چھپتا پھرا ہوں، لیکن اب کیا فائدہ۔"

"ہاں۔ میں نے جو کچھ بھی کہا ہے یقین کرو بالکل درست ہے۔"

"بس تو کہیں بھی چلا جاؤں گا کوئی مشکل نہیں ہوگی۔"

"صبح کو چلے جانا رات یہاں گزار لو کہاں مارے مارے پھرتے پھرو گے۔"

"نہیں ٹیٹی وان میرا ضمیر مجھے اس کی اجازت نہیں دے گا"

"کیوں۔؟" اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"اگر کسی نے مجھے یہاں سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا۔ تو تمہارے ہی حق میں برا ہوگا، کم از کم میرے اندر اتنی شرافت موجود ہے کہ میں اپنے محسن کو کوئی تکلیف نہ دوں یقینی طور پر تمہاری یہ تو پیشکش میرے لیے آرام دہ ہے، میں یہاں سو سکتا ہوں لیکن سونے کے بعد میں نہیں کہہ سکتا کہ میری کب آنکھ کھلے، روشنی ہو جائے، روشنی کے بعد میں کسی بھی راستے سے نکلا تو دیکھ لیے جانے کے زیادہ امکانات ہوں گے۔"

"ہاں یہ سچ ہے، وہ لوگ یہی سوچیں گے کہ میں نے تمہیں حقیقت حال سے آگاہ کر دیا ہو۔"

"یقیناً ٹیٹی۔ اور میں یہ کبھی پسند نہیں کروں گا" میں نے کہا

"خدا حافظ" "کاش میں اس سے زیادہ تمہاری کچھ مدد کر سکتی۔"

"اوکے۔ خدا حافظ۔ میں مڑا اور ٹیٹی وان مجھے باہر تک چھوڑنے آئی۔ تھوڑی دیر تک میں چلتا رہا۔ پھر میں نے ایک جگہ آرام کرنے کا فیصلہ کر لیا، میں کافی فاصلے پر پہنچنے کے بعد ایک چٹان کی آڑ میں رات گزارنے کے لیے لیٹ گیا تھا۔ صبح کو اس وقت میری آنکھ کھلی جب کچھ لوگوں نے جھنجوڑ کر مجھے جگایا تھا۔ چار پانچ افراد تھے۔ اور کینہ توز نگاہوں سے مجھے گھور رہے تھے۔ میں آنکھیں ملتا ہوا اٹھ گیا۔

"کون ہو تم۔؟" ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"تمہیں کیا نظر آتا ہے" میں نے جواباً کہا۔

"یہاں کیوں سو رہے تھے۔؟"

"بس یہ جگہ مجھے پسند آ گئی" میں مسکرا کر بولا۔

"اٹھو۔ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا اور میرا بازو پکڑ کر مجھے اٹھا دیا۔ میں کسی قسم کی جدوجہد کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ مجھے کسی طرح مشیو مار لو تک پہنچنے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاں۔ اب مجھے کیا کرنا ہے۔"

"آگے بڑھو۔" وہ بولا اور میں بڑے صبر و سکون کے ساتھ چل پڑا۔

"کہاں چلنا ہے۔؟"

"تمہیں اس سے غرض نہیں ہونا چاہیئے۔"

"ٹھیک۔ واقعی مجھے اس سے غرض نہیں ہونی چاہیئے۔" میں نے کہا اور ان کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ کافی فاصلے پر پہنچنے کے بعد وہ لوگ مجھے لیے ہوئے ایک عمارت میں داخل ہو گئے عمارت بہت شاندار تھی۔ میں ان کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا۔ جس کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ کسی شاندار عمارت کا ڈرائنگ روم جس قدر عمدہ ہو سکتا تھا۔ اتنا ہی عمدہ یہ ڈرائنگ

روم تھا۔ انتہائی نفیس فرنیچر سے آراستہ میرا لباس بے حد خراب ہو چکا تھا لیکن میں اطمینان سے قیمتی صوفے پر بیٹھ گیا، ظاہر ہے یہ لوگ مجھے یہاں لائے تھے، تو کسی نہ کسی سے تو ملاقات ہونی تھی۔ ڈرائنگ روم میں ایک اور دروازہ بھی تھا جس پر موتیوں کی لڑیوں سے مرصع پردہ لٹک رہا تھا میں نے صوفے کی پشت سے گردن ٹکا دی، تھوڑی دیر بعد اندرونی پردہ اٹھا کر کوئی اندر داخل ہوا اور میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا اس کے بعد میرا چونکنا ضروری تھا کیونکہ میرے سامنے جینی ہاک موجود تھی۔ مجھے حیرت ضرور ہوئی اس کو دیکھ کر لیکن چونکہ اس کے بارے میں ٹینی وان نے کچھ انکشافات کیے تھے، اس لیے میرے ذہن کو شدید جھٹکا نہیں لگا، تاہم ٹینی وان کو محفوظ رکھنے کے لیے مجھے مصنوعی حیرت کا مظاہرہ کرنا تھا میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جینی ہاک کے ہونٹوں پر سبک سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ وہ آگے بڑھ کر میرے قریب آ گئی۔

"ہیلو۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم۔" یہاں میں نے حیرت کا مظاہرہ کیا، لیکن وہ جواب دیئے بغیر صوفے پر میرے قریب بیٹھ گئی۔

"ہاں۔ میں یہاں موجود ہوں" چند لمحوں کے سکوت کے بعد اس نے کہا۔

"لیکن۔ لیکن۔ اس علاقے میں، اور میرا مطلب ہے، تم تم سمجھتی ہو۔؟"

"ہاں۔ مجھے سب کچھ معلوم ہے اور میں یہاں غیر مطمئن نہیں ہوں۔ اطمینان سے بیٹھو۔ یوں سمجھو کہ تمہاری پریشانی کے دن ختم ہو گئے، میں تم پر ناز کرتی ہوں، ساری زندگی تم جیسے ہی کسی بہادر کی تلاش میں سرگرداں رہی اور تم مجھے بہت دیر سے ملے کاش تم مجھے پہلے مل جاتے۔"

"جینی تم جانتی نہیں میں کیسی کیسی ذہنی اذیتوں سے گزرا ہوں، اور میں نے تمہارے لیے۔"

"سب جانتی ہوں، ڈیئر یہ بھی جانتی ہوں کہ اتنی تکلیف سے گزرنے کے باوجود میرے خلاف کوئی بات کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے، مجھے سب معلوم ہے۔"

"تو تم۔"

"ہاں۔ میں سب کچھ جانتی ہوں، ذرا حلیہ ٹھیک کر لو اس کے بعد ناشتے کی میز پر بیٹھ کر باتیں کریں گے آؤ۔" یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ میں نے اس کی تقلید کی تھی۔ مجھے لیے ہوئے وہ اندرونی کمرے میں داخل ہو گئی۔ اور پھر ایک راہداری طے کر کے دوسرے کمرے میں چلی آئی۔ جہاں باتھ روم موجود تھا۔

"غسل کر لو۔" اس نے کہا، میں اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں رکھتا تھا کہ اس کی ہدایت پر عمل کرتا رہوں۔ باتھ روم میں میرے لیے ایک نہایت عمدہ قسم کا گون پہنچا دیا تھا اور میں غسل کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں باہر نکلا تو جینی ہاک کمرے میں موجود تھی، وہ مجھے دیکھ کر مسکرا کر بولی۔

"چلو ناشتہ تیار ہے"، ہم دونوں ناشتے کے کمرے میں آ گئے ایک شاندار میز سجی ہوئی تھی۔ جس پر میرے اور جینی ہاک کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔"

"ہاں۔ اب تم جو چاہو، پوچھ سکتے ہو۔ میں تمہارے سوالات کے جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔"

"تمہاری یہاں موجودگی کیا معنی رکھتی ہے، اپنے دشمنوں کے چنگل سے تم کیسے نکل آئیں۔"

"اگر میں یہ کہوں کہ ڈیئر اب تک میں نے تم سے جھوٹ بولا ہے، اور تمہیں غلط فہمیوں میں رکھا ہے تو کیا تم مجھ سے ناراض ہو جاؤ گے۔"

"جھوٹ بولا ہے۔ آخر کیوں۔؟"

"مشیو مار لو کے لیے۔" اس نے جواب دیا۔

"مشیو مار لو کے لیے، مگر تم تو۔ تم۔ تو اس سے خوفزدہ تھیں۔ تم تو میرا مطلب ہے، تم تو اس کے مخالفوں میں سے تھیں۔"

"نہیں۔ یوں سمجھ لو کہ ایسا نہیں ہے، ہاں۔ یوں سمجھ لو کہ یہ بالکل غلط ہے، میں مشیو مار لو ہی کی ساتھی ہوں، اور وہ لڑکی ٹینی وان جس نے تمہیں میرے خلاف اکسایا اور تمہیں ایک باقاعدہ سچویشن سے دوچار کر دیا۔ وہ بھی مشیو مار لو ہی کی رکن ہے صرف تمہیں جانچنے کے لیے تمہارے بارے میں اندازہ کرنے کے لئے وہ ہمارے لیے ہی کام کرتی ہے۔ تم اسے پانچویں درجے کی رکن سمجھ لو، ہم نے بنکاک، ہانگ کانگ، سنگاپور اور ان اطراف کے علاقوں میں ایسے جال پھیلا رکھے ہیں کہ لوگ ہمیں ایک دوسرے کا دشمن سمجھتے رہیں اور ہمارے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ہم ہی میں آ پھنسیں۔ اس طرح ہم اپنے دشمنوں سے واقف ہو جاتے ہیں۔ بس۔ یوں سمجھ لو کہ ابھی تک تم امتحان کی منزل میں تھے۔"

"خدا کی پناہ۔ یہ امتحان تھا۔" میں نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ہاں ڈیئر۔ اس کے لیے میں تم سے معذرت خواہ ہوں۔"

"تو پھر اب میرے بارے میں تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔"

"مشیو مار لو گینگ میں تمہیں ایک عمدہ عہدے کی پیشکش کی جا سکتی ہے، میرا خیال ہے، مشیو مار لو تمہاری رکنیت قبول کر لیں گے۔"

"ٹھیک ہے میں خود بھی مشیو مار لو کے ساتھ کام کرنا چاہتا ...وں۔"

"مگر ایک خلش ہے میرے دل میں۔" وہ بولی۔

"کیا۔؟"

"بس یہی کہ تم نے مجھے اپنے ماضی کے بارے میں کچھ نہیں ...ایا مشیو مار لو سے ذکر کرتے ہوئے۔ مجھے اس بات پر خاموشی ...ختیار کرنی پڑی ہے۔ کہ تمہارا ماضی کیا ہے۔"

"میں اپنے ماضی کے بارے میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ...وں کہ اس سے زیادہ میری حیثیت نہیں ہے۔ یہ تم پر منحصر ہے کہ تم کس طرح میرے بارے میں معلومات حاصل کر سکتی ہو۔"

"بہر طور میں تمہیں مشیو مار لو کے سامنے پیش کر دوں ...۔ تمہارے بارے میں وہی فیصلہ کر سکتی ہے۔" جینی ہاک نے مجھے بتایا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ یہ ...ب کچھ بھی میرے لیے غیر متوقع تھا۔ لیکن اب تک کے حالات ...کچھ ایسے ہی تھے میرا مقصد پورا ہو سکتا تھا۔ اس طرح کہ ...یں مشیو مار لو سے ملاقات کر لوں۔ اگر وہ میرے خیال کے ...طابق نہ نکلی تو آگے میرے راستے کھلے ہوئے ہیں۔ اور مجھے ...وکنے والا بھلا کون ہے۔ جینی ہاک نے مجھے ایک آرام دہ کمرے ...یں آرام کرنے کی ہدایت کی اور اس کے بعد وہاں سے چلی گئی ...شام کو سات بجے کے قریب میں جاگا۔ گھڑی دیکھ کر حیران ہوا ...اٹھ کر باتھ روم چلا گیا۔ باتھ روم سے باہر آیا تو ایک جانی پہچانی ...شکل میرے سامنے تھی۔ یہ وہی لڑکی تھی۔ جس نے مجھے پہلی بار ...جینی ہاک کا پیغام پہنچایا تھا۔

"ہیلو" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہچان لیا مجھے" وہ بھی مسکرا دی۔

"ہاں یقیناً۔"

"شکریہ۔ بہر طور میں اس بات پر خوش ہوں کہ آپ نے میڈم جینی ہاک کے ساتھیوں میں آنا قبول کر لیا۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تم میڈم ہاک کی خاصی وفادار ملازمہ ہو۔"

"کیوں نہیں۔" میرے لیے اور کوئی خدمت اس نے کہا اور پھر تیزی سے ایک طرف مڑ گئی۔ اس کے اس انوکھے رویے کو میں نہیں سمجھ سکا تھا۔ بہر طور میں نے اسے نظر انداز کر دیا یہاں مجھے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ میرا پوری طرح خیال رکھا جاتا تھا بہر طور میں اب اس بات کا منتظر تھا کہ مجھے کب مشیو مار لو کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس کام میں دیر نہ ہوئی جینی ہاک نے مجھے بتایا کہ آج شام مشیو مار لو مجھ سے ملاقات کرے گی میں بڑی بے چینی سے شام ہونے کا انتظار کرنے لگا تقریباً سات بجے جینی ہاک میرے پاس پہنچی اور خاموشی سے مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے ایک کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ میرا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔ آج اس بات کا فیصلہ ہونے جا رہا تھا کہ جس کام کے لیے میں اب تک بنکاک میں داخل ہو کر وقت ضائع کرتا رہا ہوں، اس کی حیثیت کیا ہے، تھوڑی دیر کے بعد جینی ہاک مجھے لیے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہو گئی، کمرہ ہر قسم کے فرنیچر سے بے نیاز تھا۔ سامنے کی دیوار میں ایک بڑا سا اسکرین لگا ہوا تھا اس کے علاوہ یہاں اور کچھ نہیں تھا۔ میں نے متحیرانہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا اور پھر سوالیہ نگاہوں سے جینی ہاک کی طرف، جینی ہاک نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا، ایک لمحے کے لئے میرا دل ڈوبنے لگا، کیا اس اسکرین پر میری مشیو مار لو سے ملاقات ہوگی۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دفعتاً اسکرین پر روشنیاں تڑپنے لگیں اور پھر ایک سیاہ سا دھبہ اس پر نمودار ہوا جو آہستہ آہستہ پیشِ نظر میں آتا چلا گیا اور پھر پورا اسکرین تاریکی میں ڈوب گیا۔ صرف دو سفید نقطے جیسی چیز نظر آ رہی تھی جو غالباً اس نقاب میں چھپی ہوئی آنکھیں تھیں، اور پھر ایک بھاری آواز کمرے میں ابھری جس کے بارے میں یہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا کہ آواز مردانہ ہے یا زنانہ۔

"ہیلو" سامنے آؤ، جینی ہاک نے مجھے اشارہ کیا اور میں اسکرین کے سامنے پہنچ گیا۔ خاموشی سے مجھے دیکھا جاتا رہا اور پھر وہی بھرائی ہوئی آواز ابھری۔

"تم کہاں سے تعلق رکھتے ہو۔"

"ایشیائی باشندہ ہوں۔"

"ایشیا بہت وسیع ہے۔ کون سے خطے سے تمہارا تعلق ہے۔"

"ہندوستان سے۔"

"وہاں کیا کرتے رہے ہو۔؟"

"وہاں نہیں دنیا کے مختلف گوشوں میں گھومتا رہا ہوں۔ جیسا کہ میڈم ہاک کو بتایا۔"

"ہمارے لیے کام کرو گے۔؟"

"ہاں۔ کیوں نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ تم سے تمہارے بارے میں مزید کچھ نہیں پوچھا جائے گا، ہمیں تم پر اعتماد ہے جینی اسے اپنے ساتھیوں میں شامل کر لو۔"

"جیسا حکم جناب۔" جینی ہاک نے جواب دیا اور اس کے بعد

اچانک سیاہ چہرہ اسکرین سے غائب ہوگیا۔ مجھے اس انتہائی مختصر ملاقات پر شدید حیرت ہوئی تھی۔ جینی ہاک بھی متحیر نظر آرہی تھی۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تو وہ پھیکے سے انداز میں مسکرا دی۔ میں گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا میرے ذہن میں کچھ عجیب سے خیالات جنم لے رہے تھے۔

ایک بار جینی سے نگاہ ملی تو اس نے نظریں جھکا لیں۔

"جینی۔"

"ہوں۔"

"کیا سوچ رہی ہو۔؟"

"کچھ بھی نہیں۔"

"غلط۔"

"کیا مطلب۔؟"

"تمہارے دل کی گہرائیوں میں کوئی بات ہے۔"

"کیا بات ہوسکتی ہے۔"

"اس کا جواب تمہارے پاس ہے۔"

"کوئی بات ہی نہیں تو پھر سوال وجواب کیا معنی رکھتا ہے۔" جینی نے کہا۔

"میں نہیں مانتا۔"

"نہ جانے تم کیا سوچنے لگے۔"

"وہی جو تم سوچ رہی ہو۔"

"میں میں تو کچھ بھی نہیں سوچ رہی۔"

"یہ مشیبو مارلو تھی نہ۔؟"

"ہاں۔"

"ایسی ملاقات کی توقع نہیں تھی مجھے۔"

"تمہارا کیا خیال تھا۔"

"تم نے بھی اس کا اشارہ کیا تھا۔"

"میں نے تمہیں ایک بات اور بھی بتائی تھی۔"

"کیا۔؟"

"یہی کہ مشیبو مارلو کے قریبی حلقے بھی اس سے پوری طرح واقفیت کا دعویٰ نہیں کرسکتے۔ میں تو صرف ایک بات سوچ رہی تھی۔"

"کیا۔؟"

"یہی کہ تم اب ہمارے ساتھیوں میں شامل ہوگئے میں تمہیں اس کے لیے مبارک باد پیش کرتی ہوں۔"

"شکریہ جینی۔ لیکن تمہارا کیا خیال ہے مشیبو مارلو سے یہ ملاقات انوکھی نہیں ہے۔" جینی کے انداز میں ہلکی سی ہچکچاہٹ نظر آئی اور پھر اس نے کہا۔

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔" میں گہری نگاہوں سے جینی کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"تمہیں خود اس بات کا احساس ہے جینی کہ ایسی بات ہے مشیبو مارلو کیا صرف اس قدر مختصر ملاقات کے لیے مجھ سے رابطہ چاہتی تھی۔" میں نے کہا اور جینی ہاک کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات پیدا ہوگئے۔ پھر وہ کہنے لگی۔

"یہ پراسرار شخصیت ہم سب کے لیے ناقابل فہم ہے پتہ نہیں کیوں۔ پتہ نہیں کیوں۔"

"گویا کوئی خاص بات ہے ہی۔؟"

"پلیز۔ تم مجھ سے یہ تمام سوالات نہ کرو ویسے میرے خیال میں کوئی خاص بات نہیں ہے اس نے تمہیں اپنے ساتھیوں میں خوش آمدید کہہ دیا ہے۔ اس کا مقصد ہے کہ سب ٹھیک ہے اب تم حالات کا انتظار کرو۔ میرا خیال ہے یہ سب ہماری غلط فہمی پر مشتمل ہے۔ مشیبو مارلو نے ممکن ہے اس سے زیادہ گفتگو کرنا ضروری نہ سمجھا ہو۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ بہر طور میں اپنے طور پر مخلص ہوں کس لیے مجھے کسی بات کا کیا تردد ہوسکتا ہے۔"

"ہاں۔ بالکل مطمئن رہو اور پھر میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہیں ہر بات سے آگاہ رکھنے کے لئے۔" جینی نے جواب دیا اور میں نے لاپرواہی سے دونوں شانے ہلا دیئے۔

اس کے بعد جینی سے میری کوئی خاص گفتگو نہیں ہوئی باقی وقت سکون سے گزرا۔ دوسرے دن صبح میں نے جینی کے ساتھ ہی ناشتہ کیا۔ ابھی ہم ناشتے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جینی نے ریسیور اٹھالیا اس نے ہیلو کہا اور پھر مودب ہوگئی۔ دوسری طرف سے اسے کسی خاص شخصیت کی طرف سے فون موصول ہوا تھا جینی دیر تک گفتگو کرتی رہی۔ میں نے اس کے چہرے پر پھیکا پن دیکھا۔ اس نے جواب میں کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے مجھے اس گفتگو کے بارے میں کوئی تفصیل۔ چل سکتی اس کے بعد اس نے بہت بہتر کہہ کر ٹیلی فون بند کر دیا۔ ٹیلی فون رکھنے کے بعد وہ میری طرف دیکھنے لگی اور پھر پھیکے سے انداز میں مسکرادی۔

"کیوں جینی۔ کوئی خاص بات۔؟"

"نہیں کوئی خاص بات نہیں۔ بس مجھے کچھ دن کے لیے تم سے علیحدہ ہونا پڑے گا۔"

"مطلب۔؟"

"کسی خاص کام سے مجھے ہنکاک سے باہر بھیجا جا رہا ہے۔"

"اوہ! واپسی کب تک ہوگی۔؟"

"زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔ لیکن پھر بھی صحیح وقت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔"

"گڈ۔ اس دوران میرا کیا ہوگا جینی۔"

"ارے۔ اب بھلا تمہیں ان تمام باتوں کی کیا ضرورت ہے آرام سے یہاں قیام کرو۔ اب تم باقاعدہ ہمارے ساتھی ہو اور تمہیں براہ راست بھی ہدایات ملتی رہیں گی۔" جینی ہاک اسی دوپہر کھانے سے پہلے چلی گئی۔ میں آرام سے اپنی اسی عمارت میں مقیم تھا۔ مشیبو مارلو کی طرف سے کسی دوسرے اقدام کا انتظار تھا ویسے یہ بات دل میں مسلسل خلش پیدا کر رہی تھی تقریباً گیارہ بجے تھے میں زندگی کی تمام ضروریات سے فارغ ہوکر سونے کے لیے لیٹ گیا۔ نیند نہیں آرہی تھی۔ دفعتاً مجھے اپنے بیڈ روم کی عقبی کھڑکی پر ہلکی سی دستک سنائی دی۔ کوئی انگلی سے کھڑکی کا شیشہ بجا رہا تھا۔ میں چونک پڑا یہ کون ہوسکتا ہے میں نے بستر چھوڑ دیا۔ اور روشنی جلا کر اس کھڑکی کے پاس پہنچ گیا جس میں سلاخیں نہیں تھیں میں نے کھڑکی کی چٹخنی کھول دی باہر تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور اس تاریکی میں ایک سایہ نظر آرہا تھا۔

"میں ٹیٹی وان ہوں۔" ایک نسوانی آواز سنائی دی اور میں چونک پڑا۔

"براہ کرم لائٹ بند کردو۔ پلیز جلدی۔" ٹیٹی نے کہا اور میں نے تیزی سے پلٹ کر روشنی گل کر دی۔ ٹیٹی کھڑکی پر چڑھ کر اندر آگئی تھی۔

"اگر مناسب سمجھو تو یہ ہلکی روشنی بھی بجھا دو اور ذرا بھی تیز آواز میں مت بولو۔ ممکن ہے کوئی ہماری گفتگو سن لے۔" میں نے اس کی اس ہدایت پر بھی عمل کیا۔ ٹیٹی کی اس طرح آمد میرے لیے بڑی سنسنی خیز تھی۔ اس نے اندر داخل ہوکر خود ہی کھڑکی بند کر دی اور پھر میرا ہاتھ پکڑ کر صوفے کی جانب بڑھ گئی۔

"مجھے یقین ہے کہ تم میری نیت پر شک نہیں کرو گے میں اس وقت اپنی زندگی کا خطرہ مول لے کر تم تک پہنچی ہوں۔"

"خیریت۔ ٹیٹی کیا بات ہے۔"

"دیکھو ڈیئر۔ بعض اوقات انسان آنکھیں بند کر کے ایک دوسرے پر اعتماد کر لیتا ہے۔ خواہ اس کے نتائج کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ تم بھی میری بات پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کرو میں دل سے تمہاری دوست ہوں اور میں نے تمہارے لیے جان کی بازی لگا دی ہے۔"

"یقیناً کوئی خاص بات ہے ٹیٹی۔" میں نے کہا۔

"ہاں مجھے اپنے بارے میں سب کچھ سچ سچ بتا دو یا پھر یوں کرو کہ جو سوالات میں کروں ان کے مجھے جواب دو۔

"پلو پوچھو۔"

"کیا تمہارا نام راجہ نواز اصغر ہے۔؟" اس نے کہا اور ایک لمحے کے لیے میرے بدن میں سنسنی پھیل گئی۔ مجھے اپنی کھوپڑی ہوا میں اڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اپنے آپ پر قابو پانے میں میں نے دیر نہ لگائی اور خود کو سنبھال کر کہا۔

"راجہ نواز اصغر۔ میں سمجھا نہیں ٹیٹی وان۔"

"سنو ڈیئر اگر تم واقعی راجہ نواز اصغر ہو تو کم از کم مجھے اپنے بارے میں بتا دو۔ میں شدید ذہنی بحران کا شکار ہوں اور اگر تم راجہ نواز اصغر نہیں ہو تو پھر کسی قسم کے تردد کی ضرورت نہیں ہے۔"

"مگر راجہ نواز اصغر کون ہے اور تم اس کے بارے میں کیا جانتی ہو۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ یقین کرو میں کچھ نہیں جانتی لیکن بلندیوں پر تمہیں راجہ نواز اصغر سمجھا جا رہا ہے اور اگر تم راجہ نواز اصغر ہو تو پھر تو پھر۔"

"فرض کرو اگر میں راجہ نواز اصغر ہوں تو۔"

"فرض نہیں کروں گی۔ تم مجھے ٹھوس لہجے میں جواب دو۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹیٹی وان اگر یہ بات ہے تو پھر مجھے یہ کہنے میں کوئی دقت نہیں ہو رہی کہ میں راجہ نواز اصغر ہوں۔"

"ترلوکا نامی کسی شخص کو جانتے ہو۔" ٹیٹی وان نے دوسرا وار کیا لیکن میں اب ہر قسم کے وار کے لیے تیار تھا۔

"ہاں جانتا ہوں۔"

"وہ امریکہ میں مقیم تھا۔ کیا تم بھی امریکہ میں رہے ہو۔؟"

"ٹیٹی وان میں نے تم سے اعتراف کر لیا ہے کہ میں راجہ نواز اصغر ہوں۔" میں نے یہ بھی کہا ہے کہ میں ترلوکا کو جانتا ہوں۔ اس کے بعد تو کم از کم تمہیں اس سلسلے میں تفصیلات بتا دینی چاہئیں۔"

"ضرور۔ میں ضرور بتاؤں گی۔ جینی ہاک نے تمہیں مشیبو مارلو کے ساتھ شامل کرنے کے لیے شدید کوششیں کی ہیں۔ میں جیسا کہ تمہیں بتا چکی ہوں کہ وہ حسن پرست عورت ہے اور تم سے بہت متاثر ہوگئی ہے۔ اس کی کوششوں نے مشیبو مارلو کو تمہاری جانب متوجہ کر دیا ہے اور شاید کچھ وقت پہلے تم مشیبو مارلو

روم تھا۔ انتہائی نفیس فرنیچر سے آراستہ میرا لباس بے حد خراب ہوچکا تھا۔ لیکن میں اطمینان سے قیمتی صوفے پر بیٹھ گیا۔ ظاہر ہے یہ لوگ مجھے یہاں لائے تھے، تو کسی نہ کسی سے تو ملاقات ہونی تھی۔ ڈرائینگ روم میں ایک اور دروازہ بھی تھا جس پر موتیوں کی لڑیوں سے مرصع پردہ لٹک رہا تھا۔ میں نے صوفے کی پشت سے گردن ٹکا دی، تھوڑی دیر بعد اندرونی پردہ اٹھا کر کوئی اندر داخل ہوا اور میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا اس کے بعد میرا چونکنا ضروری تھا کیونکہ میرے سامنے جینی ہاک موجود تھی۔ مجھے حیرت ضرور ہوئی اس کو دیکھ کر لیکن چونکہ اس کے بارے میں ٹیٹی وان نے کچھ انکشافات کیے تھے، اس لیے میرے ذہن کو شدید جھٹکا نہیں لگا، تاہم ٹیٹی وان کو محفوظ رکھنے کے لیے مجھے مصنوعی حیرت کا مظاہرہ کرنا تھا۔ میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جینی ہاک کے ہونٹوں پر سبک سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ وہ آگے بڑھ کر میرے قریب آ گئی۔

"ہیلو۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم" یہاں میں نے حیرت کا مظاہرہ کیا، لیکن وہ جواب دیئے بغیر صوفے پر میرے قریب بیٹھ گئی۔

"ہاں۔ میں یہاں موجود ہوں" چند لمحوں کے سکوت کے بعد اس نے کہا۔

"لیکن۔ لیکن۔ اس علاقے میں" اور میرا مطلب ہے، تم تم سمجھتی ہو۔"

"ہاں۔ مجھے سب کچھ معلوم ہے" اور میں یہاں غیر مطمئن نہیں ہوں۔ اطمینان سے بیٹھو۔ یوں سمجھو کہ تمہاری پریشانی کے دن ختم ہو گئے، میں تم پر ناز کرتی ہوں، ساری زندگی تم جیسے ہی کسی بہادر کی تلاش میں سرگرداں رہی اور تم مجھے بہت دیر سے ملے کاش تم مجھے پہلے مل جاتے۔"

"جینی تم جانتی نہیں میں کیسی کیسی ذہنی اذیتوں سے گزرا ہوں اور میں نے تمہارے لیے۔"

"سب جانتی ہوں ڈیئر یہ بھی جانتی ہوں کہ اتنی تکلیف سے گزرنے کے باوجود میرے خلاف کوئی بات کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے، مجھے سب معلوم ہے۔"

"تو تم۔"

"ہاں۔ میں سب کچھ جانتی ہوں، ذرا حلیہ ٹھیک کر لو اس کے بعد ناشتے کی میز پر بیٹھ کر باتیں کریں گے آؤ" یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ میں نے اس کی تقلید کی تھی۔ مجھے لیے ہوئے وہ اندرونی کمرے میں داخل ہو گئی۔ اور پھر ایک راہداری طے کر کے دوسرے کمرے میں چلی آئی۔ جہاں باتھ روم موجود تھا۔

"غسل کر لو" اس نے کہا، میں اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں رکھتا تھا کہ اس کی ہدایت پر عمل کرتا رہوں۔ باتھ روم میں میرے لیے ایک نہایت عمدہ قسم کا گون پہنچا دیا تھا اور میں غسل کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں باہر نکلا تو جینی ہاک کمرے میں موجود تھی، وہ مجھے دیکھ کر مسکرا کر بولی۔

"چلو ناشتہ تیار ہے" ہم دونوں ناشتے کے کمرے میں آ گئے ایک شاندار میز سجی ہوئی تھی۔ جس پر میرے اور جینی ہاک کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔"

"ہاں۔ اب تم جو چاہو، پوچھ سکتے ہو۔ میں تمہارے سوالات کے جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔"

" تمہاری یہاں موجودگی کیا معنی رکھتی ہے، اپنے دشمنوں کے چنگل سے تم کیسے نکل آئیں۔"

"اگر میں یہ کہوں کہ ڈیئر اب تک میں نے تم سے جھوٹ بولا ہے اور تمہیں غلط فہمیوں میں رکھا ہے تو کیا تم مجھ سے ناراض ہو جاؤ گے۔"

"جھوٹ بولا ہے۔ آخر کیوں۔"

"مشیو مار۔ لو کے لیے" اس نے جواب دیا۔

"مشیو مار۔ لو کے لیے، مگر تم تو۔ تم۔ تو اس سے خوفزدہ تھیں۔ تم تو میرا مطلب ہے، تم تو اس کے مخالفوں میں سے تھیں۔"

"نہیں۔ یوں سمجھ لو کہ ایسا نہیں ہے، ہاں۔ یوں سمجھ لو کہ یہ بالکل غلط ہے، میں مشیو مار۔ لو ہی کی ساتھی ہوں، اور وہ لڑکی ٹیٹی وان جس نے تمہیں میرے خلاف اکسایا اور تمہیں ایک باقاعدہ سچویشن سے دوچار کر دیا۔ وہ بھی مشیو مار۔ لو ہی کی رکن ہے صرف تمہیں جانچنے کے لیے تمہارے بارے میں اندازہ کرنے کے لیے وہ ہمارے لیے ہی کام کرتی ہے۔ تم اسے پانچویں درجے کی رکن سمجھ لو۔ ہم نے بنکاک، ہانگ کانگ، سنگاپور اور ان اطراف کے علاقوں میں ایسے جال پھیلا رکھے ہیں کہ لوگ ہمیں ایک دوسرے کا دشمن سمجھتے رہیں اور ہمارے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ہم ہی میں آ پھنسیں۔ اس طرح ہم اپنے دشمنوں سے واقف ہو جاتے ہیں۔ بس۔ یوں سمجھ لو کہ ابھی تک تم امتحان کی منزل میں تھے۔"

"خدا کی پناہ۔ یہ امتحان تھا" میں نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ہاں ڈیئر۔ اس کے لیے میں تم سے معذرت خواہ ہوں۔"

"تو پھر اب میرے بارے میں تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔"

"مشیو مار۔ لو گینگ میں تمہیں ایک عمدہ عہدے کی پیشکش کی جا سکتی ہے، میرا خیال ہے، مشیو مار۔ لو تمہاری رکنیت قبول کر لیں گے۔"

"ٹھیک ہے میں خود بھی مشیو مار۔ لو کے ساتھ کام کرنا چاہتا ہوں۔"

"مگر ایک خلش ہے میرے دل میں" وہ بولی۔

"کیا۔"

"بس یہی کہ تم نے مجھے اپنے ماضی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ مشیو مار۔ لو سے ذکر کرتے ہوئے۔ مجھے اس بات پر خاموشی اختیار کرنی پڑی ہے۔ کہ تمہارا ماضی کیا ہے۔"

"میں اپنے ماضی کے بارے میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ اس سے زیادہ میری حیثیت نہیں ہے۔ یہ تم پر منحصر ہے کہ تم کس طرح میرے بارے میں معلومات حاصل کر سکتی ہو۔"

"بہرطور میں تمہیں مشیو مار۔ لو کے سامنے پیش کر دوں گی۔ تمہارے بارے میں وہی فیصلہ کر سکتی ہے۔" جینی ہاک نے مجھے بتایا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں" میں نے جواب دیا۔ یہ سب کچھ بھی میرے لیے غیر متوقع تھا۔ لیکن اب تک کے حالات کچھ ایسے ہی تھے میرا مقصد پورا ہو سکتا تھا۔ اس طرح کہ میں مشیو مار۔ لو سے ملاقات کر لوں۔ اگر وہ میرے خیال کے مطابق نہ نکلی تو آگے میرے راستے کھلے ہوئے ہیں۔ اور مجھے روکنے والا بھلا کون ہے۔ جینی ہاک نے مجھے ایک آرام دہ کمرے میں آرام کرنے کی ہدایت کی اور اس کے بعد وہاں سے چلی گئی شام کو سات بجے کے قریب میں جاگا گھڑی دیکھ کر حیران ہوا اٹھ کر باتھ روم چلا گیا۔ باتھ روم سے باہر آیا تو ایک جانی پہچانی شکل میرے سامنے تھی۔ یہ وہی لڑکی تھی۔ جس نے مجھے پہلی بار جینی ہاک کا پیغام پہنچایا تھا۔

"ہیلو" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہچان لیا مجھے" وہ بھی مسکرا دی۔

"ہاں۔ یقیناً"

"شکریہ۔ بہرطور میں اس بات پر خوش ہوں کہ آپ نے میڈم جینی ہاک کے ساتھیوں میں آنا قبول کر لیا۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تم میڈم ہاک کی خاصی وفادار ملازمہ ہو"

"کیوں نہیں" میرے لیے اور کوئی خدمت اس نے کہا اور پھر تیزی سے ایک طرف مڑ گئی۔ اس کے اس انوکھے رویے کو میں نہیں سمجھ سکا تھا۔ بہرطور میں نے اسے نظرانداز کر دیا۔ یہاں مجھے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ میرا پوری طرح خیال رکھا جاتا تھا۔ بہرطور میں اب اس بات کا منتظر تھا کہ مجھے کب مشیو مار۔ لو کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس کام میں دیر نہ ہوئی جینی ہاک نے مجھے بتایا کہ آج شام مشیو مار۔ لو مجھ سے ملاقات کرے گی میں بڑی بے چینی سے شام ہونے کا انتظار کرنے لگا تقریباً سات بجے جینی ہاک میرے پاس پہنچی اور خاموشی سے مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے ایک کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ میرا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔ آج اس بات کا فیصلہ ہونے جا رہا تھا کہ جس کام کے لیے میں اب تک بنکاک میں داخل ہو کر وقت ضائع کرتا رہا ہوں، اس کی حیثیت کیا ہے، تھوڑی دیر کے بعد جینی ہاک مجھے لیے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہو گئی، کمرہ ہر قسم کے فرنیچر سے بے نیاز تھا۔ سامنے کی دیوار میں ایک بڑا سا اسکرین لگا ہوا تھا اس کے علاوہ یہاں اور کچھ نہیں تھا۔ میں نے متحیرانہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا اور پھر سوالیہ نگاہوں سے جینی ہاک کی طرف، جینی ہاک نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا، ایک لمحے کے لیے میرا دل ڈوبنے لگا، کیا اس اسکرین پر میری مشیو مار۔ لو سے ملاقات ہو گی۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دفعتاً اسکرین پر روشنیاں تڑپنے لگیں اور پھر ایک سیاہ سا دھبہ اس پر نمودار ہوا جو آہستہ آہستہ پیشِ نظر میں آتا چلا گیا اور پھر پورا اسکرین تاریکی میں ڈوب گیا۔ صرف دو سفید نقطے جیسی چیز نظر آ رہی تھی جو غالباً اس نقاب میں چھپی ہوئی آنکھیں تھیں، اور پھر ایک بھاری آواز کمرے میں ابھری جس کے بارے میں یہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا کہ آواز مردانہ ہے یا زنانہ۔

"ہیلو" سامنے آؤ، جینی ہاک نے مجھے اشارہ کیا اور میں اسکرین کے سامنے پہنچ گیا۔ خاموشی سے مجھے دیکھا جاتا رہا اور پھر وہی بھرائی ہوئی آواز ابھری۔

"تم کہاں سے تعلق رکھتے ہو"

"ایشیائی باشندہ ہوں۔"

"ایشیا بہت وسیع ہے۔ کون سے خطے سے تمہارا تعلق ہے"

"ہندوستان سے"

"وہاں کیا کرتے رہے ہو"

"وہاں نہیں دنیا کے مختلف گوشوں میں گھومتا رہا ہوں۔ جیسا کہ میڈم ہاک کو بتایا۔"

"ہمارے لیے کام کرو گے۔"

"ہاں۔ کیوں نہیں"

"ٹھیک ہے۔ تم سے تمہارے بارے میں مزید کچھ نہیں پوچھا جائے گا، ہمیں تم پر اعتماد ہے جینی اسے اپنے ساتھیوں میں شامل کر لو"

"جیسا حکم جناب" جینی ہاک نے جواب دیا اور اس کے بعد

اچانک سیاہ چہرہ اسکرین سے غائب ہوگیا۔ مجھے اس انتہائی مختصر ملاقات پر شدید حیرت ہوئی تھی۔ جینی ہاک بھی متحیر نظر آرہی تھی۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھی تو وہ پھیکے سے انداز میں مسکرا دی۔ میں گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا میرے ذہن میں کچھ عجیب سے خیالات جنم لے رہے تھے۔

ایک بار جینی سے نگاہ ملی تو اس نے نظریں جھکالیں۔

"جینی"

"ہوں"

"کیا سوچ رہی ہو۔؟"

"کچھ بھی نہیں"

"غلط"

"کیا مطلب۔؟"

"تمہارے دل کی گہرائیوں میں کوئی بات ہے"

"کیا بات ہوسکتی ہے"

"اس کا جواب تمہارے پاس ہے"

"کوئی بات ہی نہیں تو پھر سوال وجواب کیا معنی رکھتا ہے" جینی نے کہا۔

"میں نہیں مانتا"

"نہ جانے تم کیا سوچنے لگے"

"وہی جو تم سوچ رہی ہو"

"نہیں میں تو کچھ بھی نہیں سوچ رہی"

"یہ مشیو مارلو تھی۔؟"

"ہاں"

"ایسی ملاقات کی توقع نہیں تھی مجھے"

"تمہارا کیا خیال تھا"

"تم نے بھی اس کا اشارہ کیا تھا"

"میں نے تمہیں ایک بات اور بھی بتائی تھی"

"کیا۔؟"

"یہی کہ مشیو مارلو کے قریبی حلقے بھی اس سے پوری طرح واقفیت کا دعویٰ نہیں کرسکتے۔ میں تو صرف ایک بات سوچ رہی تھی"

"کیا۔؟"

"یہی کہ تم اب ہمارے ساتھیوں میں شامل ہوگئے میں تمہیں اس کے لیے مبارک باد پیش کرتی ہوں"

"شکریہ جینی۔ لیکن تمہارا کیا خیال ہے مشیو مارلو سے یہ ملاقات انوکھی نہیں ہے" جینی کے انداز میں ہلکی سی ہچکچاہٹ نظر آئی اور پھر اس نے کہا۔

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے" میں گہری نگاہوں سے جینی کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"تمہیں خود اس بات کا احساس ہے جینی کہ ایسی بات ہے مشیو مارلو کیا صرف اس قدر مختصر ملاقات کے لیے مجھ سے رابطہ چاہتی تھی" میں نے کہا اور جینی ہاک کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات پیدا ہوگئے، پھر وہ کہنے لگی۔

"یہ پراسرار شخصیت ہم سب کے لیے ناقابل فہم ہے پتہ نہیں کیوں۔ پتہ نہیں کیوں"

"گویا کوئی خاص بات ہے ہی۔؟"

"پلیز۔ تم مجھ سے یہ تمام سوالات نہ کرو ویسے میرے خیال میں کوئی خاص بات نہیں ہے اس نے تمہیں اپنے ساتھیوں میں خوش آمدید کہہ دیا ہے۔ اس کا مقصد ہے کہ سب ٹھیک ہے اب تم حالات کا انتظار کرو۔ میرا خیال ہے یہ سب ہماری غلط فہمی پر مشتمل ہے۔ مشیو مارلو نے ممکن ہے اس سے زیادہ گفتگو کرنا ضروری نہ سمجھا ہو"

"چلو ٹھیک ہے۔ بہرطور میں اپنے طور پر مخلص ہوں اس لیے مجھے کسی بات کا کیا تردد ہوسکتا ہے"

"ہاں۔ بالکل مطمئن رہو اور پھر میں تمہارے نمائندہ ہوں۔ تمہیں ہر بات سے آگاہ رکھنے کے لئے" جینی نے جواب دیا اور میں نے لاپرواہی سے دونوں شانے ہلا دیئے۔

اس کے بعد جینی سے میری کوئی خاص گفتگو نہیں ہوئی باقی وقت سکون سے گزرا۔ دوسرے دن صبح میں نے جینی کے ساتھ ہی ناشتہ کیا۔ ابھی ہم ناشتے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جینی نے ریسیور اٹھالیا اس نے ہیلو کہا اور پھر مودب ہوگئی۔ دوسری طرف سے اسے کسی خاص شخصیت کی طرف سے فون موصول ہوا تھا جینی دیر تک گفتگو کرتی رہی۔ میں نے اس کے چہرے پر پھیکا پن دیکھا۔ اس نے جواب میں کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے مجھے اس گفتگو کے بارے میں کوئی تفصیل۔ چل سکتی اس کے بعد اس نے بہت بہتر کہہ کر ٹیلی فون بند کردیا۔ ٹیلی فون رکھنے کے بعد وہ میری طرف دیکھنے لگی اور پھر پھیکے سے انداز میں مسکرادی۔

"کیوں جینی۔ کوئی خاص بات۔؟"

"نہیں کوئی خاص بات نہیں۔ بس مجھے کچھ دن کے لیے

تم سے علیحدہ ہونا پڑے گا"

"مطلب۔؟"

"کسی خاص کام سے مجھے ہنکاک سے باہر بھیجا جارہا ہے"

"اوہ! واپسی کب تک ہوگی۔؟"

"زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔ لیکن پھر بھی صحیح وقت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا"

"گڈ۔ اس دوران میرا کیا ہوگا جینی"

"ارے۔ اب بھلا تمہیں ان تمام باتوں کی کیا ضرورت ہے آرام سے یہاں قیام کرو۔ اب تم باقاعدہ ہمارے ساتھی ہو اور تمہیں براہ راست بھی ہدایات ملتی رہیں گی" جینی ہاک اسی دوپہر کھانے سے پہلے چلی گئی۔ میں آرام سے اپنی اسی عمارت میں مقیم تھا مشیو مارلو کی طرف سے کسی دوسرے اقدام کا انتظار تھا لیکن یہ بات دل میں مسلسل خلش پیدا کررہی تھی تقریباً گیارہ بجے تھے میں زندگی کی تمام ضروریات سے فارغ ہوکر سونے کے لیے لیٹ گیا۔ نیند نہیں آرہی تھی۔ دفعتاً مجھے اپنے بیڈ روم کی عقبی کھڑکی پر ہلکی سی دستک سنائی دی۔ کوئی انگلی سے کھڑکی کا شیشہ بجا رہا تھا۔ میں چونک پڑا یہ کون ہوسکتا ہے میں نے بستر چھوڑ دیا۔ اور روشنی جلاکر اس کھڑکی کے پاس پہنچ گیا جس میں سلاخیں نہیں تھیں میں نے کھڑکی کی چٹخنی کھول دی باہر تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور اس تاریکی میں ایک سایہ نظر آرہا تھا۔

"میں ٹیٹی وان ہوں" ایک نسوانی آواز سنائی دی اور میں چونک پڑا۔

"براہ کرم لائٹ بند کردو۔ پلیز جلدی" ٹیٹی نے کہا اور میں نے تیزی سے پلٹ کر روشنی گل کردی۔ ٹیٹی کھڑکی پر چڑھ کر اندر آگئی تھی۔

"اگر مناسب سمجھو تو یہ ہلکی روشنی بھی بجھا دو اور ذرا بھی تیز آواز میں مت بولو۔ ممکن ہے کوئی ہماری گفتگو سن لے۔ میں نے اس کی اس ہدایت پر بھی عمل کیا۔ ٹیٹی کی اس طرح آمد میرے لیے بڑی سنسنی خیز تھی۔ اس نے اندر داخل ہوکر خود ہی کھڑکی بند کردی اور پھر میرا ہاتھ پکڑ کر صوفے کی جانب بڑھ گئی۔

"مجھے یقین ہے کہ تم میری نیت پر شک نہیں کروگے میں اس وقت اپنی زندگی کا خطرہ مول لے کر تم تک پہنچی ہوں"

"خیریت ٹیٹی کیا بات ہے"

"دیکھو ڈیئر۔ بعض اوقات انسان آنکھیں بند کرکے ایک دوسرے پر اعتماد کرلیتا ہے۔ خواہ اس کے نتائج کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ تم بھی میری بات پر آنکھیں بند کرکے اعتماد کرو میں دل سے تمہاری دوست ہوں اور میں نے تمہارے لیے جان کی بازی لگادی ہے"

"یقیناً کوئی خاص بات ہے ٹیٹی" میں نے کہا۔

"ہاں مجھے اپنے بارے میں سب کچھ سچ سچ بتادو یا پھر یوں کرو کہ جو سوالات میں کروں ان کے مجھے جواب دو۔"

"پوچھو"

"کیا تمہارا نام راجہ نواز اصغر ہے۔؟" اس نے کہا اور ایک لمحے کے لیے میرے بدن میں سنسنی پھیل گئی۔ مجھے اپنی کھوپڑی ہوا میں اڑتی ہوئی محسوس ہورہی تھی اپنے آپ پر قابو پانے میں میں نے دیر نہ لگائی اور خود کو سنبھال کر کہا۔

"راجہ نواز اصغر۔ میں سمجھا نہیں ٹیٹی وان"

"سنو ڈیئر اگر تم واقعی راجہ نواز اصغر ہو تو کم از کم مجھے اپنے بارے میں بتادو۔ میں شدید ذہنی بحران کا شکار ہوں اور اگر تم راجہ نواز اصغر نہیں ہو تو پھر کسی قسم کے تردد کی ضرورت نہیں ہے"

"مگر راجہ نواز اصغر کون ہے اور تم اس کے بارے میں کیا جانتی ہو"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ یقین کرو میں کچھ نہیں جانتی لیکن بلندیوں پر تمہیں راجہ نواز اصغر سمجھا جارہا ہے اور اگر تم راجہ نواز اصغر ہو تو پھر تو پھر"

"فرض کرو اگر میں راجہ نواز اصغر ہوں تو"

"فرض نہیں کروں گی۔ تم مجھے ٹھوس لہجے میں جواب دو"

"ٹھیک ہے۔ ٹیٹی وان اگر یہ بات ہے تو پھر مجھے یہ کہنے میں کوئی دقت نہیں ہورہی کہ میں راجہ نواز اصغر ہوں"

"ترلوکا نامی کسی شخص کو جانتے ہو" ٹیٹی وان نے دوسرا وار کیا لیکن میں اب ہر قسم کے وار کے لیے تیار تھا۔

"ہاں جانتا ہوں"

"وہ امریکہ میں مقیم تھا۔ کیا تم بھی امریکہ میں رہے ہو۔؟"

"ٹیٹی وان میں نے تم سے اعتراف کرلیا ہے کہ میں راجہ نواز اصغر ہوں" میں نے یہ بھی کہا ہے کہ میں ترلوکا کو جانتا ہوں۔ اس کے بعد تو کم از کم تمہیں اس سلسلے میں تفصیلات بتا دینی چاہئیں"

"ضرور۔ میں ضرور بتاؤں گی۔ جینی ہاک نے تمہیں مشیو مارلو کے ساتھ شامل کرنے کے لیے شدید کوششیں کی ہیں۔ میں جیسا کہ تمہیں بتاچکی ہوں کہ وہ حسن پرست عورت ہے اور تم سے بہت متاثر ہوگئی ہے۔ اس کی کوششوں نے مشیو مارلو کو تمہاری جانب متوجہ کردیا ہے اور شاید کچھ وقت پہلے تم مشیو مارلو

کے سامنے پیش ہو چکے ہو۔ میں نہیں جانتی کہ صورت حال کیا ہوئی۔ لیکن مشیبو مارلو نے اپنے خصوصی شعبے کے انچارج مسٹر ڈانٹو کو تمہارے بارے میں تفصیلات فراہم کرنے کی ہدایت کی۔ اور ڈانٹو نے بہت ہی برق رفتاری سے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کر کے مشیبو مارلو کو فراہم کر دیں۔ ڈانٹو اتفاق سے میرے دوستوں میں سے ہے اس نے تمہارا تذکرہ کرتے ہوئے مجھے بتایا ہے کہ تم مشیبو مارلو کے لیے انتہائی خطرناک آدمی ہو اور مشیبو مارلو کے دستِ راست ترلوکا سے تمہاری دشمنی چل رہی ہے۔ یہ تمام صورتحال ڈانٹو نے مجھے بتائی اور یہ بھی کہا کہ فوری طور پر تمہارے اطراف میں مشیبو مارلو کے آدمی پھیل گئے ہیں، تاکہ تمہاری نگرانی کی جائے گی۔ تمہارے بارے میں کہیں اور سے رجوع کیا جا رہا ہے۔ اور تفصیلات معلوم ہونے کے بعد ہی تمہارے لیے کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔"

ٹیٹی وان کے اس سنسنی خیز انکشاف نے چند لمحات کے لیے میرے ذہن کو معاؤف کر دیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ اب صورتحال کیا ہو گئی ہے۔ لیکن مشیبو مارلو کے بارے میں میرا ذہن ابھی تک الجھنوں کا شکار تھا۔ یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ اس کا ترلوکا سے تعلق ہے۔ کیا درحقیقت وہ میری کھوئی ہوئی جنت ہے یا پھر میں کسی غلط فہمی کا شکار ہوں تاہم میں نے ٹیٹی وان سے کہا۔

"ٹیٹی میں تمہارے اس احسان کو کبھی فراموش نہیں کر سکوں گا۔ یہ حقیقت ہے کہ میں وہی ہوں جس کا تمہیں علم ہو چکا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ترلوکا سے میری بدترین دشمنی چلتی رہی ہے۔ بہرحال میں اس صورتحال سے نکلنے کی کوشش کروں گا۔ اور ایک بات کا وعدہ بھی کرتا ہوں تم سے کہ اگر زندہ بچ گیا اور تمہیں میری مدد کی ضرورت ہوئی تو مجھے اپنے سب سے قریبی دوستوں میں پاؤ گی۔"

"یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے مسٹر نواز کوئی ایسی ترکیب سوچو جس سے تم محفوظ رہ سکو میں جانتی ہوں کہ اس کے بعد کیا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اپنے طور پر کچھ نہ کچھ ضرور کر لوں گا۔ بہرطور تمہیں تکلیف دیتے ہوئے مجھے شدید ندامت کا احساس ہے۔"

"نہیں مجھے بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کر سکتی ہوں۔"

"ابھی مجھے ایک میک اپ بوکس مل جائے تو میرے لیے بڑی آسانیاں فراہم ہو سکتی ہیں۔"

"میں تمہیں میک اپ بوکس دے سکتی ہوں میرے پاس بہترین میک اپ بوکس موجود ہے۔ لیکن اس کے لیے تمہیں میری رہائش گاہ تک چلنا ہو گا۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے ٹیٹی کہ اب میں یہ جگہ چھوڑ دوں تم نے کہا ہے کہ یہاں اطراف میں مشیبو مارلو کے آدمی بکھرے ہوئے ہیں۔"

"ہاں لیکن بہرطور ہمیں خطرہ مول لینا پڑے گا جس طرح میں یہاں تک پہنچی ہوں اسی طرح ہم دونوں اب یہاں سے باہر جائیں گے۔ میں تیار ہو گیا ہم اس کھڑکی سے باہر آ گئے تھے۔ باہر نکلنے سے قبل میں نے دروازہ کھول کر احتیاطاً جھانک لیا تھا۔ دروازہ میں نے کھلا ہی چھوڑ دیا البتہ کھڑکی سے اترنے کے بعد ہم نے کھڑکی بند کر دی تھی اور پھر رات کی تاریکی میں ہمیں اس عمارت سے نکلنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی ہم انتہائی مستعدی سے وہاں سے آ گئے بڑھ آئے اور طویل فاصلہ طے کر کے ٹیٹی وان کے مکان میں داخل ہو گئے ٹیٹی وان شدت سے خوف کا شکار تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر کسی کو یہ پتہ چل گیا کہ اس نے میری مدد کی ہے تو پھر اس کی زندگی سخت خطرے میں پڑ جائے گی تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے کمرے میں داخل ہو گئی اس نے دروازے مضبوطی سے بند کر لیے تھے اور ہر آہٹ پر کان لگائے ہوئے تھی مجھے کمرے میں بٹھانے کے بعد وہ وہاں سے گئی اور تھوڑی دیر کے بعد اس نے مجھے میک اپ باکس فراہم کر دیا میں نے انتہائی محنت سے اپنا چہرہ تبدیل کر لیا ٹیٹی وان مسلسل پریشان رہی تھی وہ باہر جا کر آہٹ لیتی اور اندر آ جاتی جب میں اپنے کام سے فارغ ہو گیا تو اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں میک اپ میں کمال حاصل ہے بہرطور اس میں کوئی شک نہیں کہ تم اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گئے لیکن اس کے بعد بھی خطرات تم سے دور نہیں ہوئے۔"

"اطمینان رکھو ٹیٹی وان میں بہرطور حالات پر قابو پا لوں گا۔" میں نے سخت لہجے میں کہا اور پھر آخری بار ٹیٹی وان کا شکریہ ادا کیا اور وہاں سے نکل آیا۔

فی الحال کوئی منصوبہ ذہن میں نہیں تھا میک اپ کا سامان میں نے اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا کیونکہ یہ میرے کام آ سکتا تھا۔ اب اس وقت میرے لیے کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں میں فوری طور پر اپنے آپ کو چھپا سکتا۔ دفعتاً میرے ذہن میں ایک خیال آیا اور میں دلچسپی سے اس کے بارے میں سوچنے لگا کیوں نہ میں اسی عمارت کو اپنا مسکن بناؤں جہاں

سے فرار ہوا تھا۔ اس کے لیے مجھے کسی کا انتخاب کرنا پڑے گا۔ لیکن اس کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی نہیں تھا۔ عمارت میں انتہائی احتیاط سے داخل ہونے کے بعد میں نے وہاں کے ایک ملازم کا انتخاب کیا جس کا نام کارلوسا تھا۔ کارلوسا کی جسامت اور اس کے بدن کی بناوٹ بالکل میرے بدن کے مطابق تھی۔ چنانچہ میں نے کارلوسا انتخاب کر لیا اور پھر یہ بیچارہ آدمی میرا شکار ہو گیا۔ اس کے چہرے کا میک اپ وغیرہ کر کے میں نے اس کے چھوٹے سے کوارٹر میں رہائش اختیار کر لی۔ کارلوسا کے بارے میں معلومات وغیرہ بھی حاصل کر لی تھیں اور یہ تمام کام کرنے کے بعد میں نے کارلوسا کی لاش ٹھکانے لگائی اور پھر اس کے بستر پر آ بیٹھا۔ دیر تک میں اس کے بارے میں سوچتا رہا اور پھر سونے کی کوشش کرنے لگا کارلوسا کی موت میرے ذہن پر اثر انداز ہوئی تھی۔ لیکن اس وقت کچھ ایسی صورتِ حال تھی کہ مجھے کسی بھی چیز کے لیے بہت زیادہ سنجیدہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔

دوسری صبح حسبِ معمول تھی عمارت میں کوئی خاص گہما گہمی نظر نہیں آ رہی تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میری تلاش اب کس مرحلے میں داخل ہو گئی ہے۔ کیا کیا اقدامات کیے گئے ہیں میرے سلسلے میں۔ بہرطور یہ تو یقینی بات تھی کہ وہ لوگ میرے سلسلے میں غافل نہیں ہوں گے۔ دوپہر کو تقریباً دو یا ڈھائی بجے ہوں گے کہ عمارت میں مجھے کچھ افراتفری سی محسوس ہوئی اور میں نے ایک آڑ سے باہر کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ سامنے کے حصے میں چند افراد ایک حصار سا بنائے کھڑے ہوئے ہیں۔ سامنے ہی تمام ملازمین اور دوسرے افراد موجود تھے۔ ایک بھاری بھرکم و دراز قامت آدمی ان کا جائزہ لے رہا تھا۔ نہ جانے یہ کون تھا۔ ویسے چہرے سے انتہائی خطرناک معلوم ہوتا تھا اور کسی یورپی نسل کا باشندہ تھا۔ میں نے ایک اور کوشش بھی دیکھی کہ وہ تمام لوگوں کے چہرے امونیا سے دھلوا کر دیکھ رہا تھا۔ میں ان لمحات کے لیے خود کو تیار کرنے لگا۔ دو باتوں میں سے ایک کا فیصلہ کرنا تھا یا تو میں یہیں چھپا رہوں اور ان کے سامنے نہ آؤں یا پھر یہ خطرہ مول لے لوں لیکن امونیا کے سامنے میرا یہ میک اپ نہیں ٹک سکتا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے تک یہ کام جاری رہا۔ میں اپنی جگہ سے ہلنے کی ہمت نہیں کر سکا تھا۔ پتہ نہیں کیوں ان لوگوں کو میرا خیال نہیں آیا تھا۔ ورنہ ظاہر ہے دوسروں کی طرح میری تلاش بھی ہوتی کیونکہ میرا تعلق بھی عمارت کے ملازمین ہی میں سے تھا۔ بہرحال یہ آفت ٹل گئی اور میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوا واپس اپنی جگہ آ گیا۔

اپنے بارے میں ان لوگوں کی ہنگامہ خیزیاں میرے علم میں آتی رہیں۔ جینی ہانگ کانگ چلی گئی تھی۔ ٹیٹی وان سے اس کے بعد ملاقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ بہرطور میں یہاں وقت گزار رہا تھا۔ جو کچھ ضروریات مجھ سے وابستہ تھیں میں انہیں بڑے اطمینان سے انجام دے رہا تھا۔ میں جانتا تھا کہ کسی لمحہ بھی میری پول کھل سکتی ہے۔ بہرطور میں اپنے کام میں مصروف تھا اور اب دلجمعی سے یہ سوچ رہا تھا کہ یہاں تھوڑے سے قدم مزید جم جائیں تو مشیبو مارلو کے بارے میں معلومات حاصل کروں اس وقت میری زندگی کا صرف ایک ہی مقصد تھا وہ یہ کہ کسی طرح بھی مشیبو مارلو تک پہنچ جاؤں اور اس سے آگاہی حاصل کر لوں۔ اس وقت شام کے تقریباً ساڑھے چھ بجے تھے میں کسی کام میں مصروف تھا کہ دفعتاً مجھے عقب میں قدموں کی آواز سنائی دی اور میں چونک کر پلٹ پڑا۔ وہی چوڑے چہرے والا شخص ادھر سے گزر رہا تھا مجھے پلٹتے دیکھ کر وہ بھی ٹھٹکا اور مجھے دیکھنے لگا۔ چند لمحات اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ اور پھر وہ آہستہ سے بولا۔

"ہیلو۔ تم شاید کارلوسا ہو۔؟"

"جی ہاں جناب۔"

"میرے ساتھ آؤ۔" اس نے کہا اور بڑے اطمینان انداز میں آگے بڑھ گیا۔ ایک لمحے کے لیے میرے بدن میں سرد لہریں دوڑ گئی تھیں۔ لیکن پھر میں نے خود کو سنبھال لیا اور خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ اپنی خواب گاہ میں داخل ہو گیا تھا۔ بہت خوبصورت خواب گاہ تھی۔ اعلیٰ درجے کے فرنیچر سے آراستہ۔ خواب گاہ میں پہنچ کر اس نے میری جانب دیکھا اور آہستہ سے مسکرا دیا۔

"تمہاری ڈیوٹی کیا ہے کارلوسا۔؟" اس نے سوال کیا۔

"مختلف جناب ڈرائیونگ سے لے کر مالی تک کا کام کرتا ہوں۔"

"ہوں۔ تمہیں علم ہے کہ ایک خطرناک آدمی ہمارے قبضے سے نکل گیا ہے۔ کیا یہ بات تمہیں معلوم ہے۔؟"

"کیوں نہیں جناب۔" میں نے پرسکون لہجے میں جواب دیا۔

"مسٹر کارلوسا! اس وقت جب میں یہاں موجود تمام ملازمین کی چیکنگ کر رہا تھا۔ تم میرے سامنے نہیں تھے۔"

"میں شاید یہاں موجود ہی نہیں تھا جناب کیونکہ بعد میں واپس آنے کے بعد میں نے یہ بات سنی۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو میرا چیک اپ بھی کر سکتے ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں یہ ضروری ہے۔" میں نے کہا اور چوڑے چہرے والے شخص کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بیٹھ جاؤ" اس نے کہا۔

"میں یہ جرأت کیسے کر سکتا ہوں جناب"

"بیٹھ جاؤ" وہ پھر بولا اور ایک سمت اشارہ کر دیا۔ اس کے انداز میں بڑی خود اعتمادی محسوس ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر تک میں خاموشی سے اس کے سامنے بیٹھا رہا پھر اس نے کہا۔

"تمہارے بارے میں جو تفصیلات مجھے معلوم ہوئی ہیں راجہ نواز اصغر وہ خاصی خطرناک ہیں۔" اس نے براہ راست مجھ پر حملہ کیا اور سچی بات یہ ہے کہ میں اس حملے سے خود کو نہیں سنبھال سکا میرے بدن میں ایک لمحے کے لیے تھرتھری سی پیدا ہوئی تھی۔ اور پھر میرے اندر ہی خود اعتمادی ابھر آئی جو مجھے ہر قسم کے خوف سے بے نیاز کر دیتی تھی۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"تم اس سطح کے انسان نہیں ہو جس سطح کی گفتگو کر رہے ہو۔ میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ کیا یہ نہیں ہو گا کہ تم مجھ سے راجہ نواز اصغر ہی کے انداز میں بات کرو۔"

"میں نہیں سمجھ رہا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ جیسا تم پسند کرو۔ ہاں یہ بتاؤ جینی ہاک کے پیچھے کیوں لگے تھے۔"

میں بغور اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے کہا "میں تمہیں کس نام سے پکاروں۔؟"

"تمہیں چاہیے تھا کہ میرے بارے میں معلومات حاصل کر لیتے۔ میرا نام ایلن گراڈ ہے لوگ مجھے مسٹر گراڈ کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ اب تم میرے سوال کا جواب دو۔ جینی ہاک کے پیچھے کیوں لگے تھے۔"

"کیا جینی ہاک نے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا۔"

"میرے سوال کا جواب دو۔"

"وہ محترمہ خود ہی میرے پیچھے لگی تھیں۔ میں ان کی شخصیت سے ذرا بھی واقف نہیں تھا۔ ان کے بارے میں معلومات یہیں آ کر حاصل ہوئیں۔"

"جینی ہاک نے اپنے لیے پھانسی کا پھندہ تیار کر لیا ہے اس کی گندی فطرت اب ہمارے آڑے آنے لگی ہے اسے بھی درست کر دیا جائے گا۔ ہاں یہ بتاؤ راجہ نواز اصغر کہ یہاں تمہارے گروہ کے کتنے افراد ہیں۔ اور کیا مقصد ہے کہ تم یہاں آئے ہو۔"

"کیا میں تم سے یہ معلوم کر سکتا ہوں مسٹر گراڈ کہ تم لوگوں کو مجھ سے کیا خطرہ ہے اور تم مجھے راجہ نواز اصغر کی حیثیت سے کیونکر جانتے ہو۔"

"ترلوکا کا نام سنا ہی ہو گا تم نے۔"

"ترلوکا" میں نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں اس کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ وہ انتہائی پراسرار قوتوں کا مالک ہے اب تو یہ بات کہنے میں کوئی عار نہیں کہ مشیو مارہلو ترلوکا کی ایک شاخ ہے اور اسی کے لیے کام کرتی ہے گویا مشرقِ بعید میں ترلوکا کی نگرانی مشیو مارہلو کرتی ہے اور ترلوکا کو راجہ نواز اصغر کے ہاتھوں خاصے نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔"

"گڈ ویری گڈ۔ بہر طور یہ اتفاق ہے کہ میرا رابطہ تم لوگوں سے قائم ہو گیا۔ ویسے میرا یہاں کوئی مددگار نہیں ہے میں صرف اتفاقیہ طور پر یہاں آیا ہوں۔"

"تم خاصی ہنگامہ آرائی کرتے رہے ہو۔ اس سلسلے میں کیا سزا قبول کرو گے۔؟"

"نہیں ڈیئر گراڈ۔ اگر تم راجہ نواز اصغر سے پوری طرح واقف ہو چکے ہو تمہیں اس بات کا بھی اندازہ ہو جانا چاہیے کہ راجہ نواز اصغر سزائیں دیتا ہے سزا قبول نہیں کرتا۔ ایلن گراڈ عجیب سے انداز میں ہنسنے لگا تھا۔ پھر وہ آہستہ سے بولا۔

"مشیو مارہلو نے مجھے اس علاقہ کا مکمل چارج دیا ہوا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ اس کے خیال میں میں ان تمام حالات سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتا ہوں آؤ میں اس بات کو ثابت کر دوں۔"

"ٹھیک ہے۔ اگر تم یہ جانتے ہو کہ میرا نام راجہ نواز اصغر ہے اور اگر تمہیں یہ معلوم ہے کہ میں ترلوکا کا مدمقابل رہا ہوں تو پھر تمہیں یہ اندازہ ہو جانا چاہیے کہ میں بھی تمہارے لیے تر نوالہ نہیں ثابت ہوں گا۔" ایلن گراڈ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خاموشی سے مجھے گھور رہا تھا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے میری آنکھیں اس پر جمی ہوئی تھیں اور میں اس کی ایک ایک جنبش سے باخبر تھا۔ دفعتاً وہ ہوا میں اچھلا لیکن میں اپنی جگہ خاموش کھڑا رہا گراڈ کا خیال ہو گا کہ میں اس کی چھلانگوں سے بچنے کی کوشش کروں گا اور اپنی جگہ چھوڑ دوں گا لیکن میں بھی اتنا احمق نہیں تھا اس کے اچھلنے کے انداز سے ہی مجھے پتہ چل گیا تھا کہ یہ چھلانگ آگے بڑھنے کے لیے نہیں ہے وہ زمین پر پہنچا تو اسے مایوسی ہوئی لیکن زمین پر قدم جماتے ہی وہ دوبارہ اچھلا اور گھوم کر پھر اپنی جگہ آ گیا۔ میں خاموشی سے اس کی حرکات پر نگاہیں جماتے ہوئے تھا۔ وہ کئی بار اچھلا لیکن میں نے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی پھر ایک بار اس کے بدن کی پوزیشن نے

بتایا کہ وہ حملہ کرنے والا ہے میں نے فضا میں قلابازی کھا کر دونوں ہاتھ زمین پر ٹکائے اور اس کی ٹانگوں میں الجھا دیں۔ ایلن گراڈ بری طرح الجھ کر گرا تھا۔ لیکن اس وقت میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ جب میں نے اسے دونوں ہاتھ ٹکا کر گرنے سے بچتے ہوئے دیکھا وہ ہاتھوں کو زمین سے ٹکا کر دوبارہ سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ اچھی خاصی اچھل کود کر لیتے ہو" میں نے کہا اور ایلن گراڈ کے انداز میں غصے کی سی کیفیت پیدا ہو گئی اس نے کئی بار پوزیشن بدلی۔ اور پھر میرے اوپر سے چھلانگ لگاتے ہوئے ایک لمحہ اس سے غفلت کا ہو گیا۔ اس کی پشت میری طرف ہوئی تھی میں نے زمین میں سلپ لگائی اور اس کی ٹانگوں میں ٹانگیں پھنسا دیں۔ پھر میں ایک دم پلٹ گیا ایلن گراڈ اوندھے منہ نیچے گرا تھا۔ اس کی پیشانی زمین سے ٹکرائی تھی اور سر سے خون بہنے لگا۔ لیکن اب اس کا چہرہ خون سے سرخ تھا اسے اپنے مدمقابل کے خطرناک ہونے کا احساس ہو گیا تھا چنانچہ وہ سنبھل گیا میرے ذہن میں ایک عجیب سی کیفیت پھیلتی جا رہی تھی۔ چنانچہ میں احتیاطی تدابیر بھول گیا تھا چند لمحات تک میں اپنے ہوش و حواس میں رہا پھر وحشیانہ انداز میں اس پر جھپٹا۔ اس نے ایک ہاتھ میرے شانے پر مارا لیکن دوسرے لمحے میں نے ایک گھونسہ اس کے منہ پر رسید کر دیا اور اس کا چہرہ مزید سرخ ہو گیا۔ اب میرے اطراف میں خون ہی خون بکھرا پڑا تھا۔ اور میری اندرونی کیفیت بہت زیادہ خراب ہو گئی تھی میرا ذہن ساتھ چھوڑ چکا تھا بس اعصاب کام کر رہے تھے میں ابھی زخمی نہیں ہوا تھا میں تو اس وقت چونکا جب اچانک ایلن گراڈ کے حلق سے خوفناک دھاڑ نکلی اس کا چہرہ سامنے کی دیوار سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا تھا۔ اور اب ایک خوفناک وجود میرے سامنے ڈول رہا تھا۔ چند لمحات وہ ہاتھ پھیلائے فضا میں کسی غیر مرئی شے کو پکڑنے کی کوشش کرتا رہا۔ اور پھر اوندھے منہ زمین پر آ رہا۔

چند لمحات میں اس نے دم توڑ دیا تھا۔

یہ سب کچھ ضروری ہو گیا تھا۔ حالات میرے لیے راستے منتخب کر رہے تھے۔ اس کی شخصیت اچانک میرے سامنے آئی تھی اور شاید اس کی زندگی کے لمحات پورے ہو گئے تھے۔

لیکن میرے لیے ایک اور راستہ کھل گیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اس علاقے میں بڑی حیثیت رکھتا ہے میں اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھاتا ہاں باقی سب کچھ کرنے کے لیے کافی محنت کرنی پڑی تھی۔ بہت سے اچانک آ جاتے دوسروں سے خود کو محفوظ رکھنا پڑا تھا کمرے کی جو حالت ہو گئی تھی۔ اسے سنبھالنا بھی ایک مشکل کام تھا اور اس کی لاش کو ٹھکانے لگانے کا مسئلہ بھی تھا۔

پھر میں نے اپنا چہرہ دوبارہ تبدیل کر لیا۔ اور اب میں ایلن گراڈ کی شکل میں تھا۔ لیکن اس کردار کو نبھانے کے لیے مجھے کتنے پاپڑ بیلنے پڑیں گے اس کا مجھے احساس تھا۔ تمام کاموں سے فراغت تو ہو گئی تھی۔ لیکن خود کو اس ماحول میں ضم کرنے کے لیے اور اپنا کردار نبھانے کے لیے میں نے ایک نیا منصوبہ بنا لیا۔ اب میرے سامنے مشروب کی بوتل اور گلاس ہوتے تھے اور لوگوں کے خیال میں ہر وقت پیتا رہتا تھا۔ پتہ نہیں اس سلسلے میں گراڈ کی کیا کیفیت تھی لیکن دوسرے لوگوں کو اپنے بارے میں چہ میگوئیاں کرتے خود میں نے بھی سنا تھا۔

"نہ جانے مسٹر گراڈ کو کیا ہو گیا ہے۔"

"ہر وقت پیتے رہتے ہیں۔"

"وہ تو ایک ایکٹو انسان تھے۔"

"کوئی غم لگ گیا ہے۔"

"پتھر میں بھی جونک لگ سکتی ہے۔"

"ضرور مسٹر گراڈ کو کوئی ایسا غم لگ گیا ہے جس کے بارے میں وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتے۔ میں ان تمام لوگوں کی باتیں سنتا تھا۔ اور دل ہی دل میں مسرور تھا کہ کم از کم ان کو میرے بارے میں کوئی خاص شبہ نہیں ہو سکا ہے لیکن کرمی فوسٹر نامی شخص کی آنکھوں میں، میں نے شبے کے تاثرات پائے تھے یہ ایلن گراڈ کا سیکریٹری تھا۔ یعنی میرا۔ بار بار اس نے مجھ سے اس طرح کے سوالات کئے تھے کہ میں چونک کر اسے دیکھنے لگتا تھا۔ بظاہر وہ مودب نظر آتا تھا۔ لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ میرے بارے میں کسی شبے کا شکار ہو گیا ہو میں نے اسے چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔

ایلن گراڈ کا ایک خصوصی ملازم ایک بوڑھا بٹلر تھا یہ بٹلر عموماً میرے لیے کھانا وغیرہ لایا کرتا تھا۔ اور میرے کمرے ... تا تھا۔ میرے بستر کی صفائی ... یہی شخص کام کرتا تھا۔ پھر میں نے اس شام کرمی فوسٹر ... کو ... بٹلر کے پاس دیکھا۔ میں نے اپنے آپ کو ... کر رکھا ... ہوں سے پوشیدہ کر لیا تھا بٹلر کرمی فوسٹر کو دیکھ ... ہو گیا اور کرمی فوسٹر نے سرگوشیانہ انداز میں اس سے کہا "کہو کیا رپورٹ ہے، تم نے کوئی خاص تبدیلی محسوس کی ہے"

"نہیں جناب۔"

"ویسے اس کے مشاغل کیا ہیں؟" کربی فوسٹر نے پوچھا۔

"معمول کے مطابق ایسی کوئی خاص بات نہیں محسوس کی میں نے جس سے مجھے کوئی شبہ ہوتا۔"

"تم بوڑھے ہو چکے ہو تمہاری آنکھیں ناکارہ ہیں ایسی بات نہیں ہے میں احمق نہیں ہوں۔ کچھ نہ کچھ ضرور ہوا ہے کاش میں اس سلسلے میں کوئی ثبوت حاصل کر سکتا، تم میری مدد کرنے میں ناکام رہے ہو۔"

"میں تو ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں جناب" بٹلر نے جواب دیا اور کربی فوسٹر جھنجلائے ہوئے انداز میں گردن ہلا کر وہاں سے آگے بڑھ گیا میں نے کربی فوسٹر کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔ اس شخص کے کچھ کرنے سے پہلے ہی میں اس کا فیصلہ کر دینا چاہتا تھا۔

چنانچہ میں اس کے پیچھے پیچھے ہی اندر داخل ہو گیا اور جیسے ہی کربی فوسٹر نے اپنے کمرے کے دروازے کو کھولا میں بھی اس کے پیچھے ہی پہنچ گیا۔

"ہاتھ بلند کر دو ڈیئر فوسٹر" میں نے کہا اور میری آواز سنتے ہی اس کا چہرہ تاریک ہو گیا۔

"تم مسٹر گراڈ" اس کے منہ سے لرزتی ہوئی آواز نکلی اس کے ہاتھ بے اختیار اوپر اٹھ گئے تھے میں نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی اور پھر کوٹ کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر بغلی ہولسٹر سے پستول نکال لیا پستول اپنے قبضے میں لینے کے بعد میں نے اپنے پستول کی نال سے اسے پیچھے دھکیل دیا اور وہ تین چار قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"میں نہیں سمجھ سکا مسٹر گراڈ۔"

"میں تمہیں سب کچھ سمجھاؤں گا۔ پیارے دوست۔"

"تم مگر آپ۔"

"تم بٹلر سے میرے بارے میں کیا معلومات حاصل کر رہے تھے۔" میں نے سوال کیا۔

"جی۔ وہ پریشان سے لہجے میں بولا۔

"ہاں میں نے تمہاری تمام گفتگو سن لی ہے۔"

"تم۔ مگر جناب۔ مگر جناب۔"

"سنو ڈیئر فوسٹر میں اپنے بارے میں چھان بین کرنے والوں سے خوش نہیں ہوتا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے جناب۔ لیکن آپ جانتے ہیں میں آپ کے وفاداروں میں سے ہوں۔ ان دنوں آپ کی جو کیفیت ہے۔ وہ ہم سب کے لیے تعجب خیز ہے اور میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آخر ایسی کون سی بات ہوئی ہے جس کی وجہ سے آپ اس قدر پریشان نظر آتے ہیں۔"

"ہوں، لیکن میں اپنے بارے میں چھان بین کی اجازت کسی کو نہیں دیتا اور اس کی ایک خاص وجہ ہے مسٹر فوسٹر۔"

"خاص وجہ۔" اس نے متعجبانہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔"

"مجھے بتانا پسند کریں گے جناب۔ فوسٹر نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وجہ یہ ہے کہ میں ایلن گراڈ نہیں ہوں میں نے جواب دیا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں لیکن وہ اتنا پھرتیلا اور مضبوط اعصاب کا مالک نکلے گا اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔ کیونکہ دوسرے ہی لمحے اس کا گھونسہ میرے پیٹ پر پڑا۔ میں اس کے لیے قطعی تیار نہیں تھا میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ اتنی پھرتی سے حملہ کر دے گا۔

اس نے فوراً ہی پلٹ کر مجھ پر دوسرا حملہ کیا، لیکن میں دو قدم پیچھے ہٹ گیا اور اب میرے لیے ضروری تھا کہ میں اس کا جوابی کارروائی شروع کر دی میرا پاؤں اس کے گھٹنے پر پڑا اور وہ بے اختیار جھک گیا۔ پھر میرا دوسرا پاؤں اس کے جبڑے پر پڑا۔ شاید وہ جسمانی لڑائی کا ماہر نہیں تھا۔ اس لیے میرے چند ہی گھونسوں نے اسے زمین پر گرا دیا۔ اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے گریبان سے پکڑ کر اسے اٹھایا اور سرد لہجے میں بولا۔

"ہاں میں ایلن گراڈ نہیں ہوں۔ میں نے ایلن گراڈ کو قتل کر دیا ہے۔"

"ک۔ کیا۔" اس کے منہ سے دہشت زدہ سی آواز نکلی۔

"ہاں، جو کچھ میں نے کہا۔ بالکل درست کہا۔"

"تت تو تو۔ تم۔"

"ہاں ہاں بولو آگے۔ بولو۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی انگلیوں پر پاؤں رکھ دیا۔

"پلیز، پلیز یہ سب کچھ نہ کریں آپ۔ میرا مطلب ہے آپ راجہ نواز اصغر ہیں۔"

"گڈ۔ یہ ہوئی نا بات، یہ خیال تمہارے دل میں کیسے پیدا ہوا۔"

"اس وقت راجہ نواز اصغر کو بچہ بچہ تلاش کر رہا ہے۔ راجہ نواز اصغر ترلوکا کا دشمن ہے اور ترلوکا کی طرف سے اس کے بارے میں خصوصی ہدایات ملی ہیں۔"

"دیری گڈ آگے بڑھتے رہو۔ ترلوکا کو میرے بارے میں [illegible]م ہوا۔"

"[illegible]م مشیو مارلو کے ذریعے۔ مشیو مارلو نے ترلوکا کو اطلاع [illegible]دی ہے کہ راجہ نواز اصغر بنکاک پہنچ گیا ہے اور مشیو مارلو [illegible]قریب ہے۔"

"جواب کیا ملا ترلوکا کی طرف سے۔"

"آپ یقین کیجئے مجھے نہیں معلوم۔ کربی فوسٹر نے خوفزدہ [illegible]ہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا میں نے دانت پیستے [illegible]ے اپنا دایاں پاؤں اٹھایا اور اس کی گردن پر رکھ دیا کربی [illegible]ڑ کا پورا بدن تشنجی انداز میں سکڑنے اور سمٹنے لگا لیکن میرے [illegible]ں کا دباؤ اس کی گردن پر بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

"جواب دو ترلوکا نے کیا جواب دیا۔"

"مم مجھے۔ آپ یقین کریں، میں اتنا باخبر انسان نہیں ہوں [illegible]ں نے تو صرف یہ سنا ہے کہ ترلوکا یہاں آ رہا ہے۔"

"ہوں اور کچھ۔"

"ن۔ نہیں۔ آپ یقین کیجئے آپ یقین کیجئے۔"

"میں نے یقین کر لیا میرے دوست لیکن اب تمہاری [illegible]ندگی میرے لیے ضروری نہیں ہے۔ میں نے ایک زوردار جھٹکے [illegible]ے اس کی گردن کی ہڈی توڑ دی، کربی فوسٹر زمین پر تڑپنے لگا [illegible] کے منہ سے خون کا فوارہ ابل پڑا تھا کئی بار وہ تڑپا اور پھر [illegible] نے دم توڑ دیا۔

میرے لیے اس لاش کو ٹھکانے لگانا بھی مشکل کام نہیں تھا [illegible] ایک ایسی جگہ تلاش کر چکا تھا جہاں بے شمار لاشیں ٹھکانے [illegible] جا سکتی تھیں۔ بہر طور کربی فوسٹر وہ واحد آدمی تھا جسے [illegible] پر شبہ ہو گیا تھا۔ فی الحال کوئی اور شخصیت نہیں تھی بٹلر ایک [illegible]وم آدمی تھا لیکن بٹلر کے بارے میں میں نے فیصلہ کر لیا [illegible] اسے قتل کرنے کی ضرورت نہیں ہاں اس پر نگاہ ضرور رکھی [illegible]ے گی تاکہ وہ کسی اور کا آلہ کار نہ بن سکے۔

کربی فوسٹر کو ختم کرنے کے بعد میں خاصی حد تک پرسکون [illegible]یا تھا۔ اور اس رات میں دیر تک اپنے آئندہ پروگرام کے بارے [illegible] سوچتا رہا۔ ترلوکا اگر بنکاک آ گیا ہے تو اس کا مقصد ہے کہ اس [illegible] میرے ہاتھوں سے بچ کر نہیں جا سکے گا۔ بہر طور نجانے کس [illegible]ت مجھے نیند آ گئی۔ دوسرے دن اس وقت تقریباً ساڑھے [illegible] بجے تھے، جب میرے دروازے پر زور زور سے دستک [illegible]نے لگی میں نے پستول قبضے میں کیا اور اپنے آپ کو درست [illegible]نے کے بعد دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ دو آدمی مودب کھڑے تھے۔

"جناب عالی مسٹر کربی فوسٹر سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ ہم ایک ضروری کام سے پہنچے تھے اور جب وہ ہمیں نہیں ملے تو ہم آپ کے پاس آ گئے۔"

"کیا بات ہے۔؟"

"چند افراد آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے لے آؤ" میں نے جواب دیا اور تھوڑی دیر کے بعد تین آدمی میرے سامنے موجود تھے۔ تینوں ہی مودب نظر آ رہے تھے۔ انہوں نے تنہائی کی خواہش ظاہر کی اور میں ہاتھ ہٹا کر گردن ہلا دی۔ چند لمحات کے بعد ان تینوں کے علاوہ میرے پاس کوئی نہیں تھا۔

"ہم مشیو مارلو کا پیغام لائے ہیں، کیا ابھی تک راجہ نواز اصغر کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔"

"ہاں مجھے افسوس ہے، کہ میں ابھی تک اسے تلاش نہیں کر سکا ہوں۔"

"لیکن مشیو مارلو کی ہدایت ہے کہ راجہ نواز اصغر کو ایک لمحے کے لیے نہ چھوڑا جائے۔"

"میں کوشش کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں بہت جلد اپنی کوششوں میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس کے علاوہ اور کیا حکم ہے۔ مشیو مارلو کی طرف سے۔" میں نے سوال کیا۔

"بس مشیو مارلو تشویش کا شکار ہے کہ راجہ نواز اصغر کو ابھی تک کیوں نہیں حاصل کیا گیا۔ میڈم جینی ہاک نے اس سلسلے میں ایک منصوبہ ترتیب دیا ہے جسے وہ بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہیں کیونکہ وہ اس شخص کے ساتھ کافی وقت گزار چکی ہیں۔"

"گڈ۔ ٹھیک ہے، میں نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ لوگ رخصت ہو گئے، میرے ذہن میں بہت

سے خیالات تھے، چند لمحات میں سوچتا رہا اور اس کے بعد میں نے دل ہی دل میں ایک فیصلہ کر لیا، میں نے سوچا کہ جینی ہاک سے خود ہی ملاقات کر لی جائے، چنانچہ تھوڑی سی کوشش کے بعد میں نے اپنے ذہن میں ایک پروگرام ترتیب دے لیا، اور اس کے بعد میں اس عمارت سے باہر نکل آیا۔ خاصے عرصے کے بعد میں نے یہاں سے دور نکلنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن میں اس فیصلے سے غیر مطمئن نہیں تھا۔ جینی ہاک کی رہائش گاہ کے بارے میں مجھے معلومات حاصل تھیں۔ لیکن اس وقت میں ایک نئی حیثیت سے اس کی رہائش گاہ کی طرف جا رہا تھا، طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد میں بنکاک کے اس علاقے میں پہنچ گیا، جہاں جینی ہاک کی رہائش گاہ تھی، اور تھوڑی دیر کے بعد میں اندر داخل ہو گیا۔ جینی ہاک اپنے کمرے کے اندر موجود تھی، اس نے مجھے دیکھا اور اس کی حالت خراب ہو گئی، وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی، مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات اُبھر آئے تھے، پھر اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا ـــــ

"اوہ ـــ جناب ـــ جناب ـــ میں ـــ میں ـــ"

"کوئی بات نہیں جینی میں نے سوچا کہ تم سے خود ہی ملاقات کر لوں۔" میں نے جواب دیا۔

"جناب ـــ میں انتہائی معذرت خواہ ہوں، ابھی تھوڑی دیر قبل مجھے مشیو ماریو کی طرف سے کچھ پیغامات براہِ راست موصول ہو رہے تھے۔"

"کیا ـــ ؟"

"یہ کہ مسٹر ترلوکا یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اور راجہ نواز اصغر کے سلسلے میں سننے کے بعد ان کی کیفیت انتہائی پریشان کن ہے۔ وہ ہر قیمت پر راجہ نواز اصغر کو تلاش کر لینا چاہتے ہیں ـــ"

"ہوں ـــ بہرطور اس سلسلے میں تمہارے پاس کوئی منصوبہ ہے۔ میں اس کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے تم تک پہنچا ہوں ـــ"

"آپ نے کیوں زحمت کی مجھے بُلا لیا ہوتا، مسٹر گراڈ براہِ کرم آپ کیا پینا پسند کریں گے ـــ"

"کوئی ٹھنڈا مشروب ـــ میں ابھی لاتی ہوں۔" وہ خود ہی باہر نکل گئی، اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی جینی ہاک کی کوٹھی کے بارے میں مجھے تمام تفصیلات معلوم تھیں، چنانچہ مجھے یہاں زیادہ خطرہ نہیں تھا۔ اس کے باہر نکلتے ہی میں نے جیب سے چپٹی سی شیشی نکالی اور امونیا کی پھواریں اپنے چہرے پر مارنے لگا، جینی جب تک واپس آئی میں نے اپنا میک اَپ اُتار دیا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے رُخ بھی بدل لیا تھا، چند ہی لمحوں کے بعد جینی ہاک واپس آ گئی، وہ میرے عقب سے نکل کر میرے سامنے آئی اس کی نگاہ میرے چہرے پر نہیں پڑی تھی، پھر وہ گردن جھکا کر میرے سامنے بیٹھ گئی ـــ"

"میں آپ کی آمد سے انتہائی ـــــ" ابھی اس نے اتنے ہی جملے کہے تھے کہ اس کی نگاہیں میری طرف اٹھ گئیں، اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، جینی کی کیفیت میرے خیال کے مطابق تھی، وہ صوفے سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اس کے بدن پر رعشہ طاری ہو گیا تھا۔

"جملہ پورا کرو جینی ہاک،" میں نے سرد لہجے میں کہا، لیکن جینی کی آواز بند ہو گئی، جب دیر تک وہ کچھ نہ بول سکی تو میں نے گہری سانس لے کر کہا ـــ"

"تمہارے پاس آنا ضروری تھا جینی کیونکہ اب ترلوکا بھی یہاں آ گیا ہے اور تم کوئی منصوبہ پیش کرنے والی تھیں، میرے لئے لیکن وہ منصوبہ کیا تھا۔ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، میں اپنے راستے کی گندگی ہٹا دینے کا خواہش مند ہوں، شاید تم نے راجہ نواز اصغر کے بارے میں پوری تفصیلات نہیں معلوم کیں۔ ورنہ تم اپنا کوئی بھی منصوبہ اس کے لئے نہ پیش کرتیں، جینی ہاک میں صرف اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں سب سے پہلے تمہارے منصوبوں سمیت دفن کر دوں ـــ"

"سنو ـــ سُنو راجہ نواز اصغر ـــ بات تو سنو ـــ میں ـــ" میں وہ دہشت زدہ انداز میں کھڑی ہو گئی۔ لیکن مجھ پر جنون طاری ہو گیا تھا، میرا ہاتھ سامنے سے اس کی گردن پر پڑا اور اس کی چیخ بھی نہ نکل سکی۔ میں نے دوسرے ہاتھ میں اس کی گردن کی ہڈی توڑ دی اور وہ لہرا کر فرش پر آ رہی تھوڑی دیر تڑپنے کے بعد اس نے دم توڑ دیا، اور میں اس کی موت کا یقین کرنے کے بعد وہاں سے نکل آیا یہاں میرا کام اسی قدر تھا، باہر کھڑے ہوئے لوگوں میں سے چند نے مجھے تعجب سے دیکھا لیکن روکنے کی جرأت کسی نے نہیں کی تھی، میرا ذہن ہلکا پھلکا محسوس ہو رہا تھا اور اس کے بعد میں واپس نہیں پہنچا بلکہ میں نے بنکاک کے ایک چھوٹے سے ہوٹل میں قیام کیا، رات بڑی پُرسکون نیند آئی تھی، لیکن دوسری صبح ناشتے کی میز پر میرا ذہن ترلوکا میں الجھا ہوا تھا۔ مشیو ماریو اور ترلوکا مل گئے ہیں، لیکن مشیو ماریو آخر یہ کون۔ بہت کچھ سوچ رہا تھا میں اس کے بارے میں ـــ

ایلن گراڈ کا کردار میرے لئے ابھی محفوظ تھا۔ لیکن ان تمام کوششوں کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی اندازہ لگاتا جا رہا تھا کہ مشیو ماریو اور ترلوکا اب میرے بارے میں کیا سوچ رہے ہوں گے۔ ذہن کے بے شمار خانے کھل گئے ہوں گے اور یہ حقیقت نگاہوں سے دور نہیں تھی کہ ترلوکا کا شیطانی ذہن بہتر انداز میں سوچتا ہے، اور وہ صحیح فیصلے کرنے پر قادر ہے وہ جانتا ہے کہ راجہ نواز اصغر کی سوچ کہاں تک جا سکتی ہے اور راجہ نواز اصغر کس انداز میں کام کر سکتا ہے، ان لوگوں کے ذہنوں میں سو فیصدی یہی خیال ہو گا کہ میں ان کے درمیان ہی کھیل رہا ہوں، جینی ہاک، ٹیٹی وان اور دوسرے ایسے کردار میرے سامنے آئے تھے۔ جن سے بہرطور کسی نہ کسی طرح ترلوکا میرے بارے میں نتیجہ اخذ کر سکتا تھا، ٹیٹی وان بلاشبہ میری مددگار ثابت ہوئی تھی، لیکن میں اس کی زندگی کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا، اور اس کا یہی طریقہ تھا کہ اسے اپنے معاملات میں زیادہ الجھانے کی کوشش نہ کروں، سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے، میں اپنے آپ کو کچھ عرصے کے لئے ترلوکا کی نگاہوں سے محفوظ کر لوں، کیونکہ ظاہر ہے ترلوکا اس وقت انتہائی شدت کے ساتھ میری تلاش میں مصروف ہو گا اور یقیناً ان تمام چیزوں کو مدِنگاہ رکھے گا، جو میرے لئے خطرناک ہو سکتی ہے، چنانچہ بہتر یہ ہے کہ میں کچھ وقت کے لئے ترلوکا کی ہنگامہ آرائیاں معطل کر دوں۔ اور کوئی بھی ایسی شکل اختیار کر لوں جس سے ترلوکا بنکاک میں میری تلاش میں ناکام ہو جائے، اس طرح اپنا طویل وقت یہاں صرف کر کے وہ پریشانیوں کا شکار ہو جائے گا۔ اور یہ پریشانیاں اُسے ذہنی طور پر متاثر کریں گی۔ لیکن کوئی ایسا کردار ایسی شخصیت حاصل کرنے کے لئے مجھے یہاں کے ماحول میں اپنے آپ کو ضم کرنا ہو گا۔ اور میں اس کے لئے صحیح فیصلے کرنے لگا۔ مشیو ماریو کو کم از کم اس وقت تک نظرانداز کرنا ضروری تھا۔ جب تک ترلوکا یہاں پر اس کی سرپرستی کر رہا ہے۔ بڑا ہی مناسب فیصلہ تھا اور میں اس فیصلے سے کافی حد تک مطمئن تھا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بنکاک کی زندگی میں اپنے آپ کو کس طرح ضم کیا جائے، میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ چند روز اسی طرح خاموشی سے گذار دئے جائیں، بدلی ہوئی شکل میں کوئی مجھے یہاں پہچان تو نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ کوئی ایسی راہ اختیار کی جائے جہاں خاموشی کے یہ لمحات سکون سے گذر جائیں۔

بہت کچھ سوچا اس بارے میں کوئی صحیح فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا پھر ذہن میں ایک خیال امڈ آیا۔ اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

ماضی، بیتی ہوئی یادیں، گذرے ہوئے واقعات نواز اصغر کی زندگی انوکھی تھی۔ کیا کچھ نہیں تھا اس زندگی میں کتنے اُلٹ پھیر تھے، کتنی انوکھی کہانیاں چھپی ہوئی تھیں ایک بار پھر وہی کہانیاں دُہرانے کو جی چاہا۔ کیوں نہ خود کو ماضی کے سپرد کر دوں اور اس کے مزے لُوں۔

دل کو یہ بات خوب جچی۔ میں حال کو بھول جانا چاہتا تھا۔ بالکل بھول جانا چاہتا تھا۔ اور اس کے لئے ماضی کا سہارا ہی سب سے اچھا تھا۔ دل اس بات پر جم گیا۔ ہپی آوارہ مردوں کے لئے بنکاک میں سب کچھ تھا۔ بے شمار کیمپنگ تھے جن کے بارے میں معلوم کر لینا مشکل نہیں تھا۔ اس فیصلے پر دل خوب جم گیا۔ میں جانتا تھا کہ ان کے لیل و نہار بھی جوں کے توں ہوں گے۔ کوئی تبدیلی نہ ہوئی ہو گی ان میں۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنی شخصیت کو بالکل بھول جاؤں گا اور وہی پُرانا نواز زندہ کر لوں گا۔ جو صرف ہنسنا اور ہنسانا جانتا تھا، جس کے گٹار میں آوارہ گردوں کے لئے خوشیوں کے پیغام پوشیدہ ہوتے تھے۔ اس فیصلے پر پوری طرح عملدرآمد کرنے کے لئے میں ایک بازار میں نکل آیا۔ اور پھر سازوں کی ایک دوکان سے اپنی پسند کا ایک خوب صورت گٹار خریدنے کے بعد میں نے اپنے آپ کو آوارہ گردوں کے روپ میں ڈھال لیا ـــ

بنکاک کی سڑکوں اور گلیوں میں ایسے آوارہ گردوں کی کمی نہیں تھی، بے تکے لباس، زندگی کی ہنگامہ خیزیوں سے لاپرواہ انسان یہاں جگہ جگہ موجود تھے اور کسی ایک نئے آدمی کا اضافہ کسی کو چونکانے کا باعث نہیں بن سکتا تھا، چنانچہ اس نئی دُنیا میں داخل ہونے کے لئے میں نے لوگوں کے کیمپنگ کے راستے معلوم کئے اور پھر ایک کیمپنگ کی جانب چل پڑا۔

کوئی ساتھی نہیں تھا، صرف گٹار میری زندگی کا ساتھی بنا۔ اس وقت جب کیمپنگ میں داخل ہوا اُس کا ماحول میرے لئے اجنبی نہیں تھا، وہی زندگی سے بے اعتنائی، وہی خوب صورتی سب نے اپنی اپنی دُنیا الگ بنا رکھی تھی۔ موسیقی، رقص، گیت ہر شخص آزاد تھا۔ کسی پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ بس جیب میں رقم ہونا شرط تھی، ہر شئے دستیاب ہو جاتی تھی۔

میں نے بھی اپنے لئے ایک گوشہ منتخب کر لیا اور وہاں ایک چھوٹی سی چھولداری لگا لی۔ آوارہ گردوں کے غول کے غول

میرے اطراف میں بھٹک رہے تھے، اُن کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ میرا ذہن خیالات میں ڈوب گیا یاد آنے کو تو بہت سی باتیں یاد آرہی تھیں، ماضی کا ایک سِرا میرے سامنے آتا اور میرے ہاتھ بے اختیار اُس کی جانب بڑھ جاتے۔ جی چاہتا کہ گذرے ہوئے وقت کو گرفت میں لے لوں اور وہی سب کچھ میرے سامنے آجاتے میری آنکھیں خوابناک انداز میں پھیل گئیں اور آوارہ گردوں کے غول کے غول ایک دوسرے میں مدغم ہوگئے اور ان سے ایک تصویر ابھرنے لگی، ایک ایسی تصویر جو میرے لئے بڑی دل گداز تھی ——

میرے کان اس آواز سے آشنا تھے، وہ لمحات وہ ماحول زندگی کا حسین ترین ماحول تھا، اور میں اپنے آپ کو اُس کی گرفت سے نہ بچا سکا۔

" میں ایک پرابلم میں پھنس گیا ہوں۔ اُستاد سردارے نے کہا۔

" کیا بات ہے ۔ ؟"

" وہ ایڈری ہے نا ——"

" ہاں ہاں ——"

" بمشکل تمام اس سے جان چھڑائی ہے ——"

" کب —— ؟"

" ابھی تھوڑی دیر قبل میرے ساتھ تھی ۔"

" ویری گڈ — کیا کہہ رہی تھی ۔ ؟"

" اُسے اچانک مجھ سے شدید عشق ہوگیا ہے ۔"

" اچانک کیوں ۔ ؟"

" میرا مطلب ہے کہ پہلے وہ صرف مجھ سے متاثر تھی، اب وہ مجھ سے عشق کرنے لگی ہے ۔"

" اور موجودہ صورتِ حال کیا ہے ۔ ؟"

" یہ کہ میرے بغیر زندہ نہیں رہ سکے گی ۔"

" یہ تو تشویش کی بات ہے۔ میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

" نہیں وہ سنجیدہ ہے اُستاد۔ رو بھی رہی تھی کم بخت، اب تم بتاؤ، میں اسے گلے سے کیسے باندھ سکتا ہوں ۔"

" اُس کا خیال ہے کہ ہم شفق کے اُس پار چلیں سب کچھ چھوڑ دیں، بس پیار کی اس حسین راہ کی طرف قدم بڑھا دیں جو ستاروں تک جاتی ہے، وہ میرے لئے ساری دُنیا چھوڑنے کو تیار ہے ۔"

" واہ — واقعی بڑی نیک اور محبت کرنے والی لڑکی ہے۔ تم خوش نصیب ہو سردارے، ورنہ آج کل ایسی لڑکیاں کہاں ملتی ہیں۔ جو محبت کے لئے سب کچھ چھوڑنے پر آمادہ ہو جائیں ۔"

" لاحول ولا قوۃ اُستاد، میں اسے سر سے تو نہیں باندھ سکتا۔ بھلا کہاں لے جاؤں گا اِسے میں —— اور پھر مجھے اس سے اتنی دلچسپی بھی نہیں ہے۔ سردارے نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم نے اُسے کوئی جواب تو دیا ہوگا —— ؟"

" بس جان چھڑانے کے لئے کہہ دیا تھا کہ سوچ کر جواب دُوں گا، جس پر اس نے مجھے بہت سی دھمکیاں دی ہیں کہ وہ چرس پینے کا پائپ چبا کر خودکشی کر لے گی۔ وغیرہ وغیرہ ——"

" سردارے —— میں نے سنجیدگی سے کہا اور سردارے سوالیہ انداز میں مجھے دیکھنے لگا۔

" میرا خیال ہے اب وہ لوگ اس قابل بھی نہیں رہے کہ ہم مزید ایک دن اُن کے ساتھ گذار سکیں۔

" بالکل اُستاد — لیکن ——"

" اس سلسلے میں ایک دِلچسپ بات اور سُنو ——"

" وہ کیا اُستاد —— ؟"

" تمہارے پاس جانے سے قبل وہ میرے پاس آئی تھی اس نے مجھے بھی یہی پیش کش کی تھی ۔"

" یعنی — سردارے چلتے چلتے رُک گیا۔

" چلتے رہو — چلتے رہو — میں نے اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اُسے آگے دھکیلتے ہوئے کہا

" اُستاد —— !

" تم جانتے ہو سردارے میں جھوٹ نہیں بولتا۔

" سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن مجھے تفصیل تو بتاؤ، سردارے نے کہا ——"

" وہ میرے پاس خیمے میں آئی تھی۔ اس نے کہا کہ وہ مجھے بے پناہ چاہتی ہے، میرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی، میرے ساتھ یہاں سے نکل جانے کی خواہشمند ہے، تب میں نے اس سے کہا کہ باقی تو سب کچھ ٹھیک ہے، لیکن میرے ساتھی کا کیا ہوگا جو مجھے بے پناہ چاہتا ہے تو اس نے کہا کہ اس کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا جائے۔ بہرحال میں نے اس سے نیم رضامندی کا اظہار کر دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک اُلجھن بھی پیش کر دی — میں نے اُسے بتایا کہ اپنے ساتھی کو چھوڑنے کے بعد میں قلاش بن جاؤں گا۔ کیونکہ وہ میری کفالت کرتا ہے۔ اُس پر اُسے حیرت ہوئی اور اُس نے کہا کہ بظاہر تو یوں لگتا ہے جیسے تم ہی سب کچھ کرتے ہو۔ اس پر میں نے جواب دیا کہ یہ بھی میرے ساتھی کی محبت ہے، ورنہ سب کچھ اُس کا ہے۔

" اُستاد، اُستاد بس کرو، لعنت ہے اُس پر، اُن سے

گے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں رہ جاتی اُستاد۔ سردارے جلدی سے بولا۔

" تو پھر اب کیا پروگرام ہے۔ میں نے شرارت آمیز انداز میں پوچھا ——"

" ارے میں اسے پکڑ کر اتنے جوتے لگاؤں گا کہ اس کے دماغ کے تمام خانے درست ہو جائیں گے سردارے نے غصیلے لہجے میں کہا ۔"

" میں اس کی اجازت نہیں دُوں گا سردارے ۔"

" تو پھر —— ؟"

" گھاس ہی مت ڈالو ——"

" مگر وہ تو چپکی رہے گی نا اُستاد ۔"

" تو ایسا کرو، اس سے کہو کہ اس معاملے میں تم اپنے ساتھی سے مشورہ ضرور کرو گے — بس پھر کام بن جائے گا ۔"

" اوئے اُستاد، کیا سمجھتی ہے خود کو — ہونہہ سردارے نے گردن جھٹکتے ہوئے کہا اور پھر وہ قریب سے گذرتی ہوئی دو لڑکیوں کو دیکھنے لگا۔

" اُستاد ——"

" ہوں ——"

" کیا خیال ہے ۔"

" فضول بکواس مت کرو ۔"

" اُستاد نشے میں بھی ہیں ۔"

" تو پھر میں نے اُکتائے ہوئے لہجے میں پُوچھا ۔"

" چلیں ——"

" چلتے رہو — لیکن میری طرف سے ایک اطلاع وصول کرو۔ میں نے کہا ۔"

" اطلاع —— ؟

" ہاں —

" وہ کیا اُستاد ——"

" دو شریف آدمی ہمارا تعاقب کر رہے ہیں ۔"

" واہ —— سردارے کے مُنہ سے آہ نہ نکلی لیکن اس نے پلٹ کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی ۔"

" کہاں ہیں اُستاد — وہ آہستہ سے بولا —

" عقب میں ہیں اور شروع ہی سے ہمارے ساتھ چل رہے ہیں ۔"

" اس کا مطلب ہے کہ گڑبڑ ——"

" ممکن ہے ۔"

" تو پھر اُستاد لے چلیں سالوں کو چھیڑیں۔ سردارے نے دِلچسپی سے پوچھا ۔"

" کیا خیال ہے خود ہی شروع کر دیں۔ میں نے کہا۔

" اس میں سوچنے کی کیا بات ہے " سردارے بولا۔

" تو پھر آجاؤ — لیکن وقت یہ ہے کہ سنسان جگہ تلاش کی جائے۔ میں نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" بس اُستاد آگے سے بائیں سمت چل پڑیں گے۔ وہاں کیمپ کا اختتام ہوتا ہے۔ سردارے نے جواب دیا۔

اب وہ لڑکیوں وغیرہ کو بھول گیا تھا، ویسے میں نے تعاقب کرنے والوں کو دیکھ لیا تھا اور مجھے یقین تھا کہ مجھے دھوکا نہیں ہوا ہے۔ وہ لوگ ہمارے پیچھے ہی آرہے تھے۔ لمبے قد اور لمبے سنہرے بالوں والے، چست پتلونوں اور جیکٹوں میں ملبوس۔ ان کی تعداد دو ہی تھی، اور ہم ان سے بخوبی نمٹ سکتے تھے ۔

میں نے اسی سمت کا رُخ کیا جہاں سے ہم تاریکی میں پہنچ سکتے تھے۔ ہاں اس کے لئے ایک طویل راستہ طے کرنا پڑا تھا۔ بلا مبالغہ تقریباً ایک میل کا سفر طے کرنا پڑا تھا تب جا کر کیمپنگ کا آخری مکان بھی نگاہوں سے معدوم ہوگیا۔

ہمارا تعاقب کرنے والے پریشان ہوگئے تھے۔ ویسے انہوں نے کیمپنگ کے نشان سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کی اور وہیں کھڑے رہ گئے۔

کیمپنگ سے کچھ فاصلے پر جس جگہ ہم تھے ایک چھوٹی سی جھیل تھی۔ جس کو درختوں نے گھیرا ہوا تھا، ہم جھیل کے قریب پہنچ گئے۔

" رُک گئے اُستاد ——" سردارے نے کہا۔ ؟

" ہاں — شاید وہ ادھر آنے کی ہمت نہیں کر پا رہے ۔" میں نے جواب دیا ——

" تو پھر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں ۔" ؟

" انتظار کر لو تھوڑا سا ——"

" کہیں واپس نہ چلے جائیں ۔"

" واپس چلے تو ہم ان کے پیچھے ہوں گے — میں نے جواب دیا اور سردارے گردن ہلانے لگا۔

ہم جس جگہ تھے وہاں سے ان لوگوں کو نظر نہیں آسکتے تھے لیکن ان لوگوں کو ہم بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ وہ لوگ ہماری طرف آرہے ہیں۔

" سردارے" — میں نے سرگوشی کی ۔

" شکار آرہا ہے اُستاد" سردارے کے لہجے میں بھیڑیئے کی سی غراہٹ تھی ۔

میں خاموشی سے ان لوگوں کو دیکھتا رہا۔ دونوں پریشان نظر آرہے تھے۔ شاید وہ حیران تھے کہ ہم کہاں گئے ۔ یہاں تک کہ وہ ہمارے قریب پہنچ گئے ۔ میں اور سردارے تیار تھے ۔ اور پھر ہم دونوں نے بیک وقت ان پر چھلانگ لگائی تھی — وہ بری طرح اچھل پڑے — دونوں کے حلق سے عجیب سی آوازیں نکل گئیں ۔

ہم نے اُنہیں اپنے بازوؤں میں جکڑ لیا تھا۔ سب سے پہلے میں نے اور سردارے نے ان کی جیبوں کی تلاشی لی ۔ دونوں کی بغلوں میں ہولسٹر موجود تھے ۔ ہم نے ان کے پستول نکال کر انہیں قابو میں کر لیا اور پھر انہیں سیدھا کر دیا ۔

" ہیلو ۔ سردارے نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" کک کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو" ان میں سے ایک نے کہا

" ہوں ، یہ تو تم ہی بتاؤ گے "

" ہم — ہم تو سیر کرتے ہوئے اس طرف نکل آئے تھے ۔ اس شخص نے کہا اور میں نے آگے بڑھ کر جوتے کی ٹھوکر پوری قوت سے اُس کی پنڈلی پر رسید کی — اس کی دلخراش چیخ سے پورا ماحول گونج اُٹھا تھا دوسرے نے پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن سردارے نے اُس کے لمبے بال پکڑ لئے اور پھر وہ اُسے جھکاتا چلا گیا ۔ یہاں تک کہ لمبے بالوں والا زمین پر گر پڑا ۔

" کیا میں اسے قتل کر دوں "؟ سردارے نے پُوچھا ۔

" ابھی نہیں " میں نے جواب دیا ۔ سردارے نے گرے ہوئے آدمی کے سینے پر جوتا رکھ دیا تھا ۔

" کیوں تعاقب کر رہے تھے "؟ میں نے اپنے شکار سے پوچھا جواب بھی ٹانگ پکڑے کراہ رہا تھا ۔

" ہڈی ..... ہڈی ٹوٹ گئی ہے میری " اس نے جواب دیا اور میں نے اس کے سر پر ایک زوردار ٹھوکر رسید کر دی مقصد اِسے بے ہوش کرنا تھا اور اس میں مجھے مایوسی ہوئی ۔ اُس کی کراہیں بند ہو گئی تھیں ۔

" مم ..... مار ڈالا ... سردارے کے پاؤں کے نیچے دبے ہوئے آدمی نے ہذیانی انداز میں کہا اور اُٹھنے کی کوشش کی لیکن سردارے نے اُس کی پسلیوں پر ٹھوکر رسید کر دی ۔

" ہوشیاری سے سردارے ۔ یہ بے ہوش نہ ہونے پائے " میں نے جلدی سے کہا اور پھر میں اس کے قریب پہنچ گیا ۔ میں نے اس کا گریبان پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا اور اس کا کوٹ پشت سے کھسکا کر اُسے بے بس کر دیا ۔

" کیا تمہیں بھی تمہارے ساتھی کے پاس پہنچا دیا جائے " میں نے پوچھا — "

" نہیں — نہیں .... تم ..... تم درندے ہو " وہ چیخا ۔

" جن لوگوں نے تمہیں میرے تعاقب میں بھیجا تھا ۔ انہوں نے یہ بات تمہیں نہیں بتائی تھی " میں نے زہریلے انداز میں کہا ۔

" تعاقب .... وہ سرسرائی آواز میں بولا ۔ !

" کس نے بھیجا تھا تمہیں " میں نے کہا ۔ ؟

" یقین کرو ہم تمہارے تعاقب میں نہیں آرہے تھے "

" اٹھاؤ اسے " میں نے سردارے سے کہا اور سردارے نے حیرت انگیز طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُسے کندھے پر اٹھا لیا ۔

" جھیل میں ڈال دو " میں نے دوسرا حکم دیا ۔

" نہیں ..... نہیں " وہ حلق پھاڑ کر دھاڑا اور بُری طرح مچلنے لگا " سردارے اُسے زمین پر ڈال دیا تھا ۔ اس کی سانس دھونکنی کی طرح چل رہی تھی اور وہ دہشت زدہ نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہا تھا ۔

" بتاؤ کیوں تعاقب کر رہے تھے " ؟

" مجھے نہیں معلوم ۔ خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم ، جیکسن نے ہمیں تمہارے پیچھے لگایا تھا ۔ اُس نے کہا تھا کہ ہم تمہاری حرکات و سکنات پر نگاہ رکھیں "

" جیکسن کون ہے "؟

" ڈریم باد کا مالک "

" ڈریم باد کہاں ہے ؟ "

" اُس طرف ، وہ جس کے حروف چمک رہے ہیں "

" سچ بول رہے ہو — " ؟

" ہاں بالکل سچ ، یقین کرو بالکل سچ "

" تمہارا اس سے کیا تعلق ہے — ؟ "

" تنخواہ دیتا ہے ۔ ملازم ہوں میں اُس کا — "

" کیا نام ہے تمہارا — "

" زورچ ۔ "

" جیکسن کو ہم سے کیا دلچسپی ہے — "

" میں نہیں جانتا ۔ میرا ساتھی بھی نہیں جانتا تھا "

" ہوں — میں نے جھک کر سردارے کو اشارہ کیا اور سردارے اس کی کنپٹیاں دبانے لگا ۔ اس نے تھوڑے بہت ہاتھ پاؤں

مارے اور پھر بے ہوش ہو گیا ۔ سردارے ہاتھ جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا تھا — "

" جیکسن " میں نے ایک طویل سانس لے کر کہا ۔

" یہ کیا چیز ہے ۔ چیف — "

" دیکھنے سے ہی معلوم ہو گا "

" چلیں — "

" میرا خیال ہے ابھی نہیں — ابھی تو یہاں کئی روز تک قیام کریں گے — میں نے جواب دیا ۔

" او کے چیف — "

" ویسے مزا آرہا ہے سردارے ۔

" ہاں اُستاد — ایسا لگتا ہے جیسے ہماری دلچسپیاں ہر جگہ ہمارا انتظار کرتی ہیں ۔ آؤ واپس چلیں — میں نے کہا اور ہم واپس چل پڑے ۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم روشنیوں میں آ گئے تھے ، ہمارا رخ اپنے خیموں کی طرف تھا ، چاروں طرف سے شور و غل کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں ۔ رات پوری طرح جاگ رہی تھی ۔ لیکن ہم رات کی رنگینیوں میں شریک نہیں ہوئے اور اپنے خیمے کی طرف بڑھتے رہے یہاں تک کہ ان کے قریب پہنچ گئے ۔

میں اپنے خیمے میں داخل ہو گیا ، لباس تبدیل کر کے میں فوم کے بستر پر لیٹ گیا تھا ۔ بہت سے خیالات ذہن میں تھے میں نے سوچا کہ میرے ساتھی کہاں چلے گئے ۔ لیکن یہ بھی سوچنے کی بات تھی ، ظاہر ہے کیمپنگ میں اس بارے میں سوچنا حماقت ہے ۔ فوری طور پر ایک بات ذہن میں آئی تھی ۔ تھامسن کا گروہ کافی بڑا تھا ۔ ممکن ہے جیکسن اس کا خاص آدمیوں میں سے ہو اور یہاں بار چلاتا ہو ۔ اس شکل میں اُسے میرے بارے میں معلوم ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں تھی ۔ ممکن ہے پی گوڈے کے کچھ آوارہ گرد یہاں آئے ہوں اور انہوں نے مجھے پہچان لیا ہو اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا ۔ تو پھر جیکسن کے لئے کیا کرنا چاہیئے ۔ بھڑ جاؤں اس سے ۔ یا — پھر مجھے مقامی ایجنٹوں کا خیال آیا ، کیوں نہ پہلے اُن سے ملاقات کر لی جائے ۔ یہاں کے بارے میں اُن سے مکمل معلومات حاصل ہو جائیں گی اس کے بعد جیکسن کو بھی دیکھ لیا جائے گا ۔

میں نے کروٹ بدلی اور سونے کی کوشش کرنے لگا لیکن دفعتاً چونک پڑا ۔ مجھے ایک اور خیال آیا تھا اور اس خیال نے درحقیقت مجھے چونکا دیا تھا ۔ ہم نے ان دونوں کو کیوں نظر انداز کر دیا ، جو مرے نہیں تھے اور جنہیں ہم جھیل کے کنارے چھوڑ آئے تھے ۔ وہ ہوش میں آ گئے ہوں گے اور جیکسن کو ان کی ناکامی کی اطلاع مل گئی ہو گی ۔

تو پھر کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ جیکسن کوئی دوسرا فوری اقدام کرے ، نجانے کیوں یہ خیال میرے ذہن پر اس قدر مسلط ہوا کہ میں بجلی کی سی سرعت کے ساتھ اٹھ گیا ، دوسرے لمحے میں خیمے کے دروازے پر آیا اور بڑے محتاط انداز میں — میں نے باہر جھانکا پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا ۔ چند ہی لمحات کے بعد میں سردارے کے خیمے کے سامنے تھا ۔

سردارے — میں نے اُسے زور سے آواز دی ۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا — دوسری آواز پر سردارے باہر نکل آیا تھا ۔

" خیریت اُستاد ۔ اس نے سوال کیا "؟

" باہر آ جاؤ — !

" ابھی آیا اُستاد ۔ سردارے نے جواب دیا اور چند لمحات کے بعد وہ خیمے سے باہر تھا ۔

" خیریت تو ہے اچانک — "

" ہاں خیریت ہے ۔ بس میں نے سوچا کہ تمہاری خیریت معلوم کر لوں "

" تو پھر معلوم کر لی اُستاد — " ؟

" ہاں آ جاؤ ۔ "

" کیا مطلب ؟ "

" آ جاؤ — میں نے کہا اور سردارے سوچے سمجھے بغیر میرے ساتھ آگے بڑھ آیا ۔

" سمجھ میں نہیں آیا اُستاد ، اچانک ہی یہ سب کیا سوجھی "

" سمجھ نہ آنے کی کوئی بات نہیں ہے ، بس میں نے سوچا کہ خیمے میں رات بسر کرنے سے کیا فائدہ ، کیوں نہ کھلے آسمان تلے پناہ لی جائے " میں نے جواب دیا ۔

" خوب ، اچھا ہے ۔ ویسے بھی ٹھنڈی ہوائیں دماغ کو سکون دیتی ہیں "

" کیا تم سو چکے تھے ؟ " میں نے پوچھا — "

" کسی حد تک اُستاد — سردارے نے کہا لیکن اس سے قبل کہ میں اُسے کوئی جواب دیتا ، فضا میں اسٹین گن کی آوازیں گونج اٹھیں اور میں اور سردارے اچھل پڑے ، قرب و جوار میں پھیلی ہوئی روشنی کے سائے میں میں نے چند افراد کو دیکھا جو ہمارے خیموں کے گرد جمع تھے ، خیمے پر باہر ہی سے گولیاں برسائی جا رہی تھیں ۔ اسٹین گن کے علاوہ پستول بھی استعمال کئے جا رہے تھے ۔ شاید باہر والے کوئی خطرہ مول لئے بغیر اندر موجود لوگوں کو چھلنی کر دینا چاہتے تھے ۔ انہوں نے خیموں میں جالیاں بنا دیں اور پھر شاید دستی بم بھی استعمال کئے گئے ، چاروں طرف

ہنگامہ ہوگیا تھا، ہمارے خیمے میں آگ لگ گئی تھی اور پھر حملہ آور فرار ہوگئے۔ سردارے پتھر کے بت کی مانند کھڑا تھا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

اچانک ہی میرے ذہن میں ایک خیال آیا اور میں نے اس پر فوراً ہی عمل کر ڈالا تھا۔ خیمے دھڑا دھڑ جل رہے تھے اور قرب و جوار کے لوگ آگ بجھانے کی کوشش میں مصروف ہوگئے تھے لیکن ہم اطمینان سے جلتے ہوئے خیموں کو دیکھتے رہے۔!

"اُستاد" سردارے نے میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔"

"اگر ہم ان خیموں میں ہوتے تو کیا ہوتا۔"

"روسٹ" میں نے سکون سے جواب دیا۔

"مگر تمہیں پتہ کیسے چلا اُستاد"

"کس بات کا؟"

"اس کا کہ تھوڑی دیر کے بعد یہ سب کچھ ہونے والا ہے"

"بس میں کچھ پُراسرار قوتوں کا مالک ہوں"

"نہیں اُستاد سنجیدگی سے۔ میں واقعی حیران ہوں"

"تمہارے خیال میں کیا ذریعہ ہو سکتا ہے سردارے؟"

"میری عقل کام نہیں کر رہی اُستاد۔"

"عقل کا استعمال بڑی احتیاط سے کیا جاتا ہے اور اس کے لئے جاہدہ کرنا پڑتا ہے۔"

"یہ بات تو مانتا ہوں اُستاد" سردارے نے گردن ہلا دی۔

"اب سوچنے کی بات یہ ہے سردارے کہ دن کی روشنی میں [illegible] یں گے"

"کیوں نہ ہم بھی رات ہی میں کام شروع کر دیں"؟ اُستاد۔

"جلد بازی مناسب نہیں ہوگی، ہم یہاں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پہلے پوزیشن معلوم کی جائے۔ اُس کے بعد کام کے بارے میں سوچا جائے۔ جیکسن کافی طاقتور شئے معلوم ہوتا ہے۔ کام کرنے کا یہ انداز معمولی نہیں ہے"

"ہاں یہ بات تو ٹھیک ہے مگر۔"

"مگر کیا"؟

"کچھ نہیں میں سوچ رہا ہوں پروگرام کیا ہے"

"وہی سوچ رہا ہوں۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"دن کی روشنی میں وہ ہمیں آسانی سے تلاش کر سکتے ہیں ویسے بھی ہمیں یہ بھی پتہ ہے کہ یہاں جیکسن کی کیا حیثیت ہے۔ اور کتنے آدمی اس کے لئے کام کرتے ہیں"

"ٹھیک ہے اُستاد۔ میرے ذہن میں ایک اور خیال ہے" سردارے نے کہا۔

"وہ کیا"؟

"کیوں نہ ہم کیمپنگ سے نکل چلیں، شہر میں چل کر قیام کریں اور پھر تیاریاں کر کے ان سے نمٹیں۔ میں نے پُرخیال انداز میں گردن ہلائی اور پھر سردارے کی بات سے متفق ہوگیا۔

"تب پھر چلیں اُستاد" سردارے نے کہا اور ایک طرف بڑھنے لگا۔

"کہاں جا رہے ہو۔"؟

"گاڑی لے آؤں۔"

"رہنے دو رہنے دو۔ میں نے اُسے چمکارتے ہوئے کہا۔ تمہارے ذہن پر ابھی تک خمار باقی ہے۔

"میں سمجھا نہیں۔"؟

"سمجھنے کی کوشش کرو۔ کیا ہماری گاڑی ان کی نگاہ میں نہیں ہوگی، وہ اُس کی نگرانی نہیں کر رہے ہوں گے" میں نے سردارے کی پشت سہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی۔ سردارے کی آنکھوں میں خجالت کے آثار نظر آنے لگے۔ پھر وہ بولا۔

"مگر اب چلیں گے کیسے۔"؟

"پیدل"

"لیکن ہم اس علاقے سے ناواقف ہیں"

"روشنیاں رہنمائی کریں گی۔ آؤ۔ میں نے کہا اور سردارے گردن جھٹکنے لگا۔ وہ شاید اتنی قیمتی گاڑی چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن مجھے ان معمولی چیزوں کی پرواہ نہیں تھی۔ میں لاپرواہی سے چل پڑا۔ سردارے میرے پیچھے پیچھے تھا۔ ہم دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے کیمپنگ سے باہر نکل آئے۔ ہمارا رُخ شہر ہی کی جانب تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے سردارے سے کہا۔

"میرا خیال ہے شہر زیادہ دُور نہیں ہے۔

"ہاں اُستاد لیکن ہوٹل کیمپنگ کے فوراً بعد ہی نہیں ہوگا" سردارے نے کہا۔

"کیا وقت ہوگیا ہے"؟

"ساڑھے چار بجے ہیں"

"کیا ٹیکسیاں نہیں چل رہی ہوں گی"؟

"میرے خیال میں چل رہی ہوں گی۔ سردارے نے جواب دیا۔

"تب آؤ ٹیکسی تلاش کریں۔ میں نے سردارے سے کہا۔ اور ہم لوگ نگاہیں دوڑانے لگے، چند لمحات کے بعد ہمیں ٹیکسی مل گئی۔

اور ہم ٹیکسی میں بیٹھ کر چل پڑے۔ شفاف سڑکوں پر پھسلتی ہوئی ٹیکسی نے ہمیں جلد ہی ایک خوب صورت ہوٹل تک پہنچا دیا، لمبی لیکن کم اونچی سیڑھیوں پر کھڑے ہوئے دربان نے ٹیکسی کا دروازہ کھولا اور ہم دونوں نیچے اُتر آئے۔ سردارے نے ٹیکسی کا بل ڈرائیور کو ادا کیا اور ہم دونوں ہوٹل کی سمت چل پڑے۔ چند ضروری کارروائیوں کے بعد ہم کمرے میں پہنچ گئے۔ بے حد خوب صورت کمرہ تھا ٹیلیویژن اور دوسری ضروریات سے آراستہ۔ نرم بستر دیکھ کر جوتے اتارنے کو بھی جی نہ چاہ رہا تھا۔ بہرطور اس کے بعد ہم آرام کی نیند سو گئے۔

چھولداری کے دروازے پر کچھ آہٹیں محسوس ہوئیں تو میرے ہاتھ گٹار کے تاروں پر چلتے چلتے رُک گئے۔ ماضی کا ایک باب میرے سامنے کھُلا ہوا تھا۔ میری آنکھیں آنسو برسا رہی تھیں۔ اپنے رُخساروں کے گیلے ہونے کا مجھے احساس تک نہیں ہوا تھا بے اختیارانہ انداز میں میرے ہاتھ گٹار کے تاروں پر چلتے رہے تھے۔ اس وقت میں سردارے کی معیت میں کھویا ہوا تھا۔ گذرے ہوئے لمحوں کی حسین چبھن میرے دل میں گداز پیدا کر رہی تھی اور یہی گداز آنکھوں سے آنسو برسا رہا تھا۔ مجھے اندازہ بھی نہیں تھا کہ میرے ہاتھ گٹار کی تاروں پر کس رفتار سے چل رہے ہیں۔ لیکن گٹار کے شوقین، موسیقی کے دلدادہ ہیپی آوارہ گردوں کے کانوں سے یہ آوازیں محفوظ نہیں رہ سکتی تھیں اور وہ میری چھولداری کے سامنے جمع ہو گئے تھے، پھر ان میں سے کوئی ہمت کر کے اندر گھُسا تو میں حال کی دُنیا میں لوٹ آیا۔ ہاں ماضی کی خوشگوار یادیں ایک دم فضاء کے دھندلکوں میں تبدیل ہوگئی تھیں۔ اب میرے سامنے حقیقت تھی۔ وہ حقیقت جس میں مَیں اپنا بہت کچھ گنوا چکا تھا۔ اپنی زیبا ــــ اپنی زندگی آنسوؤں سے بھیگی ہوئی آنکھوں سے میں نے اپنے سامنے کھڑے ہوئے لوگوں کو دیکھا۔ وہ سب میری جانب نگراں تھے۔ ان کے چہروں پر عقیدت کے آثار تھے، یہ ہیپی آوارہ گرد تھے۔ جن میں لڑکیاں بھی تھیں اور مرد بھی۔ مَیں بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ اور سہمی سہمی نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا۔ ایک دراز قامت حسین لڑکی آگے بڑھی اور اس نے بے تکلفی سے میری پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

"محبت کے دیوتا۔!

"گٹار کے شہنشاہ۔ ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر میرے پاؤں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا اور دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

نہیں نہیں۔ تم ہم سے دُور نہیں رہ سکتے، باہر آؤ دیکھو رات جوان ہے۔ ہمارے کان تمہارے گٹار کے سروں کے پیاسے ہیں۔ باہر آؤ اپنے فن کو پوشیدہ نہ رکھو، ہمیں اسکا کچھ حصّہ دے دو۔

مَیں پریشان انداز میں اُنہیں دیکھنے لگا۔ وہ سب کے سب پُراشتیاق نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ اور پھر وہ بازوؤں سے پکڑ کر مجھے باہر لے آئے۔

وہی بدمستیاں، وہی شوخیاں، سب کچھ وہی تھا لیکن سردارے خلاؤں میں گم ہو چکا تھا۔ نہ ہی میری زندگی۔ وہ میرے پاس نہیں تھی۔ نجانے وہ کہاں تھی، نجانے کہاں اور دل کے بند سوتے کھل گئے، آنسوؤں کی ان دھاروں کو بہنے کا موقعہ مل گیا اور میرے دل کا سوز گٹار کے تاروں سے عیاں ہونے لگا۔ ہیپی آوارہ گرد دم بخود کھڑے تھے، اور گٹار کے تار آنسو بھرے نغمے بکھیر رہے تھے۔

جانے کب تک یہ ہنگامہ خیزیاں جاری رہیں اور اس کے بعد میں تھک گیا۔ سُننے والوں کے جوش و خروش میں کمی نہیں آتی تھی، مجھ سے ایک اور نغمے کی فرمائش کی گئی، لیکن میں نے ان سے معذرت کر لی تھی، آوارہ گرد میرے اطراف میں پروانوں کی طرح گردش کر رہے تھے، جب میں ان سے معذرت کر کے اپنی چھولداری میں واپس آیا تو وہی دراز قامت لڑکی میرے پاس پہنچ گئی۔

"تم تنہا ہو۔"؟

"ہاں ـــ اور تنہا رہنا چاہتا ہوں۔"

"زخمی ہو"! اس نے سوال کیا۔

"نہیں لڑکی۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے، تم میری طرف سے مطمئن رہو۔"

"نہیں۔ گٹار کے تاروں میں جو درد تم نے سمو رکھا ہے، وہ دل کی آواز معلوم ہوتا ہے، مجھ سے اپنا درد کہہ دو" میں نے تمسخرانہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"اس کے بعد کیا ہوگا۔"

"مَیں اس درد کا کچھ حصّہ بانٹ لوں گی" اس نے خلوص سے کہا۔ مَیں نے اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے خلوص کے نور کو دیکھا اور نجانے کیوں میرا دل اس کی طرف سے موم ہو گیا بات حماقت کی تھی، لیکن خلوص کی طاقت اس کے پاس موجود تھی۔

"کیا نام ہے تمہارا۔"؟

"کیشی۔۔۔ میرا نام کیشی ہے"

"ڈیئر کیشی میں آرام کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے اس کا موقع دو گی" وہ چند لمحات سوچتی رہی پھر اس نے کہا"

"مَیں تمہارے خیمے کے باہر زمین پر سو جاتی ہوں، صبح جب تم اُٹھو گے تو میں تمہاری خدمت کروں گی"

"اتنی جذباتی نہ ہو کیشی!"

" نہیں... تم اسے جذباتی کیفیت کا نام نہیں دے سکتے بس میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمہارے درد کا ایک حصّہ تقسیم کر لوں۔ انسان... انسان ہی ہے، کسی بھی کیفیت میں ہو، اس کے دل میں کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی کے لئے درد ضرور پیدا ہوتا ہے۔"

" اپنے درد کو اپنے سینے میں دفن کر لو، کسی سے کسی کو کچھ نہیں مِلتا۔"

" مِلنے کا نام دینا ہی نہیں ہے، بعض اوقات مٹنے میں جو مزہ آتا ہے وہ کسی چیز کو پا لینے میں نہیں۔"

" فلسفہ مت بھگارو میرے سامنے، میں نے دُنیا کے ہزار لا رنگ دیکھے ہیں۔"

" مگر میں نے کوئی رنگ نہیں دیکھا، میری آنکھوں میں اگر ایک رنگ جاگ رہا ہے، تو تم اُسے کیوں ملیامیٹ کر دینا چاہتے ہو؟"

" اچھا ٹھیک ہے۔ تم جاؤ باہر آرام کرو، میں سونا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔ مجھے اُمید تھی، کہ نشے کے عالم میں وہ لڑکی اس قسم کی باتیں کر رہی ہے۔ ہوش آئے گا تو اپنی راہ لے گی۔ وہ خاموشی سے باہر نکل گئی اور میں گٹار ایک سمت رکھ کر آرام کرنے لیٹ گیا۔ یہ جو کچھ ہوا تھا میری توقع سے مختلف نہیں تھا۔ لیکن میں خود اتنا جذباتی ہو جاؤں گا مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا۔ ماضی میں کھو کر جو کچھ مجھے یاد آیا تھا وہی میرے گٹار کے تاروں میں ڈھل گیا تھا۔ حالانکہ اتنے عرصے کے بعد میں نے گٹار بجایا تھا لیکن شاید میرے سُر میرے پاس تھے، اور زیبی کی موجودگی میں ان سُروں کی غمگینی رخصت ہو گئی تھی۔ گٹار میں ان سُروں کا درد جاگ اٹھا تھا۔ بلاشبہ یہ سُراب ان آوارگردوں کو پاگل کر دیں گے لیکن میں کیا کرتا، بہرطور مجھے یہاں کچھ وقت گذارنا تھا۔ ترلوکا کی نگاہوں سے محفوظ رہنے کے لئے یہ سب ضروری تھا، دوسری صبح جاگا تو ذہن رات کے واقعات فراموش کر چکا تھا، یہ تک یاد نہیں رہا تھا کہ میں کہاں ہوں، پھر چھولداری کے دروازے کو دیکھا اس کے بعد سب کچھ یاد آ گیا، آنکھیں مَلتا ہوا وہاں سے باہر نکل آیا، لیکن دفعتاً میرے قدم ٹھٹک گئے۔ خیمے کے دروازے کے باہر کیشی گھٹنوں میں سر دیئے لیٹی تھی، اس کے حسین وجود کی تمامتر رعنائیاں نمایاں تھیں، لمبے لمبے بال چہرے پر بکھرے ہوئے تھے ایک عجیب سی معصومیت نے میرے ذہن میں نجانے کون سے خانے روشن کر دیئے، میں اس کے قریب بیٹھ گیا، میں نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر اُسے اٹھایا۔ آنکھیں ملتی ہوئی وہ اُٹھ بیٹھی۔ مجھے دیکھ کر مسکرائی۔ اس کی آنکھوں میں عقیدت کے گہرے جذبات تھے۔

" تم... واقعی کیشی تم۔"

" کیا مطلب؟"

" یہاں کیوں سو رہی تھیں؟"

" میں نے تم سے کہا تھا نا کہ میں تمہارے جاگنے کا انتظار کروں گی،" میں سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا، اس کے بعد میں نے ایک گہری سانس لے کر اسے اپنا ساتھی منتخب کر لیا۔ کم از کم کچھ وقت کے لئے اس کی معیت میں تھوڑا سا دل ہی بہلے گا۔ ویسے بھی تنہا کیا کروں گا۔ سارا دن اس کے ساتھ گذرا، رات کو میں وہاں سے آگے بڑھ کر ایک چھوٹی سی جھیل کے کنارے پہنچ گیا جو کیمپنگ کے آخری سرے پر تھی، مجھے تعجب ہوا، واقعات اُس وقت بھی کچھ اِسی قسم کے تھے، جب میں سردارے کے ساتھ برمہ میں تھا، اور تھامسن کے گروپ سے میری چل رہی تھی اس وقت بھی ایک ایسی ہی مہربان لڑکی میرے ساتھ تھی، ہاں بالکل کیشی کی مانند اس کا نام ژدلی زاں تھا۔ واقعات کسی فلم کی مانند میری نگاہوں کے سامنے سے گذرنے لگے، سونے کی جھیل کی دِلکشی ژدلی زاں کا صحت راز حُسن وہ خود بھی چاندنی کی کوئی پُراسرار مخلوق معلوم ہو رہی تھی، جو زمین پر اُتر آئی تھی اس کے ہونٹوں پر پھیلی ہوئی طلسمی مُسکراہٹ بڑی دلکش لگ رہی تھی۔ میں اس حسین ماحول میں کھو کر رہ گیا۔ وہ خاموشی سے مجھے دیکھ رہی تھی، اور نجانے کتنا وقت اس خاموشی سے گذر گیا، تب ژدلی نے ہی سکوت توڑا۔

" سیسرو۔"!

" ہاں ژدلی۔" میں نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔"

" کچھ باتیں کرو، تھک گئے ہو تو لیٹ جاؤ، میں تمہارے بالوں میں اپنی انگلیوں سے کنگھی کر کے، تمہیں سکون کی دُنیا میں لے جاؤں گی، نجانے کیوں ژدلی زاں کی بات مان لینے کو جی چاہا اور میں لیٹ گیا، اس کی مخروطی انگلیاں میرے بالوں میں کنگھی کرنے لگیں۔"

" تم وہ نہیں معلوم ہوتے سیسرو جو ہو۔ ژدلی آہستہ سے بولی۔

" ہر آدمی وہ نہیں معلوم ہوتا ژدلی جو وہ ہوتا ہے"۔ میں نے کہا۔"

" ہاں... لیکن کچھ دوست قابل بھروسہ ہوتے ہیں، ژدلی نے جواب دیا۔

" دوست... یہ کیا ہوتا ہے ژدلی۔"؟

" کیا مطلب"؟

" وقت سب سے بڑا دوست ہے جو چاہے مانگ لو، جو چاہو کہہ لو۔ اس کے بعد شاید کوئی دوست نہیں ہوتا۔"

" میں بھی نہیں..." ژدلی نے پُوچھا۔

" تم سکون ہو دوست نہیں۔"

" شاید" وہ آہستہ سے بولی اور خاموش ہو گئی۔"

" بُرا مان گئیں۔" میں نے تھوڑی دیر بعد پوچھا، اس کی انگلیاں بدستور میرے بالوں میں چلتی رہی تھیں۔"

" نہیں۔ تمہاری شخصیت پر غور کر رہی تھی، میں نے تم سے وعدہ کیا تھا، کہ زخموں کے بھید نہ کریدوں گی، بس یونہی منہ سے باتیں نِکل گئیں۔ شرمندہ ہوں، زخم جب اُبھرتے ہیں تو زبان تلخ ہو ہی جاتی ہے، غلطی میری ہے۔"

" اوہ۔ ژدلی شاید میں نے تمہاری دل آزاری کی ہے،" میں نے کہا

" نہیں سیسرو، ایسی کوئی بات نہیں ہے، میرا دل بہت مضبوط ہے"

" میری باتوں کا بُرا مت ماننا ژدلی، میں نے کہا، دوسری صبح پُرسکون تھی، میں اپنے مکان میں واپس آ گیا اور ژدلی زاں مجھ سے فرصت کی ملاقات کا وعدہ لے کر چلی گئی، سردارے گھر پر موجود تھا۔

" کیا حال ہے سردارے،" میں نے مُسکراتے ہوئے پوچھا۔

" ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ۔"

" ہم بھی ٹھیک ٹھاک ہی ہیں، ویسے یہ بتاؤ تمہیں اپنی ملی"؟

" نہیں جی۔ ہر دہ فرنا ہیڈ لیس اس کا کوئی مائیکل نہیں ہے لیکن ہے خوب۔"

" خوب...، میں نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

" تم کہاں رہے اُستاد۔ سردارے کی آواز میرے کانوں میں اُبھری۔"

" بس۔ تھامسن کا منتظر رہا۔"

" اتنی جلدی تو اس کا آنا مشکل ہی اُستاد۔"

" آج کا دن زیادہ اہم ہے۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔"

" میرا اور کیگرو کا بھی یہی خیال ہے لیکن اُستاد۔ کیا وہ چور دن کی روشنی میں آنے کی جرأت کرے گا"؟

" کیا کہا جا سکتا ہے سردارے۔ بہرحال وہ جب تک نہ آئے دن رات اس کا انتظار کرنا ہو گا۔"

" کیگرو بہت حوصلہ مند انسان ہے۔ وہ پوری طرح چاق و چوبند ہے۔"

" ہاں۔ سیکا نے عمدہ آدمی روانہ کیا ہے۔ ویسے باہر کی پوزیشن کیا ہے"؟

" لوگ پُرسکون ہیں اُستاد۔ سردارے نے جواب دیا۔ روزمرّہ کے کاموں میں مشغول ہیں۔" سردارے نے جواب دیا۔ میں سمجھ گیا کہ سردارے کو میری رات کی تفریحات کا علم نہیں ہے، بہرحال اس بارے میں بتانا خاص ضروری بھی نہیں تھا۔

یہ دن بھی گذر گیا۔ لیکن سورج نے ابھی منہ نہیں چھپایا تھا کہ ہماری رگوں میں زندگی دوڑ گئی۔ بہت دُور سے موٹر سائیکلوں کے ایک غول کو دیکھا گیا تھا۔ کیگرو کے آدمیوں نے فوری طور پر اطلاع دی اور ہم سب ایک جگہ جمع ہو گئے۔

" ہوں۔ تو تھامسن مردوں کی طرح آیا ہے، میں نے کہا۔"

" ہاں۔ یہ بھی اس کی شامت ہے۔"

" تو پھر میرا خیال ہے اسے کیمپ سے دور ہی روکا جائے، تاکہ کیمپ میں موجود بیگناہ انسانوں کو نقصان نہ پہنچے، میں نے کہا۔

" میں نے چار پوائنٹ ترتیب دیے ہیں چیف۔" پوائنٹ نمبر ایک پر میرے آدمی ہیں، نمبر دو پر کمک موجود ہے۔ تین اور چار خالی ہیں۔ لیکن وہاں تک نوبت ہی نہ آنے دی جائے گی۔" کیگرو نے ان پوائنٹس کی تفصیل بتائی۔

" ویری گڈ۔ گویا انہیں پوائنٹ نمبر ایک پر ہی روکا جا سکتا ہے"

" یقیناً۔"

" تب چلو۔" میں نے کہا۔ اور ہم کیمپ کے لوگوں کو بتائے بغیر پوری طرح مسلح ہو کر چل پڑے۔ پوائنٹ نمبر ایک سڑک کے کنارے کی وہ پہاڑیاں تھیں جن کے گرد گھومنے کے بعد پی گوڈے کی طرف مڑا جاتا تھا۔ پوائنٹ نمبر دو اس کے پیچھے تھا۔ اور تین اور چار کیمپ کے قریب تھا۔ چنانچہ ہم پوائنٹ نمبر ایک پر پہنچ گئے، بڑی عمدہ پوزیشن تھی، یہاں سے وہ سڑک کاٹی جا سکتی تھی جو پی گوڈے جاتی تھی۔ موٹر سائیکلوں کی خوفناک آوازیں اب کیمپ تک پہنچنے لگی ہوں گی، ان کی تعداد کسی طرح پچاس پچپن سے کم نہیں تھی، اور وہ خاصی تیز رفتاری سے چلی آ رہی تھیں۔ کیگرو مستعد تھا۔

" پہلا پروگرام کیگرو۔"! میں نے پوچھا۔

" ابھی سامنے آ جائے گا چیف۔ کیگرو نے مُسکراتے ہوئے کہا اور میں خاموش ہو گیا اور بلاشبہ کیگرو کا پہلا پروگرام بہت عمدہ تھا۔ جونہی موٹر سائیکلیں پوائنٹ نمبر ایک تک پہنچیں، اچانک کیگرو کے آدمیوں نے کوئی چیز سڑک کی طرف اُچھالی اور... دستی بموں کے خوفناک دھماکوں سے پہاڑیاں لرز اُٹھیں، سڑک پر ایک لائن سے دستی بم پھینکے گئے تھے۔

موٹر سائیکل والوں نے پورے بریک لگائے، اور بُری طرح ایک دوسرے سے اُلجھ گئے، انھیں اس شاندار استقبال کی توقع نہیں تھی، اُلجھنے والے زخمی بھی ہوئے تھے، اور کیگرو کے آدمیوں نے

انہیں سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ اس بار دستی بم ان کے جمگھٹے پر پھینکے گئے تھے۔ اور کیگرو کی ترکیب کارگر ہوئی۔

" وہ بدحواس ہو گئے، پھر بہت سوں نے، جدھر منہ اُٹھا اپنی موٹر سائیکلیں موڑ دیں۔ بلاشبہ وہ بہترین سوار تھے، اگر وہ بہترین موٹر سائیکل سوار نہ ہوتے تو موٹر سائیکلوں کے بے شمار حادثے ہوتے لیکن وہ موٹر سائیکلوں پر صرف اتنی دُور گئے، جہاں وہ پوزیشن لے لیں، وہ بھی اچھی طرح مسلح ہو کر آئے تھے۔"

" دستی بموں کے جواب میں انہوں نے بھی دور پھینکے جانے والے دستی بموں سے حملہ کیا تھا، لیکن ان کے ساتھ دقت یہ تھی کہ وہ صحیح سمت کا تعین نہیں کر سکتے تھے، انھوں نے ٹیکریوں کے پیچھے بم پھینکے تھے، جو ناکارہ ہی رہے، البتہ اب کیگرو نے اسٹین گن سنبھال لی تھی۔ بموں کے حملے میں تین چار آدمی ڈھیر ہو گئے تھے۔ جن کی لاشیں وہیں پڑی رہ گئیں تھیں۔ بہرحال ٹیکریاں ان کی بھی معاون ہوئیں اور انہوں نے بھی بالآخر اپنی پوزیشن مستحکم کر لی۔

دونوں طرف سے گولیاں چلنے لگیں۔ کیمپ والوں کا کیا عالم تھا۔ اس وقت، وہی جانتے تھے۔ لیکن یہاں بہت عمدہ مقابلہ ہو رہا تھا۔ بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے دُشمن فوجیں آمنے سامنے آگئی ہوں، اور خوفناک جنگ جاری رہی۔ تھامپسن کافی ایمونیشن لے کر آیا تھا، لیکن جوش میں وہ بہت بے جگری سے گولیاں چلا رہا تھا، جبکہ کیگرو طویل جسامت ہونے کے ساتھ ذہین بھی تھا وہ صرف اسی طرف حملہ کرتا جہاں اِسے کام بن جانے کا یقین ہوتا،

اِسی طرح تھامپسن کے آدمیوں کا زیادہ نقصان ہو رہا تھا۔ ہمارے بھی کئی آدمی زخمی ہوئے۔ لیکن مرا ایک بھی نہیں تھا۔ کافی دیر گذر چکی تھی۔ تھامپسن کے آدمی جمے ہوئے تھے، تب کیگرو رینگتا ہوا میری طرف آیا۔"

" اب ہمیں متحرک ہونا چاہیئے۔" اس نے کہا۔

" کیا مطلب ـ"؟

" مقابلہ توقع سے زیادہ طویل ہو گیا ہے اور ایمونیشن بہرحال محدود ہے۔"

" متحرک سے کیا مراد ہے۔"؟

" جگہیں بدل بدل کر صرف کار آمد حملے ہونے چاہئیں۔"

" لیکن اس طرح ہمارے آدمی بھی نقصان اُٹھائیں گے۔

" یہ خطرہ بھی مول لینا پڑے گا چیف، پرواہ مت کرو۔ کیگرو نے کہا۔" اور پھر اس نے ایک مخصوص انداز میں سیٹی بجائی، دوسری طرف سے اس سیٹی کا جواب بھی ملا۔

اور پھر میں نے بڑی دلچسپ و عجیب جنگ دیکھی، کیگرو کے ساتھی تیزی سے جگہیں بدل رہے تھے، اور چونکہ وہ سمتوں کا صحیح اندازہ رکھتے تھے اس لئے بڑے کار آمد نشانے لگا لیتے تھے، ہاں اسی طرح چار آدمی گولیوں کی زد میں آگئے اور ہلاک ہو گئے، لیکن چار آدمیوں کے زیاں نے کیگرو کے بدن میں چنگاریاں بھر دیں۔ اور اس کے بعد تو اس نے ایسے خوفناک حملے کئے کہ بس لُطف ہی آگیا۔ تھامپسن کے آدمی تیزی سے پیچھے ہٹنے لگے۔ اور کیگرو کی دہاڑ گونجی۔

" او کانے۔۔۔ او چور۔ بھاگ کیوں رہا ہے مردوں کی طرح مقابلہ کر۔۔۔ آجا۔ او کانے چور۔ میں دیکھوں تو کتنا بہادر ہے، لیکن کانا چور بہادر ہی نہیں چالاک بھی تھا، وہ جوش میں نہیں آیا۔ اور گولیاں چلاتا رہا۔ چیخیں اُبھرتی رہیں۔ لیکن کیگرو کا طریقہ کار بہت شاندار رہا تھا۔ تھامپسن کے آدمی جان چھوڑ گئے۔ اور پھر ہم نے موٹر سائیکلیں اسٹارٹ ہونے کی آوازیں سُنیں۔

کیگرو نے ایک خوفناک دہاڑ کے ساتھ نعرہ لگایا اور بھاگنے والوں پر فائرنگ کرنے لگا، تب ہم نے اچانک تھامپسن کو دیکھا۔ اس کی آنکھ کا سیاہ ٹیپ اس کی نشاندھی کر رہا تھا۔

وہ لنگڑاتا ہوا بھاگ رہا تھا، سفید پتلون اور براؤن جیکٹ میں ملبوس تھا، لیکن سفید پتلون کا ایک پائینچہ خون میں لت پت نظر آرہا تھا۔ شاید وہ زخمی ہو گیا تھا۔

کیگرو نے اس پر نشانہ لگایا، لیکن تھامپسن پھرتی سے زمین پر گر پڑا تھا۔ اس نے سانپ کی طرح پلٹ کر کئی فائر جھونک دیئے اور ہمیں بھی اپنی حفاظت کرنا پڑی، لیکن اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر تھامپسن موٹر سائیکل تک پہنچ گیا تھا۔ اور پھر اس نے اتنی پھرتی سے موٹر سائیکل اسٹارٹ کی کہ ہم دَنگ رہ گئے۔"

کیگرو نے پھر گولیاں چلائی تھیں۔ لیکن تھامپسن موٹر سائیکل کی سواری کا ماہر تھا۔ اس نے موٹر سائیکل کو اس طرح لہرایا کہ ایک بھی گولی اس کے نہ لگ سکی اور وہ صاف نکل گیا۔

" کھیل ختم۔" کیگرو نے کہا۔

اور بلاشبہ کھیل ختم ہو گیا تھا۔ اب تھامپسن کی طرف سے گولیاں نہیں چل رہی تھیں۔ جن کے ہاتھ موٹر سائیکل لگی وہ انہیں لے کر نکل بھاگے، جو موٹر سائیکل تک پہنچنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے وہ پیدل ہی رَفو چکر ہو گئے۔ ہمارے پانچ آدمی زخمی ہوئے تھے چار ہلاک، جبکہ تھامپسن کے سترہ آدمی ہلاک ہوئے بائیس زخمی۔ اور زخمیوں کو میں نے بھاگ جانے کا موقع دیا۔ بلاوجہ اتنے

لوگوں کو ہلاک کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

کیگرو کے آدمی خوشی سے ناچ رہے تھے۔ سچ مچ وہ وحشی تھے۔ کیونکہ بعض زخمی جن کے جسم کے مختلف حصّوں میں ابھی تک گولیاں موجود تھیں، وہ بھی اس رقص میں شریک ہو گئے تھے۔

اور پھر ہم کیمپ کی طرف چل پڑے۔ لیکن کیمپ میں داخل ہو کر ہمیں سخت ہنسی آئی۔ دُنیا سے بیزار آوارہ گرد، زندگی سے لاپرواہ لوگ، اس وقت خوفزدہ ہو کر نہ جانے کہاں جا چھپے تھے، پورا کیمپ سنسان پڑا تھا۔ ایسا لگتا تھا۔ جیسے یہاں انسانوں کی آبادی ہی نہ ہو۔"

" زندہ باد چیف۔۔۔ یہ سارے جیالے کہاں مر گئے۔" کیگرو نے بھونڈے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔"

" کیمپ چھوڑ کر بھاگ گئے شاید۔"۔ سردارے نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

" ہے۔۔۔ بہادرو۔ کہاں چھپ گئے، باہر نکل آؤ۔ فاتح واپس آگئے ہیں۔ کیگرو نے چیخ کر کہا۔ اور میری نگاہ یوں ہی بائیں سمت اُٹھ گئی۔ تب میں نے حیرت انگیز منظر دیکھا۔ یقیناً وہ ژولی ہی تھی، اس کے ہاتھ میں رائفل تھی اور کندھے پر کارتوسوں کی پیٹی پڑی ہوئی تھی۔ پیٹی میں اب صرف دو چار کارتوس ہی رہ گئے تھے۔

" ارے۔ یہ کہاں سے آرہی ہے۔" سردارے نے بھی اِسے دیکھ لیا۔!

" ژولی۔" میں نے اُسے آواز دی اور اس کی طرف بڑھ گیا۔ ژولی مجھے دیکھ کر مُسکرائی۔

" فتح مُبارک! سپسرو۔"

" شکریہ ژولی۔ لیکن تم کہاں سے آرہی ہو۔"؟

" میں بھی اپنا فرض ادا کرنے گئی تھی۔"

" یعنی۔"؟ میں نے حیرت سے کہا۔

" جانے دو سپسرو۔ اتفاق ہے کہ تم نے مجھے دیکھ لیا۔ اس سوال کی ضرورت نہیں ہے۔"

" اوہ!۔ میں نے آہستہ سے کہا۔" میں صورتِ حال سمجھ گیا تھا۔ تب میں نے گرمجوشی سے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔

" اس تعاون، اس محبت کو میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ ژولی۔"

" مجھے افسوس ہے سپسرو۔ میں کوئی بڑا کارنامہ انجام نہ دے سکی۔

" ژولی۔ تمہاری محبت ہی کافی ہے۔"

" تمہیں میری محبت کا اعتراف ہے سپسرو۔"؟ اس نے عجیب لہجے میں پوچھا۔"

" ہاں!۔"

" بس۔ مجھے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہیئے۔" وہ میری بات کا انتظار کئے بغیر چل پڑی۔ اور سردارے میرے پاس آگیا۔

" میں نے ایک جھلک دیکھی تھی اُستاد۔" سردارے نے کہا۔

" کہاں۔"؟

" پہاڑوں میں۔"

" ہوں۔ وہ ہماری طرف سے لڑنے گئی تھی۔"

" میرے اُستاد کی یہی شان ہے۔ بھلا ایسی ایسی حسین عورتیں ہمارے لئے لڑیں اور کوئی ہمیں شکست دے جائے مگر کیمپ والے بُزدل ہیں، کہاں بھاگ گئے۔"

لیکن ابھی سردارے کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ اچانک ایک شور اُٹھا، اور بے شمار لوگ دیواروں کی آڑ سے نکل کر ہماری طرف لپکے۔"

" بچو۔ اُستاد۔ سردارے نے کہا۔ لیکن ہم نہ بچ سکے، آنے والوں نے ہم میں سے ایک ایک کو کندھے پر اُٹھا لیا تھا۔ وہ خوشی سے دیوانہ وار ناچ رہے تھے۔

" یہاں تک کہ کیگرو جیسے ڈیل ڈول والے آدمی کو دس بارہ لڑکیوں نے کندھوں پر اُٹھا لیا تھا۔ اور کیگرو خوشی سے چیخ رہا تھا پھر اس نے پستول کا رُخ آسمان کی طرف کر کے فائر بھی شروع کر دیئے اور اس کی دیکھا دیکھی اس کے دوسرے ساتھی بھی فائر کرنے لگے۔ میں نے ان لوگوں کو نہیں روکا۔ اور لوگ ہمیں اُچھالتے رہے

وہ بہت زیادہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ کچھ ہپیوں نے گٹار بجا بجا کر نغمے الاپنا شروع کر دیئے تھے۔

اور تو اور حضرت میسونگ نایئڈو بھی ٹھمک ٹھمک کر رقص کر رہے تھے، غرض غدُا غدا کر کے یہ طوفانِ بدتمیزی رُکا۔ اکثر لوگ اپنے بجانے والوں کے تھک جانے سے خود ہی گر پڑے تھے۔ بہر حال تھامپسن کو عبرتناک شکست ہوئی تھی، اور مجھے یقین تھا کہ اب وہ ادھر کا رُخ کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔"

ژو فیاں اور پاسکل کی سرکردگی میں منشیات کے اڈوں کے مالکان کا وفد اسی شام پھر مجھ سے ملا اور انہوں نے پُرخلوص پیشکش کی کہ وہ مجھ سے مال کے حصُول کا معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور جو سیکورٹی میں طلب کروں گا۔ ادا کر دی جائے گی۔"

" ٹھیک ہے۔ تم لوگ مال کی فہرست بنا کر دو سیکورٹی کے بارے میں۔ میں بتا دُوں گا۔ میں نے کہا۔ ابھی مجھے کئی کام کرنے ہیں۔ چنانچہ رات کو نو بجے کھانے پر میں نے کیگرو اور کچھ دوسرے لوگوں کو مدعو کیا۔

" ساتھیو - کیا خیال ہے۔ تھامپسن کا کھیل ختم ہو گیا۔"

" سو فیصد چیف۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اب وہ ادھر کا رُخ نہیں کرے گا۔ اس کی طاقت ختم ہو گئی۔

" اگر رُخ کیا بھی تو دیکھا جائے گا۔ سردار نے کہا۔

" وہ زخمی بھی ہو گیا ہے۔ چیف۔

" بہر حال۔ اسے جانے دو۔ اب پیلائی کے بارے میں کیا خیال ہے۔"؟

" کل سے سیکا سے بات کی جائے گی۔ آج تو وقت گذر گیا۔"

" ٹھیک ہے اُستاد۔"

" اپنے آدمیوں کی موت کے بارے میں کیا خیال ہے۔"؟

" بہت عمدہ موت مرے۔" کیگرو بولا۔

" انہیں دفن کر دیا۔"؟

" نہایت احترام کے ساتھ۔ کیگرو نے آنکھیں بند کر کے کہا۔ اس کی آواز میں غم کا شائبہ بھی نہیں تھا۔

" ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کیگرو، تمہارے علاوہ اور کوئی یہ بات نہیں بتا سکتا۔"

" حکم کرو چیف۔"

" کیا پی گوڈے وینس کے تحت نہیں ہے۔"؟

" سو فیصد چیف۔"

" تو حکومت وینس نے یہاں پولیس رکھنا مناسب نہیں سمجھی۔"

" پی گوڈے والوں کی درخواست پر۔ کیا سمجھتے ہیں آپ چیف،

یہ لوگ آوارہ گردوں اور سیاحوں کی کھال اُتارتے ہیں اور حکومت کو بھاری ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے خود ہی حکومت سے درخواست کی تھی کہ یہاں کے معاملات میں پولیس دخل نہ دے۔ اس طرح وہ اپنے معاملات خود ہی نپٹا لیتے ہیں۔"

" اوہ — میں نے حیرت سے ہونٹ سکوڑ لیے، بہر حال چند منٹ کے بعد میں نے کہا۔"

" تھامپسن کے مرنے والے ساتھیوں کے بارے میں کیا رائے ہے۔"؟

" انہیں کسی گڑھے میں پھنکوا دیا جائے گا چیف، میں نے اپنے آدمیوں سے کہہ دیا تھا کہ انہیں بھی ایک جگہ جمع کر دیں۔ کیگرو نے لاپرواہی سے کہا، اور اس بے فکرے انسان کے لہجے پر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔"

" میرا خیال ہے انہیں بھی دفن کر دو کیگرو۔ بہر حال وہ مر چکے ہیں۔"

" تمہارا خیال ہے تو ٹھیک ہے چیف — ایسا ہی کر دیا جائیگا۔

" شکریہ کیگرو۔ میں نے کہا۔ اور پھر تھوڑی دیر تک ہم مزید اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے، پھر سردار نے کہا۔

" اب کیا حکم ہے اُستاد۔"؟

" بس ٹھیک ہے۔ کیگرو چند لوگوں کو ابھی کچھ روز تک کسی مناسب جگہ تعینات رکھے گا۔ گو اس کی خاص ضرورت نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی۔"؟

" اگر تم نہ کہتے چیف۔ تب بھی میں ایسا کرتا۔ دراصل میں شیر سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ لیکن لومڑی پھر لومڑی ہے۔ خواہ زخمی ہی کیوں نہ ہو۔

" اور تم اب لومڑیوں سے بھی مقابلہ کرنے لگے ہو۔"؟ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کرنا ہی پڑتا ہے چیف — اس لئے کہ لومڑی بھی ناخن والی ہے۔" کیگرو نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر بولا۔

" مجھے اجازت ہے چیف۔"؟

" او کے کیگرو۔" اور کیگرو چلا گیا۔

" مجھے اب یہاں کون نہ جانتا۔ اور پھر ایک گٹار نواز کی حیثیت سے وہ ذاتی طور پر بھی مجھ سے دلچسپی رکھتے تھے۔ بہت سوں سے بچا۔ لیکن آوارہ گردوں کے ایک گروہ نے گھیر ہی لیا۔"

" ہے سپسرو۔ ہے جیالے۔ کیا آج اپنی فتح کے گیت نہیں سنائے گا۔ تو فنکار بھی ہے، اور بہادر بھی اور سمجھ لے کہ یہ صفت ایک آدمی میں یکجا نہیں ہوتی۔"

" سپسرو۔۔ ایک بار پھر تڑپا دے۔ اتنا تڑپا کہ نیند آ جائے، موت آ جائے۔ ایک خوب صُورت سی لڑکی نے کہا اس کے منہ سے چرس کے بھپکے اُٹھ رہے تھے۔"

" آج کی رات تمہاری ہے۔ میرے لئے فتح کے گیت تم گاؤ دوستوں مجھے اجازت دو۔" میں نے کہا اور بمشکل تمام میں نے ان سے پیچھا چھڑایا اور ژدلی کے مکان تک پہنچا۔ ژدلی نے پُرمسرت انداز میں میرا استقبال کیا تھا۔

" کیوں —" آج کیا خاص بات ہے۔ میں نے پُوچھا۔

" کیا میری یہ مسرت کاروباری ہے سپسرو۔؟ اس نے پُوچھا۔

" میں نے تمہارے آج تک کے رویئے میں کبھی کاروبار نہیں محسوس کیا۔" میں نے کہا۔

" یہ انداز سب کے لئے نہیں ہو سکتا سپسرو۔ ژدلی نے آہستہ سے کہا۔"

" میں بھی جانتا ہوں ژدلی۔ لیکن آج تم نے میرے لیے بہت بڑا خطرہ مول لیا ہے۔ ہمیں تمہارے بارے میں معلوم بھی نہیں تھا۔ ورنہ ہم تمہاری حفاظت کا بندوبست کرتے۔"

میں تمہاری حفاظت کرنے گئی تھی سپسرو۔ ژدلی نے پیار بھری نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔"

" شکریہ ژدلی۔ درحقیقت تمہارا شکریہ۔"

" اپنے لئے۔؟ میں نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔"

" ہاں۔ صرف اپنے لیے۔" وہ آہستہ سے بولی اور میں خاموش ہو گیا، ژدلی چند ساعت مجھے دیکھتی رہی پھر بولی۔

" لیکن افسوس وہ نہ ہو سکا جو میں چاہتی تھی۔"

" کیا۔ میں چونک کر بولا۔ اور ژدلی مسکرانے لگی۔

" تھامپسن زخمی ہو گیا ہے سپسرو۔"

" ہاں۔ ویسے وہ بے حد پھُرتیلا ہے، ہم نے اسے بھاگتے ہوئے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن پھر بھی وہ نکل گیا۔"

" لیکن مجھے یقین ہے کہ اب وہ زندگی بھر کے لئے لنگڑا ہو چکا ہے۔ میں نے اس کے دل کے مقام پر گولی مارنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن میں اچھی نشانہ باز نہیں ہوں۔"

" اوہ۔ تو۔ تو تھامپسن کو تم نے زخمی کیا ہے۔ ژدلی۔"؟ میں اُچھل پڑا۔

" تمہارے اوپر احسان دلانے کے لئے نہیں کہہ رہی۔ میں خود بھی اس سے نفرت کرتی ہوں۔ میری دلی خواہش تھی کہ وہ میرے ہی ہاتھوں مارا جائے۔" ژدلی نے کہا۔

" حیرت انگیز۔ لیکن ژدلی۔ تم اس قدر نفرت کیوں کرتی تھیں۔"

" اپنا ماضی، اپنے حالات تمہیں بتا چکی ہوں سپسرو۔ میں نے کسی اور سے انتقام کے لئے یہ پیشہ اختیار کیا تھا۔ لیکن اپنے آپ کو ختم نہیں کر لیا تھا، تھامپسن جابر تھا۔ اس نے میری شخصیت ختم کر دی تھی۔ اور میں کسی جابر کے سامنے بے بس تو ہو سکتی ہوں۔ اپنی خودی کو قتل نہیں کر سکتی۔ اگر تھامپسن تمہارے ہاتھوں زک نہ اُٹھاتا تو کسی بھی رات میں اسے قتل کر دیتی۔"

" اوہ ... میں نے ایک طویل سانس لی۔ یہ پُراسرار عورت درحقیقت انوکھی ہے۔"

" خیر چھوڑو ان باتوں کو۔ تم نے پی گوڈے کو تھامپسن سے نجات دلادی ہے۔ یہ لوگ تمہارے شکرگذار ہیں۔"

" میں تم سے ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں ژدلی۔"

" کہو سپسرو۔"

" میں ایک آوارہ گرد ہوں ژدلی۔ تمہارے علم میں ہے۔" اس نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور خاموشی سے سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔"

" اس کے ساتھ ہی منشیات کا اسمگلروں کے ایک بہت بڑے گروہ سے منسلک بھی ہوں۔ میں نے چند ساعت خاموشی کے بعد کہا —"

" میں اندازہ لگا چکی ہوں۔"

" تھامپسن کمینہ انسان تھا۔ وہ منشیات بھی فروخت کرتا تھا۔ اور انسانوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک بھی کرتا تھا۔ بہر حال میں یہ نہیں کہوں گا کہ اسے اذیت دینے میں کوئی انسانی جذبہ ہمدردی زیادہ حاوی تھا۔ لیکن اس بات سے انکار نہیں کروں گا کہ اسے زک پہنچانے اور اس کے ساتھ یہ سلوک کرنے میں یہ جذبہ کارفرما تھا۔"

" بھی سے کیا مُراد ہے سپسرو۔؟"

" دوسرے خیال کے بارے میں تمہیں معلوم ہو چکا ہوگا۔"

" میں نہیں سمجھی سپسرو۔ ژدلی نے غور کرتے ہوئے کہا۔"

" پی گوڈے منشیات کی کھپت کے لئے عمدہ جگہ ہے۔"

" اوہ۔ ہاں میں سمجھ گئی۔"

" اور تم نے سُن بھی لیا ہوگا۔ آئندہ سب اڈے سپسرو کا مال استعمال کریں گے۔"

" ہاں — میں سُن چکی ہوں۔"

" تمہیں اس پر اعتراض تو نہیں ژدلی۔"

" مجھے اعتراض۔۔۔ اس نے عجیب سے انداز میں مجھے دیکھا۔

" ہاں۔"

" میں سمجھی نہیں سپسرو۔"؟

" دراصل ژدلی۔ میں طویل عرصے تک یہاں نہ ٹھہر سکوں گا' اور میری دوسری منزل سوئٹزرلینڈ ہے' پھر جرمنی' ڈنمارک اور سویڈن وغیرہ اور پھر نہ جانے کہاں کہاں ۔ میں چاہتا ہوں پی گوڈے میں سپسرو کے کاروبار کی نگرانی تم کرو "

" میں ۔۔ " وہ اُچھل پڑی۔

" ہاں۔ ژدلی ۔ تم یہاں کی انچارج بن جاؤ "

" اور ژدلی حیران نگاہوں سے میری شکل تکتی رہی پھر اس کے چہرے پر اُداسیاں اُمڈ آئیں۔ اس کی آنکھیں جُھک گئیں نجانے کیوں وہ بے حد اُداس ہوگئی تھی "

" بوجھ ۔ اس نے کہا" انسان بڑی کمزور شئے ہے سپسرو! وہ خود اپنا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا، دوسروں کی کیا وہ مدد کر سکتا ہے۔ میری زندگی میرے حالات تمہارے علم میں ہیں سپسرو۔ کیا تم مجھے اس بوجھ کے قابل سمجھتے ہو' میں تو خود ایک ناکارہ ہستی ہوں'۔ اپنا بوجھ تمہارے کاندھوں پر ڈالنے کے بارے میں سوچ رہی ہوں "

ہاں۔ میں اس دُنیا میں تنہا ہوں۔ پوری دُنیا میں۔ میں اپنا بوجھ کسی کو دینا چاہتی ہوں۔ گٹار نواز ۔

یہ آواز ژدلی زاں کی نہیں کیشی کی تھی۔ اس آواز نے مجھے ماضی کے جزیرے سے کھینچ لیا۔ میں نے کھوئی کھوئی سی آنکھوں سے کیشی کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔

نفرت کا ایک طوفان سا میرے دل میں اُمڈ آیا۔ نہ جانے کیوں شدید جھنجھلاہٹ ذہن پر طاری ہوگئی تھی۔ میں خوابوں کا سفر کرنا چاہتا تھا۔ اس طلسم کو نہیں توڑنا چاہتا تھا جو اس منحوس لڑکی نے توڑ دیا تھا۔ اس نے ظلم کیا تھا مجھ پر۔ یہ اس کا نواز تھا جب اس کی زندگی میں کوئی تردّد نہیں تھا جب یہ ساری کہانیاں ایک کھیل تھیں۔

" اُٹھ جاؤ کیشی "۔ میں نے کرخت لہجے میں کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔

" مجھ سے دُور ہٹ جاؤ "

" کیا ہو گیا ۔ کیا بات ہے " وہ تعجب سے بولی۔

" کیا سمجھا ہے تم نے مجھے "

" میں ۔ میں ۔

" گھاٹ گھاٹ کا پانی پی کر، ساری عمر آوارگیوں میں گذار کر اب تم ایک انسان کے کاندھوں کا سہارا چاہتی ہو۔ کیا تم اس قابل ہو "؟

" تمہیں اچانک کیا ہو گیا ڈیئر؟ "

" یہاں سے چلی جاؤ کیشی ورنہ اچھا نہ ہوگا "

" کیا کرو گے ۔ مار ڈالو گے تم مجھے۔ یہی کرو گے نا۔ مگر کیوں، تم نے تو مجھ سے التفات برتا تھا۔

" ہمدردی کی تھی صرف میں نے "

" وہی سہی۔ تو سب کیا ہو گیا؟ "

" تمہیں بتانا ضروری نہیں ہے "

" نہ سہی ۔ مگر مجھے لگتا ہے، جیسے تم خود دیکھ رہے تھے۔ یوں لگتا ہے۔ جیسے کسی احساس نے ۔ ۔ ۔

" میں ۔ میں تم سے دُوری چاہتا ہوں۔ بس، یہاں سے چلی جاؤ۔ ورنہ نقصان اُٹھاؤ گی۔

" میں تم سے تعاون کروں گی۔ یہاں میں تمہارا انتظار نہیں کر رہی تھی۔ بس جی چاہا کہ تم سے یہ باتیں کروں' میں جانتی ہوں میں اس قابل نہیں ہوں مگر زبان تو ہے میرے پاس اپنی خواہش کا اظہار تو کر سکتی ہوں۔ جب یہ زبان بولنے کے قابل نہیں رہے گی تو۔ پھر کسی سے کچھ نہ کہوں گی۔

" وہ سسکنے لگی۔ میں جلتی آنکھوں سے اُسے دیکھتا پھر اُس سے کہا "

" تم سب کی ایک ہی کہانی ہوتی ہے ایک ہی انداز ہوتا ہے تمہارا۔ تم زندگی میں ہنستی مُسکراتی رہتی ہو اُس کے بعد غموں کے بوجھ میں دبتی چلی جاتی ہو۔ نفرت کرتا ہوں میں تم سے بے حد نفرت' شدید نفرت' بہت زیادہ نفرت۔

" تمہارے گٹار کے تار بتاتے تھے " کیشی بولی۔

" کیا بتاتے تھے "؟

" یہی تم دُکھی ہو "

" ہاں میں دُکھی ہوں۔ دُنیا میں مجھے اپنا دکھ بانٹنے کے لئے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ کسی کا سہارا نہیں چاہیئے مجھے۔ میں نے کہا اور خود اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔

کیشی نے مجھے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میں اپنے خیمے میں آگیا۔ ایک جنون سا طاری ہو گیا تھا مجھ پر۔ دل میں اُداسیاں بھر گئی تھیں۔ زیبی یاد آ رہی تھی۔

گٹار اٹھایا اور باہر نکل آیا۔ ایک سنسان سے گوشے کو منتخب کیا اور میری انگلیاں گٹار کے تار پر چلنے لگیں۔ میں بے خود ہو گیا۔ جی چاہتا تھا کہ کلیجہ نکال کر سامنے رکھ دوں، ہر ایک کو اپنی داستانِ غم سناؤں' اتنا روؤں کہ میرے اطراف میں پانی ہی پانی ہو جائے۔ گٹار کے تار میرے دل کی آواز فضا میں بکھیر رہے تھے۔ میری آنکھیں بند تھیں۔ اور میں ان بند آنکھوں میں نجانے کتنے طوفان چھپے ہوئے گٹار بجا رہا تھا۔ میں اس وقت تک گٹار بجاتا رہا۔ جب تک انگلیاں درد نہ

کرنے لگیں اور اُس کے بعد آہستہ آہستہ گٹار کی آواز فضا میں معدوم ہوتی گئی۔

میں نے آنکھیں کھولیں تو حیرت سے چونک پڑا۔ میرے اطراف میں انسانوں کا سمندر تھا' ہپی آوارہ گرد خاموش کھڑے تھے۔ بالکل خاموش جیسے وہ سنگی مجسمے ہوں' میں نے گھبرائی ہوئی آنکھوں سے انہیں دیکھا' آہستہ آہستہ وہ بھی ہوش میں آئے اور پھر ایک طوفان برپا ہو گیا۔ وہ مجھے داد دے رہے تھے' میرے گن گا رہے تھے۔ یہ بھی بہت پُرانی بات تھی۔ ایسا ہی ہوتا رہا تھا۔ جب بھی میں نے دل سے گٹار کے تار چھیڑے' جب بھی میرے دل سے محبّت کے نغمے پھوٹے' جب بھی میرے دل سے درد بہا' لوگوں نے اُسے سراہا۔ یہ لوگ میرے دل کی گہرائیوں میں نہیں جھانکتے تھے۔ یہ گٹار کے تاروں کے شکرگذار تھے۔

میں نے انہیں دیکھا' انہیں خوش کیا اور آوارہ گرد میرے فن کے قصیدے گاتے رہے' وہ میرے گٹار کی لے پر سر دھنتے رہے تھے۔ وہ طرح طرح کی باتیں کرتے رہے۔ لیکن میری نگاہیں بھٹک رہی تھیں ان آوارہ گردوں میں کیشی نہیں تھی۔ شاید وہ کسی تنہا گوشے میں آنسو بہا رہی ہو گی۔

ہنہ ۔ میں نے نفرت بھرے انداز میں سوچا۔ رو رہی ہے تو روتی رہے' میں کتنے آنسو خشک کر سکتا ہوں۔

ہے گٹار نواز ۔ ۔ ۔ ہے آسمان سے اُترنے والے تو نے ہمارے دل کو درد سے بھر دیا ہے۔ تو نے ہمیں پاگل کر دیا ہے ہمارے دِلوں کو غم دے دیئے ہیں' ہماری آنکھوں میں آنسو دے دیئے ہیں۔ ہم جینا چاہتے ہیں' ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں' زندگی کی تمام اُلجھنوں سے ہٹ کر ہمیں جینے کے نغمے سُنا۔ ورنہ ہم مر جائیں گے۔ ہاں یہ رات بہت سوں کے لئے موت کی رات ثابت ہوگی۔ گٹار نواز محبت کا کوئی نغمہ چھیڑ دے' پیار کی مستی بکھیر دے' ہم تیرے لئے آئے ہیں' ہمیں اپنے فن سے محروم نہ رکھ۔

میں نے ان اُداس لوگوں کو دیکھا۔ احمق نشہ آور ادویات اور نشہ آور اشیاء میں اپنی زندگی کھو بیٹھے ہیں۔ اور اب صرف سانسیں لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن کیا میں ان سے ان کی سانسیں چھین لوں' کیا یہ لمحاتی زندگی بھی ان سے چھین لوں' نہیں یہ مناسب نہیں ہے' کسی نے بڑے احترام سے میرے سامنے چرس بھرا ہوا سگریٹ پیش کیا اور نجانے کیوں میرا ہاتھ اُس کی جانب بڑھ گیا۔

میں نے سگریٹ ہونٹوں سے لگایا۔ دوسرے آوارہ گرد نے اُس کو شعلہ دکھا دیا اور میں سگریٹ کے کش لینے لگا۔ پھر تو مجھ پر نشہ آور اشیاء کی بارش ہو گئی۔ وہ لوگ جو بھیک مانگ مانگ کر اور نجانے کس کس طرح اپنے لئے یہ نشہ آور ادویات حاصل کرتے تھے' مجھے اپنی پونجی پیش کر رہے تھے۔ اپنے نذرانے دے رہے تھے مجھے۔ میں نے تین چار سگریٹ قبول کئے اور میرے ذہن میں سرور کی لہریں اُٹھنے لگیں۔

پھر جب طبیعت متلانے لگی' تو میں نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ سر کو دو تین جھٹکے دیئے اور گٹار کے تاروں پر میری انگلیاں پھر سے چلنے لگیں۔ اور اس بار ایک ہنستا ہوا نغمہ گٹار کے تاروں سے پھوٹا تھا۔ آوارہ گرد رقص کرنے لگے۔ چٹکیاں بجانے لگے۔ وہ

خوش ہو گئے تھے۔ اُن کی محنت کامیاب ہوئی تھی' انہوں نے جو کچھ مجھے دیا تھا اب اُس کا معاوضہ انہیں مل رہا تھا۔ مستی بھرے نغمے' پیار بھرے نغمے' گٹار کے تاروں پر میری انگلیاں بجلی کی طرح گردش کرتی رہیں۔ طویل عرصے کے بعد میں نے اتنی تیز رفتاری سے گٹار بجایا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میری کیا کیفیت تھی اور پھر چرس کے نشے نے مجھے ویسے بھی مدہوش کر دیا تھا۔ میں گٹار بجاتا رہا۔ بجاتا رہا۔ جب تک کہ میرے حواس' میرے ہاتھ میرا ساتھ دیتے رہے' اور اس کے بعد یوں محسوس ہوا جیسے زمین کی گردش تیز ہو گئی ہو۔ آسمان نیچے آ گیا ہوں' قیامت آ گئی ہو۔ ہاں چاروں طرف مجھے یوں ہی محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے ہولناک چیخیں اُبھر رہی ہوں' پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑ رہے ہوں۔ اور اُس کے بعد ۔ ۔ ۔ اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ ہاں میں نجانے کیسی قیامت کا شکار ہو گیا تھا۔ اور نجانے کب تک اس قیامت کا شکار رہا۔ آہستہ آہستہ ہوش و حواس واپس آنے لگے۔ ماحول کچھ نمایاں ہوا تو میں نے اپنے اطراف میں سفیدی بکھری ہوئی دیکھی' شاید دن نکل آیا تھا۔ روشنی ہو گئی تھی' آسمان پر سورج چمکنے لگا تھا۔ لیکن یہ سفیدی' یہ سفیدی تو ٹھنڈی ٹھنڈی سی تھی ۔ یہ آنکھوں کو چبھتی تو نہیں تھی۔ میں نے متحیرانہ انداز میں ان سفید دیواروں کو دیکھا جو نہایت نفیس بنی ہوئی تھی۔ بڑا ہی خوبصورت پلاستر کیا گیا تھا۔ اور بڑا ہی حسین رنگ کیا گیا تھا اُن پر۔ اطراف میں سفیدی ہی سفیدی تھی۔ روشنیاں غالباً ایسی جگہ چھپائی گئی تھیں۔ جہاں سے ان کے بارے میں اندازہ بھی نہ ہو سکے۔

حواس واپس آئے تو میں نے اس ماحول پر غور کیا' یہ سب کیا ہے؟" یہ وہ جگہ تو نہیں ہے' یہ چٹانیں تو نہیں ہیں۔ یہ کمرہ ۔ ۔ ۔ اوہ میرے نیچے یہ آرام دہ گداز بستر' میں نے گردن گھما کر دیکھی۔ سفید بستر تھا۔ انتہائی نرم' بالکل پھولوں کی مانند' کیا میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں"؟ کوئی ایسا خواب جس میں تشنہ آرزوئیں پوشیدہ ہوں۔ لیکن یہ خواب نہیں تھا۔ ہاتھ سے چھو کر ہر شئے کو

دیکھا، ایک انتہائی آرام دہ مسہری پر لیٹا ہوا تھا اور میرے اطراف میں سفید فرنیچر آراستہ تھا۔

بے اختیار میں اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ رات کے واقعات یاد آ گئے تھے مجھے، چرس پی تھی میں نے، ہاں طویل عرصے کے بعد چرس پی تھی۔ منہ کا مزہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ میں وہ گناہ کر چکا ہوں جس سے میں نے توبہ کی تھی، لیکن توبہ کس لئے توبہ۔ میری تو ساری زندگی ہی گناہوں میں گزری تھی۔ توبہ بھی کی تو کیا ملا۔ دل میں عجیب عجیب سے خیالات اُبھرنے لگے۔ مَیں نے ان خیالات کو ذہن سے جھٹکا اور اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔

سامنے ہی ایک سفید دروازہ نظر آ رہا تھا۔ کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ خاصا کشادہ کمرہ تھا ضروریات زندگی سے آراستہ۔ مگر میں یہاں کہاں سے آ گیا۔ کون سی جگہ ہے۔ کیا وہ کیمپنگ نہیں ہے؟ اگر۔ اگر یہ کیمپنگ نہیں ہے تو پھر مجھے یہاں لانے والا کون ہے۔

ذہن اس گتھی میں اُلجھا ہوا تھا اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اُٹھ کر دروازے کے قریب پہنچا۔ دروازے پر دستک دی۔ پہلے آہستہ۔ پھر زور زور سے ـــ اور چند ہی لمحات کے بعد باہر قدموں کی آوازیں سُنائی دیں۔

دروازے کو کھولنے والا ایک قوی ہیکل سفید فام تھا، اس کے لمبے لمبے بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ جسم کی بناوٹ سے اندازہ ہوتا تھا کہ خاصے مضبوط بدن کا مالک ہے۔ آنکھیں بھی انتہائی خوفناک تھیں۔ اس نے کرخت نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"ہوش آ گیا ہے تو ہوش میں رہو۔ ورنہ یہ بے ہوشی ابدی بھی ہو سکتی ہے۔" مَیں نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ایک زوردار گھونسہ رسید کر دیا۔ اتنی غیر متوقع اور انوکھی ضرب تھی کہ وہ اپنے آپ کو گرنے سے نہ سنبھال سکا۔ لیکن نیچے گرتے ہی وہ اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں خون نظر آ رہا تھا۔ غالباً اس گھونسے نے اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں چھین لی تھیں۔ وہ بے اختیار مجھ پر جھپٹ پڑا۔ لیکن میرا جنون ابھی سرد نہیں ہوا تھا، میں زندگی اور موت کے درمیان تھا۔ نہ جینا چاہتا تھا نہ مَرنا۔ اور یہ شخص جو سامنے آیا تھا۔ یہ جو مجھ سے بدسلوکی کر رہا تھا اس وقت اپنی زندگی کے سب سے بڑے دور میں تھا۔ میں نے اس کے لمبے سنہرے بال اپنی مٹھی میں جکڑے اور اُس کے بعد اُسے لے کر دوڑتا ہوا ایک دیوار تک گیا۔ خوش قسمتی تھی اُس کی کہ اس نے پوری قوت سے دیوار سے پاؤں ٹکا دیا۔ ورنہ شاید اس کا بھیجہ نکل گیا تھا۔

مجھ پر ایک وحشت طاری ہو چکی تھی۔ ایک جنون طاری تھا۔ مجھ پر، جی چاہ رہا تھا کہ ساری کائنات کو تہس نہس کر دوں۔ اور کائنات میں یہ پہلا بے وقوف میرے سامنے آیا تھا۔ جس کی موت میرے ہاتھوں ہونی تھی۔

اُس نے اپنے آپ کو بچایا اور پھر پلٹ کر میرے سینے پر ٹکر مار دی۔ خاصی زوردار ٹکر تھی، ویسے بھی تن و توش کا زبردست آدمی تھا۔ اسی لئے اس ٹکر نے مجھے نقصان پہنچایا۔ لیکن اس وقت میں نفع و نقصان کی حدود سے نکل چکا تھا۔ میں نے پیچھے سے

اُس کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اس کی گردن پر قینچی کس دی۔ اور ایک بار پھر اُسے زمین پر دے مارا۔ اس بار اُس کی دلخراش چیخ فضا میں اُبھری تھی۔ مَیں اُسے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ اس کے سینے پر گھٹنہ ٹیک کر مَیں نے اُس کی گدی پر گھونسے مارنا شروع کر دیئے۔ اُسی وقت عقب سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دی تھیں۔

اندر داخل ہونے والے دو آدمی تھے۔ شاید چیخ کی آواز سُن کر آئے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ خبردار اسے چھوڑ دو ورنہ...." وہ میرے پیچھے آ گئے اور پھر کسی نے مجھے گردن پکڑ کر اُٹھانے کی کوشش کی لیکن میری کیفیت ایک غضبناک چیتے کی سی ہو رہی تھی جو پتھروں کو بھی چبا ڈالنا چاہتا تھا۔ جس شخص نے میری گردن پر ہاتھ ڈالا تھا۔ وہ اُلٹ کر میرے سامنے آ گرا۔ اور اس کے قریب کھڑے ہوئے آدمی کو یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ اُس کی ٹانگیں کس طرح میری گرفت میں آ گئیں۔ میں تیزی سے کھڑا ہو گیا تھا۔

"مار ڈالو۔ اس نے ڈونالڈ کو ہلاک کر دیا ہے۔" آنے والے میں سے ایک نے غضبناک لہجے میں کہا اور پھر دونوں نے بیک وقت مجھ پر حملہ کر دیا۔

اُن دونوں کو میں نے جنون کے عالم میں ٹھکانے لگایا۔ اس طرح میرے دشمن اور بڑھ گئے تھے لیکن اُس کے بعد اچانک ان کی تعداد بڑھ گئی اور پھر میرے سر کی پشت پر ایک دھماکہ ہوا۔ اور چاروں طرف انار چھوٹ اُٹھے۔ چنگاریاں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ اور پھر یہ چنگاریاں تاریک ہو کر گرنے لگیں۔ اور تاحدِ نگاہ تاریکی پھیل گئی۔ میں اس تاریخ میں تنہا کھڑا تھا۔ بالکل تنہا۔

پھر دور سے ایک روشنی سی اُبھری۔ اور۔ آہستہ آہستہ وہ روشنی قریب آ گئی۔ میں نے دھندلائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا ایک جانا پہچانا ماحول تھا۔ ایک جانی پہچانی شکل تھی۔

"استاد داستانی۔" یہ سردارے کی آواز تھی۔

"کہاں۔" میرے منہ سے آواز نکلی۔

"وہ جھیل کنارے۔" سردارے نے کہا۔ اور جھیل میرے سامنے آ گئی۔ کئی رنگوں سے رنگی ایک کار میرے سامنے کھڑی تھی۔

"کون ہے یہ۔" میں نے پوچھا۔

"سینی ڈورا۔" جواب ملا اور میں اُس کی طرف بڑھ گیا بہت خوبصورت بہت توانا عورت تھی۔ میں اُس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

اُس نے میرے کھڑے ہونے کے انداز پر مجھے حیرت سے دیکھا اور پھر دلآویز انداز میں مسکرائی۔

"ہیلو۔" اس کی آواز خوبصورت تھی۔

"کیا نام ہے تمہارا۔" میں نے پوچھا اور اُس نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر دیا۔ "کون سے جنگل سے آئی ہو۔" میں نے غصیلے انداز میں کہا۔

"بتا دوں ڈارلنگ۔" اُس نے پیار بھرے انداز میں پوچھا۔ "ابھی میں تمہاری کار کی لپیٹ میں آتے آتے بچا ہوں۔"

"کیوں بچ گئے میری جان۔ مر جاتے تو بہت سی ذمہ داریاں ہلکی ہو جاتیں۔" اُس نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا۔

"اگر تم لڑکی نہ ہوتیں تو میں تمہاری طراری درست کر دیتا۔" میں نے دانت پیس کر کہا۔

"میں لڑکی نہیں ہوں۔ میری طراری درست کر دو۔" لڑکی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"سردارے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ "اس کے ہمدردوں کو سنبھالنا۔"

"کر دو مرمت سُسری کی۔ کیا سمجھتی ہے خود کو۔" سردارے نے جواب دیا۔ اور میں نے خونخوار نگاہوں سے سینی ڈورا کو دیکھا۔

"سنو لڑکی۔ اگر تم معافی مانگ لو میں تمہیں معاف کرنے کو تیار ہوں۔ دوسری صورت میں، میں تھپڑ مار مار کر تمہارے گال سُرخ کر دوں گا۔"

"ہائے ہائے۔ تمہارے حسین ہاتھوں کا لمس میں اپنے رخساروں پر محسوس کرنے کے لیے بے چین ہوں۔" سینی ڈورا آنکھیں بند کرتے ہوئے اور گال بڑھاتے ہوئے بولی۔ بلاشبہ کوئی اور ہوتا تو اس کی باتوں میں اُلجھ جاتا لیکن میں اُس کی مکار فطرت کا ایک مظاہرہ دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ آنکھیں بند کیے کیے وہ میری طرف جھکی اور دوسرے لمحے اُس کی مضبوط ٹانگ

بڑی پھرتی سے گھومی۔ میں پھرتی سے اُچھلا اور اُس کی لات میرے پیروں کے نیچے سے نکل گئی۔ ویسے یہ حقیقت تھی کہ اگر پنڈلیوں کے جوڑ پر لات پڑ جاتی تو میں زمین پر گر پڑتا۔ لیکن میں نے زمین پر دوبارہ قدم رکھتے ہی، انتہائی برق رفتاری سے ہاتھ گھمایا۔ اور سینی ڈورا کے بائیں گال پر ایک پٹاخہ چھوٹا۔ ایسا مزے دار تھپڑ تھا کہ وہ گرتے گرتے بچی تھی۔

اب وہ کمر پر ہاتھ رکھے مجھے گھور رہی تھی۔ پھر اُس نے حلق سے وحشیانہ آوازیں نکالیں اور میرے اوپر ٹوٹ پڑی۔ اس نے کراٹے کے کئی ہاتھ مارے لیکن، میں نے اُسے طرح دی پھر اس نے انتہائی حد تک اُچھل کر میرے سینے پر لات مارنے کی کوشش کی۔ لیکن میں پوری طرح ہوشیار تھا وہ زمین پر آئی تو میں اس سے زیادہ دور نہیں تھا۔ اور اس بار میں نے اس کے دائیں گال کو نشانہ بنایا۔

چٹاخ کی یہ آواز بھی بڑی زوردار تھی۔

سینی ڈورا کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔

"بس آج کے لیے یہی کافی ہے۔" میں نے کہا۔ بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ لیکن وہ صرف تماشبین تھے کسی نے سینی ڈورا کی حمایت کرنے کی کوشش نہیں کی۔

سینی ڈورا نے مجھے روکنے یا کوئی نئی حرکت کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ خاموشی سے ہمیں دیکھتی رہی۔ اور ہم مجمع کے درمیان سے نکل آئے۔ ہم نے جھیل کا رُخ کیا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد ہم جھیل کے کنارے تھے۔

"کوئی جواب نہیں استاد تمہارا۔" سردارے نے تعریفی انداز میں کہا۔ "حسین عورتوں کے نازک گالوں پر ایسے زوردار تھپڑ مارنا تمہارا ہی کام ہے۔"

"مذاق اڑا رہا ہے یار۔" میں نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا۔ "ہرگز نہیں استاد قسم لے لو۔ اس میں مذاق اڑانے کی کیا ہے سچ بتاؤ، وہ نرم ریشمی رخسار کیا تھپڑ لگانے کے لیے تھے ان کی تمازت نظر نہ کر کے ان کے ساتھ بے رحمی آسان بات نہیں ہے۔"

"آنسو نکل آئے تھے اُس کی آنکھوں میں۔"

"اچھا ہے۔ یاد رکھے گی۔ ویسے اُس نے کون سی کسر چھوڑی تھی۔ دعائیں مانگتا رہا تھا۔ اگر ایک بار بھی اُس کے داؤ میں آ کر گر پڑتے استاد۔ تو بڑی ہتک ہو جاتی۔"

"اس میں کیا شک ہے۔" میں نے گہری سانس لے کر

کہا۔

"بہرحال سبق مل گیا سسری کو۔ چھوڑو۔ ایسی مردمار عورتوں سے عشق بھی جائز نہیں۔ سچ مانو استاد میں شاید اس سے نہ نمٹ سکتا۔ اور کتنی ہی اچھی بات ہے کہ میں نے ابتدا ہی سے استانی کی نظر سے دیکھا اور اس کا احترام کیا۔"

"ابے تیری استانی کی ایسی کی تیسی۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ہم جھیل میں نہانے کے لیے لباس اُتارنے لگے۔ لباس جمع کرانے کے بعد ہم دونوں جھیل میں اترے۔ جھیل پر حسب معمول رونق تھی۔ بے شمار لوگ نہا رہے تھے میں اور سردارے بھی تیرتے ہوئے ایک طرف چل پڑے۔

"آج رات تو ہم یہیں رہیں گے استاد!" سردارے نے پانی سے گردن نکالتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں کیوں نہیں۔"

سردارے نے جھیل میں غوطہ لگا دیا۔ میں بھی پانی سے کھیلتا رہا۔ اس وقت میرے ذہن میں بہت سے خیالات تھے۔ یہاں سے نکل جانے کے لیے میں ترکیب سوچ رہا تھا۔ جیمز معنو میں اس وقت بے یار و مددگار تھا۔ کرنسی حاصل کی جا سکتی تھی۔ مجھے تاش کے کھیل پر اعتماد تھا لیکن پاسپورٹ۔ اس وقت تو پاسپورٹ سب سے بڑا مسئلہ تھے۔ خاص طور سے اس شکل میں کہ انٹرپول میرے پیچھے تھی۔ اُن لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ میں غلام سیٹھ کا آدمی ہوں۔ اور اس کے بارے میں ضرور کچھ جانتا ہوں۔ اور اسی لیے وہ میرے پیچھے لگے ہوئے تھے۔

لیکن اُن سے پیچھا کیسے چھڑایا جائے فی الحال کوئی ترکیب ذہن میں نہیں آ رہی تھی۔ پانی کے کھیل سے دل اکتا گیا۔ اور میں باہر نکل آیا۔ سردارے تو اب بے ناتھ کا بیل تھا۔ نہ جانے کہاں نکل گیا ہو گا۔ اس لیے اُسے تلاش کرنا فضول تھا۔ میں نے کپڑے پہن لیے اور ریستوران کا رُخ کیا۔

ریستوران میں داخل ہوتے ہی سینی ٹورا پر نظر پڑی۔ وہ ایک میز پر خاموش بیٹھی تھی۔ انگلیوں میں سگریٹ دبی ہوئی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ بے شمار لوگوں نے اُس کے نزدیک ہونے کی کوشش کی ہو گی۔ لیکن اُس کا قرب حاصل کرنا آسان بات نہیں تھی۔ اس وقت سینی ٹورا نے گردن اٹھائی اور اس کی آنکھیں میری آنکھوں سے مل گئیں۔

تب اس نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے ہاتھ اٹھایا۔ مجھے قریب بلانے کا اشارہ کیا تھا لیکن میں ایسا گیا گذرا بھی نہیں تھا کہ اس کے اشارے پر دوڑا چلا جاتا۔ میں حقارت آمیز انداز میں مسکراتے ہوئے، اُس سے تھوڑے فاصلے پر ایک سیٹ سنبھال لی اور سینی ٹورا نے جھینپے ہوئے انداز میں ادھر اُدھر دیکھا بہت سے لوگ اب بھی اُس کی طرف متوجہ تھے۔ اور یقیناً انہوں نے پوری سچویشن دیکھی ہو گی۔

اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ آنکھوں میں شدید جھلاہٹ کے آثار نظر آنے لگے کئی منٹ تک وہ بیٹھی خونخوار نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی پھر ایک جھٹکے سے اٹھی اور میرے قریب پہنچ گئی۔ اس دوران ویٹر میرے لیے سیب کی شراب اور سالج لے آیا تھا۔

"میں۔ یہاں بیٹھ سکتی ہوں"؟ اُس نے بھاری لہجے میں کہا۔

"تشریف رکھیے۔" میں نے جواب دیا۔ اور وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"تم مجھے غصہ دلا رہے ہو۔ سمجھے۔"

"یہاں بیٹھنے کی اجازت دے کر۔" میں نے شراب کا جگ اٹھا کر ایک گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"اسے لکھ لو مسٹر۔ یہاں سے تم زندہ واپس نہیں جا سکتے۔"

"یعنی ٹورا کی دشمنی بہت سے لوگوں کو موت کی نیند سلا چکی ہے۔"

"میں بھی مرنا چاہتا ہوں۔" میں نے لاپرواہی سے کہا۔

"میں تمہاری یہ آرزو ضرور پوری کروں گی۔" وہ پھنکاری۔

"شکریہ۔ کیا پیو گی۔"؟

"کیا تم نے اسی طرح اپنی میز پر میری پذیرائی کی ہے، جیسے مہمانوں کی، کی جاتی ہے۔" وہ غصیلے انداز میں بولی۔

"کیا تم مہمان کی حیثیت سے میرے پاس آئی ہو۔"؟

"پھر۔"؟

"معاف کرنا تمہارے انداز سے تو یہ پتہ چلتا تھا، جیسے تم مجھے صرف موت کی دھمکی دینے آئی ہو۔ بہرحال اگر مہمان ہو تو۔ آپ کیا پینا پسند کریں گی مس سینی ٹورا۔"

"شکریہ کچھ نہیں۔"

"اوہ۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ براہ کرم۔" میں نے لجاجت سے کہا۔

"میرا مذاق اڑا رہے ہو۔"؟

"ہرگز نہیں یقین کریں کہ ایک مہمان کی حیثیت سے آپ میرے لیے باعزت ہیں۔"

"میرے لیے "رون برگ" منگوا لو۔" اُس نے کہا اور میں نے چٹکی سے بیرے کو اشارہ کر دیا۔ اور قریب آنے پر آرڈر سرو کر دیا۔ بیرا گردن خم کر کے چلا گیا۔

وہ اب بھی مجھے گھور رہی تھی۔ پھر آہستہ سے بولی جرمن ہو؟"

"نہیں۔"

"کہیں اور سے آئے ہو۔"؟

"ہاں۔"

"کہاں سے۔"؟

"بس سیاح ہوں۔ دیس دیس کی خاک چھان رہا ہوں۔"

"رہنے والے کہاں کے ہو۔"؟

"برٹش ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ لیکن انگریزوں کی سی تو روایات نہیں رکھتے۔"

"یعنی مجھے خاموشی سے تم سے مار کھا لینی چاہیئے تھی۔" میں نے قیمہ بھری آنت کا ایک ٹکڑا چباتے ہوئے کہا اور وہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"نہیں، میرا یہ مطلب نہیں لیکن تمہارے اندر انگریزوں کی سی شائستگی نہیں پائی جاتی۔" میں نے اس کی بات کو سن کر ان سنی کر لیا۔ جواب دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی وہ میری شکل دیکھتی رہی۔ اور پھر اس کا آرڈر سرو ہو گیا۔ رون برگ کھاتے ہوئے اُس نے مسکراتی نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور آہستہ سے بولی۔

"بہر صورت تمہارے اندر ایک خوبی ہے۔"

"بہت سی خوبیاں ہیں۔ تم مجھے نہیں جانتیں۔" میں نے سیب کی شراب کا جگ خالی کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے ابھی ایک ہی محسوس کی ہے۔"

"میرے ساتھ کچھ وقت گزارو۔ میری خوبیوں سے آشنا ہو جاؤ گی۔"

"دعوت دے رہے ہو۔"

"یہی سمجھ لو۔"

"ہوں۔" لڑکی چند منٹ خاموش رہی پھر بولی۔

"تم نے اُس خوبی کے بارے میں نہیں پوچھا جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔"؟

"بتا دو۔"

"تم مجھ سے مرعوب نہیں ہوئے جب کہ وہ جو مجھے جانتے ہیں، مجھ سے گفتگو کرتے ہوئے ہکلاتے ہیں۔ اور جو مجھے نہیں جانتے۔ وہ پہلی ملاقات کے بعد ہی مجھے سمجھ جاتے ہیں۔"

"مس سینی ٹورا۔ میرے خیال میں آپ شدید غلط فہمی کا شکار ہیں۔"

"اپنی حد تک بات کرو۔ تم بڑے کمینے انسان ہو۔ تم نے میرے گالوں پر اتنے زوردار تھپڑ لگائے ہیں کہ ابھی تک دُکھ رہے ہیں۔" نہ جانے کیوں اس کی شکایت میں بڑی محبوبیت تھی، مجھے پسند آئی۔ اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم نے بھی کون سی کسر چھوڑی تھی پچھلی رات تم نے میرا سر پھاڑنے کی کوشش کی۔ اور اس وقت بھی اگر میں نہ بچ سکتا تو تم میرے ساتھ بہت بُرا سلوک کرتیں۔"

"پچھلی رات کب۔"؟ وہ حیرت سے بولی۔

"میرا مطلب اس رات سے ہے، جس کی شام تم آئی تھیں۔"

"تو کیا ہماری ملاقات پہلے بھی ہو چکی ہے۔"؟ وہ تعجب سے بولی۔

"جی ہاں۔"

"مگر کب۔ کس وقت۔"؟

"جب آپ اپنی رعایا میں چرس تقسیم کرنے کے بعد انہیں اپنے گٹار کے نغموں سے نواز رہی تھیں۔ اور اس ناچیز نے اپنا فن پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"اوہ ونڈرفل۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔"؟ وہ چونک کر بولی۔ سچ مچ وہی ہو۔؟

"سر بچ گیا تھا۔ ورنہ پھٹے ہوئے سر سے گواہی دلوا دیتا۔"

"آئی ایم سوری۔ مجھ سے واقعی حماقت ہوئی تھی میں تمہارا چہرہ ٹھیک طور سے نہیں دیکھ سکی تھی۔ لیکن اس کے بعد میں تمہیں تلاش کرتی رہی۔ اگر تم مل جاتے تو تم سے معافی ضرور مانگتی لیکن اس کے بعد کبھی تمہارا گٹار نہیں سنا۔"؟

"ارے قلاش ہوں۔ اپنے پاس گٹار نہیں رکھتا اس وقت بھی تمہیں الٹا سیدھا گٹار بجاتے دیکھ کر جوش آ گیا تھا اور میرا ساتھی اپنے مخصوص انداز میں کچھ لوگوں کا گٹار چھین لایا تھا۔ جو بعد میں انہیں واپس کر دیا گیا۔"

"میں اُلٹا سیدھا گٹار بجاتی ہوں۔" وہ غصے سے آنکھیں نکال کر بولی۔

"ہاں کوئی خاص بات نہیں ہے تمہارے اندر۔"

"مقابلہ کرو گے مجھ سے۔"؟

"یقین کر لو۔ ہار جاؤ گی۔"

"اتنا بھروسہ ہے خود پر۔"؟

"اس سے بھی کہیں زیادہ۔"

"چلو ٹھیک ہے دیکھ لوں گی۔ دوست بنو گے میرے۔" وہ مسکرائی۔

"خلوص دل سے بنوگی۔ میرا مطلب ہے، میرے تھپڑ بھول کر۔"

"ہاں میں اسی ٹائپ کی عورت ہوں۔ تم نے میری اداؤں سے بچ کر میرے گالوں پر کامیابی سے تھپڑ لگائے۔ بہرحال، یہاں تمہاری فوقیت ظاہر ہوگئی۔ کیا تم جوڈو ایکسپرٹ ہو"؟

"ارے میں نہ جانے کون کون سی چیزوں کا ماہر ہوں، تم کیا جانو" میں نے لاپرواہی سے کہا۔

"پھر قلاش کیوں ہو"؟

"بس اس بارے میں نہ پوچھو" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"کام کرنا پسند نہیں کرتے ہوگے"؟

"ہاں۔ میں کسی دکان پر سیلز مین تو ہرگز نہیں بن سکتا نہ کسی فرم کا ایڈمنسٹریٹر۔ میں تو چلتی پھرتی زندگی کا قائل ہوں"۔

"خوب بہت خوب۔ تو اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو۔"

"نہیں۔ قسمت ساتھ نہیں دیتی" میں نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"میرا نام تقدیر ہے" لڑکی مسکرائی۔

"کیا مطلب"؟

"میں تمہارا ساتھ دوں گی۔"

"دوست بننے کا وعدہ کیا ہے نا۔"

"یار میری سمجھ میں نہیں آتا۔ مار کھانے سے پہلے تم میری دشمن تھیں۔ اور مار کھانے کے بعد میری دوست بن گئیں۔ یہ کیا سیاست ہے"؟

"بار بار مجھے اپنی بدتمیزی یاد مت دلاؤ۔ اس کے بعد تم اس واقعے کا ذکر نہیں کروگے" وہ جھلائے ہوئے انداز میں بولی۔

"اوہ۔ اچھا اچھا ٹھیک ہے، آئندہ احتیاط رکھی جائے گی۔ مگر تم میرے لیے کیا کروگی"؟

"بس بس فضول باتیں مت کرو" وہ بگڑے ہوئے انداز میں بولی۔ اور دوسری طرف دیکھنے لگی میں دلچسپ نگاہوں سے اس عجیب و غریب کرشمے کو دیکھ رہا تھا۔ انوکھی لڑکی تھی ویسے مجھے اندازہ تھا کہ وہ فریب سے کام لیتی ہے، کہیں دھوکے سے کوئی وار نہ کرے۔ لیکن بہرحال وہ اس قدر دلکش تھی کہ اُسے ہر صورت میں برداشت کیا جاسکتا تھا۔

"سینی ٹورا" میں نے اُسے پیار سے پکارا۔

"ہوش میں رہو" وہ غرائی "تم مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش نہیں کروگے۔"

"اوہو، تو کیا مجھے تمہاری ملازمت کرنی پڑے گی"؟ میں نے گردن ٹیڑھی کر کے کہا۔

"میں تم جیسے بدتمیزوں کو ملازم رکھنا بھی پسند نہیں کروں گی۔" اُس نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا میں یہ گندی پلیٹ تمہارے منہ پر دے ماروں۔" میں نے بھی غصیلے انداز میں کہا۔

"کیا۔ کیا تمہاری موت آگئی ہے کیا"؟ وہ کرسی پیچھے کھسکا کر کھڑی ہوگئی۔ میں نے اطمینان سے ویٹر کو اشارہ کیا۔ اور اس کے قریب آنے پر کچھ نوٹ نکال کر اس کے حوالے کر دیئے۔

"باقی رکھ لینا" میں نے کہا۔ اور پھر سینی ٹورا کو گھورتے ہوئے بولا "اگر تم اس ہوٹل میں پٹنا نہ چاہو تو باہر چلو۔ میں چاہتا ہوں۔ تمہارا دماغ ہمیشہ کے لیے درست کر دوں۔"

سینی ٹورا، جو مجھے تیکھی نگاہوں سے گھور رہی تھی اور جس کے چہرے پر خونخوار تاثرات پھیلے ہوئے تھے اچانک نرم پڑ گئی۔ اُس کے خدوخال کا تیکھا پن کسی حد تک کم ہوگیا تھا اور پھر وہ پھیکے سے انداز میں مسکرائی۔

"ذلیل ترین انسان ہو میرا سارا گھمنڈ ختم کیے دے رہے ہو۔ لیکن اس بات کو نوٹ کر لینا کہ میرے ہی ہاتھوں مارے جاؤگے۔"

"ڈیئر سینی ٹورا۔ میری صرف ایک خواہش ہے۔ ذہن سے یہ خیال نکال دو ہر انسان تمہارا مطیع ہوسکتا ہے۔"

"اٹھ گئے ہو تو آؤ، باہر چلیں" اُس نے تھکے تھکے سے انداز میں کہا۔ اور میں نے اس کے ساتھ قدم آگے بڑھا دیئے۔ اور ہم ریستوران سے باہر نکل آئے۔ سینی ٹورا کے چلنے کا انداز بھی بڑا دلکش تھا۔ میں نے پہلی بار غور کیا تھا۔ بہرحال وہ میرے ساتھ چلتی ہوئی اپنی کار تک آئی۔

"کہاں"؟ میں نے پوچھا۔

"کسی سنسان علاقے میں، جہاں میں تمہیں قتل کرسکوں"۔ وہ بولی۔

"فرینکفرٹ میرے لیے اجنبی جگہ ہے۔"

"میں لے چلوں گی۔"

"تب ٹھہرو میں لباس بدل لوں۔"

"جاؤ۔" اس نے کہا اور میں نے جا کر لباس تبدیل کر لیا۔ پھر میں اُس کے ساتھ کار میں آ بیٹھا۔ اور سینی ٹورا نے کار اسٹارٹ کردی۔ اور پھر وہ بلیک پول کے علاقے سے ہی نکل آئی۔

لیکن اب میں اپنے اس اقدام پر غور کر رہا تھا۔ حماقت تو نہیں ہوگئی۔ نہ جانے کہاں لے جا رہی ہے۔ اس کینہ پرور لڑکی سے ہر بات کی توقع کی جاسکتی تھی، چالاک اور کسی قدر کریک

ا۔ بہرحال اب تو آ ہی گیا تھا۔ سردارے کو بھی نہیں معلوم تھا با ہوا ہے۔

فرینکفرٹ کے نواحی علاقوں سے میں واقف نہیں تھا۔ نہ نے یہ سڑک کہاں جاتی تھی۔ لیکن سینی ٹورا جس انداز میں ائیونگ کر رہی تھی، اسے دیکھ کر چکر آ رہے تھے۔ سڑک پر بہت ڑے چھوٹے موڑ تھے لیکن کم بخت سوئی نوّے اور سو کے ہندسے ے نیچے نہیں گرنے دے رہی تھی۔ بہرحال اب میں اُس حد تک دل بھی نہیں تھا کہ اس ڈرائیونگ سے خوفزدہ ہو جاتا۔

میرے اندازے کے مطابق سینی ٹورا نے تقریباً پچاس ل کا سفر کیا۔ اور پھر اس نے کار سڑک سے اُتار دی۔ سرسبز علاقہ ھا۔ اکا دکا عمارتیں بھی نظر آ رہی تھیں۔ کار روک کر وہ میری شکل دیکھنے لگی۔ پھر اس نے ڈیش بورڈ کا ایک بٹن دبایا اور ایک دراز باہر آگئی۔ دوسرے لمحے اُس نے پھرتی سے دراز میں ہاتھ ڈال کر باہر نکال لیا۔

اب اس کے ہاتھ میں پستول چمک رہا تھا اس کی نال میری پیشانی کی طرف اٹھی ہوئی تھی اور پھر اُس کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی "اب بولو۔"

"کیا بولوں جانِ من" میں نے دل نشیں انداز میں کہا۔

"تم نے میری توہین کی تھی۔"

"تم نے نہیں کی تھی"؟

"اور اگر میں تمہیں گولی مار دوں تو"؟

"مشکل ہے" میں نے سرد لہجے میں کہا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ سینی ٹورا کی توجہ ایک لمحے کے لیے ہٹی تھی۔ دوسرے لمحے میرا اکھڑا ہاتھ اُس کے ہاتھ پر پڑا اور پستول اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا پڑا۔ سینی کے منہ سے عجیب سی آواز نکل گئی تھی۔ دوسرے لمحے میں اس کے لمبے خوبصورت بال پکڑ لیے اور میرا الٹا ہاتھ اُس کے منہ پر پڑا۔ لیکن سینی ٹورا نے مخصوص انداز میں دونوں کہنیاں میری پسلیوں پر ماریں۔ اور اس کے بال میرے ہاتھوں سے نکل گئے۔ دوسرے لمحے اُس نے کار سے چھلانگ لگا دی۔

لیکن اس خونخوار لڑکی کو پستول تک پہنچنے دینا خطرناک تھا۔ بلاوجہ وہ وحشی تھی۔ چنانچہ میں نے بھی پوری قوت سے چھلانگ لگائی اور اُسے درمیان ہی میں پکڑ لیا۔ لڑکی کسی سانپ کی طرح بلٹی اور پھر اُس نے اپنا سر پوری قوت سے میرے سر پر مارنے کی کوشش کی۔ ایسا لگا جیسے شانے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ وہ میری گرفت سے نکل گئی تھی۔ لیکن رُخ بدل گیا تھا۔ اب پستول میری پشت پر تھا اور وہ میرے سامنے۔ اُس کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے اور میں اعتراف کروں گا کہ اُس وقت اپنا جانی دشمن سمجھتے ہوئے بھی، میں اس کے اس وقت تک کے چہرے کی دلکشی کو نظرانداز نہیں کرسکا۔ وہ تمتماتے ہوئے چہرے کے ساتھ بے حد حسین نظر آ رہی تھی۔ اُس کی آنکھیں میرے اوپر جمی ہوئی تھیں اور میں اُس کے نئے وار کا منتظر تھا۔

اور پھر کسی سمت سے روشنی کا ایک گولہ میرے سر میں آ کر لگا اور میرے حلق سے اذیت ناک چیخ نکل گئی۔ سینی ٹورا کا چہرہ خلاؤں میں گم ہوگیا۔ ماحول بدل گیا۔ ایک بڑا سا ہال تھا جس میں چاروں طرف روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔ رنگ برنگی روشنیاں بہت تیز رنگ تھے اُن کے۔

یہ کون سی جگہ ہے۔ کہاں پڑا ہوں میں۔ میں نے خود سے سوال کیا۔ اور میری نگاہیں اطراف میں بھٹکنے لگیں۔ ہال کے آخری کونے میں دو برقع پوش بیٹھے ہوئے تھے۔

"کون ہو تم" میرے حلق سے چیخ کی آواز ابھری۔ میں نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن میرے ہاتھ پاؤں تسموں سے کسے ہوئے تھے "کون ہو تم۔ یہ سب کیا ہے"؟

ایک برقعہ پوش اپنی جگہ سے اُٹھا اور میرے قریب آگیا۔ وہ سر سے پاؤں تک سیاہ لبادے میں لپٹا ہوا تھا۔

"میں۔ میں کہاں ہوں۔ کون ہو تم"؟ میں نے سوال کیا۔ اور برقعہ پوش نے اپنا چہرہ کھول دیا۔ بادل سے چاند نکل آیا۔ لیکن اُس کے ساتھ ہی میرے حلق سے ایک دلخراش آواز نکلی۔

"زیبی۔ میری زیبی" میں نے اوپر اٹھنے کے لیے زور لگایا۔ لیکن سخت بندشوں نے جنبش نہ ہونے دی۔ "زیبی۔ زیبی یہ تم ہی ہو نا یہ تم ہی ہو"۔

"نہیں۔ میرا نام مشیو ماریو ہے"۔ زیبی کی آواز اُبھری۔

"تم۔ مشیو ماریو۔"

"ہاں۔ میں مشیو ماریو ہوں۔"

"نہیں تم زیبی ہو۔ تم صرف زیبی ہو۔"

"میں صرف مشیو ماریو نوازا صغر۔ تم اپنے ماضی سے کیوں لوٹ آئے۔ ابھی تو تمہاری زندگی کی کتاب کے بہت سے اوراق باقی ہیں۔ تمہارا ماضی ریکارڈ ہو رہا ہے۔ جاری رہو۔ ماضی کے سفر میں مصروف رہو۔ وہ واپس مڑ گئی۔

"زیبی۔ بے رحم نہ بنو۔ زیبی میں نے تمہاری تلاش کے لیے میں نے۔"

آواز میرے حلق میں گھٹ گئی۔ دفعتاً رنگین روشنیاں

متحرک ہو گئیں۔ میرا دماغ چٹخنے لگا۔ اور پھر آہستہ آہستہ میری چیخیں معدوم ہو گئیں۔ وہی سب کچھ سلسلہ وہیں سے جاری ہو گیا جہاں سے ختم ہوا تھا۔

اس کے پورے چہرے پر وحشت نظر آرہی تھی آنکھوں میں کسی خونخوار بلّی کی سی چمک تھی۔ دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھے۔ لمبی ٹرینگ ہونے کی وجہ سے خاصی چھائی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اور میں مسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا ایک بار پھر میں نے اُس کو جھکائی اور میں اُس کی ترکیب سمجھ گیا میں نے بھی اُسے اسی طرح بہلاوا دیا جیسے میں اُس کے دھوکے میں آگیا ہوں۔ اور پھر جونہی اُس نے وار کیا میں نے اپنی جگہ سے ہٹ کر جوتے کی ٹھوکر اُس کی پنڈلی پر لگائی اور اُس کی، سُریلی چیخ گونج اٹھی وہ چاروں شانے چت گری تھی اور میرے لیے یہ موقع کافی تھا۔

اس کے بجائے کہ میں اُس پر جا پڑتا میں پھرتی سے پیچھے ہٹا اور میں نے پستول اٹھا لیا۔ سینی ٹورا اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ اس کی نگاہ میری بجائے اپنی پنڈلی کے نیلے نشان پر تھی جو میرے جوتے کی ٹھوکر سے بن گیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ اُسے سہلا رہی تھی۔

"اٹھو۔" میں نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اُس نے گردن اٹھا کر مجھے گھورا۔ نہ جانے اس کی آنکھوں کا تیکھا پن کہاں چلا گیا تھا۔ اس کا چہرہ اب مُلائم نظر آرہا تھا۔

"میں شاید اٹھ نہیں سکتی۔" اس نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہڈی ٹوٹ گئی"؟ میں نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔ ممکن ہے اس نے میرے لہجے کا نوٹس نہیں لیا۔

"پھر کیا خیال ہے۔ کیا میں تمہیں اسی طرح گولی مار دوں"؟

"کیا ملے گا تمہیں اس سے"؟ وہ آہستہ سے بولی۔

"ہماری تمہاری دشمنی جو ہے۔"

"اب نہیں ہے۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"خوب۔ وہ کیوں محترمہ"؟

"تم نے مجھے شکست دے دی ہے۔"

"چنانچہ اب آپ مجھ سے شادی کرلیں گی۔" میں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اب تم جو کچھ کہہ لو۔ میں جواب نہیں دوں گی، نہ ہی مجھے غصہ آئے گا۔ جب میرا مان ہی ٹوٹ گیا ہے تو پھر اپنی شخصیت کیوں باقی رہنے دوں۔" وہ اداسی سے بولی۔

"یہ مان کتنی دیر کے لیے ٹوٹا ہے"؟

"ہمیشہ کے لیے۔" اس نے گہری سانس لے کر جواب دیا اور چوٹ کے نشان کو سہلانے لگی۔"

"کیسے بھروسہ کروں"؟

"جس طرح دل چاہے۔ تمہارا عدم اعتماد ایک وزن رکھتا ہے لیکن سنو، تم کسی سے میری شکست کا تذکرہ نہیں کرو گے۔ اور میں تمہارے سامنے اپنی اونچی آواز نہیں کروں گی۔" اُس نے کہا اور میں اُسے دیکھتا رہا۔ اس گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والی لڑکی پر اعتماد کرنا دنیا کی سب سے بڑی حماقت تھی۔ چنانچہ میں نے ریوالور کا چیمبر خالی کر کے اُس کی طرف اچھال دیا۔"

"یوں بھی میرا تمہیں قتل کرنے کا ارادہ نہیں تھا خوبصورت بلا۔ تم نے بلاوجہ یہ نئی قلابازی کھائی ہے، لیکن اب کیا ارادہ ہے"؟

واپس چلیں گے۔" وہ بولی۔

"ساتھ۔ ساتھ۔" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں، ہم شہر سے کافی دور ہیں، اگر تم مجھ سے انتقام لینا چاہو تو مجھے یہیں چھوڑ دو۔ یقیناً میں سخت پریشان ہو جاؤں گی، کیونکہ میری پنڈلی کی ہڈی میں کافی چوٹ آئی ہے، لیکن اگر فراخدلی سے کام لینا چاہو تو مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ ہم آئندہ ایک دوسرے کے سامنے نہیں آئیں گے۔"

"ڈرائیونگ کون کرے گا"؟ میں نے پوچھا۔

"جیسا تم پسند کرو۔ ویسے میں کافی تکلیف محسوس کر رہی ہوں۔"

"ہوں۔ چلو ٹھیک ہے۔ اٹھو۔" میں نے کہا اور وہ چند ساعت مجھے دیکھتی رہی۔ پھر زمین پر دونوں ہاتھ ٹکا کر دو تین مرتبہ ٹانگ جھٹکی اور پھر کھڑی ہو گئی۔ میں اُس کے قریب پہنچ گیا۔

"تلاشی لوں گا۔" میں نے کہا۔

"اوہ۔" اُس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ اُس کے پاس اُس خالی پستول کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ فالتو راؤنڈ ایک بھی نہیں تھا۔

"اوکے۔ آؤ۔" میں نے اُسے اشارہ کیا اور وہ لنگڑاتی ہوئی چل پڑی۔ چند ساعت کے بعد وہ کار کے نزدیک پہنچ گئی میں نے اُس کے لیے اسٹیرنگ کے قریب کا دروازہ کھول دیا اور وہ اندر بیٹھ گئی۔ اُس کے چہرے کا تیکھا پن نہ جانے کہاں گم ہو گیا تھا اور اب وہ خاصی بجھی بجھی سی نظر آرہی تھی۔

میں نے اسٹیرنگ سنبھال لیا اور کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ راستہ خاموشی سے طے ہوتا رہا، میں اُس کی جانب سے چوکنا تھا لیکن وہ آرام سے بیٹھی تھی، اور اُس کی آنکھیں

"میرا خیال ہے اب تم مجھ سے انتقام لینے کا پروگرام بنا رہی ہو۔ کیا کیمپ میں تمہارے خفیہ ساتھی موجود ہیں"؟

"بے شمار۔" اُس نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تب تو مجھے فوری کیمپ چھوڑ دینا چاہیئے۔"

"کیا تم تھوڑی دیر کے لیے مجھے ایک عام عورت سمجھ کر گفتگو کر سکتے ہو"؟ اُس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"میں اعتراف کر چکا ہوں کہ تم عام عورت نہیں ہو۔"

"میں تمہاری منت کرتی ہوں۔"

"چلو ٹھیک ہے۔"

"سچ بول رہی ہوں، چاہو جو کچھ سمجھو، ایسے دولت مند باپ کی بیٹی ہوں جس کی دولت کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ آٹھ لڑکیاں اور میرا نمبر آٹھواں تھا۔ میرے باپ نے بیٹے کی حسرت اس طرح پوری کی کہ مجھے لڑکا بنا دیا۔ سترہ سال کی عمر تک لڑکوں کی مانند زندگی بسر کی اور اتنی عادی ہو گئی کہ خود کو لڑکی سمجھنا ہی چھوڑ دیا۔ اور پھر میرے اندر اور بھی بہت سی بُرائیاں پیدا ہو گئیں، میں نے نہ جانے کیا کیا ہنگامے کیئے، باپ کی اس خواہش نے مجھے انوکھے رُوپ دے دیئے۔ یہاں تک کہ میں گھر والوں کے کام کی نہ رہی۔ میرا باپ بھی میری عادتیں برداشت نہ کر سکا۔ جس نے مجھے خود یہ رُوپ دیا تھا۔ سو میں نے گھر چھوڑ دیا، جو کچھ کیا کامیاب رہی۔ بڑے بڑے جیالے میرے ہاتھوں اپنا غرور کھو بیٹھے۔ میں تمہیں بتاؤں میں نے اپنی زندگی میں سولہ قتل کیئے ہیں، خود اپنے ہاتھوں سے لیکن اس وقت جھیل پر۔ اور۔ اس وقت، تم نے میرا غرور توڑ دیا ہے۔ ہاں میں عورت بن گئی ہوں اور ٹوٹے ہوئے غرور مشکل سے گردن اٹھاتے ہیں۔"

وہ خاموش ہو گئی اور اُس کے الفاظ پر غور کر رہا تھا حالات نے مجھے بے اعتباری سکھا دی تھی، چنانچہ میں اُس کے الفاظ پر غور کرتا رہا،

میں نے اُس کے کہے کے باوجود اُس پر یقین نہیں کیا۔"

"بہر حال مادام سینی ٹورا۔ میں آپ سے ہوشیار رہوں گا۔"

"اعتبار نہیں کرو گے"؟

"کیا مطلب"؟

"میں شکست خوردہ ہوں لیکن مضبوط زبان رکھتی ہوں تمہارے خلاف کچھ نہیں کروں گی۔"

"اعتبار بھی کروں گا لیکن کچھ وقت درکار ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے پژمردہ سی آواز میں کہا اور ایک بار پھر ہم کیمپ پہنچ گئے۔ "مجھے اپنا خیمہ دکھا دو۔" وہ بولی۔

"ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ دوسری شکل میں بھی تمہیں تلاش کرنے میں دقّت نہیں ہو گی۔" میں نے جواب دیا اس کی کار اپنے خیمے کی طرف لے گیا۔ اتفاق سے اُس وقت سردارے اور بیکر دونوں ہی موجود تھے۔ سردارے خیمے کے برابر ہی کھڑا تھا۔

ہم دونوں کو دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑا۔ "واہ۔ استاد آخر لے ہی آئے استانی کو۔ خدا قسم اگر میں افریقی ہوتا تو اس وقت تو تمہارے گرد اچھل اچھل کر رمبا رمبا ناچتا۔ ہائے استانی پھنس گئیں استاد کے جال میں آخر۔ ساری اکڑ رکھی رہ گئی نا۔" سردارے اردو میں بولا۔ سینی ٹورا اب لنگڑا نہیں رہی تھی، وہ دوسروں کے سامنے اپنی کمزوری ظاہر کرنے کی عادی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ بہر حال وہ ہمارے خیمے میں آگئی۔

میں نے بیکر اور سردارے سے اُس کا تعارف کرایا۔ بیکر نے بڑے خلوص سے اس کی خاطر مدارت کی۔ سردارے کے سامنے میں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ بلکہ کسی قدر اپنائیت سے سینی ٹورا سے پیش آیا اور میں نے سینی ٹورا کی آنکھوں میں غنیمت کے آثار دیکھے۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر وہ چلی گئی۔ اور سردارے میری جان کو آگیا۔

"استاد۔ ساری زندگی کے لیے ہی تمہیں استاد بنا لیا ہے چنانچہ کوئی ایسی بات کرنا فضول ہے۔ براہ کرم بتا دو اس جنگلی ساتھی کو کس طرح قابو میں کیا"؟

"یہ استادی کے گُر ہیں سردارے۔ فکر مت کرو بتا دیں گے کسی وقت۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے خدا کی قسم استاد۔ فنکار ہو۔ کم از کم اس عورت کو قبضے میں کر کے تم نے خود کو مکمل ثابت کر دیا ہے۔"

"اچھا فضول بکواس مت کرو۔ کافی ہو گئی۔"

"استاد۔ ایک بات اور بتا دو۔" سردارے گھگھیایا۔

"بکو۔"

"باقی معاملات کیا رہے؟ رکو گے یہاں"؟

"عجیب احمق انسان ہے۔" مجھے سردارے کی بات پر ہنسی آگئی۔ "احمق نہیں استاد۔ میں ہمیشہ پیچھے رہ جاتا ہوں۔" سردارے نے منہ پھلا کر کہا وہ کم بخت ٹیرٹ بھی بھاگ گئی۔ اب تم ہی بتاؤ۔ میں کیا کروں"؟

"بات بہت معمولی ہے، کوئی خاص بات نہیں ہے میرا تو خیال ہے ابھی چند روز اور انتظار کریں گے۔ بہر حال یہاں سے نکلنا بھی کار دارد ہے۔ ابھی تک کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آئی ہے۔"

"ٹھیک ہے استاد۔ تو میں بھی یہاں رُکنے کے انتظامات کروں" سردارے نے کہا اور میں گردن ہلا دی۔ بیکر خاموشی سے بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔ میں اُس کی شکل دیکھتا رہا۔ وہ ہماری گفتگو کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ عجیب لاپرواہ سا انسان تھا۔

سردارے باہر نکل گیا اور میں نے بیکر کو آواز دی۔

"ماسٹر" بیکر نے چونک کر جواب دیا۔

"کیا سوچتے رہتے ہو۔ بیکر ہر وقت"؟

"کچھ نہیں ماسٹر کوئی خاص بات نہیں"

"پھر بھی"

"یقین کرو ماسٹر۔ بس فضول باتیں"

"میری رائے ہے بیکر اپنے اندر کچھ تبدیلی پیدا کرو"

"تبدیلی"

"ہاں۔ تمہارے پاس اب کپڑے بھی ہیں لیکن تم لباس نہیں بدلتے۔ باہر بھی نہیں جاتے"

"جاتا ہوں ماسٹر" بیکر نے گردن جھکا کر کہا۔

"کب جاتے ہو"؟

"کھانے پینے کی چیزیں لینے جاتا ہوں"

"اوہ۔ میری خواہش ہے کہ تم سیر و تفریح کی غرض سے بھی جایا کرو۔ ویسے تمہارے چہرے پر خاصی رونق ہے میں یہ چاہتا ہوں بیکر کہ جب تم اپنے وطن میں داخل ہو تو تمہارے اندر کوئی خاص تبدیلی نظر نہ آئے"

اور بیکر پھیکے انداز میں مسکرانے لگا۔

سردارے مستقل غائب ہو گیا، میں اس دوران خیمے ہی میں رہا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ یہ رات کیسے گزاری جائے کیوں نہ سینی ٹورا کی طرف چلا جائے۔ خطرہ تو قدم قدم پر ہے ممکن ہے وہ مکار عورت بھی جال بچھا رہی ہو۔ بہرحال ایک طرف انٹرپول کا جال ہے اگر اس میں اور اضافہ ہو جائے تو کیا فرق پڑتا ہے اور پھر میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا کسی طور سینی ٹورا بھی تو انٹرپول سے تعلق نہیں رکھتی۔ میں سوچتا رہا اس پر غور کرتا رہا، بظاہر تو ایسے نشانات نہیں ملتے تھے لیکن اگر ہے بھی تو کیا فرق پڑتا ہے۔ اور پھر میرے ذہن میں غلام سیٹھ بھی آیا۔ آخر اُسے کیا ہوا۔ کیا انٹرپول کے خوف سے اُس نے میدان ہی چھوڑ دیا۔ ورنہ وہ میرے لیے ضرور بے چین ہوتا اگر اُس نے اس لائن سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے تو ٹھیک ہے میرے اوپر کیا اثر پڑتا ہے۔ بہرحال اب تو مجھے بھی زندگی گزارنا آ گئی ہے میں اپنے طور پر بھی زندگی گزار سکتا ہوں۔ میں اپنا رُخ ابھی تک اپنے دفاع کے لیے تیار ہاں ہیں، میں نے آپ سے اُلجھنے کی کوشش نہیں کی تھی آپ نے خود ہی میرے لیے اتنا کچھ کیا۔ میں ٹالتا رہا، پھر آپ نے مجبور کر دیا۔ بہرحال آپ کی شکست کا اعلان کر کے میں لوگوں کی نگاہوں میں ممتاز نہیں ہونا چاہتا۔ رہی آپ کو ذلیل کرنے کی بات تو آپ یقین کریں میرے ذہن کے کسی گوشے میں ایسا کوئی خیال نہیں ہے"

"بہت بہت شکریہ مسٹر ایڈورڈ" سینی ٹورا نے ممنونیت سے کہا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے خوبصورت خیمے کے نزدیک پہنچ گئی۔ اور پھر مجھے اندر لے گئی، درحقیقت اُس کا خیمہ جدید ترین تھا۔ سفری، ہلکی پھلکی لیکن چھوٹی چھوٹی ضروریات سے آراستہ، میں نے اُسے پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا تھا۔ سینی ٹورا بھی میری طرف ہی دیکھ رہی تھی۔

"پسند آیا"؟

"ہاں۔ باہر سے بھی خوبصورت تھا۔ اندر سے اور خوبصورت ہے" میں نے جواب دیا۔

"آپ نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے مسٹر ایڈورڈ" وہ بولی۔ "اوہ بہرحال اب ہم دوست ہیں"

"خود میری فطرت میں ہی کچھ ... ہے" اُس نے فکر مندی سے کہا۔ پھر چونک کر بولی۔

"وہ دونوں بھی آپ کے ہم وطن ہیں۔؟ وہ آپ کے ساتھ کیوں رہتے ہیں"؟

"پنٹو میرا واحد دوست ہے۔ بھائی ... ست یا زندگی بھر کا ساتھی، بیکر ایک مظلوم آوارہ گرد ہے۔ ڈنمارک کا باشندہ ہے۔ یہیں کیمپ میں مل گیا تھا"

"ہوں" سینی ٹورا کچھ سوچنے لگی۔ پھر چونک کر اٹھ گئی۔

"کیا پئیں گے آپ"؟

"شراب رات کو بارہ بجے کے بعد پیتا ہوں"

"ارے۔ کیوں"؟

"بس اصول ہے" میں نے جواب دیا۔

"تب کافی کا پانی رکھ دوں"؟

"جیسی آپ کی مرضی"

"تب چند منٹ کی اجازت دیں۔ وہ خیمے کے کچن کی طرف بڑھ گئی اور میں اس کے بارے میں سوچنے لگا۔ کسی قسم کا خوف وغیرہ تو دُور دُور تک میرے ذہن کے کسی گوشے میں نہ تھا۔ ہاں تک اس لیے نہیں بدل سکتا تھا کہ کہیں غلام سیٹھ مجھے بزدل نہ سمجھے، یہ نہ سوچے کہ میں نے حالات سے خطرے سے گھبرا کر خود کو روپوش کر لیا۔

پھر میں باہر نکلنے کی تیاریاں ہی کر رہا تھا کہ کار کے انجن کی آواز سنائی دی، کار خیمے کے سامنے ہی بند ہوئی تھی میں نے پردہ سرکا کر باہر جھانکا۔ سینی ٹورا کار سے اتر رہی تھی۔

"مسٹر" اس نے مجھے پکارا اور میں خود بھی اس کی طرف بڑھ گیا۔ سینی ٹورا کے وہی طور تھے۔ لیکن گہری نگاہ سے دیکھنے سے اُس کے اندر معمولی سی تبدیلی کا احساس ہو جاتا تھا۔

"ہیلو۔ ٹورا" میں نے خوش دلی سے کہا۔

"مصروف ہو"؟

"نہیں"

"تو آؤ۔ رات کا کھانا ساتھ ہی کھائیں گے" اُس نے پیش کش کی۔

"اوہ" میں نے مسکراتے ہوئے اُسے دیکھا اور اُس نے نگاہ چرالی "ٹھیک ہے میں اپنے ساتھی سے کہہ دوں" اور اُس نے گردن ہلا دی۔ تب میں نے خیمے میں واپس جا کر بیکر کو ہدایت دی کہ وہ ہمارا انتظار کیے بغیر کھانا کھا لے۔ سردارے کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا، اور میں بہرحال کھانا سینی ٹورا کے ساتھ کھاؤں گا"

پھر میں اُس کے پاس کار میں آ بیٹھا۔ اور اُس نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ "تمہارا نام کیا ہے"؟ اُس نے پوچھا۔

"ایڈورڈ" میں نے جواب دیا۔

"مسٹر ایڈورڈ۔ آپ میری طرف سے کتنے ہی مشکوک رہیں اور بہرحال میں آپ کو دوست بنانے کا فیصلہ کر چکی ہوں اور ضدی تو میں ہوں۔ بس ایک گذارش ہے، وہ یہ کہ خود چاہے مجھے جتنا ذلیل کریں۔ آپ کا حق ہے لیکن دوسروں کے سامنے نہیں"

"مس سینی ٹورا آپ کچھ ہوں۔ آپ کے ذہن میں کچھ بھی ہو آپ کسی کی بھی نمائندہ ہوں، میں آپ سے صرف اتنا عرض کروں گا کہ میں ایک آوارہ گرد ہوں۔ اپنے حالات کا شکار بھی ہوں اور ملک ملک گھوم کر شوقِ سیاحت پورا کرنے کا خواہش مند تھا، نکل پڑا۔ اور خود کو ان تمام حالات، خطرات، حادثات کے لیے تیار کر لیا جو اس آوارہ گردی میں پیش آ سکتے ہیں۔ کسی حد سینی ٹورا کی پُرکشش لیکن پُراسرار شخصیت کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ انوکھی عورت ہے اور بے حد دلکش ہے۔ بہرحال بہت سی انوکھی عورتوں سے میرا واسطہ پڑ چکا تھا اور بحیثیت عورت، میں نے انہیں صرف عورت پایا تھا"

تھوڑی دیر کے بعد سینی ٹورا کافی لے آئی۔ اس نے کافی کسی گھریلو عورت ہی کے انداز میں میرے سامنے رکھی اور پھر کافی کی دو پیالیاں بنا کر ایک میرے سامنے کھسکا دی مگر اس کے ساتھ ہی خشک میوے بھی تھے۔ کافی پیتے ہوئے وہ خاموشی سے کچھ سوچ رہی تھی۔ پھر اُس نے گردن اٹھا کر مجھے دیکھا۔

"ابھی آپ نے ایک جملہ کہا تھا مسٹر ایڈورڈ"

"کونسا"؟ میں نے لذیز کافی سے لُطف اندوز ہوتے ہوئے پوچھا۔

"آپ نے کہا تھا کہ میرے ذہن میں کچھ بھی ہو، میں کسی کی بھی نمائندہ ہوں"

"شاید" میں نے لاپرواہی سے گردن ہلا دی۔

"نمائندہ سے آپ کی کیا مُراد ہے"؟

"کوئی خاص مراد نہیں تھی، میرا مقصد صرف آپ کی ذات سے تھا یعنی آپ کسی بھی انداز میں سوچیں، یوں سمجھیں میں نے اس وقت الفاظ کا صحیح استعمال نہیں کیا تھا مگر آپ کیوں چونکیں"؟

"نہیں۔ وہ جملہ میرے ذہن میں کھٹک رہا تھا"

"اوہ۔ کوئی خاص بات نہیں تھی"

"آپ کے ذرائع آمدنی کیا ہیں۔ مسٹر ایڈورڈ"؟

"کیا یہ نجی سوال نہیں ہے"؟ میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہے۔ لیکن اس میں دخل انداز ہونا چاہتی ہوں" اُس نے کسی قدر ناز بھرے انداز میں کہا اور اُس کے اندر کی عورت جھانکنے لگی۔ ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ بھی تھی۔

"ضروری ہے"؟

"ہاں"

"تو پھر سُن لیجئے مس سینی ٹورا میرے ذرائع آمدنی کچھ بھی نہیں ہیں، ہاں گزارا کر لیتا ہوں کسی نہ کسی طرح، آج کل جو کام چل رہا ہے وہ ایک جوئے خانے کی رقم سے چل رہا ہے، بادن پتّے میرے غلام ہیں"

"اوہ۔ شارپنگ" وہ مسکرائی۔

"ہاں"

"کوئی ڈھنگ کا کام کیوں نہیں کرتے"؟

"مثلاً۔ کسی دفتر میں کلرکی یا کسی الیکٹریکل کمپنی میں ملازمت"

"نہیں" وہ ہنس پڑی "یہ کام تمہارے بس کا نہیں ہے"

"پھر"

اسمگلنگ! منشیات کی اسمگلنگ!" اس نے جواب دیا اور میں چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

سینی ٹورا مسکرا رہی تھی، چند ساعت ہم دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے، پھر میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"مجھے اس کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔"

"ہو جائے گا۔" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

"کس طرح۔؟"

"میں تمہاری مدد کروں گی۔" اس نے جواب دیا۔

"تم۔؟"

"ہاں۔" سینی ٹورا نے پوری سنجیدگی سے جواب دیا۔ اور میں غور سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"کیا تم مجھے ان ذرائع کے بارے میں بتاؤ گی۔؟"

"نہیں۔"

"اوہ۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اگر تم تیار ہو گئے تو بندوبست کر دوں گی لیکن تمہیں پورے اعتماد کے ساتھ کام کرنا ہو گا۔"

"سینی ٹورا۔" میں نے گہری چال چلتے ہوئے کہا۔ اگر تم نے ایسی بات کی تو پھر میں تم سے کچھ اور باتیں صاف صاف کھل کر کہہ دوں کہ میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا لیکن تم سے درخواست ہے کہ تم انہیں محسوس نہیں کرو گی۔ رہی میری بات تو بہر حال میں اس آنکھ مچولی سے تنگ آ گیا ہوں۔ میرے حالات زیادہ دلخراش نہیں ہیں۔ سینی ٹورا سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

"سینی ٹورا۔ ممکن ہے تم دل سے میری دوست نہیں بنی ہو، تمہارا بھی وہی مقصد ہو جو جینٹ مشیرمین کا اور پٹ کا تھا لیکن بہر حال انسان، انسانوں پر اعتماد نہ کرے تو کیا درختوں پر کرے سینی ٹورا۔ اگر تمہارا تعلق انٹرپول سے ہے تو براہ کرم اپنے باس سے صرف اتنا کہہ دو کہ میرا جرم صرف اتنا ہے کہ میں دنیا سے گہری دلچسپی نہ رکھنے والا ایک آوارہ گرد ہوں۔ زندگی کا خواہشمند بھی ہوں۔ اور نگر نگر گھوم کر نیرنگیٔ کائنات دیکھنے کا طلبگار۔ زندہ رہنے کے لئے جائز ذرائع نہیں رکھتا۔ اس لیے ایک اسمگلر کی دعوت قبول کر لی تھی، وہ نہیں مل سکا اور یہ اچھا ہی ہے کہ وہ نہیں ملا۔ اگر میں اس کے لیے کام شروع کر چکا ہوتا تو پھر میرا جرم مسلّم تھا بہر حال، ابھی تک میں نے کوئی ایسا جرم نہیں کیا، انٹرپول کے ہاتھ لامحدود ہوتے ہیں۔ مجھے ایک بار پھر گرفتار کر لیا جائے اور اس وقت تک قید میں رکھا جائے جب تک میری پوری ہسٹری نہ معلوم ہو جائے اس کے بعد میرا پیچھا چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ اگر میری خدمات حاصل ہو جائیں تو میں ان کے لیے کام کرنے پر بھی تیار ہوں۔ میرے اوپر کڑی نگرانی رکھی جائے، مجھے اعتراض نہ ہو گا وہ لوگ جانتے ہیں کہ میں احمق نہیں ہوں اور اپنا کام انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ یا پھر مجھے گولی مار دی جائے۔ اور اس تصور سے ہی چھٹکارا حاصل کر لیا جائے کہ میں کسی بڑے اسمگلر کا ساتھی ہوں۔ میری اس گفتگو سے تمہارے لیے بھی دوہرے نتائج اخذ ہوتے ہیں سینی ٹورا۔" میں نے اس کی طرف دیکھا۔ سینی ٹورا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

میں خاموش ہو گیا، تب بھی وہ میری شکل دیکھتی رہی اور کئی منٹ تک بے خیالی کے انداز میں مجھے گھورتی رہی۔

"میں تمہاری ایک بھی بات نہیں سمجھ سکی۔ ایڈورڈ۔"

"وہی باتیں ہیں مس سینی ٹورا۔ ہاں تو آپ سب کچھ سمجھ گئی ہیں یا پھر واقعی کچھ نہیں سمجھیں، اگر نہیں سمجھیں ہیں تو سنیئے۔ ممکن ہے آپ خلوصِ دل سے میرے لیے کچھ کرنا چاہتی ہوں۔ چنانچہ آپ کے خلوص کے جواب میں مخلصانہ عرض ہے کہ آپ میری آپ میری ذات سے نقصان بھی اٹھا سکتی ہیں، زبردست نقصان۔"

"وہ کس طرح۔"

"آپ کا تعلق انٹرپول سے نہیں ہے۔؟"

"ہرگز نہیں۔" اس نے بیساختہ جواب دیا۔

"تب آپ کا تعلق کس اسمگلر سے ہے۔؟"

"فرض کر و۔"

"تب پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں مس سینی ٹورا، کیونکہ انٹرپول میرے پیچھے ہے۔"

"اوہ۔" اس کے چہرے پر کئی رنگ آئے اور گزر گئے۔ وہ پراسرار انداز میں میری شکل دیکھتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔

"لیکن کیوں۔؟"

"بات یہ تھی مس سینی ٹورا کہ ہم آوارہ گردوں کی جو کیفیت ہوتی ہے آپ کو معلوم ہے۔ ہمارے پاس اتنی دولت مشکل سے ہی ہوتی ہے کہ ہم آرام سے اپنے مقاصد پورے کر سکیں، اس کے لیے جو کچھ کرنا پڑتا ہے، شاید آپ کی نگاہ میں ہو۔ ہم ایسے ہر وہ کام کر لیتے ہیں جسے عام طور پر انسان نہ کر سکے۔ اس میں بھیک مانگنا بھی شامل ہے۔ میں اور میرا ساتھی اس کے قائل نہیں تھے میں شارپنگ بھی کر لیتا ہوں لیکن بہر حال وہ ایسی چیز نہیں ہے جو ہر جگہ کام آ سکے۔ تب ہماری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو کسی بڑے اسمگلر کا نمائندہ تھا۔ اس نے کہا کہ وہ ہمارے لئے ایسا بندوبست کر دے گا کہ ہم شوقِ آوارہ گردی بھی پورا کر لیں اور عیش بھی کریں۔ بس ہمیں منشیات ساتھ لے جانی ہوں گی۔ اس نے ہمیں اس کے ساتھی کی حیثیت سے گرفتار کر لیا گیا اور وہ ہم سے پوچھ گچھ کرتے رہے۔ لیکن اصلیت جو بھی تھی وہ انہیں بتا دی گئی۔ شاید وہ ہمیں نہ چھوڑتے لیکن انہوں نے ہمیں

چارہ بنا کر چھوڑا تاکہ اس اسمگلر پر ہاتھ ڈال سکیں اور آج تک انٹرپول ہمارے پیچھے ہے۔"

"اوہ۔" سینی ٹورا نے گہری سانس لی، پھر مسکرا کر بولی۔ "تو تمہارا خیال تھا کہ میں بھی انٹرپول سے تعلق رکھتی ہوں۔"

"ہاں۔"

"اور باقاعدہ پروگرام کے تحت تمہارے پیچھے لگی ہوں۔"

"بے شک میں نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"اب بھی یہی خیال ہے۔" وہ میٹھی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے بولی۔

"اب اس بارے میں کیا کہوں۔؟"

"تب تو ممکن ہے یہ کہانی بھی تم نے صرف خود کو محفوظ رکھنے کے لیے سنائی ہو۔ تم میرے ذریعے انہیں باور کرانا چاہتے ہو کہ تمہارا تعلق اس اسمگلر سے نہیں ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی اور میں نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ لڑکی کے یہ الفاظ یا تو بہت گہرے تھے یا پھر حقیقت، بہر حال میں نے اس چالاک دنیا پر اعتبار کرنا ہی چھوڑ دیا تھا، میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا تھا، خواہ کوئی کچھ بھی بن کر میرے سامنے آئے۔"

"کیا خیال ہے۔؟" میں لاجواب ہو گیا ہوں۔ میں نے اعتراف کر لیا ہے۔

"تب ایک درمیانی حل موجود ہے۔"

"کیا۔؟"

"تم میرے اوپر اعتماد کرو اور میں تمہارے اوپر۔ تم بہادر ہو، چالاک ہو اور۔ اور پرکشش بھی۔ میں یقین مانو تمہاری عزت کرنے لگی ہوں، اگر میرے ذریعے تمہیں نقصان پہنچے تو تم چالاکی سے میرے شکنجے سے نکل جانا۔ مجھے قتل بھی کر سکتے ہو، مجھے اعتراض نہ ہو گا۔ اور اگر میں ٹھیک ثابت ہوں تو میرے ساتھ کام کرتے رہنا۔"

"یہ الفاظ تو خاصی ٹھوس حیثیت رکھتے ہیں۔ بہر حال میں تیار ہوں۔"

"دل سے۔؟"

"ہاں! دل سے!" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تب آؤ، ہم دوستی کا ایک عہد کریں گے۔" وہ اٹھ کر میرے قریب پہنچ گئی اور اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا، میں نے بھی اس کا ہاتھ تھام لیا۔ "جب تک تمہیں میری ذات سے کوئی نقصان نہ پہنچے تم نہ تو میرے اوپر شک کرو گے اور نہ ہی مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرو گے، بولو۔ اس بات میں کوئی کھوٹ تو نہیں ہے۔؟"

"نہیں!" میں سرد لہجے میں جواب دیا۔

"تو پھر ہماری نئی دوستی پکی۔؟"

"ایک سوال اور ہے۔؟"

"ہاں، ہاں کہو۔"

"میری حیثیت ایک ڈائنامائیٹ کی سی ہے، جس کے فیتے خراب ہو چکے ہیں اور وہ ہر اس جگہ پھٹ سکتا ہے جہاں موجود ہو۔ ظاہر ہے وہ قرب و جوار میں بھی تباہی مچا سکتا ہے تم سمجھ رہی ہو نا۔ انٹرپول میرے پیچھے ہے۔ وہ تمہاری طرف بھی متوجہ ہو سکتا ہے۔ اس طرح میری ذات سے تمہیں نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔"

"تب تم مجھے ڈائنامائیٹ فیکٹری سمجھو، جہاں وہ تیار ہوتے ہیں، وہ عمارت ہر خطرہ قبول کر لیتی ہے۔" سینی ٹورا نے میری بات کا جواب انتہائی خوبصورتی سے دیا تھا۔ اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں الجھن نہ بن جاؤں تمہارے لئے۔"

"یہ سوچنا میرا کام ہے۔" وہ بولی۔

"تمہاری یہ دوسری شکل میرے لیے حیرت انگیز ہے سینی ٹورا اور بہر حال میں دل سے اس کی قدر کرتا ہوں۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"میں خطرات پسند ہوں ایڈورڈ! اور ضدی بھی ہوں، تم بھروسہ کرو نہ کرو یہ تمہاری مرضی ہے لیکن ساری زندگی شاید ہی کسی سے مرعوب ہوئی ہوں میں کسی کو خاطر میں نہیں لائی، اور نہ ہی، نہ ہی۔ اُف۔ میرے تصور سے باہر کی بات ہے ایڈورڈ شاید میرے والدین بھی مجھے انگلی لگانے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے ایڈورڈ۔ پوری زندگی لوگ صرف میرے ہاتھوں پٹتے رہے ہیں لیکن تم نے جس بے دردی سے میرے گالوں پر تھپڑ لگائے ہیں۔ میں انہیں فراموش نہیں کر سکتی اور آہ۔" وہ پنڈلی کی چوٹ کو مسلتے ہوئے بولی۔ "صرف وہی باتیں ہو سکتی تھیں، یا تو میں ہر قیمت پر تمہیں قتل کر دیتی، ہر قیمت پر اور میں جھوٹ نہیں بولوں گی۔ میں نے اس کی کوشش کی تھی لیکن تم حاوی رہے۔ جب میں نے خود کو تمہارے سامنے بے بس محسوس کیا تو پھر تم سے ہار مان لی اور ہار ماننے کے بعد مجھے ایک عجیب سی لذت کا احساس ہوا میں نے سوچا۔ ایڈورڈ۔ مجھے معاف کرنا میں نے سوچا تم وہ ہو جو مجھ پر حاوی ہو اور حاوی ہونے والا۔ وہ۔ وہ۔" سینی ٹورا خاموش ہو گئی تھی۔

میں دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ سینی ٹورا کچھ بھی ہو کتنی ہی خطرناک ہو، کتنی ہی گہری ہو، اس وقت سچ بول رہی تھی، اور یہ سچائی عورت تھی۔ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے، عورت کی آواز تھی، جو میرے لیے اجنبی نہیں تھی۔"

"کہتی رہو سینی ٹورا خاموش کیوں ہو گئیں۔"

"نہیں ایڈورڈ! بس میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتی۔"

"میرا خیال ہے میں خود کو تمہارے حوالے کر دوں۔"

"اس نے نگاہیں اٹھا کر میری طرف دیکھا اور بولی "میں نہیں سمجھی۔"

"جس طرح تم چاہتی ہو۔"

"یعنی۔" وہ میری زبان سے کچھ سننے کی خواہش مند ہو۔

"تم نے میرے لیے کیا سوچا ہے؟"

"جو کچھ میں نے کہا تھا۔"

"ہاں" میں نے جواب دیا۔

"اوہ!" سینی ٹورا نے گہری سانس لی، پھر بولی "یہاں اس کیمپ میں بھی میرے بہت سے آدمی پھیلے ہوئے ہیں۔ اب میں تمہیں کچھ آگے کی بات بتانے میں کوئی عار نہیں سمجھتی ایڈورڈ میں خود اپنے چھوٹے سے گروہ کی سربراہ ہوں۔ یہ گروہ میرے ساتھ ہی چلتا ہے یعنی جہاں میں جاتی ہوں۔ یہ مختلف شکلوں میں میرے ساتھ رہتا ہے، میں اس سے کام لیتی ہوں اور یہ میرے مفادات کی نگرانی کرتا ہے۔ لیکن میرے گروہ کو یہ بات معلوم نہیں کہ میں ان کی سربراہ ہوں، وہ سمجھتے ہیں کہ میں باس کی اسسٹنٹ ہوں اور باس کی مرضی پر کام کرتی ہوں۔ تم یہاں تیسرے نمبر پر کہلاؤ گے۔ حالانکہ تم دوسرے نمبر پر ہو گے۔"

"اوہ۔ اور میرا ساتھی۔"

"تمہارے تو دو ساتھی ہیں۔"

"نہیں۔ تم صرف ایک کی بات کرو، دوسرا شاید ہمارے ساتھ نہ رہ سکے۔ ممکن ہے ہم اسے ڈنمارک چھوڑ دیں۔"

"اوہ۔ تو تمہارا ڈنمارک جانے کا ارادہ ہے۔" وہ بے ساختہ بولی۔ اور مجھے احساس ہوا کہ میں جلد بازی میں ایک غلطی کر بیٹھا ہوں گویا میں نے ظاہر کر دیا تھا کہ میرے ذہن میں بہرحال کوئی پروگرام ہے اور اب اس بات کو کسی شک کا موقع دیے بغیر فوری طور پر نمٹانا تھا چنانچہ میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"ہاں۔ اگر یہاں ان الجھنوں میں نہ پھنستا تو شاید اس وقت ڈنمارک میں ہوتا۔"

"چند روز اور سہی ڈیئر! اس کے بعد ہم ڈنمارک ہی چلیں گے۔"

"بیکر وہیں کا باشندہ ہے۔"

"ہاں، تم نے بتایا تھا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ جتنا وقت یہاں گزارو آرام سے گزارو کسی طور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں میرے ساتھی تمہاری نگرانی کریں گے میں انہیں خصوصی ہدایت جاری کر دوں گی۔"

"او کے سینی ٹورا۔ میرا خیال ہے اب اس موضوع کو ختم کیا جائے کیا تم مجھے گٹار سناؤ گی۔"

"ارے ہاں" وہ مسکرائی "یہ تو میں بھول ہی گئی تھی سچی بات تو یہ ہے کہ تم میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ تم انسان کو مطیع کرنے کے بے شمار گر جانتے ہو۔ اس وقت چونکہ میری توہین ہوئی تھی میں برداشت نہیں کر سکتی تھی لیکن بہرحال تمہاری انگلیاں گٹار پر بھی خوب چلتی ہیں۔"

"شکریہ" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تب پھر آج تم بھی گٹار سناؤ گے۔"

"اور تم بھی۔"

"تب کیوں نہ ہم ایک عمدہ پروگرام ترتیب دیں۔"

"وہ کیا۔" میں نے پوچھا۔

"ایک گٹار تمہارے ہاتھ میں ہو، دوسرا میرا ہاتھ میں، ہم آوارہ گردوں کو جمع کر لیں اور ان کا تماشہ دیکھیں۔"

"لیکن میرے پاس گٹار نہیں ہے۔"

"میں مہیا کر دوں گی۔" سینی ٹورا نے کہا۔

"ٹھیک ہے! جیسی تمہاری مرضی۔ میں نے جواب دیا اور سینی ٹورا خاموش ہو گئی۔ وہ خیمے سے باہر نکل گئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آ گئی۔

"گٹار ابھی پہنچ جائے گا۔" اس نے کہا اور میں نے مسکرا کر گردن ہلا دی سینی ٹورا ابھی پرخیال انداز میں میری شکل دیکھ رہی تھی پھر اس نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ محسوس ہوتا ہے۔ جیسے میں نے ابھی تک غلطی کی تھی۔

"کیسی غلطی۔"

"تنہا زندگی میں اتنا لطف نہیں ہے۔ جتنا کسی ساتھی کی معیت میں، اب تک میں نے کسی ساتھی کی ضرورت ہی نہیں محسوس کی تھی لیکن اب جوں جوں میں تمہارے بارے میں سوچتی ہوں میری مسرتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے یا پھر یوں سمجھ لو کہ تم میری زندگی کے پہلے انسان ہو جس نے میری انا توڑ دی ہے اور تمہارے سوا میری نگاہ کچھ نہیں ہے۔"

باہر سے کسی نے آواز دی اور سینی ٹورا باہر نکل گئی، پھر وہ ایک خوبصورت گٹار لیے اندر آ گئی اور اس نے گٹار میری خدمت میں پیش کر دیا۔ نارمل ہونے کے بعد یہ لڑکی بے حد حسین نظر آنے لگی تھی۔

جسامت تو غیر معمولی تھی ہی چہرے کے خدوخال بھی نرم ہونے کے بعد بہت دلکش ہو گئے۔ تب اس نے اشارہ کیا اور ہم دونوں باہر نکل آئے۔ اور پھر خیمے کے سامنے، کار کی چھت پر کھڑے ہو کر سینی ٹورا نے مخصوص ہانک لگائی اور گٹار کے تار چھیڑ دیئے۔ اور بھوکے ننگے آوارہ گرد چیلوں کی طرح لپکے۔ انہوں نے دیکھا تھا کہ جب گٹار بجا تھا تو چرس بھی تقسیم ہوئی تھی۔ اور آج کا دن بھی خالی نہیں تھا۔ کئی آدمیوں نے سینی ٹورا کے نام پر چرس تقسیم کی اور دھوئیں کے بادل بلند ہونے لگے۔ تب سینی ٹورا نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا اور گٹار پر ایک دھن چھیڑ دی۔

میں بھی گٹار کا کام دکھانے کے بے چین تھا میں نے سینی ٹورا کے گٹار کی دھن پکڑ لی اور اسے نہایت خوبصورت انداز میں بجانے لگا۔ سینی ٹورا رکی اور پھر اس نے دھن تبدیل کر دی اور میرے تاروں سے بھی وہی آواز نکلنے لگی۔ اور سینی ٹورا مسکراتے ہوئے جھومنے لگی۔

"ونڈر فل ایڈورڈ۔ ونڈر فل۔" اس نے مسکراتے ہوئے داد دی اور پھر گٹار کے نغمے بدمستوں کی خرمستیاں بڑھاتے رہے۔

"استاد زندہ باد، استانی زندہ باد۔" کہیں سے سردارے کی آواز ابھری اور میں نے مسکراتے ہوئے نگاہیں دوڑائیں لیکن سردارے اسے نظر نہ آ سکا۔ آوارہ گردوں نے اب رقص شروع کر دیا تھا نشے میں ڈوبے ہوئے بدمست چلا رہے تھے، تھرک رہے تھے، ان میں عورتیں بھی تھیں۔ اور مرد بھی تھے۔ سب دیوانے ہو گئے تھے اور یہ کھیل میرے لیے نیا نہیں تھا۔ میں انسان کو اس حالت میں پہلے بھی کئی بار دیکھ چکا تھا۔ پھر سینی ٹورا ہی تھک گئی، اور اس نے اپنا گٹار کار کی چھت پر ڈال دیا۔ وہ محبت بھری نگاہوں سے میری شکل دیکھ رہی تھی۔ اور آخر میں نے بھی گٹار بند کر دیا سینی ٹورا نے تالیاں بجائیں تھیں۔

"ونڈر فل ایڈورڈ۔ ونڈر فل! تم واقعی کمال کے انسان ہو میں نے اتنی خوبیاں کسی انسان میں یکجا نہیں دیکھی ہیں، واقعی تم کمال کے انسان ہو۔"

"شکریہ ٹورا۔ میں کار کی چھت سے اتر آیا اور ہم دونوں اندر خیمے میں پہنچ گئے۔ رات خاصی ہو گئی تھی۔ میں نے سینی ٹورا کی طرف دیکھا اور پھر ایک گہری سانس لے کر بولا "اب اجازت دو سینی ٹورا۔"

"ایں؟" وہ چونک پڑی، چند ساعت میری طرف دیکھتی رہی پھر آہستہ بولی۔ کیا تمہارے ساتھی تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔"

"ساتھی۔" میں نے گہری سانس لی "کون کسی کا انتظار کرتا ہے سینی ٹورا۔"

"تب پھر جانا ضروری ہے؟ تم سے باتیں کرتے دل نہیں بھرتا نیند آ رہی ہے۔"

"نہیں۔"

"جب کوئی بات نہیں ہے تو پھر اجازت کیوں؟" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"تم بھی تو اکتا سکتی ہو سینی ٹورا۔ مہمان آتے ہیں تو پھر جانا بھی تو ضروری ہوتا ہے۔" میں نے جواب دیا اور وہ مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھنے لگی، میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔ میں نے کوئی غلط بات کہہ دی۔"

"ہاں۔ ممکن ہے دستورِ دنیا یہی ہو۔ لیکن میں مختلف فطرت کی مالک ہوں۔"

"یعنی۔"

"میں بتا چکی ہوں، میری پوری زندگی عجیب رہی ہے، سنو ایڈورڈ کوئی مرد، میری زندگی میں، میرے مرد کی حیثیت سے نہیں آیا۔ سنا تم نے۔ میں آج تک ان چھوئی ہوں، میرا دل خالی ہے بالکل خالی۔ اپنے علاوہ کسی کو نہیں چاہا کسی سے پیار نہیں کیا، اپنی فطرت کا بارہا تجزیہ کیا۔ میرے سینے میں بھی جذبات ابھرے، بعض مردوں کے بارے میں سوچا۔ جذبات نے بارہا سر ابھارا۔ میں نے انہیں پرکھا۔ لیکن مردوں کی جو قسم میں چاہتی تھی وہ ان میں نہ پا سکی۔ سو میں نے انہیں دور جھٹک دیا۔ پھر میں نے سوچا کہ شاید میری پسند کا مرد بھی روئے زمین پر نہیں ہے۔ یا پھر میری سوچ نارمل نہیں ہے۔ میں اس دنیا کے انسانوں کی طرح نہیں سوچتی لیکن اس کے بعد بھی۔ اس خیال کے بعد بھی میں خود کو۔ اپنے خیالات کو تبدیل کرنے پر آمادہ نہ کر سکی۔ تب میں نے مردوں کے بارے میں سوچنا ہی چھوڑ دیا اور کوشش کرنے لگی کہ میرا عورت پن نہ ابھرے۔ یوں میں کسی حد تک مرد بن گئی۔" سینی ٹورا خاموش ہوئی پھر ہنس پڑی "کیا میں عجیب نہیں ہوں۔ عورت ہوں لیکن خود کو مرد سمجھتی ہوں مرد سمجھ کر مرد کے بارے میں نہیں سوچ سکتی اور نہ عورت کے بارے میں کیسی دلچسپ بات ہے۔ پھر میں کسی کے بارے میں سوچوں صرف اپنے بارے میں نہ کیوں ایڈورڈ۔ اس کے علاوہ میرے پاس سوچنے کے لیے کچھ رہ گیا تھا۔"

میں غور سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ سینی ٹورا کی کیفیت کا کسی حد تک احساس ہو رہا تھا۔ اگر یہ عورت کوئی بڑی اداکارہ نہیں ہے تو پھر بری عورت نہیں ہو سکتی لیکن آخری فیصلہ میں اب بھی نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے آخری فیصلہ ہی کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اس دنیا کی اتنی شکلیں ہیں اور ایسی ایسی عجیب ہیں کہ کسی شکل کو صحیح سمجھ لینا دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے اور میں خود اپنی نگاہوں میں احمق بننا نہیں چاہتا تھا۔

"تم خاموش ہو ایڈورڈ۔" اس نے مجھے چند منٹ کے

بعد ٹوکا۔"

"اوہ۔ ہاں۔ تم پر غور کر رہا تھا۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا خیال ہے تمہارا میرے بارے میں؟"

"تم ایک اُلجھی ہوئی عورت ہو، بس فطرتاً بُری نہیں ہو اور اگر فطرت بری نہ ہو تو انسان کو کسی طور برا نہیں کہا جاسکتا۔"

"میرے اندر بغاوت ہے۔ میں ہر اس کام سے نفرت کرتی ہوں، جسے بے شمار لوگ پسند کریں۔ اپنے حالات کسی حد تک بتا چکی ہوں، لیکن کیا تم مجھے بے ضمیر سمجھتے ہو؟"

"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"میرے والدین مجھے شہزادی کی طرح رکھ سکتے تھے، وہ مجھے دنیا کی ساری آسائش مہیا کر سکتے ہیں۔ لیکن میں نے بغاوت کے بعد کسی سے کوئی امداد نہیں لی۔ اور اپنی زندگی اپنی مرضی کے مطابق گزارنے کے اسمگلنگ کو سہارا بنایا۔ دیکھ لو۔ کیا میں ایک کامیاب زندگی نہیں گزار رہی؟ کیا کمی ہے میرے پاس۔؟"

"یقیناً" میں نے جواب دیا۔

"سنو ایڈورڈ! تم مجھے پسند آگئے، ممکن ہے میں ہمیشہ کے لیے تمہاری عورت بن جاؤں، فی الحال تم میرے دوست ہو، سنو میں کسی کو دوست بھی نہیں بناتی لیکن میں نے تمہیں اپنا دوست بنایا ہے، تمہارے اندر مردانگی ہے، تم حسین عورت کو بھی صرف عورت نہیں سمجھتے، اسے مار بھی سکتے ہو، یہ تمہاری کوالٹی ہے، مجھے پاگل مت سمجھنا سچ اگر تم اتنی بے دردی سے مجھے نہ مارتے تو میں تم سے کبھی متاثر نہ ہوتی اور کسی نہ کسی طور تمہیں قتل کر دیتی۔"

"اوہ شکریہ سینی ٹورا۔" میں نے گہری سانس لے کر جوتے اتار دیئے اور پھر کینوس کے خوبصورت پلنگ پر دراز ہو گیا۔ جو شاید سینی ٹورا کا تھا سینی ٹورا مسکرا دی تھی۔

"یہاں اس ٹینٹ میں کسی کو بے تکلفی سے بیٹھنے کی جرأت بھی نہیں ہوتی۔ تم کس آرام سے لیٹے ہو، بہر حال ان باتوں کو چھوڑو، تم نے کیا فیصلہ کیا۔؟"

"کس بارے میں سینی ٹورا۔؟" میں نے پوچھا۔

"میرے ساتھ کام کرو گے؟"

"کیا حرج ہے لیکن تمہیں تفصیل بتا چکا ہوں۔ تم الجھن میں پڑ جاؤ گی۔"

"اپنی الجھنوں سے میں خود نمٹ لوں گی۔ تم جواب دو۔"

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔"

"ونڈر فل۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تمہارے اس جواب سے مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے، باقی معاملات کی تم فکر نہ کرو میرے ہاتھ لامحدود ہیں۔"

"تمہیں میرے اور میرے ساتھیوں کے لیے پاسپورٹ بنوانے پڑیں گے۔"

"کل فوٹو گرافر سے کہہ دوں گی تمہاری تصویریں اتار لے پاسپورٹ بن جائیں گے۔"

"اور انٹرپول۔" میں نے کہا۔

"اس کے بارے میں بھی سوچیں گے ڈیئر۔" اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا اور ماحول پھر بدل گیا۔ وہی ہال تھا میں رنگین روشنیوں کے حصار میں تھا۔ دونوں برقعہ پوش اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے۔ دو پُراسرار وجود جن کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا۔

"کیا ہوا۔"؟ ایک بھاری آواز ابھری۔ شدید ذہنی کرب کا شکار ہونے کے باوجود میں نے اس آواز کو پہچان لیا۔ یہ نزلوکا تھا۔ ہاں یہ نزلوکا تھا۔ میرے رگ و پے میں بجلیاں دوڑ گئیں اور میں اس کرب کے عالم میں چیخا۔

"نزلوکا۔ مردود کمینے۔ میری بندشیں کھول دے۔ مجھے کھول دے کتے۔ میں۔ میں۔"

"یہ پھر ہوش میں آگیا مشیو ماریو۔" نزلوکا نے کہا۔

"اس کی ذہنی قوتیں اُن مشینوں سے جنگ کر رہی ہیں نزلوکا۔ بار بار یہ اُن مشینوں کا طلسم توڑ دیتا ہے۔" زیبی کی آواز اُبھری۔

"آہ۔ بے رحم زیبی۔ بے رحم سنگدل۔ میں لوراز ہوں۔ تیرا نواز۔ میں تیرا لوراز ہوں زیبی۔ تیرا۔"

"پاور زیادہ کر دو۔" نزلوکا نے حکم دیا۔ اور زیبی اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ روشنیاں اور تیز رفتار ہو گئیں میرے ذہن میں گھوں گھوں ہو رہی تھی۔ اور پھر میری آنکھیں بند ہونے لگیں۔ لیکن کہاں یہ سب کیا ہے۔ یہ تو۔ یہ تو۔ ماضی کا ایک اور باب میرے سامنے کھل گیا۔ دماغ کی گھوں گھوں کار کے انجن کی آواز میں بدل گئی۔ سردارے میرے ساتھ تھا ہم ایک ٹیکسی میں سفر کر رہے تھے۔

"استاد۔" سردارے کی آواز اُبھری۔

"ہوں۔"

"ہم نے ایک بہت بڑی بات نہیں سوچی۔"

"کیا۔"؟ میں نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر استانی کا تعلق انہی لوگوں سے ہے جن کے بارے میں ہم سوچ رہے تھے تو پھر اعتماد کیا معنی رکھتا ہے۔"؟

"اعتماد۔" میں نے سردارے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"استانی نے ہمیں رات کہیں بھی گزارنے کی اجازت دے دی تھی۔"

"اوہ۔" میں آہستہ سے بولا۔ درحقیقت اس وقت سردارے نے مجھ سے زیادہ ذہانت کا ثبوت دیا تھا اور پھر پہلے ہی میرے ذہن سے نکل گئے تھے۔ ویسے تو ظاہر ہے کہ میں کسی طور سینی ٹورا کی طرف سے مطمئن نہیں تھا۔ حالانکہ اُس نے مجھے اطمینان دلانے کی پوری پوری کوشش کی تھی لیکن اگر وہ صرف اسمگلر بھی تھی تو ہوشیار رہنے میں کیا حرج ہے لیکن اس وقت میرے ذہن میں یہ بات نہیں آئی تھی۔ سردارے کے توجہ دلانے پر میں نے اس پر غور کیا۔

"کس سوچ میں ڈوب گئے استاد۔"؟ سردارے آہستہ سے بولا۔

"بات ٹھیک ہے سردارے، میں تیرے خیال کو سمجھ رہا ہوں۔ اور یہ ممکن ہے۔ ہیمبرگ میں لا کر انہوں نے گویا ہمیں موقع دیا ہے کہ کسی سے ملاقات کرنا چاہیں تو ضرور کریں۔"

"بالکل ٹھیک استاد۔ دوسرے معنوں میں سمجھ لو وہ ہمیں ہیمبرگ میں آزمانا چاہتے ہیں۔"

"اس طرح تو پھر ہمارا تعاقب ہو رہا ہوگا۔"؟ میں نے آہستہ سے کہا۔

"اگر نہیں ہو رہا ہوگا تو حیرت کی بات ہے۔"

"بہر حال ہمیں یہاں سے نکل چلنا ہے سردارے خواہ کچھ بھی ہو، خواہ کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جائے۔" میں نے جواب دیا اور سردارے سر ہلانے لگا۔ سینٹ پالی کے قریب ہم نے ٹیکسی کو رُکنے کا اشارہ کیا اور بھر بل ادا کر کے تینوں ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھ گئے۔ یورپ کی سب سے بڑی بندرگاہ اب نگاہوں کے سامنے تھی۔ تجارتی، فوجی، مسافر بردار جہاز اور چھوٹی بڑی کشتیاں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلی ہوئی تھیں۔ بندرگاہ کے ساتھ چوڑے فٹ پاتھ پر گودی میں کھڑے جہازوں کے ملاح بے مقصد گھوم رہے تھے۔ اُن کی نگاہیں شکار کی تلاش میں بھٹک رہی تھیں۔

سینٹ پالی سے آگے بڑھ کر ہم دیپابہان پہنچ گئے۔ دیپابہان، جس کا نام سُن کر ہی رال ٹپکنے لگتی ہے۔ شبینہ کلبوں، ناچ گھروں اور شراب خانوں کا ایک جنگل جہاں کسی کو نیند نہیں آتی اور جہاں راتوں رات کروڑ پتی بھکاری بن جاتے ہیں۔ یہاں پر کاروں کی آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔ سڑک فٹ پاتھ کی حیثیت سے استعمال ہو رہی تھی۔ ہر شبینہ کلب کے دروازے پر اندر ہونے والی رنگین تماشوں کی تصویریں چسپاں تھیں کئی جگہ ٹکٹ بیچنے والے چیخ چیخ کر گاہکوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے۔ "پانچ ملک میں بیس لڑکیوں کا رقص، بیئر کا گلاس مفت، ہندوستانی جوگی اور پچاس جنگلی لڑکیاں، مشرق وسطیٰ کی شرمیلی خواتین" سردارے یہ سب کچھ دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھر رہا تھا۔

پھر ہم ایک ملحقہ گلی میں داخل ہوئے تو وہ دنگ رہ گئے۔

دُکانیں کھلی ہوئی تھیں۔ سڑکیں رنگ برنگی روشنیوں سے منور تھیں لیکن ان میں کپڑوں یا اشیاء کے بجائے عورتیں سجی ہوئی تھیں اور غازے اور لپ اسٹک کی موٹی تہوں میں ملفوف۔

"استاد۔" سردارے نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"ہوں۔" میں چونک پڑا۔

"ہائے۔ جانے کی ایسی بھی کیا جلدی تھی ارے وہ ہمارا کیا بگاڑ لیتی ظاہر ہے ہمارا تو کوئی پروگرام بھی نہیں تھا۔" سردارے بین کرنے لگا۔

"ٹپک پڑی رال۔"؟

"ہائے استاد۔ دیکھو تو سہی یہ بحری ملاح عیش کر رہے ہیں اور پھر ایسی جگہ۔ ہم نے بڑا غلط فیصلہ کیا استاد۔ کاش ہیمبرگ کو ایک نگاہ جانچ کر یہاں سے آگے جانے کا پروگرام بناتے۔" سردارے بدستور بین کرنے والے انداز میں بولا اور مجھے اُس کے مسخرے پن پر ہنسی آگئی۔

"بہر حال اب پروگرام بنا چکے ہیں سردارے، اب کچھ نہیں ہو سکتا۔"

"ارے تو ابھی ہمارے بیسٹے کا علم کیسے ہوا ہوگا۔ استانی نے پوری رات کی چھٹی دے دی تھی۔"

"پلیز سردارے۔ بور مت کرو۔ کیا فائدہ۔ یہ قتالہ کہاں نہیں ہیں۔"؟ میں نے کہا اور سردارے ایک ٹھنڈی سانس لیکر خاموش ہو گیا۔ پھر ہم قدرے شریفانہ علاقے میں نکل آئے یہاں صرف شراب خانے تھے۔

میں ایک شراب خانے کے دروازے پر رُکا۔ اور بیکر اور سردارے حیرانی سے میری شکل دیکھنے لگے۔ "آؤ۔" میں اندر داخل ہو گیا۔ سردارے وغیرہ نے میرا ساتھ دیا۔

ایک میز پر تقریباً آدھا گھنٹہ گزارا بیکر نے شراب کے دو پیگ چکھے میرے اور سردارے کے سامنے بھی شراب آئی تھی ہم نے چند گھونٹ لیے اور بقیہ شراب چالاکی سے ضائع کر دی۔ یہ مدہوشی رات کی نہیں تھی۔ بلکہ ہزار آنکھوں سے جاگنا تھا اور جاگتی آنکھوں سے میں نے دو افراد کو دیکھا جو ہمارے بعد شراب خانے میں داخل ہوئے تھے۔ یقیناً یہ ہمارا تعاقب کرنے والے تھے۔ میں خاموشی سے کچھ سوچتا رہا، پھر میں نے ذہن میں کچھ فیصلے کر لیے اب میں کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔

"سردارے"۔ میں نے سردارے کو آواز دی۔
"یس چیف"۔
"بل ادا کرو"۔
"اوکے"۔ سردارے نے کہا اور ویٹر کو اشارے سے بلا کر کچھ کرنسی اُس کے حوالے کر دی اور پھر ہم تینوں اٹھ گئے۔
"بات سمجھ میں نہیں آئی استاد"۔ سردارے بولا۔
"کیوں"؟ میں نے گلی میں پیدل چلتے ہوئے کہا۔
"شراب خانے کیوں آئے تھے"؟
"تعاقب کرنے والوں کا اندازہ لگانے"۔
"اوہ۔ پھر"؟ سردارے چونک کر بولا۔
"اندازہ ہو گیا"۔ میں نے جواب دیا۔
"اب کیا پوزیشن ہے"؟
"فی الحال دو تھے۔ میرے خیال میں اب وہ بھی ہمارے پیچھے نکل آئے ہوں گے"۔ میں نے جواب دیا۔ سردارے نے فوراً پلٹ کر نہیں دیکھا تھا لیکن چند منٹ کے بعد اُس نے گردن کو گھمایا۔
"وہ اندازہ درست ہے چیف"۔
"آ رہے ہیں"۔
"ہاں اور اُن کے عقب میں ایک کار بھی ہے"۔
"گڈ۔ ضرورت کے لیے"۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا پروگرام ہے استاد"؟
"بڑی سڑک پر نکل کر ٹیکسی تلاش کرو"۔ میں نے جواب دیا اور سردارے نے گردن ہلا دی۔ اُس کے بعد وہ خاموشی سے میرے ساتھ چلتا رہا۔ میں کچھ کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ خواہ کچھ بھی ہو جائے اب فیصلہ کر لیا ہے تو کام ہونا ہی چاہیئے۔ اور پھر ہم نے ٹیکسی کو اشارہ کیا اور ٹیکسی ہمارے قریب آ کر رُک گئی اور سردارے کو میں نے ڈرائیور کے پاس بٹھایا اور خود بیکر کے ساتھ پیچھے بیٹھ گیا۔ ٹیکسی آگے بڑھ گئی تھی۔
"چلتے رہو۔ ہم راستہ بتا دیں گے"۔ میں نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ متعاقب کار کی روشنیاں تلاش کرنا مشکل نہ تھا۔ ہر چند وہ ہوشیاری سے کام لے رہے تھے لیکن بہرحال اُن کے بارے میں اندازہ لگا لیا گیا تھا اور ٹیکسی سفر کرتی رہی۔ کافی دُور چل کر ڈرائیور نے پوچھا۔
"جناب۔ کیا آپ سرحد کی طرف جانا چاہتے ہیں"؟
"نہیں ڈرائیور۔ چلتے رہو ہم ابھی واپس آئیں گے"۔ میں نے کہا اور ڈرائیور نے شانے ہلا دیئے اور پھر ہم سنسان سڑک پر آ گئے۔ اب متعاقب کار کو بڑی دشواریاں پیش آ رہی تھیں۔ وہ فاصلہ کر کے روشنیاں جلاتے اور پھر بُجھا دیتے۔ کافی دور نکل کر میں نے ڈرائیور سے کہا:
"بس ڈرائیور، یہاں سے واپس چلو"۔
"اوہ۔ یس سر"۔ ڈرائیور نے کار کو بریک لگائے۔ سڑک اتنی زیادہ کشادہ نہیں کہ رفتار سست کر کے یوٹرن لیا جا سکتا اس لیے گاڑی کو بالکل روکنا ضروری تھا اور میں اس بات کا انتظار کر رہا تھا۔ جونہی ڈرائیور نے بریک لگا کر گیئر نیوٹرل کیا میں نے ڈرائیور پر حملہ کر دیا۔
بیکر اور سردارے چونک پڑے تھے لیکن میں نے ڈرائیور کو اُس کی سیٹ پر سے کھینچ لیا تھا۔ بیکر متحیرانہ انداز میں منہ پھاڑے میری کارروائی کو دیکھ رہا تھا۔ دوسرے لمحے سردارے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔
"میری مدد کی ضرورت ہے استاد"؟
"اسے نیچے اتارو سردارے"۔ میں نے کہا اور ہم نے ڈرائیور کو ٹیکسی سے نیچے کھینچ لیا۔ "پیچھے والی کار کو روکنے کی پوری کوشش کرو ان سے نمٹنا ہے"۔
"اوہ۔ مگر"۔
"ہوشیاری شرط ہے۔ فکر مت کرو"۔ میں نے کہا اور پھر میں بیکر سے بولا۔
"بیکر جو ہو رہا ہے اُسے صرف دیکھتے رہو۔ زبان کا استعمال مناسب نہ ہو گا"۔
بے چارے بیکر نے صرف گردن ہلا دی تھی، زبان تو اس کی خود بخود بند ہو گئی تھی۔ ہم نے ڈرائیور کو زمین پر ڈالا اور خود اُس کے نزدیک آ کھڑے ہوئے۔ اور پھر عقب میں آنے والی کار ہمارے قریب آ گئی۔ اس کی روشنیاں ایک دم جل اٹھیں تھیں اور پھر اُس کے بریک کافی زور سے چرچرائے۔ کار ہمارے قریب آ رُکی۔
"کیا بات ہے"؟ اُن میں سے ایک نے کرخت لہجے میں پوچھا۔ سردارے پر مجھے اعتماد تھا۔ وہ فوری فیصلہ کرنے پر قادر تھا۔ بس ہمیں، انہیں پستول کے استعمال سے روکنا تھا اور یوں بھی دو اور تین کا حساب تھا۔ بیکر تو ہمارے ساتھ ایک فالتو چیز کی حیثیت رکھتا تھا۔ میں نے انتہائی پھرتی سے کار سے پہلے اترنے والے کی گردن پر ایک زور دار گھونسہ جڑ دیا اور دوسرے کو نیچے کھینچ لیا۔ دوسری طرف سردارے نے ڈرائیور کو سنبھال لیا بہرحال مجھے پھرتی سے کام کرنا پڑا تھا۔ جوتے کی مضبوط ٹھوکر نے گھونسہ کھانے والے کو درست کر دیا۔ البتہ دوسرا آدمی پستول نکالنے میں کامیاب ہو چکا تھا لیکن اس کا ہاتھ میرے قابو میں

تھا اور پھر میرے سر کی ٹکر نے اس کی نکسیر پھوڑ دی تھی۔ یہی ترکیب کارگر رہی ورنہ معاملہ خاصا مشکل ہونے لگا تھا۔ دو تین ٹکروں نے اس کے حواس درست کر دیئے۔
یوں ہم نے اُن پر قابو پا لیا۔ سردارے اپنے شکار سے نمٹنے کے بعد میری طرف دوڑا تھا لیکن بہرحال میں اپنے شکاروں سے نمٹ چکا تھا۔
"استاد۔ استاد ہے"۔ سردارے بولا اُس کی آنکھوں میں چیتے کی سی چمک تھی اور وہ پوری طرح جاگ اُٹھا تھا۔
"اب جلدی کرو"۔
"حکم کرو میرے آقا"۔ سردارے نے سینہ پُھلا کر کہا۔
"اے چراغ کے جن۔ انہیں ٹیکسی میں ٹھونس دے مع ڈرائیور کے اور پھر ٹیکسی سڑک سے اُتار کر کھڑی کر دے۔ ایسی جگہ جہاں دیر تک اُس پر نگاہ نہ پڑ سکے"۔
"ان کی جیبوں کی تلاشی کی تو ضرورت نہیں ہے آقا"؟
"ہمارے پاس اللہ کا دیا سب کچھ موجود ہے اس لیے کوئی ضرورت نہیں ہے"۔
"تم نے گاڑی کو چیک بھی کیا استاد۔ اس پر پولیس وغیرہ کا نشان تو نہیں ہے"۔
"ویری گڈ۔ عمدہ سوچنے لگے ہو۔ میں نے چیک کر لیا"۔ میں نے تعریفی انداز میں کہا۔ سردارے واقعی ذہین اور بے حد اسمارٹ آدمی تھا۔ بعض اوقات مجھے اس کی اپنے ساتھ موجودگی سے بہت خوشی ہوتی تھی۔
"مگر ہر معاملے میں تم مجھ سے پہلے سوچتے ہو استاد۔ میرے ذہن میں یہ خیال دیر سے آیا"۔
"آخر استادی شاگردی بھی تو ہے"۔
"یہ حقیقت ہے استاد۔ میں نے جو کچھ سیکھا ہے تم سے سیکھا ہے"۔ سردارے نے جواب دیا اور پھر ہم دونوں ہی بیکر کی طرف متوجہ ہو گئے جو بالکل خاموش تھا۔
"تمہیں کیا ہو گیا ہے بیکر"؟ میں نے پوچھا اور بیکر چونک پڑا اس نے ہماری طرف دیکھا اور پھر اُلجھے ہوئے انداز میں بولا۔
"دراصل میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا باس"۔ بیکر نے کہا۔
"یہ لوگ ہمارا تعاقب کر رہے تھے بیکر"۔
"اوہ۔ پھر"؟
"سرحد پر گڑبڑ ہو جاتی، بس تم اس سے زیادہ جاننے کی کوشش مت کرو میری جان"۔
"ہاں مجھے تم پر اعتماد ہے باس۔ بس بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی"۔ بیکر نے جواب دیا۔
"کوئی بات نہیں ہے، ویسے راستہ ہم سب کے لیے نامعلوم ہے کیا تم کچھ نشاندہی کر سکتے ہو بیکر"؟
"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ یہ میرے وطن کا راستہ ہے اس کے بارے میں نہ جانوں گا"۔
"اوہ۔ ویری گڈ۔ تمہارے خیال میں سرحد کتنی دُور ہو گی"۔ میں نے پوچھا اور بیکر تاریکی میں آنکھیں پھاڑنے لگا پھر اُس نے کافی دیر تک غور و خوض کرنے کے بعد کہا۔
"زیادہ دُور نہیں باس"۔
اب منظر بدلا ہوا تھا۔ یہ ایک وسیع ترین ہال تھا جس میں لوہے کی بڑی بڑی مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک عجیب سی بہت ناخوشگوار بُو ہال میں پھیلی ہوئی تھی۔ ہال کے آخری سرے پر ایک زرنگار کرسی رکھی ہوئی تھی جس میں شاید ہیرے جڑے گئے تھے۔ کیونکہ اُن کی چمک سے کرسی جگمگا رہی تھی اور اس کرسی پر نرلوکا بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اپنے آپ پر غور کیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ میں لوہے کے ایک شکنجے میں جکڑا ہوا ہوں۔ میرے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے کسے ہوئے تھے اور اس طرح جکڑے ہونے کی وجہ سے میں اپنے بدن میں دُکھن محسوس کر رہا تھا۔ مجھ سے کچھ فاصلے پر زیبی موجود تھی۔ وہ بھی ایک کرسی پر خاموش اور گُم سُم سی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ برقعہ اُتار دیا گیا تھا جس میں میں نے اُن دونوں کو دیکھا تھا۔ نرلوکا کے ہونٹوں پر ایک مکروہ مسکراہٹ پھیل گئی۔
"تو پھر سمجھو۔ تم نے ساری زندگی مجھ پر وار کیے ہیں راجہ نواز اصغر۔ ہر وہ ممکن کوشش کر لی تم نے مجھے فنا کرنے کے لیے جو تمہارے بس میں تھی۔ ایک بار اپنی دانست میں تم مجھے ہلاک کر چکے تھے لیکن میرے خیال میں راجہ نواز اصغر تم ایک بے وقوف انسان ہو۔ کسی کی قوتوں کا پوری طرح اندازہ لگائے بغیر اُس پر وار کرنا دانشمندی نہیں ہوتی جو کچھ تم کر چکے ہو تمہارے علم میں ہے مجھے تمہارے ماضی سے دلچسپی تھی، کچھ باتیں جاننا چا[illegible] تمہارے بارے میں۔ چنانچہ میری ایجاد کردہ مشینوں نے [illegible] تمہارے ماضی میں دھکیل دیا اور میں تمہاری ابتدا اور [illegible] واقف ہو گیا۔ دلچسپ بات ہے راجہ نواز اصغر کہ تم بھی [illegible] کی دنیا کے ایک انسان نکلے پھر تمہارے دل میں میرے [illegible] یہ برائی کیوں پیدا ہوئی۔ بہرطور مجھے ان تمام باتوں سے [illegible] دلچسپی نہیں ہے میں تمہارا ماضی جاننے کے بعد ہی تمہیں ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ اسے پہچانو عرف عام میں اسے مشبو ماریہ کہا جاتا ہے اور اسے مشبو ماریہ کا نام میں نے دیا۔ یہ میری ایک ادنیٰ سی خادمہ تھی۔ میرے اشارے پر میرے پاؤں چاٹنے والی لیکن تمہاری محبت میں گرفتار ہو کر اس نے میرے خلاف بغاوت

کی اور بالآخر میرے بیٹے خاص [illegible] ٹوٹ [illegible]
خیال میں، کیا میں اسے انتقام کے بغیر چھوڑ سکتا تھا۔ مشیلو مار یو بنا کر میں نے اُسے وہی سب کچھ دیا جو میں چاہتا تھا۔ بہت عظمت، بہت عزّت، بہت احترام ان علاقوں میں اس سے بڑی عورت دوسری نہیں ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ عورت آج بھی میری غلام ہے۔ میری پاؤں چاٹنے والی۔ راجہ نواز اصغر تم نے اُسے اپنی بیوی بنالیا ہے۔ اپنا ہم مذہب بھی بنالیا ہے۔ لیکن جو نرلوکا کے خادم ہوتے ہیں وہ کسی دوسرے کے غلام نہیں بن سکتے اور نہ ہی اُس کے ہم مذہب۔ سامنے جو ایک گول سا تالاب دیکھ رہے ہو اُس میں تیزاب بھرا ہوا ہے۔ لوہے کے بہت بڑے ٹکڑے کو اس میں گرا دیا جائے تو ایک دھواں سا اُبھرتا ہے اور پھر یہ تیزاب اس لوہے کے ٹکڑے کو اپنی شکل میں تبدیل کرکے اس کا اپنا وجود ختم کر دیتا ہے۔ یہ شکنجہ جو تم دیکھ رہے ہو

میرے پورے بدن میں جھرجھری سی دوڑ گئی۔ زیبی اپنی جگہ سے اٹھی اور ہاتھوں اور پیروں کے بل چلتی ہوئی نرلوکا کی جانب جانے لگی۔ ترلوکا نے اپنے پاؤں پھیلا دیئے تھے۔

میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ زیبی اس کرسی کے پاس پہنچ گئی۔ اور پھر اچانک وہ کھڑی ہوگئی۔ نرلوکا کے حلق سے ایک ہلکی سی آواز نکل گئی تھی۔ میں نے چونک کر دیکھا۔ ترلوکا کے کرسی پر رکھے ہاتھ فولادی ہتھکڑیوں میں جکڑ گئے تھے دو موٹے کڑے اُس کے پیروں میں اور ایک کمر میں آگیا تھا۔

"مشیلو ماریو۔" وہ دہاڑا۔

"نہیں۔ زیبی۔ نرلوکا سو فیصدی زیبی۔ زیبی کی غراہٹ اُبھری۔

"یہ۔ یہ کیسے ہوگیا"؟

"تیری حماقت سے کتے۔ تو نے خود ہی میرے ذہن کا سحر توڑا تھا۔ نواز کی حالت دکھانے کے لیے، میں روئی تھی گڑگڑائی تھی اور تو ہنستا ہوا چلا گیا تھا۔ دوبارہ جب تو مجھے ملا تو میں پھر مشیلو ماریو بن گئی۔ میرے دوبارہ سحر قائم کیے بغیر۔ تو نے بھی غور نہ کیا۔ لیکن یہ میری کاوش تھی۔ اس کے بعد میں نے یہاں تیرے لیے انتظام کیا۔" زیبی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ مجھے کھول دے"۔ ترلوکا دہاڑا۔

"اب یہ کرسی فضا میں بلند ہوگی۔ ایسے"۔ زیبی نے ایک بٹن دبایا اور کرسی فضا میں بلند ہونے لگی۔ "پھر یہ تیزاب کے تالاب کی طرف جائے گی۔ ایسے"۔ زیبی نے دوسرا بٹن دبایا۔

"نہیں۔ نہیں۔ یہ یہ کیا۔ یہ کیا کر رہی ہے"۔ ترلوکا بھیانک آواز میں چیخا۔ کرسی تیزاب کے تالاب کے عین اوپر پہنچ گئی۔

"اور پھر تو اس تالاب میں گر جائے گا۔ ایسے"۔ زیبی نے

کہا اور اچانک [illegible] اوندھی ہوگئی۔ نرلوکا کی بندشیں کھل گئیں اور اُس کی آخری چیخ بڑی ہولناک تھی۔ تیزاب کے تالاب سے دھوئیں کا ایک مرغولہ اٹھا اور ترلوکا خاکستر ہوگیا۔

تب زیبی میری طرف متوجہ ہوگئی، میرے قریب آئی اور روتی ہوئی مجھ سے لپٹ گئی۔ بڑا رقت آمیز منظر تھا۔ لیکن میں نے زیبی کو سنبھالا۔ "ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئیے زیبی۔"

"میں نے سب انتظام کرلیا ہے"۔ زیبی بولی۔ اور مجھے ایک کمرے میں لے آئی۔ یہاں اُس نے میک اپ کے سامان کا انتظام کر رکھا تھا۔ میرے چہرے پر نرلوکا کا میک اپ کیا گیا اور پھر ہم باہر نکل آئے۔ زیبی احترام سے میرے پیچھے چل رہی تھی۔ باہر بہت سے لوگ تھے میں جدھر سے گذرتا گردنیں جھک جاتیں ہم ایک ہیلی کاپٹر کے قریب آگئے اور چند لمحات کے بعد ہیلی کاپٹر ہمیں لے کر چل پڑا۔ اس کی منزل بنکاک کی ایک خوبصورت عمارت تھی۔

زیبی نے مجھ سے کہا۔ "پورا پروگرام میں نے تیار کرلیا ہے نواز۔ آج رات کو ہم خاموشی سے اس عمارت سے نکلیں گے اور ہندوستان چلے جائیں گے۔ میرے پاس بارہ بجے کی فلائیٹ کے ٹکٹ موجود ہیں۔ اور پھر ہم ہندوستان سے ہم امریکہ روانہ ہونے کی تیاریاں کریں گے۔ کوئی مشکل نہ ہوگی۔"

"اس پروگرام میں ایک تبدیلی کرنی ہوگی زیبی"۔ میں نے کہا۔

"کیا"؟

"ہم امریکہ نہیں۔ پاکستان جائیں گے۔ اب ہم وہیں زندگی گذاریں گے زیبی۔"

"جہاں نواز کا حکم ہو"۔ اُس نے مسکراتے ہوئے میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ اور آج میں اپنے دیس میں ہوں۔ سرائے عالمگیر میں۔ جہاں جہلم بہتا ہے۔ میرے اطراف لہلہاتے کھیت بکھرے ہوئے ہیں جو میری محنت کا ثمر ہیں۔ یہاں میرے اپنوں کی آوازیں بکھری ہوئی ہیں۔ ہیر، ماہیئے ٹپے بلّے شاہ کی کافیاں۔ برسات کی راتوں میں بانسری کی آوازیں۔ میں اپنی زمین کی محبت سے مالا مال ہوں یہ ساری دولت میرے وجود میں سمٹی ہوئی ہے۔ اور جب زیبی لاچا پہنے ہوئے دوپہر کی دھوپ میں میرے لیے کھانا لاتی ہے تو میں فرطِ مسرت سے آنکھیں بند کرلیتا ہوں۔ وطن کے پیار سے بڑی دولت میں کائنات میں کوئی اور نہیں ہے یہ میرا تجربہ ہے۔

ختم شد